# فضائل و مناقبِ امیر المؤمنین علیہ السلام

## سیرتِ امیر المومنینؑ

(جلد: اوّل)

محقق و مؤلف

طالبِ علمِ بابِ مدینۃ العِلم

الحاج و زوّار محمد مرتضیٰ علی مجاب

# بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

(جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ)


نام کتاب : فضائل ومناقبِ امیرالمؤمنین علیہ السلام

تالیف : محقق ومؤلف محمد مرتضٰی علی مجابؔ

اہتمام : جناب مصطفٰی حیدر سلمان

کتابت : میر علی مہدی

ترتیب : مجتبٰی حیدر عمران

سن اشاعت : (حصّہ اوّل) جولائی ۲۰۲۱ء۔روزِ غدیر ۱۸/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

تعداد : (۱۰۰۰) ایک ہزار

قیمت : ۳۰۰ روپئے

زیر اہتمام وتعاون ناشر : global.panjetani@gmail.com

ویب سائٹ: www.youtube.com/PANJETANI

ملنے کا پتہ عباس بُک ایجنسی درگاہ حضرت عباسؑ۔لکھنؤ۔یوپی۔انڈیا

فون نمبر: 0522-2647590

موبائل: 9415102990 - 9369444864

ای میل: abbasbookagency@yahoo.com

سلمان بُک ڈپو روبرو عبادت خانہ حسینی حیدرآباد۔

# انتساب

اُس ذاتِ اقدس کی خدمت میں جس کے فضائل ومناقب غیروں نے دشمنی میں چُھپا دیئے، اپنوں نے رواداری میں بُھلا دیئے، وہ جو اِلٰہی صفات، زاہد الحسنات اور عالم المغیبات، خاصانِ ربِّ جلیل، برگزیدۂ خدا، رازِ خدا، مشیّتِ خدا، منتہائے دلالت، محکمِ رسالتؐ، نورِ جلالِ اِلٰہی، موضعِ کلمۂ خدا، مفتاحِ حکمت، چراغِ رحمت، چشمۂ نعمت، صراطِ مستقیم، تقویمِ تفصّل وتعظیم، جانشینِ نبیٔ کریمؐ، نورِ قدیم، وجہِ ربُّ الکریم، امانتِ علیؑ العظیم، ہے کون جو اِس کا ادراک کر سکے عقول حیران اور افہام سرگشتہ بڑے بڑے لوگ حقیر، علماء خاصر، شعراء ماندے، بلغاء وخطباء گونگے اور بہرے، فصحاء عاجز، نقطۂ کائنات، رازِ دائرۂ ممکنات، شعاعِ کبریاء، شرفِ ارض وسماء، خلائق کا نگہبان، حقائق کا امین، بدرِ منیر، رحمتِ بارانِ کثیر، مومنین کے امیر علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے دربارِ اقدس میں پیش کرنے کا آرزومند عبدِ حقیر

محمد مرتضٰی علی ابنِ محمد بشیر احمد بشیؔر

# اطلائے ضروری

کتاب ''فضائل ومناقبِ امیر المومنینؑ'' حصّہ اوّل ودوم در اِثباتِ عقائدِ مذہبِ شیعہ اثناء عشری لکھی گئی ہے۔شیعہ نوجوانوں کے عقائد کی اصلاح کیلئے ہے اور اِسی فرقے میں اِس کی اشاعت مطلوب ہے۔ یہ کتاب مشتمل بر مستند ومعتبر کُتبِ اکابرِ علمائے اہلِ تشیع اور علمائے اہلِ سُنّت کی روایات پر مشتمل ہے۔اور ہر ایک مِلّت و مذہب کے بزرگوں کا نام نہایت عزّت واحترام سے لیا گیا ہے چونکہ اس کتاب کا موضوع فضائل ومناقبِ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سیرتِ امیر المومنین کی روشنی میں ترتیب دی گئی ہے۔دیگر فرقوں کے وہ اصحاب جن کو یہ ناگوار معلوم ہو وہ اِسے خریدنے اور پڑھنے کی زحمت نہ فرمائیں۔

# فہرستِ مظامین



| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | حجۃ الاسلام حَسن رضا غدیری (نجف الاشرف) | | ۱۷ |
| ۲ | حجۃ الاسلام مولانا سید علی رضا رضوی صاحب قبلہ (صدر مجلسِ علمائے شیعہ یورپ) | | ۱۸ |
| ۳ | حجۃ الاسلام مولانا رضا عباس خاں صاحب قبلہ (حوزۃ المہدیؑ العلمیہ حیدآباد) | | ۱۹ |
| ۴ | مولانا سید علی عباس صاحب قبلہ طباطبائی (رستم نگر لکھنو) | | ۲۲ |
| ۵ | مولانا سید عباس ارشاد نقوی صاحب قبلہ (رستم نگر لکھنو) | | ۲۵ |
| ٦ | ذاکرِ اہلبیتؑ جناب غلام پنجتن صاحب (صدر انجمن باقری حیدر آباد) | | ۲٦ |
| ۷ | طالبِ علم بابِ مدینۃ العلم محمد مرتضیٰ علی مُجاب | | ۲۷ |



## باب:۱

## مولائے کائناتؑ کے آباءواجداد



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے آباءواجداد | ۳۱ | حضرت ابوطالبؑ کا عقدِ رسولِ اکرم کیلئے خطبہ | ۴۹ |
| حضرت عبدالمطّلب | ۳٦ | حضرت ابوطالبؑ نے رسولِ اکرمؐ کا عقیقہ کیا | ۵۰ |
| اصحابِ فیل کا تذکرہ | ۳۸ | ابوطالبؑ کی اپنے حلیفوں کو نصیحت | ۵۱ |
| حضرتِ عبدالمطلبؑ کی وصیّت | ۴۰ | حضرت ابوطالبؑ کی انگشتری کا نقش | ۵۱ |
| حضرتِ ابوطالبؑ کا مختصر تعارف | ۴۱ | شعبِ ابوطالبؑ | ۵۱ |
| حضرت ابوطالبؑ کے بارے میں آئمہؑ کے کلمات | ۴۴ | حضرت ابوطالبؑ کی قابلِ ذکر خدمات | ۵۳ |
| حضرت ابوطالبؑ کا اپنا ایمان پوشیدہ | ۴۵ | جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد | ۵۴ |
| ابوطالبؑ کی شفاعت | ۴۸ | تیس سال قبل فاطمہؑ بنتِ اسد کو خوشخبری | ۵۷ |
| ابوطالبؑ نے رسولؐ کی فضیلت دکھلائی | ۴۹ | | |

## باب:۲ مولائے کائناتؑ کی ولادت سے قبل پیشن گوئیاں



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کے ظہورِ نور سے پہلے مشرم کی پیشن گوئی | ۵۸ | علیؑ کے بارے میں سطیع کی پیشنگوئی | ۶۰ |
| علیؑ کے بارے میں راہب کی پیشنگوئی | ۵۹ | | |



## باب:۳

## مولائے کائناتؑ کی نورانی خلقت وظاہری خلقت ہر حال میں افضلیت



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کی نورانی وظاہری خلقت۔۔۔ | ۶۳ | علیؑ اور مَیں ایک نور سے خلق ہوئے | ۶۶ |
| علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے نور کے بارے میں | ۶۵ | علیؑ اور محمدؐ کے نور میں ملائکہ بھی فرق محسوس نہیں کرسکتے | ۶۸ |



## باب:۴ مولائے کائناتؑ کی ولادت عین کعبہ میں



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابنِ ابیطالب کی تاریخِ ولادت، اسماء مبارکہ | ۷۰ | علیؑ نے ماں کی گود سے باپ کو سلام کیا | ۷۷ |
| علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی ولادت کے حالات | ۷۳ | علیؑ کی ولادت اور نام رکھنے کے بارے میں | ۷۸ |
| علیؑ کی ولادت کے بارے میں امام زین العابدینؑ سے روایت | ۷۳ | علیؑ کا جھولے میں اژدر کو چیرنا | ۷۹ |
| علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کیلیئے شرفِ خاص | ۷۴ | علیؑ کا پہلا طمانچہ ابوجہل کے مُنہ پر | ۷۹ |
| علیؑ ہوئے کعبہ میں پیدا تو شہادت پائی مسجد میں | ۷۵ | علیؑ کی ولادت، مکّہ میں زلزلہ | ۸۰ |
| علیؑ نے آنکھ کھول کر پہلے رسولؐ کی زیارت کی | ۷۶ | | |



## باب:۵ مولائے کائنات کی تعلیم وتربیت



| | | | |
|---|---|---|---|
| مولائے کائنات کی تعلیم وتربیت | ۸۱ | علیؑ کا بچپن میں نبیؐ کی حفاظت کرنا | ۸۳ |
| علیؑ کی طفولیت | ۸۲ | علیؑ نے دعوتِ ذوالعشیرہ میں نبوت کی گواہی دی | ۸۴ |
| علیؑ بعثت سے پہلے نماز ادا فرماتے تھے | ۸۲ | | |

## ﴿باب:۶﴾ ﴿مولائے کائنات کا نور قرآن میں﴾



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ مع القرآن والقرآن مع علیؑ | ۸۵ | علیؑ اور جمع قرآن | ۹۲ |
| علیؑ قرآنِ ناطق | ۸۸ | علیؑ کے فضائل کی مماثلت پیغمبروں سے قرآن میں | ۹۳ |
| علیؑ کے قرآن میں تین سو نام ہیں | ۸۹ | علیؑ کا قرآن پیش کرنا | ۹۶ |
| علیؑ وارثِ قرآن | ۸۹ | | |



## ﴿باب:۷﴾ ﴿فضائلِ امیرالمومنینؑ قرآن کی روشنی میں﴾



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابن ابیطالبؑ کے فضائل قرآن کی روشنی میں | ۹۷ | علیؑ کا نام قرآن حکیم میں چار مقامات پر | ۱۳۶ |
| علیؑ نے تنہا آیۂ نجویٰ پر عمل کیا | ۱۳۱ | | |



## ﴿باب:۸﴾ ﴿فضائلِ امیرالمومنین احادیث کی روشنی میں﴾



| | | | |
|---|---|---|---|
| فضائلِ امیرالمومنین احادیث کی روشنی | ۱۳۹ | علیؑ دین کا دروازہ | ۱۵۳ |
| یا علیؑ اَنا و اَنتَ ابوھذا الامّہ | ۱۴۲ | علیؑ نبیؐ کے رازدار | ۱۵۴ |
| یا علیؑ میں اور آپ اس اُمّت کے باپ ہیں | ۱۴۳ | علیؑ کی مثال سورۂ قُل ھواللہ | ۱۵۴ |
| علیؑ قسیم الجنّة والنّار | ۱۴۵ | علیؑ کی محبت گناہوں کو کفّارہ | ۱۵۴ |
| علیؑ بہشت کا دروازہ ہیں | ۱۵۳ | علیؑ کے دشمن کا زمین پر چلنا حرام | ۱۵۴ |
| علیؑ ہدایت کا دروازہ ہیں | ۱۵۳ | علیؑ کی نسبت رسولؐ سے | ۱۵۴ |
| علیؑ حکمت کا دروازہ ہیں | ۱۵۳ | علیؑ کی محبت پر اجماع ہوتا تو دوزخ ہی خلق نہ کرتا | ۱۵۴ |
| علیؑ کو دانائی کے نو حصّے ملے | ۱۵۳ | النّظر اِلیٰ وجہِ علیؑ عبادة | ۱۵۵ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ فاطمہؑ کا کفو ہیں | ۱۵۵ | حدیثِ ناقہ | ۱۷۷ |
| علیؑ کے شیعہ ہی کامیاب ہونگے | ۱۵۵ | حدیثِ قربانی | ۱۷۸ |
| علیؑ کا ذکر عبادت ہے | ۱۵۵ | حدیثِ بساط | ۱۷۸ |
| انبیاء کو تین شہادتوں پر نبوت ملی | ۱۵۵ | حدیثِ خاصف النعل | ۱۸۰ |
| علیؑ کی محبت واجب | ۱۵۵ | حدیثِ مواخات | ۱۸۰ |
| علیؑ کے دشمن کو شفاعت نصیب نہ ہوگی | ۱۵۶ | حدیثِ طیر | ۱۸۲ |
| علیؑ کا ذکر عبادت ہے | ۱۵۶ | حدیثِ ثقلین | ۱۸۲ |
| علیؑ کو دیکھنا عبادت ہے | ۱۵۷ | حدیثِ منزلت | ۱۸۳ |
| علیؑ قرآن سے افضل ہیں | ۱۵۸ | حدیثِ سفینہ | ۱۸۳ |
| علیؑ کے پاس کتاب اللہ کا علم ہے | ۱۵۸ | حدیث باب حطّہ | ۱۸۴ |
| میں جنت کا شہر ہوں اور علیؑ اسکا دروازہ | ۱۵۹ | حدیثِ دیدار | ۱۸۵ |
| بہت ہی اہم حدیث | ۱۶۰ | حدیثِ مظہر العجائب | ۱۸۶ |
| علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں | ۱۶۳ | حدیثِ اذیّت | ۱۸۷ |
| حدیثِ ضربت یومِ خندق | ۱۷۱ | حدیثِ کِساء | ۱۸۸ |
| حدیث ردالشّمس | ۱۷۲ | حدیثِ کساء۔ جابرؓ کی روایت | ۱۹۱ |
| اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ تھا | ۱۷۴ | حدیثِ سدِّ ابواب | ۱۹۳ |
| حدیثِ نور | ۱۷۵ | حدیثِ شجرۃِ واحدۃ | ۱۹۳ |
| حدیثِ مدینۃ العلم | ۱۷۶ | حدیثِ غدیر | ۱۹۴ |
| حدیثِ سرگوشی اور وصیّت | ۱۷۷ | حدیثِ فضیلت | ۱۹۵ |
| حدیثِ شاخِ سُرخ | ۱۷۷ | | |

# باب:۹ مولائے کائنات کا مقام ومنزلت


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابن ابیطالبؑ کا مقام ومنزلت | ۱۹۶ | علیؑ کا شمار اہلبیتؑ میں ہوتا ہے اصحاب میں نہیں | ۲۱۷ |
| علیؑ کا مقام پیغمبرؐ کی نظر میں | ۱۹۹ | علیؑ اور تبلیغِ سورۂ برات | ۲۱۸ |
| علیؑ میں انبیاء کے اوصاف | ۲۰۰ | علیؑ میں انبیاء کی نوّے خوبیاں جمع کردی ہیں | ۲۲۱ |
| علیؑ کا نبیؐ کا ایک ہی گھر ہوگا | ۲۰۲ | علیؑ کا ملکِ یمن کو ہدایت کیلئے جانا | ۲۲۲ |
| علیؑ کی شبیہہ عرش پر | ۲۰۲ | علیؑ کے سواء کسی امام کو بھی امیر المومنین نہیں کہہ سکتے | ۲۲۳ |
| علیؑ کا فیصلہ درملاء اعلیٰ | ۲۰۳ | علیؑ سے سورج کا کلام کرنا | ۲۲۳ |
| علیؑ کے قدمونکے نیچے کی خاک کی برکت | ۲۰۴ | علیؑ سے زمین کا کلام کرنا | ۲۲۴ |
| علیؑ کے قدمونکے نیچے کی خاک شفا | ۲۰۵ | علیؑ ملائکہ کی آوازیں سُنتے تھے | ۲۲۴ |
| علیؑ کے در کے سواء سارے دروازے مسجد میں بند | ۲۰۶ | علیؑ مشیّتِ اِلٰہی | ۲۲۵ |
| علی علیہ السلام بمنزلة الكعبة | ۲۰۸ | علیؑ کا اور میرا ہاتھ عدل میں برابر ہے | ۲۲۵ |
| علیؑ کے لیئے آسمان سے پانی نازل ہونا | ۲۰۹ | علیؑ کی آغوش میں نبیؐ کا سر تھا وقتِ آخر | ۲۲۶ |
| علیؑ اللہ کی مضبوط رسّی | ۲۱۰ | علیؑ نے رسولِؐ خدا کے غسل وکفن کو انجام دیا | ۲۲۶ |
| علیؑ میں اوصافِ امامت | ۲۱۱ | علیؑ پر ملائکہ چوبیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے | ۲۲۷ |
| علیؑ پر خلاّقِ عالم کی عنایتیں | ۲۱۳ | علی نفس اللہ | ۲۲۸ |
| علیؑ کو نبیؐ سے قربتِ خاص حاصل تھی | ۲۱۴ | علیؑ نفسِ رسولؐ | ۲۲۸ |
| علیؑ سے کسی کا مقائسہ نہیں | ۲۱۵ | علیؑ کی کنیز کا نور | ۲۳۱ |
| علیؑ ساری خلقت میں منفرد ہیں | ۲۱۶ | علیؑ کو پانی پر موکل فرشتہ کا سلام کرنا | ۲۳۱ |

## باب: ۱۰ مولائے کائنات کے فضائل



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کے فضائل کا احصاء ناممکن | ۲۴۲ | علیؑ نے سب سے پہلے سجدۂ شکر ادا فرمایا | ۲۵۹ |
| علیؑ کے فضائل کا شمار ناممکن | ۲۴۵ | علیؑ کفّار محبت کریں تو بہشت میں داخل | ۲۵۹ |
| علیؑ کے فضائل کو پھیلانا | ۲۴۵ | علیؑ کی مثال سورۂ قل ھو اللہ | ۲۶۰ |
| علیؑ کیلئے اللہ کے طرف سے ہدیہ | ۲۴۶ | علیؑ کے فضائل ومناقب سکونِ نفس، اطمینانِ قلب | ۲۶۳ |
| علیؑ کی عزّت ومنزلت جو کائنات میں کسی کی نہیں | ۲۴۷ | علیؑ کے فضائل لِکھنا، سُننا، بیان کرنا | ۲۶۴ |
| علیؑ کے فضائل کی تحریر | ۲۴۸ | علیؑ کو نبیؐ کی وراثت عطا ہوئی | ۲۶۵ |
| علیؑ کو تین فضیلتیں ایسی مِلی | ۲۴۸ | علیؑ کی فضیلتیں | ۲۶۶ |
| علیؑ کی چار فضیلتیں | ۲۴۹ | علیؑ کی سب سے بڑی فضیلت | ۲۶۸ |
| علیؑ کی پانچ خصوصیات | ۲۵۰ | علیؑ کے فضائل۔ سلمانؑ کی زبانی | ۲۷۰ |
| علیؑ کی پانچ فضیلتیں | ۲۵۱ | علیؑ کی فضیلت، سلمانِ فارسی کا خطبہ | ۲۷۱ |
| علیؑ کی سات ۷ مخصوص فضیلتیں | ۲۵۲ | علیؑ کے فضائلِ بلالؓ کی زبانی | ۲۷۳ |
| علیؑ کی سات (۷) فضیلتیں | ۲۵۳ | علیؑ کے بارے میں حضرت ابوبکر کا کلام | ۲۷۴ |
| علیؑ کی دس فضیلتیں کسی کو بھی حاصل نہیں | ۲۵۳ | علیؑ کے بارے میں حضرت عمر کا کلام | ۲۷۶ |
| علیؑ کی دس (۱۰) خصوصیات | ۲۵۵ | علیؑ کے فضائل کی معاویہ کے دربار میں گونج | ۲۷۶ |
| علیؑ کے تین ہزار مناقب | ۲۵۵ | علیؑ نے راہبوں کو اپنے مختلف نام بتلائے | ۲۷۸ |
| علیؑ کے فضائل بیان کرنے کا حُکم | ۲۵۶ | علیؑ کے فضائل دوسروں تک پہنچانے کا حکم | ۲۸۰ |
| علیؑ میں تمام خصائل وفضائلِ حمیدہ | ۲۵۶ | علیؑ کے فضائل سُنّی علماء کی کتابوں سے | ۲۸۱ |
| علیؑ کے ہاتھوں پر لوہے کا موم ہونا | ۲۵۷ | علیؑ کی شان میں علمائے اہلِ سُنّت کا کلام | ۲۸۲ |
| علیؑ سے ذوالفقار کا ہمکلام ہونا | ۲۵۸ | علیؑ کے گھوڑے کی تعریف قرآن میں | ۲۸۳ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کا رخسار کو مٹی پر رکھنا | ۲۸۴ | علیؑ کا نام ذرّے ذرّے پر لکھا ہوا ہے | ۲۸۸ |
| علیؑ بت شکن | ۲۸۴ | علیؑ کے لیئے نبیِ اکرمؐ کی دُعا | ۲۸۹ |
| علیؑ کی زیارت کے لیئے ایک فرشتہ کا آنا | ۲۸۷ | علیؑ کے گھر میں طُوبیٰ ہوگا | ۲۸۹ |
| علیؑ کے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک | ۲۸۷ | علیؑ میزانِ یوم قیامت | ۲۹۰ |
| علیؑ مصداقِ مِنَ الْعَالِیْنَ | ۲۸۸ | | |


## باب:۱۱ مولائے کائنات کے اوصاف


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کے مناقبِ حُلیۂ جسمانی | ۲۹۱ | علیؑ کے چہرے سے ظاہر تھا وصی وجانشین | ۲۹۶ |
| علیؑ کا روحانی حلیہ | ۲۹۲ | علیؑ کی جدوجہد کسبِ حلال کے لئے | ۲۹۸ |
| علیؑ کے اخلاق وعادات | ۲۹۳ | علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی معمول کی زندگی | ۲۹۹ |
| علیؑ کے اوصافِ حمیدہ | ۲۹۵ | | |


## باب:۱۲ مولائے کائنات کی مشکل کشائی


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کی مشکلکشائی | ۳۰۰ | علیؑ نے سلمانؓ کی مشکل کشائی فرمائی | ۳۰۲ |
| موسیٰؑ اور ہارونؑ کی مدد کرنے والا سلطان | ۳۰۰ | یاعلیؑ مدد کہنا جائز ہے | ۳۰۵ |


## باب:۱۳ مولائے کائناتؑ کا زُہد وتقویٰ


| | |
|---|---|
| علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کا زُہد وتقویٰ | ۳۰۶ |


## باب:۱۴ مولائے کائناتؑ کی قناعت


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی قناعت | ۳۰۹ | علیؑ کے گھر میں فاقے | ۳۰۹ |

## باب:۱۵ مولائے کائناتؑ کی عدالت


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابن ابیطالبؑ کی عدالت | ۳۱۱ | علیؑ نے نبیؐ کو جھٹلانے والے کو قتل کرڈالا | ۳۱۸ |


## باب:۱۶ مولائے کائنات کے معجزات


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کا نام اسمِ اعظم ہے | ۳۲۱ | علیؑ کا نابینا حبشی خاتون کو بینائی عطا کرنا | ۳۳۱ |
| علیؑ اور نصیری کا واقعہ (بار بار زندہ کرنا) | ۳۲۲ | علیؑ کا معجزہ ٔ ایک قوم و قبیلے کا اسلام لانا | ۳۳۲ |
| علیؑ کا مُردوں کو زندہ کرنا | ۳۲۳ | علیؑ کے قدموں کی خاک سے سامری کا معجزہ | ۳۳۳ |
| علیؑ کا معجزہ، حکیمِ یونانی | ۳۲۴ | علیؑ نے یہودیوں کو انبیاء کے نام دکھائے | ۳۳۴ |
| علیؑ کے ہاتھ پر کنکریوں کا کلمہ پڑھنا | ۳۲۵ | علیؑ کا ایک ہی وقت میں چالیس مقامات پر موجود | ۳۳۵ |
| علیؑ نے گُرز کو حملہ آور کے گلے کا ہار بنادیا | ۳۲۶ | علیؑ کا کلمہ پڑھنے والا سونے کا پرندہ | ۳۳۵ |
| علیؑ کا معجزہ اور قنبر کی حیرانی | ۳۲۶ | علیؑ اور سونے کی دیوار | ۳۳۶ |
| علیؑ نے وعدۂ رسولؐ کو پورا کیا | ۳۲۸ | علیؑ کا معجزہ جنت وجہنّم دکھلائے | ۳۳۷ |
| علیؑ کا پتّھر کے نیچے سے چشمہ کا برآمد کرنا | ۳۳۱ | | |


## باب:۱۷ مولائے کائناتؑ کی سخاوت


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی سخاوت | ۳۳۹ | علیؑ کی سخاوت، معاویہ کا بیان | ۳۴۷ |
| علیؑ کا تین دن تک مسلسل خیرات کرنا | ۳۴۲ | علیؑ کا حالتِ رکوع میں انگوٹھی خیرات کرنا | ۳۴۸ |
| علیؑ کا جعفرِؑ طیار کے تحفہ کا خیرات کرنا | ۳۴۴ | علیؑ کی یتیم پروری | ۳۴۸ |
| علیؑ کا نبیؐ کے بھیجے ہُوئے سائل کو سیراب کرنا | ۳۴۵ | علیؑ کا روٹی کے سائل کو اُونٹوں کی قطار دینا | ۳۵۰ |
| علیؑ کا قرض لیا ہُوا دینار مقدادؓ کو عطا کرنا | ۳۴۶ | | |

## ﴿باب:۱۸﴾ ﴿مولائے کائنات کی عبادت﴾


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابن ابیطالبؑ کی عبادت | ۳۵۱ | علیؑ کا خضوع وخشوع | ۳۵۶ |


## ﴿باب:۱۹﴾ ﴿مولائے کائنات کا عِلم﴾


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ مصداقِ ''مَنْ عَنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَاب'' | ۳۵۷ | علیؑ نے فرمایا اگر میں سورۂ فاتحہ کے معنی لکھوں تو | ۳۶۷ |
| علیؑ کا کلام ''سلونی'' | ۳۵۹ | علیؑ سے دس علماء کا ایک ہی سوال | ۳۶۸ |
| علیؑ سے وعلبؔ کا سوال | ۳۶۰ | علیؑ سے ایک یہودی کے سوالات | ۳۷۰ |
| علیؑ نے مضر کے بیس سوالوں کا جواب دیا | ۳۶۱ | علیؑ سے یہود کے علماء کے سوالات | ۳۷۲ |
| علیؑ نے قیصرِ روم کے خط کا جواب ''سبع المثانی'' کے بارے میں | ۳۶۵ | علیؑ ہی وصیِ پیغمبرؐ ہے | ۳۷۴ |


## ﴿باب:۲۰﴾ ﴿عقدِ مولائے کائنات اور جنابِ فاطمۃ الزہراؑ﴾


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کی تزویج فاطمہؑ سے بحکمِ خداوندِ عالم | ۳۷۶ | علیؑ کے عقد کے سلسلہ میں تارے کا اُترنا | ۳۸۱ |
| علیؑ وفاطمہؑ کے عقد کے بارے میں | ۳۷۷ | علیؑ ابن ابیطالبؑ کا افتخار | ۳۸۶ |
| مَرج البحرین یلتقیان | ۳۸۱ | | |


## ﴿باب:۲۱﴾ ﴿مولائے کائنات کی شجاعت﴾


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابن ابیطالبؑ کی شجاعت | ۳۸۷ | علیؑ کا نام لینے سے فتح وکامرانی | ۳۹۲ |


## ﴿باب:۲۲﴾ ﴿مولائے کائنات کے القابات﴾


| | |
|---|---|
| علیؑ ابن ابیطالبؑ کے القابات | ۳۹۳ |

## باب:۲۳ مولاؑئے کائنات "سیدفی الدنیاو الآخرۃ"


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ سید المومنینؑ | ۳۹۹ | علیؑ سید العرب | ۳۹۹ |
| علیؑ سید المسلمین | ۳۹۹ | علیؑ سیّد الوصیّین | ۴۰۰ |


## باب:۲۴ مولائے کائناتؑ کی ولایت


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابن ابیطالبؑ کی ولایت | ۴۰۲ | علیؑ فرائضِ خدا میں سے ایک فریضہ ہیں | ۴۱۴ |
| علیؑ اور عہدِ الست اور میثاقِ ازل | ۴۰۲ | علیؑ کی خلافت کا اعلان آسمان پر | ۴۱۵ |
| علیؑ کے در پر تارہ ولایت کی گواہی کیلئے | ۴۰۴ | علیؑ کی خلافت کا اعلان میدانِ غدیرِ خم میں | ۴۱۶ |
| علیؑ کو ہر مرنے والا دیکھتا ہے | ۴۰۶ | خطبۂ غدیرِ خُم | ۴۲۰ |
| علیؑ صاحب الامر | ۴۰۷ | علیؑ سے خلافت کو زینت | ۴۲۹ |
| علیؑ کی خلافتِ الٰہیہ مطلقہ | ۴۰۹ | ایک خوبرو نوجوان کی حضرت عمر سے گفتگو | ۴۲۹ |
| علیؑ کا پروانہ ضروری صراط سے گزرنے کے لئے | ۴۱۱ | اذان واقامت میں شہادتِ ثالثہ | ۴۳۰ |
| علیؑ کی ولایت اور کھوپڑی | ۴۱۲ | شہادتِ ثالثہ کا سُنّتِ ہونا | ۴۳۱ |
| علیؑ سے عبّاس ابنِ عبدالمطّلب کا میراث طلب کرنا | ۴۱۳ | | |


## باب:۲۵ علیؑ کی ولایت کا انکار کرنے والوں کے بارے میں


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کی ولایت کا انکار کرنے والوں کے بارے میں | ۴۳۴ | علیؑ کی ولایت کا اِنکار کرنے والی ہر شئے حرام | ۴۳۹ |
| علیؑ کی ولایت کے بغیر کوئی عمل قابلِ قبول نہیں | ۴۳۸ | | |


## باب:۲۶ مولاؑئے کائنات پر سب وشتم کرنے والوں کی حالت


| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کو سب کرنیوالا خنزیر ہوتا ہے | ۴۴۱ | علیؑ سے بلند آواز میں بات کرنے والے کی حالت | ۴۴۸ |

## ﴿باب:۲۷﴾ ﴿مولائے کائنات سے دشمنی کی وجوہات﴾



| | |
|---|---|
| علیؑ سے دشمنی کی وجوہات | ۴۵۰ |



## ﴿باب:۲۸﴾ ﴿مولائے کائنات کے شیعہ﴾



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کے دوستوں کے بارے میں خوشخبری | ۴۵۳ | علیؑ کے شیعوں کی نشانیاں | ۴۶۲ |
| علیؑ کے چاہنے والوں کی حالت | ۴۵۴ | علیؑ کے محبّین کو پروانۂ نجات | ۴۶۴ |
| علیؑ سے محبتِ قلبی وزبانی | ۴۵۶ | علیؑ بغیر حساب شیعوں کو داخلِ بہشت فرمائیں گے | ۴۶۵ |
| علیؑ کے ہمراہ مومنین کی ارواح جنگِ جمل وصفّین میں | ۴۵۹ | علیؑ کی خدمت میں مومنین کے اعمال پیش ہوتے ہیں | ۴۶۶ |
| علیؑ کے شیعوں کی بنیاد | ۴۶۰ | علیؑ کے شیعوں کو ہمیشہ اَلحَمدُ لِلّٰہ کہنا چاہیئے | ۴۶۷ |



## ﴿باب:۲۹﴾ ﴿مولائے کائنات شبِ ہجرت میں﴾



| | |
|---|---|
| علیؑ ابنِ ابیطالبؑ شبِ ہجرت میں | ۴۶۹ |



## ﴿باب:۳۰﴾ ﴿مولائے کائنات کے اقوال وارشادات﴾



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کے اقوال واِرشادات | ۴۷۳ | علیؑ کا اِرشاد بنی ہاشم اور بنی اُمیّہ کے بارے میں | ۴۷۵ |
| علیؑ کا ارشاد ایمان کے بارے میں | ۴۷۴ | علیؑ کے ارشادات دُنیا کے بارے میں | ۴۷۶ |
| علیؑ کا ارشاد صفتِ دنیا کے بارے میں | ۴۷۵ | | |



## ﴿باب:۳۱﴾ ﴿مولائے کائنات اور معراجِ نبیِ کریمؐ﴾



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کے بارے میں شبِ معراج اللہ کا کلام | ۴۹۱ | علیؑ علیؑ کی آواز جنت کے کنڈے سے | ۴۹۵ |
| علیؑ کے لب ولہجہ میں معراج کی رات نبی کو آواز دی گئی | ۴۹۲ | علیؑ کی کلمۂ شہادت کہاں کہاں لکھا ہوا پایا | ۴۹۶ |
| علیؑ کے فضائل کی کتابوں کی عرش پر اُونٹوں کی قطار | ۴۹۲ | علیؑ کے لہجہ میں اللہ تعالیٰ کی خطابت | ۴۹۶ |
| علیؑ کیلئے معراج میں پردے ہٹا دیئے گئے | ۴۹۳ | | |

## ﴿باب:۳۲﴾ ﴿مولائے کائنات کی ظاہری خلافت﴾



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کی ظاہری خلافت | ۴۹۷ | علیؑ کی بیعت کے مسئلہ پر امام حُسینؑ نے فرمایا | ۵۰۳ |
| علیؑ ابنِ ابیطالبؑ بعدِ وفاتِ رسولؐ | ۴۹۸ | علیؑ خلفائے ثلاثہ سے اختلاف کے باوجود۔۔ | ۵۰۴ |
| علیؑ کے انکارِ بیعت پر مظالم | ۵۰۰ | علیؑ کے دینِ اِسلام کی بقاء کیلئے مشورے | ۵۰۴ |
| فرمانِ حضرتِ بلال | ۵۰۱ | علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے تلوار نہ اُٹھانے کا سبب | ۵۰۵ |
| سلمانِ محمدیؑ کا بیعت سے انحراف | ۵۰۲ | علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کے روز کی کیفیت | ۵۰۶ |
| علیؑ نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی | ۵۰۲ | | |



## ﴿باب:۳۳﴾ ﴿وصایا﴾



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ کے بارے میں رسولؐ کی وصیّت | ۵۱۲ | علیؑ کی عبداللہ ابن عباس کو وصیّت | ۵۱۵ |
| علیؑ کی وصیّت حَسنین علیہم السلام کو | ۵۱۳ | علیؑ کی وصیّت اپنے فرزند عباسؑ کو | ۵۱۶ |
| علیؑ کی وصیت محمدؑ حنفیہ کو جنگِ جمل میں | ۵۱۵ | | |



## ﴿باب:۳۴﴾ ﴿مولائے کائنات کا صبر﴾



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابن ابیطالبؑ کو صبر کا حکم | ۵۱۷ | علیؑ کے بارے میں پیغمبرِ اسلامؐ نے فرمایا | ۵۳۰ |
| علیؑ کی مظلومی کی گفتگو جنابِ سیّدہؐ اور سلمانؓ | ۵۲۰ | علیؑ کی مظلومی | ۵۳۰ |
| علی علیہ السلام کا صبر واستقلال | ۵۲۱ | علیؑ کی زندگی میں دو بڑے صدمے مسلسل | ۵۳۱ |
| علیؑ کے صبر کا راز | ۵۲۳ | علیؑ کا خطبہ وفاتِ رسولؐ کے بعد | ۵۳۲ |
| علیؑ نے مخالفین سے جنگ کیوں نہیں کی تھی | ۵۲۸ | علیؑ سے رفیقۂ حیات کی جُدائی | ۵۳۲ |
| علیؑ کی زرہ کا مقدمہ | ۵۲۹ | علیؑ کا خطبہ جنابِ سیدہؐ کے انتقال پر | ۵۳۴ |



## ﴿باب:۳۵﴾ ﴿مولائے کائنات کی شہادت﴾



| | | | |
|---|---|---|---|
| علیؑ ابن ابیطالبؑ کی شہادت | ۵۳۵ | علیؑ ابن ابیطالبؑ کے دفن کے حالات | ۵۴۰ |
| علیؑ کی شہادت کا واقعہ | ۵۳۶ | علیؑ کے قاتل کی حالت | ۵۴۲ |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مقدّمہ

حجۃ الاسلام حَسن رضا غدیری
(نجف الاشرف)

**الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد واٰلہ الطاھرین المعصومین ؑ،**

سیرتِ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے موضوع پر محترم ڈاکٹر محمد مرتضیٰ علی مجاب حفظہ اللہ کی کتاب نظر سے گزری، سرسری نگاہ کرنے سے اس کے مندرجات میں مؤلف کی غیر معمولی کاوش کی مظہریت دکھائی دیتی ہے، یقیناً ان کا یہ پاکیزہ عمل لائقِ تحسین ہے ،اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو ان کے نامۂ اعمال میں عبادت قرار دے اور انہیں اس سلسلے میں مزید توفیق سے نوازے، یقیناً اس کا مطالعہ کرنے والوں کو مقدس سیرت کے حیات بخش گوشوں کی عملی پیروی کا کُھلا راستہ مِل جائے گا کہ امیر المومنین علیہ السلام کی پیروی ہی میں فوز وفلاح کی ضمانت پائی جاتی ہے جیسا کہ حضرت پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ و سلّم نے ارشاد فرمایا: **یا علیؑ انت و شیعتک ھم الفائزون،** اے علیؑ ،تو اور تیرے شیعہ ہی کامیاب ہیں،

العبد حَسن رضا الغدیری
مرکز الزہرآءؑ العلمی
الحوزۃ العلمیۃ النجف الاشرف

۸/ مارچ ۲۰۲۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجۃ الاسلام مولانا سید علی رضا رضوی

(صدر مجلسِ علمائے شیعہ یورپ)

تصنیف و تالیف انسان کی ذہنی تخلیق کے شاہکار کا نام ہے۔ ابتدائے دنیا ہی سے اللہ نے صحیفوں اور کتابوں کے نزول کا سلسلہ جاری کر دیا تھا۔ انسان کی فکری اور علمی ترقی کے لئے پڑھنا اور لکھنا نہایت ضروری ہے۔ پڑھنے کے لئے انسان کو کتب و نوشتۂ جات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اچھی تحریر پختہ سوچ اور گہری تحقیق سے انجام پاتی ہے۔ سرورِ کائنات حبیبِ خدا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیثِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا ہے: ''الکتب بساتین العلماء'' یعنی کتابیں علماء کے باغات ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اہلِ علم جب سیر و تفریح کرنا چاہتے ہیں تو کتابیں دیکھتے ہیں۔

دنیا میں ایک ایک زبان میں کئی کئی لاکھ کتابیں موجود ہیں۔ ان تمام کتابوں میں جب دیکھا جائے تو مختلف علوم و فنون اور کثیر موضوعات پہ تالیفات نظر آئیں گی۔ مذہبی کتابیں انسان کے ابتدائی دور سے موجود رہی ہیں۔ آج بھی مذہبی کتابوں کی ہر دور کی طرح ضرورت موجود ہے۔ دینی کتابوں میں مؤلف و مصنف کی ذمہ داری کئی گنا زیادہ ہو جاتی ہے۔

کتابِ حاضر ''فضائل و مناقب امیر المومنین علیہ السلام'' تالیفِ محترم محمد مرتضٰی علی مجابؔ صاحب ساکن حیدر آباد دکن، سرسری طور پہ نظر سے گزری، موصوف نے محنت و لگن سے تحریر فرمائی ہے۔ کتاب کا موضوع ذات گرامیٔ حضرت امیر المؤمنین علیؑ بن ابی طالب علیہ آلاف التحیۃ والسلام انتخاب کیا گیا ہے۔ جیسی شخصیت ویسا موضوع۔ پروردگار مولف کی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور امیر المؤمنینؑ کی شفاعت نصیب فرمائے آمین۔

حجۃ الاسلام مولانا سید علی رضا رضوی

(صدر مجلسِ علمائے شیعہ یورپ)

بسمہٖ تعالیٰ و بذکر ولیہ

## مقدّمہ

حجۃ الاسلام مولانا رضا عباس خاں صاحب قبلہ
(موسس حوزۃ المہدیؑ العلمیہ، حیدآباد الہند)

امیر المومنین علی ابنِ ابی طالب علیہما السلام کائنات کی وہ عظیم اور منفرد شخصیت ہیں جن کی عظمت و بلندی کے اپنے بیگانے دوست دشمن سب ہی معترف ہیں اور کسی کو ان کے بلند امتیازات اور نمایاں خصوصیات سے انکار نہیں ہے۔

آپ قریش کے ایک ممتاز ترین گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مکّۂ معظّمہ خانۂ کعبہ کے اندر ولادت پائی، آغوشِ نبوت میں آنکھیں کھولیں۔ سایۂ رسالت میں پروان چھڑے رسالت مآبؐ کے نقشِ قدم پر بچپنے سے گامزن رہے۔ آپ رسولؐ اللہ کے قریب ترین قرابت اور خصوصی منزلت کے حامل تھے۔ آپ کا بچپن رسولِ اعظمؐ کی آغوش میں گذرا۔ رسولؐ اللہ آپ کو ہمیشہ سینۂ اقدس سے چمٹائے رکھا کرتے تھے اور اپنی خوشبو کو سُنگھایا کرتے تھے اور پرورش کا عالم یہ تھا کہ پہلے خود کسی چیز کو نرم کرتے پھر آپ کو لقمے بنا بنا کر کِھلایا کرتے تھے۔ آپ ہی نے اپنی پوری زندگی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت میں بسر کی اور رسولؐ کی پیروی اس طرح سے کی کہ جس طرح ایک اُونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔

خصوصیاتِ امیر المومنینؑ میں یہ بھی ہے کہ آپ وحی و رسالت کے نور کو دیکھا کرتے تھے اور آپ کے گوشِ مبارک وہ سب سماعت فرماتے تھے جو رسالت مآبؐ کے کان سُنتے تھے اور جو کچھ بصارتِ نبویؐ مشاہدہ فرماتی تھی وہ سب بھی علیؑ کی آنکھیں دیکھا کرتی تھی۔

آپ نے مرسلِ اعظمؐ کے مکتبِ ہدایت میں تعلیم و تربیت کی منزلیں طئے کیں اور فضاءِ علم میں اس بلندی تک پرواز کیا کہ آپ کے کمالِ علم کا تذکرہ خدا نے اس طرح کیا۔
’’قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ‘‘ (الرعد:۴۳)

''اور پیغمبرِ اکرمؐ شہرِ مدینہ کا فرمان بھی آپ کے کمالِ عِلم کا شاہد ہے۔''

**''انا مدینۃ العلم و علی بابھا.''**

**''اعلم امتی من احدی علی ابنِ ابی طالبؑ.''**

اور خود امیرؑ کائنات نے اپنے مقامِ عِلمی کو بیان کرتے ہُوئے اپنے سینۂ اقدس کی طرف اِشارہ کِیا اور فرمایا:

''یہاں عِلم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ کاش! اِس کے اُٹھانے والے مِل جاتے۔''

جس طرح عِلم میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے اسی طرح شجاعت و استقامت میں آپ کی نظیر نہیں مِلتی۔ آپ ہر حرب و جنگ میں بڑھ بڑھ کر حملہ کِیا کرتے تھے اور جب کُفّار و مشرکینِ قریش تلواروں اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر پیغمبرِ اسلامؐ کے مقابل اُتر آتے تو آپ آہنی دیوار بن کر ان کی حفاظت فرماتے۔

پیغمبرِ اِسلامؐ کی رحلت کے بعد اگرچہ فضاء آپ کے لئے سازگار نہ رہی' خلافتِ اِلٰہیہ مادی حکومت کے سانچے میں ڈھل گئی لیکن اِسلامی مفاد کے تحفّظ کی خاطر آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور وقت آنے پر احساسِ فرض کے ماتحت مشورے بھی دیتے رہے اور اِسلامی عُلوم و معارف کی آبیاری کرتے رہے۔

جب آپ مسندِ خلافت پر متمکن ہُوئے تو آپ نامساعد حالات میں بھی مفاسد کی راہ روکنے میں پوری جانفشانی سے کوشاں رہے۔ غرض آپ کا پورا دَورِ حیات ادائے فرض' دینِ اِسلام کے احیاء اور اِس کے تحفّظ و استحکام میں گذرا۔

امیر المومنینؑ نے ایک طرف عِلم کی روشنی میں کاروانِ اِنسانیت کو آگے بڑھایا اور دوسری طرف عمل کے ایسے نمونے پیش کیئے جو ہر منزل میں شمع کا کام دیتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اِس مصلحِ اعظم کی تابناک زندگی کے نقوش کو مشعلِ راہ بنایا جائے اور ان کے اُصولِ زندگی کی غیر متزلزل بنیادوں پر معاشرہ کی تشکیل و تعمیر کی جائے تا کہ اِنفرادی و اجتماعی

زندگی دینی تقاضوں سے ہم آہنگ اور اخلاقی رفعتوں سے ہمکنار ہو سکے۔

ماشاءاللہ جناب محمد مرتضیٰ علی مُجابؔ صاحب نے اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہُوئے مولائے کائنات کے نقوشِ زندگی کو تحریری شکل دے کر زیرِ نظر کتاب ''فضائلِ و مناقبِ امیر المؤمنینؑ'' کو آمادہ کِیا۔ اِس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ اِس کتاب میں ابواب بندی کی گئی ہے اور اور ہر باب ایک خاص عنوان کے تحت مرتّب کِیا گیا ہے تا کہ اِستفادہ کرنے والوں کے لئیے آسانی رہے۔

خدا مومنین کو اِس کتاب سے اِستفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ کتاب قارئین کے لئے نہایت مفید ہونے کے ساتھ ساتھ معرفتِ امامؑ حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔

خدا ہم سب کو معرفتِ امامؑ نصیب فرمائے اور اُن کے نقشِ قدم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ربّ العالمین بحقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ علیھم السلام۔

العبد العاصی

حجۃ الاسلام مولانا رضا عباس خاں

(موسس حوزۃ المہدیؑ العلمیہ' حیدآباد الہند)

مولانا سید علی عباس صاحب قبلہ طباطبائی

# مولودِ کعبہ علی علیہ السلام

کائنات کا مرکز کعبہ بیتُ اللہ' مسجد الحرام جو مکّہ میں واقع ہے اور عالمِ اِسلام کا قبلہ ہے جس کی طرف سجدہ کرنے والے سر بہ سجود ہوتے ہیں اور طواف کرتے ہیں اللہ نے چاہا کہ میرے گھر میں میرا بندہ علیؑ پیدا ہو۔ یہ فضیلت کسی اور کو نہیں مِلی۔ جب حضرت فاطمہؑ بنتِ اسد کو نوے ماہ درد زہ ہُوا تو آپ نے گھر سے نکل کر مسجد الحرام آئیں اور بیتُ اللہ کا طواف کِیا پھر آپ نے تسہیلِ ولادت کے لئے دُعا کی۔ ''پروردگار۔! مَیں تجھ پر ایمان رکھتی ہوں اور تیرے نازل کی ہُوئی ہر کتاب اور تیرے بھیجے ہُوئے ہر رسول پر ایمان رکھتی ہوں مَیں تیرے خلیل اور اپنے جدّ نامدار ابراہیم علیہ السلام کے کلام پر ایمان رکھتی ہوں اُنہوں نے تیرے اِس قدیم گھر کی تعمیر کی تھی مَیں تجھے تیرے انبیاؑءِ مرسلین اور ملائکہ مقربین کے حق کا واسطہ دیتی ہوں اور تجھے اِس امانتِ الٰہیہ کا واسطہ دیتی ہوں جو کہ میرے صدفِ عصمت کی زینت ہے میرے لئے ولادت کے مرحلہ کو آسان فرما۔''

فاطمہؑ بنتِ اسد کی دُعا ختم ہُوئی اور رعبِ اسد اللہ سے دیوارِ کعبہ کا کلیجہ پھٹ گیا۔ دیوارِ کعبہ اُس مقام سے شق ہُوئی جسے ''مستجار'' کہا جاتا ہے اِس کے بعد بی بی کعبے میں داخل ہُوئیں۔ جو دیوار شق ہُوئی تھی وہ دیوار دوبارہ مِل گئی۔ فاطمہؑ بنتِ اسد فرماتی ہیں جب مَیں کعبہ میں داخل ہُوئی تو کچھ دیر اندر سُرخ مرمر پر بیٹھی۔ اِتنے میں میرا فرزند علیؑ پیدا ہُوا۔ مجھے اُس کی ولادت سے کسی درد اور تکلیف کا احساس نہ ہُوا۔

امیر المومنینؑ کی والدہ تین دن تک کعبہ میں رہیں جب اپنے فرزند کو لیکر کعبہ سے باہر تشریف لائیں تو فرمایا:۔ ''اے لوگو۔! اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی مخلوق میں سے چُنا ہے اور مجھے پہلے والی خواتین پر فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے آسیہ بنت مزاحم کا اِنتخاب کِیا اُس نے چُھپ کر ایسی جگہ پر خدا کی عبادت کی تھی۔ جس میں اضطراری حالت کے بغیر خدا نہیں چاہتا کہ اُس مقام پر اُس کی عبادت کی جائے۔ اللہ نے مریمؑ بنتِ عمران کا اِنتخاب کِیا۔ جب اُن کے ہاں عیسیٰؑ کی ولادت ہُوئی تو اُنہوں نے بھوک مٹانے کے لئے ویران جگہ پر ایک خشک

کھجور کے درخت کو ہلایا تھا اور اُس سے تازہ کھجوریں گری تھیں۔اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس پر بھی فضیلت دی اور مجھ سے پہلے تمام جہانوں میں جتنی بھی عورتیں گزری ہیں۔اُن سب پر مجھے فضیلت دی، کیونکہ مَیں نے اپنے بچّے کو خدا کے قدیم گھر میں جنم دیا ہے۔اور مَیں نے وہاں تین دن قیام کیا اِس عرصہ میں جنت کا رزق اور ثمرات کھاتی رہی۔

اگر خدا اپنے ولی کی ولادت کے لئے زمین کے افضل ترین حصّہ کا اِنتخاب کرلے تو تعجّب کا کیا مقام ہے۔؟ اِس میں شک کیسا۔؟ حیرت کیسی۔؟ اگر خدا اپنے مقرّب بندوں پر عطیات، احسانات کی بارش کرے تا کہ وہ خدا کے یہاں محبوبیت کی دلیل بن جائے۔اِس موقع پر ابوطالبؑ نے اپنی زوجہ کو مبارکباد دی۔رسولِ خدا صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے ابنِ عم کو دیکھنے کو تشریف لائے۔آنحضرتؐ کے جمالِ مبارک پر مولود کی نظر پڑی تو مسکرانے لگے اور کہا۔''السلام علیک یا رسول اللہ۔'' سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسولؐ۔سب سے پہلے مولا علیؑ نے آپ کی رسالت کی تصدیق فرمائی اور رسول صلعم کی فرمائش پر آسمانی کتابوں کی تلاوت فرمائی اور قرآنِ مجید کے سورۂ المؤمنون کی بارہ ابتدائی آیتوں کی تلاوت فرمائی۔جبکہ ابھی تک قرآنِ مجید کا نزول بھی نہیں ہُوا تھا۔اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ مَیں رسالت کا گواہ بن کر آیا ہوں۔کلامِ الٰہی کی روشنی میں جو رسالت کا گواہ ہے اُسی کو اللہ کتاب کا عِلم عطا فرمایا ہے۔ اور وہی ''وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتَاب۔'' کا مصداق ہے۔

اللہ جزائے خیر عطا فرمائے جناب محمد مرتضیٰ علی مجاب صاحب کو اور اُن کے درجات بلند فرمائے جن کا قلم اہلبیت علیہم السلام کے فضائل اور مناقب لکھنے میں رواں ہے۔آپ کی قلمی کاوش میں خطبات لسان الطاہرین، عرفانِ ولایتِ امیر المومنینؑ، نعمتِ عظیم درود بر محمدٍ و آلہ الطاہرینؑ، علائمِ ظہورِ امامِ قائم المہدیؑ کے بعد ''فضائلِ ومناقبِ امیر المومنینؑ'' (سیرتِ امیر المومنینؑ کی روشنی میں) آپ کے سامنے موجود ہے خداوندِ عالم بطفیلِ اہلبیت علیہم السلام اِس خدمت کو قبول فرمائیں اور مومنین کو اِس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام۔

سید علی عباس طباطبائی

عباس بک ایجنسی، لکھنؤ۔ ۱۰/جولائی ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ

# پیش لفظ

گذشتہ ماہ جنوری ۲۰۲۱ء میں حسینیہ بیت القائمؑ حیدر آباد میں مجالس کے دوران جناب مرتضٰی مجاب صاحب سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا اور شرفِ ملاقات کے ساتھ ہی انکی کاوشِ قلم کا شاہکار بصورتِ کتاب بعنوان ''معرفتِ ولایتِ امیر المومنین علیہ اسلام'' بھی نگاہوں کا سکون اور راحتِ قلب کا سبب بن گیا۔۔یوں موضوعِ ولایت اہم ترین ضرورتِ ادوارِ اولین وآخرین ہے مگر دورِ حاضر میں اسکی ضرورت اور زیادہ ہے کیوں کہ آج منکرینِ ولایت کے ساتھ ساتھ نام نہاد قائلینِ ولایت بھی تصورِ ولایتِ مطلقہ کو تبدیل کر کے شرک جیسے گناہِ کبیرہ میں ملوث ہو رہے ہیں۔۔ایسے وقت میں ولایت کی معرفت کے لئے ایسی قلمی تحقیق نہایت ہی اہم ہو جاتی ہے۔۔۔اللہ جناب مرتضٰی صاحب کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے کہ انھوں نے نہایت ہی تحقیق کے ساتھ عرفانِ ولایت کے عنوان کے بعد مناقبِ امیر المومنینؑ کے عنوان پر ایک تحقیقی کتاب تالیف فرمائے ہے۔ یہ کتاب بھی پچھلی کتاب کی مانند ہی دورِ حاضر کے تقاضوں پر کھری اُترتی ہے۔معرفت کے لئے مناقب سے واقف ہونا لازم ہے اور عقیدہ کی پختگی کا وسیلہ فضائل ومناقب ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ولایتِ امیر المومنینؑ کے کعبہ پر اللہ نے جو غلاف اڑھایا ہے اسی کو مناقب کہتے ہیں۔مرتضٰی مجاب صاحب کی یہ کاوش بھی ایک دلیل ہے کہ ''میں لکھ رہا ہوں فضائل علیؑ کے صدیوں سے۔۔۔مگر ورق ابھی سادہ دکھائی دیتا ہے'' آخر میں دعا گو ہونے کے ساتھ اور زیادہ پُر یقین بھی ہوں کہ جناب مرتضٰی صاحب اپنی قلمی صلاحیت کے کارواں کو اور بھی آگے تک لے جائینگے اور اپنے قلم کے آب سے تشنالبانِ علم کو سیراب فرمائینگے۔

فقط والسلام خادمِ عزادارانِ سرکارِ سید الشہدؑا

سید عباس ارشاد نقوی (رستم نگر لکھنو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تقریظ

ذاکرِ اہلبیتؑ جناب غلام پنجتن صاحب
(صدر انجمن باقری، حیدر آباد)

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلاۃ و السلام علیٰ سیدنا محمدؐ و اہلبیت الطاہرین علیہم السلام

شکر و سپاس اُس معبود کو سزاوار ہے کہ جس نے اپنی توفیق کے ذریعے ہم کو جادۂ معرفت پر گامزن کِیا اور اپنی کُل مخلوق میں ہمیں توحید کا زیور دیکر ممتاز کِیا اُس کی ہر نعمت پر حمد و شکر ہے، جو پھر بھی ادا ہونا ناممکن ہے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول تمام مخلوق میں برگزیدہ بندہ اور حق کی دعوت دینے والے جن کے ذریعے مخلوقِ خدا راہِ راست پائی اور آپ ہی کے ذریعے راہِ یقین تابناک ہُوا اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ امیر المومنین، امام المتقین علیؑ وصیِ رسولِؐ ربّ العالمین ہے اور تسعۃ معصومینؑ پر ہزاروں درود و سلام جنہوں نے اِسلام کی بقا کے لئے اپنا گھر بار لُٹا دیا اور اُس کی کھیتی کو اپنے اور اپنے جگر کے ٹکڑوں سے سینچا۔

میرے بڑے برادر عزیز محمد مرتضیٰ علی مجاب نے مولائے کائناتؑ کے فضائل و مناقب جمع کرنے میں برسوں سے کوشاں ہیں۔ جن کی رات اور دن کی یہی مصروفیت رہتی ہے کہ خدمتِ اہلبیتِؑ اطہار علیہم السلام میں فضائل و مناقب تلاش کرتے رہتے ہیں آپ کی کئی کتابیں جو بالکلیہ منفرد ہیں۔ ''خطباتِ لسان الطاہرینؑ'' جس میں چودہ معصومینؑ کے خطبات کو جمع کئے ہیں۔ ''عرفانِ ولایتِ امیر المومنینؑ'' جس میں مولائے کائناتؑ کی ولایت پر قرآن اور حدیث سے کافی دلیلیں پیش کیں ہیں۔ ''نعمتِ عظیم، درود بر محمدؐ و آلہ الطاہرینؑ'' یہ درود پر ایک نایاب کتاب ہے اور حال ہی میں ''علائمِ ظہورِ امامِ

قائمؑ المہدیؑ ی'' بھی نہایت ہی مختصر مگر جامع کتاب ہے۔اسی طرح آپ نے نوحے اور مرثیے وغیرہ بھی لکھے ہیں جوکئی انجمنوں میں جیسے انجمنِ معصومینؑ، گروہِ کاظمیؑ وغیرہ میں پڑھے جاتے ہیں اس کے علاوہ پاکستان کے بھی بعض نوحہ خوانوں نے آپ کے نوحے پڑھے ہیں اس سے ہٹ کر حیدرآبادی منفرد انداز کے نوحہ جات ''خون کے آنسو''، ''خون کی مہندی''، ''قتیل العبراۃ''، ''اطفالِ کربلا''، ''ساقیِ عطشان''، ''شبابِ کربلا'' ہر ایک شہید کے کئی کئی قدیم طرزوں کے نوحہ جات مسلسل پڑھے جاتے ہیں۔

منفرد یادگار نوحہ خوانی ''ایک شہید اور ایک شاعر'' کے عنوان کے تحت گیارہ نوحہ خوانی ہو چکے ہیں جو سوشئیل میڈیا پر دستیاب ہیں۔

یہ کتاب ''فضائل ومناقبِ امیر المومنینؑ'' سیرتِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ پر ایک جامع کتاب ہے انشاءاللہ یہ بھی طلباء اور استفادہ کنندوں کے لئے ایک مفید کتاب ثابت ہوگی اسی طرح آپ کی کتابوں کی خصوصیت یہ رہی ہے کہ ''عباس بُک ایجنسی' لکھنؤ'' سے طبع ہوئے ہیں اور حرمِ مولائے کائناتؑ ،نجفِ اشرف میں رسمِ اجراء ہُوئی ہے اور نوحہ جات کے کتابوں کی کربلائے معلّیٰ میں حرمِ امام حُسین علیہ السلام اور حرمِ حضرت ابوالفضل العبّاس علیہ السلام میں رسمِ اجراء ہوئی ہے۔

میری خلاّقِ عالم سے یہی دعا ہے کہ اِس خدمت کو قبول فرمائے اور محمدؐ وآلِ محمدؐ علیہم السلام کی خوشنودی کا باعث قرار پائیں۔

احقر

ذاکرِ اہلبیتؑ غلام پنجتن

# ابتدائیہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلاۃ و والسلام علیٰ خیر خلقہ محمدٍؐ و آلہ الطّاہرینؑ لعن اللّٰہ علیٰ اعدائہم اجمعین۔

عن رسولؐ اللّٰہ صلیّ اللہ علیہ و آلہٖ و سلّم: لو أن الغیاض أقلام والبحار مدادٌوالجن خساب والانس کتاب ما قدرو اعلی احصاء فضائل علیؑ ابن ابیطالبؑ۔

فضائلِ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے فضائل و مناقب کا بیان کرنا کیسے ممکن ہے جبکہ رسولِ اکرمؐ نے خود فرمایا کہ اگر درخت قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی اور جنّ حساب کرنے بیٹھیں اور اِنس لِکھنے بیٹھیں تو بھی فضائلِ علیؑ کا احصاء ممکن نہیں۔

ایک ایسی ہستی کی شان میں فضائل و مناقب اِس چھوٹی سی کتاب میں تحریر کرنا کوزہ میں سمندر کے مصداق ہے، جس کی فضیلتوں کا آفتاب ہمیشہ نصف النہار پر چمکتا رہتا ہے۔ وہ معدنِ عِلم وحیاء، وہ مخزنِ صدق وصفا، وہ سراپائے تسلیم و رِضا، وہ دریائے جودوعطا جس کے اندر تمام تر فضیلتیں اور منقبتیں اپنے کمال کے ساتھ موجود ہیں۔

چودہ سو برسوں سے علماء، دانشور اور محققین نے حضرت علیؑ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کے لئے اپنی اپنی وسعتِ عِلمی کے مطابق قلم اُٹھاتے رہے ہیں لیکن کسی بھی ایک پہلو پر بھی مکمّل روشنی نہیں ڈال سکے۔ اِس لئے کے آپؑ کی معرفت کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔

امیر المومنین علیؑ کی ذاتِ گرامی درس آموز اور اِنسان ساز ہے۔ ایک ایسا بحرِ بیکراں ہے کہ جس میں فضائل وکرامات اپنے عروج پر معجزن ہیں۔ ہر حق طلب اِنسان اِس دریائے عظیم میں غوطہ زن ہوکر بیشمار گراں موتی مونگوں سے مالامال پلٹتا ہے۔ شجاعت، عِلم

اور فضیلت کی عظیم اور بلند پایہ پہلو سے سارا عالم حیران ہے۔ اِس خورشیدِ تاباں کے نور سے ،سارا عالمِ اِسلام منوّر رہے۔

امام جعفرِ صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے متعلق یہ کہو کہ ہم بارگاہِ اِلٰہی میں سجدہ ریز ہیں۔ پھر جو چاہو کہو، یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمیں مخلوق قرار دو، پھر جو چاہو کہو، تب بھی ہماری فضیلتوں تک نہ پہنچ سکو گے۔ (اِسکا مطلب یہ نکلتا ہے کہ خدا کے سوا ہر فضیلت آپ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہے۔)

علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی فضیلتیں اور مناقب ہم کیا بیان کر سکتے ہیں خداوندِ عالم نے اِنہیں جو سر بلندی عطا کی ہے اور ملکاتِ فاضلہ، پاک دلی، قدامتِ روحانی، اخلاقِ کریمانہ، مکارم ومحامد کی جِن عظیم چوٹیوں پر اِن کو فائز کِیا ہے اِن تک ہماری فکر کی رسائی ممکن نہیں ہے۔ ہماری عقلیں تھک جائینگی، آنکھیں ناکام عظیم لوگ خستہ کام، دانشور درماندہ، خطباء و شعراء اِن کی شانِ والا شان کے ایک گوشے کو بیان کرنے کے سلسلے میں گونگے نظر آتے ہیں۔ عقل وفہم کی رسائی کیسے ہوسکتی ہے جبرئیلِ شعور کے بال وپر جل جائینگے۔

علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی پُر افتخار زندگی، منفرد اور باعظمت شخصیت تاریخِ اِسلام میں اِسطرح سر بلند اور سرفراز ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر وہ پہلو اِنسان کے لئے نمونۂ عمل ہے۔ اکثر محققین وعلماء نے حضرت علیؑ کے معرفت واسرار کے ایسے گوشے تلاش کیئے ہیں جسے عام لوگ برداشت کرنے سے عاجز ہیں۔

ایک متّفقہ حدیث ہے کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے بارے میں اِرشاد ہے کہ بِلا شبہ ہمارا امرِ سخت اور دشوار گذار ہے اِس کو وہی تحمّل کرسکتا ہے جو نبیِ مُرسلؑ ہو، فرشتۂ مقرّب ہو یا ایسا مومن ہو جس کے قلب کا خدا اِمتحان کر لیا ہو۔

امام زین العابدینؑ کے اشعار کا ترجمہ ہے:۔ ''مَیں اپنے عِلمی جواہرات چُھپاتا

ہوں تا کہ نادان لوگ حق دیکھکر بپھر نہ جائیں اِس سلسلہ میں مجھ سے پہلے میرے جد علیؑ، امام حَسنؑ اور امام حُسینؑ بھی یہی طریقہ اپنائے ہُوئے تھے۔

نیز بہت سی احادیث میں وارد ہُوا ہے کہ اِن بزرگواروں کے گھر محلِ نزولِ ملائکہ ہے اور اِنکے گھروں میں فرشتے مکرّر نازل ہوتے ہیں۔ اور امامِ صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے اطفال پر ہم سے زیادہ فرشتے مہربان ہیں۔

علاّمہ ابنِ شہر آشوب نے مناقب تحریر فرماتے ہُوئے یہ دعویٰ کِیا تھا کہ اُن کے پاس علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی ایک ہزار کتابیں موجود تھیں لیکن پھر بھی "کہ میرا نام بھی آجائے تیرے نام کے ساتھ" آپ نے کتاب مناقب تحریر فرمائی جو شیعہ علماء کے نزدیک ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ یوں تو امیر المومنینؑ کی شخصیت پر مختلف پہلوؤں سے ہزاروں کتابیں تحریر کی جاچکی ہیں، اور یہ سلسلہ تا ابد جاری رہیگا۔ علیؑ کے مخالفین نے زمین کے چپّہ چپّہ میں عوام النسا کو دشمن بنانے کی کوشش کی جس کے لئے بنی اُمیّہ اور بنی عباس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ بنی اُمیّہ کے دَور میں ستّر ہزار منبروں پر سب وشتم کِیا گیا اور یہ چاہتے تھے علیؑ کے نام کو مسلمانوں خصوصاً مومنین کے دلوں سے محو کردیں لیکن وہ نام کو صاحبانِ ایمان کے دلوں سے نکال نہ سکے علیؑ کی محبت مومنین کے دلوں کی تہوں میں آویزاں ہوتی ہے۔ وہ گلے کٹنے سے، شہہ رگ کا خون بہہ جانے سے بھی نکل نہیں سکتی۔

ابنِ طلحہ شافعی نے اپنی کتاب میں بیہقی سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولِ اکرمؐ نے "جو آدمؑ کا عِلم دیکھنا چاہے اور نوحؑ کا تقویٰ، ابراہیمؑ کی خلّت، موسیٰؑ کی ہیبت، اور عیسیٰؑ کی عبادت وہ چہرۂ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ پر نظر ڈالے"۔ معلوم ہُوا کہ رسولِ اکرمؐ کی نظر میں حضرت علیؑ عالمِ کُل ہیں جس سے آپ کی فضیلت ثابت ہے اور کسی دوسرے کی فضیلت یا افضلیت کی گنجائش نہیں۔

امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اِرشاد فرمایا:۔ ''کہ خدا نے میرے بھائی علیؑ کو اِس قدر فضائل عطا فرمائے ہیں جس کا شمار نہیں ہوسکتا، اگر کوئی شخص علیؑ کی کوئی فضیلت اس پر عقیدہ رکھتے ہُوئے لِکھے تو اللہ اس کے پچھلے گناہ بخش دیگا۔ اور جو شخص علیؑ کی فضیلت لِکھتا ہے تو جب تک وہ لِکھتا رہتا ہے فرشتے اس کے گناہوں کے لئے مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔ جو شخص علیؑ کی کوئی فضیلت سُنتا ہے تو اِس کے وہ گناہ جو اپنے کانوں سے ناجائز کلام سُنکر کئے ہیں بخش دیتا ہے۔ پھر اِرشاد فرمایا علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت، خدا کسی مومن کے عمل کو ایمانِ ولایتِ علیؑ اور اس کے دشمنوں سے بیزاری کے بغیر قبول نہیں کریگا۔''

اِس کتاب میں کوئی نئی بات مَیں نے نہیں پیش کی بلکہ وہی فضائل ومناقب جو علماء و ذاکرین سے بھی سُنتے ہیں اُنہی کو جیّد علماء و محققین کی کتابوں سے اکٹھا کر کے یکجا کیا گیا ہے۔

مَیں نے اِس گلدستے کو سجانے کی بھرپور کوشش کی ہے کہ قارئینِ کرام کو اِس ضمن میں زیادہ سے زیادہ فضائل ومناقب اِس چھوٹی سی کتاب میں جمع کردوں جو میری زندگی کا مقصد ہے اور محمدؐ وآلِ محمدؐ کی خوشنودی کا باعث ہوجائے۔

احقر

غلامِ محمدؐ وآلِ محمدؐ

محمد مرتضیٰ علی مُجاب

# باب:۱

## مولائے کائناتؑ کے آباء واجداد

حیات القلوبؒ جلد دوم باب اوّل ص ۵۴ پر حضرت رسولِ خداؐ اور علیِ مرتضیٰؑ کے آباء واجداد کے بارے میں مفصل حالات لکھے ہیں۔ جب حضرتِ عبدِ مناف کی وفات کا وقت آیا انہوں نے ہاشمؑ سے عہد و پیمان لیا کہ جو نور تمہارے صلب میں ہے سوائے زن مُسلمہ و صالحہ ونجیبا کے رحم کے کہیں اور سپرد نہ کریں۔ ہاشمؑ نے اقرار کیا اس وقت کے بادشاہ آرزو اور تمنّا کرتے تھے کہ اپنی لڑکی کو حضرت ہاشمؑ کے نکاح میں دیں۔ اور کثیر مال ان کے لئیے بھیجتے تھے کہ شائد وہ اُن سے رشتہ کرنے پر راضی ہو جائیں۔ ہاشمؑ ہر روز کعبہ کے پاس آتے تھے سات مرتبہ طواف کرتے تھے اور کعبہ کے پردہ سے لپٹ جایا کرتے تھے۔ جو شخص اُن کے پاس آتا' ان کی عزّت کرتا وہ برہنہ لوگوں کو کپڑے پہناتے' بھوکوں کو کھانا کھلاتے اور پریشان حال لوگوں کی حاجتیں برلاتے' مقروض لوگوں کے قرضے ادا کرتے جس پر کوئی دیت ہوتی وہ خود ادا کرتے تھے۔ اُن کا دروازہ کسی آنے والے کے لئیے بند نہ ہوتا۔ اگر کبھی ولیمہ کرتے یا لوگوں کو کھانا کھلاتے تو اس قدر کافی انتظام کرتے کہ لوگ اپنے جانوروں اور طائروں کیلئے لے جاتے۔ اس طرح آپ کے لطف وکرم کا شہرہ تمام عالم میں ہو گیا۔ اور اہلِ مکّہ کی بادشاہی آپ کے لئیے مسلّم ہوگئی کعبہ کی کنجیاں' حاجیوں کو کھانا کھلانا' چاہِ زم زم' کعبہ کی تولیت' حاجیوں کی مہمانداری اور تمام امورِ مکّہ آپ سے متعلق ہوگئے۔ نزار کا علم اسمٰعیلؑ کی کمان' ابراہیمؑ کا پیراہن' شیثؑ کی نعلین۔ اور نوحؑ کی انگشتری آپ کو میراث میں ملی۔ قیصر بادشاہِ روم اور نجاشی بادشاہِ حبش نے کاہنوں'

راہبوں اور علماء سے سُن رکھا تھا کہ انوارِ مقدّسہ آپ کی جبین میں ہے حالانکہ آپ نے اپنی قوم کی ایک نجیب عورت سے شادی کرلی تھی جس سے سات ۷ اولادیں لڑکے اور لڑکیاں موجود تھے۔لیکن نورِ اقدس اسی طرح چمکتا رہا منتقل نہ ہوا۔ایک رات خانۂ کعبہ کا طواف کررہے تھے اسی حال میں خدا سے بتضرع وزاری دُعا کی کہ جلد ان کو ایک فرزند عطا فرمائے جو انوارِ مقدّسہ کا حامل ہو اسی حال میں اُن کو نیند آگئی انہوں نے خواب میں ایک ہاتف کی آواز سُنی جو کہ سلمٰی دخترِ عمرو کی (جو قبیلۂ نجّار مدینہ) سے جو طاہرہ ٔ و مطہرہ اور گناہوں سے پاک اور مبرّا ہے خواستگاری کرو اور مہرِ گراں اس کو دو عورتوں میں اس کی مثل نہیں ہے اس سے جو فرزند تمہارا ہوگا وہ نورِ مقدّس کا حامل ہوگا۔ جنابِ ہاشمؑ بیدار ہوئے اور اپنے بھائی مطّلب اور اپنے چچا کے لڑکوں کو جمع کیا اور اپنا خواب ان سے بیان کیا۔ ہاشمؑ نے کہا ''حاجت جس کی ہوتی ہے اسی کی کوشش سے پوری ہوتی ہے۔آپ نے چالیس افرادِ خاندان کو ہمراہ لیکر مدینہ روانہ ہوئے۔ جب مدینہ میں داخل ہوئے نورِ مقدّس جو آپ کی جبین میں تھا کی برکت سے تمام مدینہ منوّر ہوگیا اور اس کے عکس نے مدینہ کے تمام گھروں کو روشن کردیا۔ یہ دیکھکر تمام اہلِ مدینہ خود آپ کی طرف بڑھے۔ مطّلب نے کہا حضرت ہاشمؑ کی خواستگاری کے لیئے آئے ہیں ہم ساکنانِ حرمِ معبود ہم فرزندانِ لوی بن غالب ہیں اور ہمارا بھائی ہاشمؑ بن عبدِ مناف ہے۔ پدرِ سلمٰی نے کہا بہت بہتر مناسب ہے۔غرض نہایت عزّت واحترام کے ساتھ ٹھہرایا طرح طرے کی ضیافتوں اور مہمان نوازیوں سے ممتاز کیا اونٹ ذبح کیئے اور انکے لیئے متعدد خوان تیّار کیئے اور تمام اہلِ مدینہ قبیلۂ اوس وخزرج کے لوگ حضرت ہاشمؑ کے نور و جمال کے مشاہدے کیلیئے آنے لگے۔ علماءِ یہود کی نظر جب ان پر پڑی تو ان کی نگاہوں میں دُنیا تاریک ہوگئی کیونکہ توریت میں انہوں نے پڑھا تھا کہ یہ نورِ پیغمبرِ آخرالزّماںؐ کی علامت ہے بہت جلد ظاہر ہوگا اور اپنے مخالفین کی گردنیں اُڑائے گا فرشتے لڑائیوں میں اسکی مدد کریں گے یہ

سُن کر وہ بہت ملول و گریاں ہوئے اسی روز ان کے سینوں میں ہاشمؑ کی طرف سے کینہ بھر گیا اور اس نور کو گل کرنے کا اِرادہ کرلیا۔

دوسرے روز صبح ہوتے ہی ہاشمؑ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ فاخرہ لباس پہنیں اپنے سروں پر خود رکھیں' زرہ سینوں پر باندھیں اور علمِ نزار بلند کریں اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت ہاشمؑ کو اپنے گھیرے میں لیا جس طرح ستاروں کے درمیاں چاند ہوتا ہے۔ غلام آگے تھے اور ان کی متابعت کرنے والے ان کے پیچھے روانہ ہوئے اس شان سے بنی قینقاع کی طرف چلے سلمٰی کے پدرِ بزرگوار اپنی قوم کے بڑے بڑے لوگوں یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی خدمت میں ہمراہ ہوئے۔ جب وہ بازار کے قریب پہنچے وہاں شہر اور دیہات کے لوگ دُور اور نزدیک سے آئے ہوئے تھے اپنے اپنے کام چھوڑ کر حضرت ہاشمؑ کے نورِ جمال کے دیکھنے میں محو ہو گئے لوگ ہر طرف سے اُنکی جانب دوڑ پڑے سلمٰی انہی کے درمیان کھڑے ہو کر حضرت ہاشمؑ کے نور کا مشاہدہ کررہی تھیں۔ اسی اثناء میں ان کے والد اِن کے پاس آئے اور یہ خوشخبری دی کہ اے سلمٰی یہ اوج عزّت اور ماہِ برج کرامت ورفعت جس کو تم دیکھتی ہو تمہاری خواستگاری کے لیئے آیا ہے جو اطرافِ عالم میں کرم وسخاوت اور عفت و کفایت میں مشہور ہے۔ یہ سُنکر سلمٰی نے انتہائی حیا سے سر جُھکا لیا۔ اسی وقت شیطان ملعون نے آکر ہاشمؑ کی بُرائی کی اور اسی کے مشورے سے زیادہ مہر پر اُکسایا جنابِ مطّلب نے فرمایا سو اونٹ جن کی آنکھیں سیاہ اور بال سُرخ ہیں مہر میں دیتے ہیں اس طرح ہزار مشقال سونا' ایک قروار عنبر' دس جامہ سفید مصری' اور دس جامہ عراقی' پانچ کنیزیں' دس اوقیہ مشک اور پانچ قداح کا فوراضافہ کیا۔ یہودیوں نے کہا ہم اس پر راضی نہیں ہیں جو اتنا مفلس ہے یہ سُنتے ہی چار سو یہودیوں نے جو وہاں موجود تھے تلواریں کھینچ لیں اِدھر حرم کے سرداروں نے بھی تلواریں نکال لیں مطّلب نے یہودیوں کے سردار پر حملہ کیا اور ہاشمؑ نے ابلیس لعین پر وہ بھاگا لیکن ہاشمؑ نے پکڑ لیا اور اُٹھا کر بلند کیا پھر زمین پر

پٹکا۔اور نورِ مصطفیٰؐ و مرتضیٰؑ اس پر چمکا تو اس نے ایک نعرہ مارا اور تیز ہوا کے مانند ہاتھ سے نکل گیا۔ اِدھر مطلب یہودیوں کے سردار کو دو ٹکڑے کر دیا اس طرح ستّر یہودی قتل ہوئے باقی بھاگ گئے اور سرورِ کائنات کے بارے میں ان کی عداوت اور زیادہ ہوگئی۔ ہاشمؑ خیمے میں واپس گئے اور ولیمہ کا انتظام کیا۔ اور تمام حاضرین کو کھانا کھلایا اسکے بعد نورِ محمدؐ و علیؑ پیشانیِ سلمٰی میں ظاہر ہوا۔ اِس حُسن سے سلمٰی کے حُسن و جمال میں اور اِضافہ ہوا۔ مدینہ کی عورتیں آپ کے حُسن کو دیکھنے آتیں۔ اسکے بعد ہاشمؑ چند روز مدینہ میں مقیم رہے اسکے بعد سلمٰی کو وصیّتیں کیں کہ اس نور کی حفاظت کرنا خاص کر یہودی بہت دشمن ہیں جب وہ سنِ شباب کو پہنچے اسکو حرمِ خدا میں واپس بھیج دینا اور سب سے رخصت ہو کر وصیّتیں فرمانے کے بعد آپ شام کے لئیے روانہ ہوئے وہیں عالمِ بقا کی جانب رحلت فرمائی۔

سلمٰے کے بطن سے شیبۃ الحمد (عبدالمطلّبؑ) تولد ہوئے تو ایک ہاتفِ غیبی کی سلمٰی کو آواز آئی کہ اپنے فرزند کو پردہ میں رکھو اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرو۔ آپ دو مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے۔ سات سال کی عُمر میں وہ نہایت قوی و دلیر جوان معلوم ہونے لگے۔ بڑے سے بڑا بوجھ اُٹھا لیتے لڑکوں کو ہاتھوں پر بلند کر کے زمین پر پٹک دیتے تھے۔ شیبہ نے ایک مسافر کے ذریعے مکّہ میں اپنا پیغام بھجوایا اس مرد نے کہا! اےئ بزرگانِ قوم اور فرزندانِ عبدِ مناف! اپنے وقار کو بھول گئے اور اپنے چراغِ ہدایت کو دوسروں کے گھر میں روشن کر رکھا ہے خدا کی قسم فصحاء کی زبانیں اس کے مقابلہ میں گنگ ہیں اور عقّال اس کے سامنے عاجز ہیں وہ حُسن و جمال کی بلندی کا آفتاب ہے اور اہلِ فضل و کمال کی آنکھوں کا نور ہے یہ سُنکر مطلّب اپنی سواری کو منگوائے اور سوار ہو کر تنہا نہایت سُرعت و عجلت کیساتھ مدینہ پہنچے۔ دیکھا شیبہ الحمد لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے ان کو اس نورِ مقدّس کے ذریعے پہچان لیا وہ کہہ رہے تھے مَیں ہاشمؑ کا فرزند ہوں جو بزرگی و شرافت میں مشہور ہیں یہ سُنتے ہی مطلّبؑ نے ناقہ کو بٹھایا اور پُکار کر کہا اےئ میرے بھائی

کی یادگار میرے پاس آؤ۔فرمایا مَیں تیرا چچا مطّلب ہوں پھر ان کو گود میں لیا‘ پیار کیا اور روئے اور پوچھا کہ پارۂ جگر تو کیا چاہتا ہے کہ مَیں تجھ کو تیرے آباء واجداد کے وطن لے چلوں جو تیرے عزّ وشرف کا مقام ہے۔شیبہ نے کہا ہاں ضرور چلنا چاہتا ہوں۔ یہ سُنکر مطّلب سوار ہوئے اور اپنے ہمراہ شیبہ کو بھی سوار کرلیا اور مکّہ کی جانب روانہ ہوئے۔

جب یہودیوں کو خبر ہوئی کہ شیبہ اپنے چچا کے ساتھ تنہا مکّہ روانہ ہوگئے ہیں تو ان کے قتل کا اِرادہ کرلیا یہودیوں کو آواز دی چلو اس کو ہلاک کردیں اور اسکے شر سے محفوظ و مطمئن ہوجائیں یہ سُنکر ستّر ۷۰ یہودی ان کے تعاقب میں چلے۔رات کا وقت تھا مطّلب کے کانوں میں ان کے گھوڑوں کی آواز آئی تو کہنے لگے اۓ فرزند جن سے خوف تھا وہ آ پہنچے۔شیبہ نے کہا راستہ بدل دیجئیے۔فرمایا اۓ نورِ چشم تیری پیشانی کا نور ان ہمراہوں کو دکھلا دے گا جس طرف بھی ہم جائیں گے۔شیبہ نے کہا میرے چہرے کو چھپا دیجئیے شائد وہ نور چھپ جائے مطّلب نے کپڑے کی تین تہیں کرکے چہرے پر اٹکا دیں لیکن اس نور کی ضیاء باری میں کمی نہ ہوئی مطّلب نے کہا اۓ میرے بھائی کی جان تیرے خورشیدِ جمال کا یہ نور خدا کا نور ہے پوشیدہ نہیں ہوسکتا۔اور نہ کوئی اس کو بجھا سکتا۔خدا کے نزدیک تیری منزلت عظیم ہے۔جب وہ قریب پہنچ گئے شیبہ نے سر کو سجدہ میں رکھ کر خدا سے پیغمبرِ اکرمؐ کا واسطہ دے کر دُعا کی ان کے دلوں پر ایسا رعب چھا گیا کہ وہ مکروچاپلوسی کرنے لگے۔

الغرض مطّلب جنابِ سلمٰی سے اجازت لیکر اس بچّہ کو ہمراہ لئیے جب مکّہ میں داخل ہوئے اور آپ کا آفتابِ جمال مکّہ کے دروازوں پر طالع ہوا تو آپ کے نور کی ضیاء وہاں کے پہاڑوں پر پڑی مکّہ روشن ہوگیا جس کو دیکھکر اہلِ مکّہ کو حیرت ہوئی وہ اپنے گھروں سے نکل کر دوڑے مطّلب کو دیکھا کہ ایک لڑکے لئیے آرہے ہیں۔پوچھا کون ہے۔؟ آپ نے مصلحتً فرمایا یہ میرا غلام ہے اس سبب سے شیبہ کا نام عبدالمطّلبؑ ہوگیا۔مدّتوں تک اُن کی قدر و منزلت کو پوشیدہ رکھّا۔آپ کی بدولت مکّہ کے تمام لوگوں کو ہر معاملہ میں برکت ہوتی تھی۔

# حضرت عبدالمطلّبؑ

حیات القلوبؔ۔باب اوّل ص ۶۶ پر علامہ مجلسیؒ نے رسولِ اکرمؐ وعلیِ مرتضیٰ علیہ السلام کے آباء واجداد کے بارے میں مفصل طور پر بیان کیا ہے اور کئی کتبِ تواریخ میں بھی تحریر ہے ہم مختصراً حضرت عبدالمطلّبؑ کے بارے میں کچھ احادیث تحریر کرتے ہیں۔رسولِ خداؐ وعلیِ مرتضیٰؑ کے آباء واجداد سب کے سب انبیاؑء واوصیاء اور حاملانِ دینِ خدا ہے۔اور فرزندانِ اسمٰعیلؑ جو آنحضرتؐ کے اجداد تھے وہ سب حضرت ابراہیمؑ کے اوصیاء تھے ہمیشہ مکّہ کی بادشاہیٔ خانۂ کعبہ کی پردہ پوشی اور اس کی تعمیر وغیرہ کی خدمت انہی لوگوں سے متعلق رہی ہے وہ لوگ مرجع انام رہے ہیں شریعتِ موسیٰؑ وعیسیٰؑ وابراہیمؑ فرزندانِ اسمٰعیلؑ کے لیئے منسوخ نہیں ہوئی تھی وہ لوگ شریعت کے محافظ تھے ایک دوسرے کو وصیّت کرتے اور آثارِ انبیاؑء سپرد کرتے رہے ہیں۔اسی طرح یہ سلسلہ حضرت عبدالمطلّبؑ تک پہنچا اور عبدالمطلّبؑ نے جنابِ ابوطالبؑ کو اپنا وصی قرار دیا۔اور ابوطالبؑ نے کتابیں صحیفۂ آثارِ انبیاؑء اور ان کے تبرّکات آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد ان کو سُپرد فرمایا۔

حضرت عبدالمطلّبؑ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں چنانچہ امام جعفرِ صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے روز وہ ایک اُمّت کے مانند تنہا محشور ہوں گے۔کیونکہ وہ اپنی قوم میں تنہا (موحد) تھے ان سے پیغمبروں کی علامت اور بادشاہی کی ہیبت ظاہر ہوگی۔

حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام ہی سے دوسری معتبر حدیث منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلّبؑ نے جاہلئیت کے زمانے میں پانچ سُنّتیں مقرر کیں جن کو خدا نے اسلام میں جاری وقائم رکھّا۔(۱) اوّل یہ کہ سوتیلی ماؤں کو

بیٹوں پر حرام قرار دیا۔جس کے بارے میں خدا نے قرآن میں فرمایا ہے ''وَلاَ تَنکِحُواْ مَا نَکَحَ آبَاؤُکُم مِّنَ النِّسَاء ''(سورۂ نساء آیت:۲۲) ''اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباء واجداد نے نکاح کیا ہو۔''(۲) دوسرے یہ کہ انہوں نے خزانہ پایا تو اس میں سے پانچواں حصّہ راہِ خدا میں دے دیا جس کے متعلق خدا فرماتا ہے ''وَاعْلَمُواْ أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّهِ خُمُسَهُ '' (سورۂ انفال آیت:۴۱) ''یاد رکھو کہ جب تمہیں مالِ غنیمت حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصّہ خدا کے لئے صرف کرو۔'' تیسرے (۳) یہ کہ جب چاہِ زم زم کو کھودا تو اس کو حاجیوں کا سقاہا قرار دیا تو خدا نے فرمایا ''أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ ''(سورۂ توبہ آیت:۱۹)۔چہارم (۴) یہ کہ آدمی کے مار ڈالنے کا خوں بہا ۱۰۰ اونٹ مقرر کیئے۔پانچویں (۵) یہ کہ قریش میں طواف کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی آپ نے سات مرتبہ طواف کرنا مقرر فرمایا۔حضرت عبدالمطلبؑ نے نہ کبھی جوا کھیلا نہ بتوں کی پرستش کی۔نہ ان جانوروں کو کھایا جو بتوں کے لیئے کاٹے گئے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مَیں اپنے پدر ابراہیمؑ کے دین پر قائم ہوں۔حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے تھے کہ واللہ نہ میرے باپ نے بتوں کی پرستش کی نہ میرے دادا عبدالمطلبؑ نہ میرے جدّ بزرگ جنابِ ہاشمؑ نے نہ عبدِ مناف نے بلکہ وہ لوگ کعبہ کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔اور دینِ ابراہیمؑ پر قائم تھے اور آنحضرتؐ کے دین سے متمسّک رہے۔

(۶) روایت میں ابنِ عباس سے منقول ہے کہ کسی کے واسطے کعبہ معظّمہ کے سامنے مسند نہیں بچھائی گئی سوائے جنابِ عبدالمطّلبؑ کے۔اُن کی مسند پر اُن کے احترام و اکرام کے سبب سے کوئی شخص نہیں بیٹھتا تھا لیکن جب سرورِ عالمؐ تشریف لاتے تھے اور ان کی مسند پر بیٹھنا چاہتے اور ان کے چچا وغیرہ روکنا چاہتے تو عبدالمطّلبؑ فرماتے تھے ان کو چھوڑ دو میرے فرزند کو کہ اس کی شان بزرگ ہے وہ عنقریب تمہارا سیّد و سردار ہوگا۔اس کی پیشانی سے بزرگی و سرداری کا نور مشاہدہ کرتا ہوں وہ تمام خلق کا پیشواء ہوگا پھر ان کو گود

میں لیتے اور اُن کی پُشت پر ہاتھ پھیرتے اور بار بار پیار کرتے۔اور ابو طالبؑ سے فرماتے تھے کہ اس فرزند کی عزّت وشان بہت بلند ہے لہٰذا اسکی حفاظت کرنا۔کیونکہ وہ بے ماں باپ کا تنہا اور اکیلا ہے اس پر مثل ماں کے مہربان رہنا تاکہ کوئی تکلیف اور صدمہ اس کو نہ پہنچے۔پھر اس بچّے کو کاندھے پر سوار کر کے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔

## اصحابِ فیل کا تذکرہ

''أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ﴿﴾ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ﴿﴾ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ﴿﴾ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ﴿﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ﴿﴾''(سورۂ فیل)''اے رسول تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔کیا اس نے انکی تدبیریں ملیامیٹ نہیں کر دیں اور ان پر ابابیلوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے جو ان پر کھرنچوں کی کنکریاں پھینکتی تھیں (آخر) انہیں چبائے ہوئے بھس کی طرح برباد کر دیا۔''

امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بادشاہِ حبشہ ابرہہ بن الصباح نے خانۂ کعبہ کے برباد کرنے کا اِرادہ کیا اور ملّہ معظّمہ کے نواح میں پہنچا تو اہلِ ملّہ کے مال لوٹ لیئے جن میں حضرت عبدالمطّلب کے اونٹ بھی تھے۔حضرت عبدالمطّلبؑ بادشاہ کے پاس گئے اور اجازت لیکر اس کے دربار میں پہنچے۔اس وقت ابرہہ ایک ریشمی خیمہ میں تخت پر بیٹھا تھا۔اس نے اپنے درباریوں سے کہہ رکھا تھا کہ جب حضرت عبدالمطّلب آئیں کوئی کھڑا نہ ہوگا۔جب حضرت عبدالمطّبؑ داخل ہوئے سب سے پہلے ابرہہ خود اُٹھکر کھڑا ہو گیا۔آپ کے نور و تجلّیٰ اور حُسن و جمال٬ ہیبت و وقار کو دیکھکر حیران ہو گیا۔پوچھا کہ آپ کے آباء واجداد میں بھی یہ نور تھا؟ فرمایا ہاں! ابرہہ نے کہا کہ آپ لوگ اس فخر وشرف کے سبب پھر تو تمام خلق پر فائق ہیں اور آپ کو اپنی قوم کا سردار اور بزرگ ہونا

ہی چاہیئے۔ پھر حضرت عبدالمطّلبؑ کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ کا ایک سفید ہاتھی تھا جو بہت بڑا تھا جس کے دونوں دانت مختلف جواہرات سے مرصع کیئے گئے تھے۔اس کو اس ہاتھی پر بھی فخر تھا جب اس نے اس ہاتھی کو دربار میں لانے کا حُکم دیا تو اسکو خوب آراستہ کر کے دربار میں لائے۔ جب وہ حضرت عبدالمطّلبؑ کے قریب پہنچا تو حضرتؑ کے لیئے سجدہ کیا حالانکہ اُس نے اپنے بادشاہ کو کبھی سجدہ نہیں کیا تھا۔ پھر بقدرتِ الٰہی اور نورِ مقدّس کے اعجاز سے فصیح عربی میں حضرت عبدالمطّلبؑ کو سلام کیا اور کہا کہ اے نورِ بہترین خلائق اور اے صاحبِ خانۂ کعبہ وزمزم اور جدِّ بہترین پیغمبرؐ ان آپ پر سلام ہو اور ان انوار پر جو آپ کے قلب میں ہیں۔اے عبدالمطّلبؑ عزّت وشرف آپ کے لیئے ہے آپ ہرگز ذلیل ومغلوب نہیں ہوسکتے۔ابرہہ نے جو یہ عجیب کیفیت دیکھی تو ڈرا اور سمجھا کہ یہ جادو ہے اور ہاتھی کو واپس کر دیا۔ پھر حضرت عبدالمطّلبؑ سے یہ پوچھا آپ کس غرض سے تشریف لائے ہو کہ آپؑ کی سخاوت وشرف کا شہرہ سُنا ہے اور اب آپ کے جمال وجلال اور عظمت وہیبت کا مشاہدہ کرلیا آپ کی جو حاجت ہو اس کو روا کرنے کے لیئے تیّار ہوں۔آپ نے فرمایا کہ تیرے سپاہی میرے اونٹ ہنکا لائے ہیں وہ مجھے واپس دلا دے یہ سُنکر ابرہہ کو غصّہ آیا وہ بولا کہ آپ کی قدر ومنزلت میری نگاہوں سے گرگئی۔ مَیں تو آپ کے خانۂ شرف ومنزلت کو برباد کرنے آیا ہوں اور آپ کی قوم کو فنا کرنا چاہتا ہوں جس کے حج کے لیئے اطرافِ عالم سے لوگ آتے ہیں۔آپ اس کے لیئے کچھ نہیں کہتے اور اپنے اونٹ مجھسے واپس مانگتے ہیں۔عبدالمطّلبؑ نے فرمایا مَیں اس گھر کا مالک نہیں ہوں مَیں اپنے اونٹوں کا مالک ہوں۔اس گھر کا مالک ہر ایک سے زیادہ قوت والا اور بلند ہے۔ وہ خود اپنے مکان کی حفاظت وحمایت کرنے کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔ یہ سُنکر اُبرہہ نے حضرت عبدالمطّلبؑ کے اونٹ ان کو واپس دے دیئے وہ اُن کو لیکر مکّہ واپس آئے۔آپ دربار سے گئے اس نے درباریوں سے کہا کہ مَیں نے تمہیں حکم دیا

تھا کہ جب وہ آئیں اُٹھکر کھڑے نہ ہونا پھر تم لوگ کیوں تعظیم کے لیئے اُٹھے۔انہوں نے کہا کہ جب تو اُٹھکر سب سے پہلے کھڑا ہو گیا تو ہم تیری خاطر اُٹھکر کھڑے ہو گئے۔

# حضرتِ عبدالمطلبؑ کی حضرت ابوطالبؑ کو وصیّت

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اسناد کے ساتھ اکمال الدین صفحہ ۲۰۵ پر تحریر کیا ہے کہ عبدالمطلبؑ فرماتے تھے اس لڑکے کے لیئے ایک عظیم مرتبت اور منزلت ہے پس اسکی حفاظت کرو اور اسکے ساتھ متمسک رہو کیونکہ یہ یکتا اور بے مثل ہے اور اس کے لیئے ماں کی طرح بنو خبردار اس پر کوئی ایسی بات نہ آجائے جو اس کے لیئے ناگوار ہو۔ جب رسولِ اکرمؐ چھ سال کے ہو گئے تو آپ کی مادرِ گرامی حضرت آمنہؑ بنتِ وھب ''اُبواء'' میں جو کہ مکّہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے وفات پا گئیں۔ پس رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم یتیم ہو گئے۔ نہ باپ کا سایہ تھا نہ ماں کی شفقت۔ پس عبدالمطلبؑ نے آپؐ پر پیار و محبت اور نگہداشت میں اضافہ کر دیا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلبؑ کی وفات کا وقت آن پہنچا۔ آپ نے ابوطالبؑ کو قریب بُلوا کر فرمایا کہ ''اے ابوطالبؑ دیکھو اِس کے لیئے حافظ بن کر رہنا کیونکہ یہ اکیلا ہے جس نے باپ کے سایہ کو دیکھا ہے نہ ماں کی شفقت کا مزہ چکھا۔ دیکھو اے ابوطالبؑ اِسے اپنے تن میں سے جگر اور کلیجہ کی حیثیت دینا۔ مَیں اپنے تمام بیٹوں کو چھوڑ کر تمہیں اِس کے بارے میں وصیّت کر رہا ہوں پس اِسکی اپنی زبان، بازو اور مال کے ساتھ اس کی نصرت کرو۔ پس یقیناً خدا کی قسم! یہ تمہاری قیادت کرے گا اور ایسی حاکمیت حاصل ہو گی جو میرے آباء و اجداد میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی ہے۔ پس آپؑ نے فرمایا اللہ گواہ ہے تم اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاؤ۔ پس ابوطالبؑ نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ عبدالمطلبؑ نے ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا۔! اب میری موت میرے لیئے آسان ہو گئی۔ جب رسولِ اکرمؐ آٹھ سال کے ہُوئے عبدالمطلبؑ کا انتقال ہو گیا۔

# حضرتِ ابوطالبؑ کا مختصر تعارف

حضورِ اکرمؐ کی سیرتِ طیّبہ جب بھی بیان کی جائیگی تو اُن کی پرورش اور نگہداشت کرنے والی شخصیت حضرتِ ابوطالبؑ جو آپ کے عمِّ محترم تھے استقامت، دُور اندیشی، دلیری، اور رعب و دبدبہ کے ساتھ نصرت میں صرف آپ کی ذاتِ گرامی نظر آئیگی۔ ''اِدھر رسولِ اکرمؐ اِسلام کی پرورش کر رہے تھے اور ابوطالبؑ رسولِ اکرمؐ کی پرورش فرمارہے تھے۔''

حضرت ابوطالبؑ نہایت مدبّر حالات کا جائزہ لیکر عقل ودانش سے حضورِ اکرمؐ کی نگہداشت فرمارہے تھے آپ کی زندگی کے بعد حُکمِ باریِ تعالیٰ ہوا کہ اب آپ کا مکّہ میں کوئی محافظ نہ رہا اس لئیے آپ یہاں سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔ درحقیقت آپ کی در پردہ تبلیغ تھی جو رسولِ اکرمؐ کی محافظت کرتے ہوئے اپنے کرداراور اخلاق اور فیاضی کے ذریعے اپنے معاشرے اور اپنے افرادِ خاندان کو اِسلام کی ترغیب دیتے تھے جو آپ کے اشعار سے ثابت ہے۔ اسلام کی آمد سے قبل آپ ہی نے شراب کو حرام قرار دیا تھا۔آپ ایک بہترین خطیب تھے کہ جن کے مطالب بلند، الفاظ شیریں ہوتے جو دل پر نقش ہوجاتے تھے۔آپ کے اشعار عوام وخواص کی زدِزبان تھے۔

جنابِ ابوطالبؑ حضورِاکرمؐ سے اتنی زیادہ محبت کرتے تھے کہ جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔آپ نبیِ اکرمؐ کی جان پر اپنے بچّوں کو قربان کردینا چاہتے۔ حضرت ابوطالبؑ اور فاطمہؑ بنتِ اسد اپنے بچّوں کو کھلانے سے پہلے نبیِ اکرمؐ کو کھلاتے تھے نبیِ اکرمؐ نے فرمایا!

''لا یُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّیٰ اکُونَ اَحَبَّ اِلَیہِ مِنْ والِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِینَ'' (صحیح بخاری۔ج:۱،ص:۱۴)''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب

تک کہ اس کو اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایمان کی شرط حضورؐ اکرم کی محبت ہے۔ یہ ایمان کی وہ شرط ہے جسکے بغیر کوئی شخص بھی مومن نہیں ہوسکتا۔ آپکی حیاتِ طیّبہ اسلام ہی سے وابستہ رہی۔ آپ کے ایمان پر شک کرنا اپنے ایمان کو کفر کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ اورآپ کے کلمہ پڑھنے کی بحث ''علیؑ دشمنی'' پر مُبنی ہے جو کربلا میں بھی ظاہر ہوئی۔ جیسی محبت' نصرت' حفاظت' مدافعت' ابوطالبؑ نے کی اسکی مثال تاریخِ اسلام میں نہیں ملتی۔ اور جو مصیبت وصعوبت آپ نے حضورؐ اکرم کیلئے اُٹھائی وہ اپنی مثال آپ ہے باوجود کہ آپ سید البطحا' سردارِ قریش' رئیسِ مکّہ تھے آپکے اشعار سے محبت نبیؐ، حفاظتِ نبیؐ، منزلتِ نبیؐ ظاہر ہوتی ہے۔

اکثر اشعار میں تو آپ نے رَجز ہی بیان کی ہے جیسے یہ بھی فرماتے ۔

تنالون احمدَ اوْ تضطلوا　　ظَباةَ الرماح وحَدُ القُضُبُ
و تعتر فوابینَ ابیائِکُمْ　　صُدور القوالی و خَیلاً عُصَبُ

''یادرکھو! اگرتم نے احمد (ص) کو گزند پہنچانے کی کوشش کی یا اُن کے مقابلے پر آئے تو تمہیں نیزے کی انیوں اورتلوار کی دھار کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھرتم سب گروہ در گروہ اپنے گھوڑوں اور بلند و بالا نیزوں کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کے سامنے ہی مرے ہوئے،بکھرے پڑے ہوگے۔

پھراسی طرح اپنے اشعار میں رُشدو ہدایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کب تک تم لوگ نبیِؐ اکرم کی باتوں کوہنسی مذاق سمجھتے رہوگے اوراپنے ذہنی فطور کا مظاہرہ کرتے رہوگے جب کہ تم خودکوان کا پڑوسی بھی سمجھتے ہواور نسبتی قرابتداری سے ان کے بھائی ہم قبیلہ بھی قرار پاتے ہو۔

ایا اخویَنا عبدَ شمس و نَوْفلا　　اُعیذُ کُما انْ تَبعثا بنینا حَرْبا

''اے عبدِ شمس اور نوفل بن عبد مناف کے خاندان والو (چونکہ ہم بھی خاندانِ عبدِ مناف ہی سے ہیں اس بنا پر رشتہ میں) تمہارے بھائی ہو میں تم لوگوں کو تنبیہہ کرتا ہوں کہ ہمارے خلاف جنگ کا بازار گرم نہ کرو
آپ نبیِ اکرمؐ کی تعریف وتوصیف میں فرماتے تھے۔

''انت الرسولُ اللّٰهِ تَعلمُه' علیك نُزِلَ مِنۡ ذیِ العِزَّةِ الكتُبُ

''ہم جانتے ہیں کہ آپ ہی رسولِ برحق ہیں' جنہیں خداوندِ عالم نے مبعوث برسالتؐ فرمایا اور اس ربِّ ذوالجلال کی جانب سے آپؐ پر کتاب ''قرآنِ مجید'' نازل ہوئی ہے۔
بعض اشعار میں آپ نبیِ اکرمؐ سے مخالفت اور دشمنی' جنگ و جدال کا بازار گرم کرنے والوں کی سرزنش فرماتے اور ان کو متنباہ کرتے کہ ایک روز تم پر ایسی ذلّت ورسوائی مسلّط ہوگی اور عذابِ الٰہی تم سب کو اپنے لپیٹ میں لے لیگا۔

حضرت علیؑ تو آپ کے ساتھ ساتھ شریک تھے نماز میں بھی خدمت میں بھی آپ اپنے دوسرے بیٹوں سے فرماتے جاؤ تم بھی جا کر رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھو اور کبھی ان کا ساتھ نہ چھوڑنا' بلکہ مسلسل مدد ونصرت کرتے رہنا۔ (ابوطالبؑ مومنِ قریش' ایمانِ ابوطالبؑ)

مکّہ کے سردار ابوطالبؑ پر خدا کا سلام ہو کہ انہوں نے رسولِ اکرمؐ کی مدد' حفاظت' دفاع اور لوگوں کو دینِ اسلام کی طرف دعوت دینے کے کام میں آنحضرتؐ کی بعثت سے اپنی زندگی کے آخری دم تک جو اعلیٰ کردار ادا کیا اور جو قابلِ قدر خدمتیں انجام دیں' ان سے ابوطالبؑ کے صحیح اسلام' خالص ایمان' اور آنحضرتؐ کی الٰہی رسالتؐ کے سامنے ان کی فروتنی اور تواضع کا اظہار ہوتا ہے۔اس سلسلے میں انہوں نے اپنے قبیلے یعنی قریش کا غصّہ مول لیا۔الختصر انہوں نے اپنی زندگی کا تمام سرمایہ اسلام اور پیغمبرِ اسلامؐ پر اس لیئے نچھاور کر دیا کہ وہ اسلام کی حفاظت سے آگاہ ہو چکے تھے۔انہوں نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی اپنے فرزندوں کو اور اہلِ خاندان کو رسولِ اکرمؐ کی حفاظت اور حمایت کی

وصیّت کی پھر ان کی وفات اور اسکے پینتیس ۳۵ دن بعد ام المومنین حضرت خدیجہؑ کی وفات سے اتنا دُکھ ہوا کہ آپ نے اس سال کو ''عام الحزن (غم کا سال)'' قرار دیدیا۔

# حضرت ابوطالبؑ کے بارے میں ائمہ علیہم السلام کے کلمات

## کلماتِ امام زین العابدین علیہ السلام:

علامہ امینی نے اپنی کتاب ابوطالبؑ اور مظلوم تاریخ کے صفحہ ۱۳۷ پر ابنِ حدید سے روایت کی ہے کہ جب امام علیؑ ابن الحسینؑ سے ایمانِ ابوطالبؑ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا! یہ بڑی عجیب بات ہے! خدائے تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو کافر مرد سے مسلمان عورت کا نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے جبکہ امام علیؑ کی والدہ اور ابوطالبؑ کی زوجہ حضرت فاطمہؑ بنتِ اسد جو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھیں اور وہ ابوطالبؑ کے عقد میں رہیں حتّیٰ کے وہ وفات پا گئے۔

## کلماتِ امام جعفرِ صادق علیہ السلام:

علامہ امینی نے شرحِ نہج البلاغہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۲ سے نقل کیا ہے کہ امامِ صادقؑ نے فرمایا اصحابِ کہف نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا اور کفر کا اظہار کیا پس خدا نے اُنہیں اِس کا رکا دوگنا بدلہ عطا فرمایا۔ اِسی طرح ابوطالبؑ نے بھی ایمان کو پوشیدہ رکھا چنانچہ خدا نے اُنہیں اِس کا دوگنا بدلہ عنایت فرمایا ہے۔

## کلماتِ امام رضا علیہ السلام:

علامہ امینی نے لکھا ابان بن محمود نے امام علی رضاؑ کے نام سے ایک خط میں یوں لکھا میں آپ پر قربان ہو جاؤں مجھے ایمانِ ابوطالبؑ کے بارے میں شک ہو گیا ہے۔ امام علیہ السلام نے اُس کے جواب میں لکھا! ''**وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَ تْ**

مَصِيرًا ﴿﴾ ''(سورۂ النساء آیت:۱۱۵)''
جو شخص ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد رسولِ اکرمؐ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرے تو جدھر وہ پھر گیا ہے ہم بھی اُسے وہیں پھیر دیں گے پھر جہنّم میں ڈال دیں گے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔''

## کلماتِ امام حَسنِ عسکری علیہ السلام:

علامہ امینیؒ نے ابوطالبؑ اور مظلوم تاریخ ص ۱۶۷ پر شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے امام حَسن عسکریؑ کا ارشاد وہ اپنے آباءِ طاہرین سے ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں کہ خداوندِ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو خطاب کرتے ہوئے وحی بھیجی کہ مَیں نے تمہارے پیروں کاروں کے دو۲ دستوں کے ذریعے تمہاری مدد کی ہے۔ایک وہ دستہ ہے جو پوشیدہ طور پر تمہاری مدد کرتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو کھلّم کھلّا تمہاری حمایت کرتا ہے۔ جو لوگ پوشیدہ طور پر تمہاری مدد کرتے ہیں ان میں بلند مرتبہ اور ان کا سردار ابوطالبؑ ہے وگروہ علانیہ تمہاری حمایت کرتا ہے اس میں سے عالی مرتبت اس کا بیٹا علیؑ ہے۔ پھر فرمایا! ابوطالبؑ مومنِ آل فرعون کی مانند ہے جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا ہے۔

(کتاب الحجّۃ؛ ابوطالبؑ اور مظلوم تاریخ)

# حضرت ابوطالبؑ کا اپنا ایمان پوشیدہ رکھنا

حضرت ابوطالبؑ نے کبھی اپنے اسلام اور ایمان کو ظاہر نہ فرمایا بلکہ تقیہ اختیار کیا۔ ابوطالبؑ سردارِ مکّہ تھے سردارِ قریش تھے بہت بڑا رعب ودبدبہ تھا۔آپ جو کہہ دیتے حکم تھا لیکن ان لوگوں کو رسولِ خداؐ کی تحریکِ اسلام گوارہ نہ تھی ابوطالبؑ اپنے بھتیجے سے فرماتے کہ تم اپنی تحریک جاری رکھو اور اپنے بیٹے سے کہتے کہ کبھی رسولؐ سے غافل نہ رہنا کوئی گزند محمدؐ کو نہ پہنچے چنانچہ اہلسنّت کے مشہور مورخ ابنِ کثیرؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

''یوں نظر آتا ہے کہ ابوطالبؑ حضورِ اکرمؐ کو باقی رکھنے اور انہیں زندہ رکھنے کے حد درجہ مشتاق تھے وہ رات کی تاریکیوں میں بستر بدل کر آنحضرتؐ کو اپنے کسی بھی فرزند کی جگہ سُلا دیا کرتے اور اپنے فرزند کو آنحضرتؐ کی جگہ پر تاکہ اگر کوئی دشمن حملہ بھی کرے تو آنحضرتؐ کو آسیب نہ پہنچے۔

شرح نہج البلاغہ میں ابی جعفر بن محمد حبیب کی امالی سے ایک روایت نقل ہوئی ہے جس کے مطابق حضرت ابوطالبؑ اکثر آنحضرتؐ کو دیکھ فرطِ محبت سے رو پڑتے تھے اور اپنے بھائی عبدؑ اللہ کو یاد کرتے۔ اس روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ وہ اکثر امیر المومنینؑ کو اُن کے بستر پر سُلا دیتے اور جنابِ علیؑ خدا کی خوشنودی کی خاطر اور پیغمبرؐ کی نصرت میں بڑے شوق سے سوجایا کرتے۔ اس روایت میں دونوں کے اشعار بھی ہیں جو اس جذبہ کی عکاسی کرتے ہیں۔

قریش بلکہ تمام اہلِ مکّہ میں نبیِ کریمؐ کو اذیّت دینے کی جرأت اس وقت تک نہیں ہوئی جب تک ابوطالبؑ زندہ رہے (رسائل جاحظ)

ابتدائے اسلام اور دعوتِ اسلام کے موقعوں پر ابوطالبؑ کا سکوت خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ایک مردِ مومن۔ صاحبِ جاہ و حشم، کفیل و ناصرِ محمدؐ مصطفٰےؐ، پدرِ بزرگوارِ اسد اللہ الغالب، امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ جسکی آغوش میں تربیت پا کر دونوں ستارے زینتِ آسمانِ دین و دنیا بن گئے ایک نبیؐ بنا تو ایک وصی ایک سیّد الانبیاءؑ اور ایک سیّد الاوصیاء ایسے عظیم انسان کے اور پُر وقار شخصیت جسکے اعمال وافعال اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ آپ مومنِ کامل تھے۔ آپ کا جہادِ دفاع، آخرِ وقت تک رسولِ اکرمؐ کی مدح وثناء قصائد وخطبے اور وصیّت آخر اس بات کی دلیل ہے کہ آپ بہترین اصحاب، اور منتخب ناصرین میں سے تھے۔ ایک ایسی ہستی جس نے نبوت کی حفاظت میں چالیس سال سے زیادہ گذارے ہیں۔

حضرت ابوطالبؑ نے اپنی پوری زندگی اتباعِ رسولؐ میں گذاری اور اپنے بچّوں کو ان کے اتباع کا حکم دیا۔ اپنا سارا گھر ان کی خاطر لُٹا دیا ہے دشمنوں سے مقابلہ کیا ہے اورعزمِ محکم کے ساتھ آخرِ وقت تک نصرتِ رسولؐ پر کمر بستہ رہے۔ ان کا وجود نصرتِ رسولِ اکرمؐ کے لیئے ایک تاریخی ضرورت تھا جس کا ظہور پذیر ہونا اسلام کی تبلیغ اور پیغامِ الٰہی کی نشرواشاعت کے لیئے انتہائی ضروری تھا۔'' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس دن اللہ نے عبدالمطّلبؑ کی اولاد میں محمدؐ کو نبوت کے لیئے منتخب کیا تھا' اُسی دن ابوطالبؑ کو ان کی کفالت وتربیت کے لیئے چُن لیا تھا۔ ابوطالبؑ نے اپنی قوتِ فکرونظر کی بناء پر محمدؐ میں اس بات کا ادراک کرایا تھا جسے کوئی نہ سمجھ سکا۔

حضرت عبدالمطّلبؑ' ابوطالبؑ' جنابِ عبدؑ اللہ' جنابِ آمنہؑ بنتِ وہب اور آباء و اجدادِ رسولِ اکرمؐ جن کا سلسلۂ خالص پر اولادِ ابراہیمؑ ہونے کا فخر ہے اولادِ اسمٰعیلؑ ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیۡنَ ''(سورہ الشعراء۔آیت:۲۱۹)''جب تو ساجدین میں کروٹیں بدل رہا تھا۔'' یہ عبادت گذاروں کا ساجدین کا عابدین کا طہارت وتقویٰ والوں کا سلسلہ ہے۔ ان کے ایمان پر شک کرنے والوں کو اپنے نفس کا اور اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیئے ۔ یہ تمام تر باتیں اور عقائدِ بنی اُمیّہ کے دَورِ حکومت سے وقوع پذیر ہوئے ورنہ رسولِ اکرمؐ کی زندگی میں یا خلفائے راشدہ کے دَور میں کسی نے اِنکے ایمان کے بارے میں گفتگو نہیں کی یہ سب علیؑ دشمنی کا نتیجہ ہے۔

جو چیز ان کے خالص اسلام اور راسخ ایمان پر گواہ ہے وہ ان کے اقوال اور افعال کا مجموعہ ہے جنہیں مسلمان اور مومنوں کے سوائے دوسرے لوگ تسلیم نہیں کرتے لیکن ان سب باتوں کے باوجود فقط اہلبیتؑ کا اجماع ہی اس پر حجّت ہے اور اعتماد واعتبار کے قابل ہے۔

عامۃ المسلمین ہمیشہ ایمانِ ابوطالبؑ کے دلائل کے طلبگار رہے ہیں۔ برخلاف اسکے وہ بعض کافروں کے لیئے خبرِ واحد یا اشارۂ بعید پر بھی ان کے ایمان کی توثیق کرتے

ہیں لیکن بنی ہاشم سے محدودات کے سبب ابو طالبؑ میں عیب ڈھونڈتے ہیں۔

## ابو طالبؑ کی شفاعت سے اللہ تمام لوگوں کو بخش دیگا

امالی شیخ طوسیؒ ص۳۹۲ (بحذف اسناد) مفضلؒ بن عمر نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے اور آپ نے اپنے آباء و اجداد کے ذریعے سے امیر المومنینؑ کے بارے میں نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا! ایک دن امیر المومنین علیؑ ایک کشادہ اور گھاس والی جگہ پر تشریف فرما تھے اور لوگ آپ کے اِرد گرد جمع تھے۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا اے امیر المومنینؑ! خداوندِ کریم نے آپ کو یہ مقام عطا فرمایا جبکہ آپ کے باپ کو جہنّم کی آگ سے عذاب دیا جار ہا ہے

امیر المومنین علیؑ نے اس سے فرمایا! زبان بند کر۔ اللہ تیرے چہرے کو ویران اور برباد کر دے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے حضرت محمدؐ کو برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اگر میرے باپ ابو طالبؑ تمام زمین پر موجود سب گناہگاروں کی شفاعت کر دیں تو اللہ ان سب کو میرے والد کی شفاعت کی وجہ سے بخش دے گا۔ اور جس کا بیٹا خود جنت اور جہنّم کو تقسیم کرنے والا ہے بھلا میرا باپ جہنّم میں کیسے جائیگا۔ پھر آپ نے فرمایا!

مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے حضرت محمدؐ کو برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے قیامت کے دن میرے والد کا نور تمام محشر والوں کے انوار کو ماند کر دے گا سوائے پانچ نوروں کے۔ جن میں سے ایک حضرت محمدؐ کا نور، اور میرا نور، فاطمہؑ کا نور، اور حَسن وحُسینؑ کا نور اور حُسینؑ کی اولاد میں سے باقی آئمہؑ کے نور۔ کیونکہ میرے بابا کا نور ہمارے انوار سے ہے اور ہمارا نور وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے خلق فرمایا ہے۔

# ابوطالبؑ نے قریش کے سامنے رسولؐ کی فضیلت دکھلائی

علامہ امینیؒ نے روضۃ الواعظین ص ۱۲۱ سے تحریر کیا ہیکہ ابوطالبؑ نے قریش پر رسولِ اکرمؐ کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیئے ان کے مجمع میں آنحضرتؐ سے یوں خطاب کیا! اے میرے بھتیجے! کیا خدا نے تمہیں اپنا رسولؐ بنا کر بھیجا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا! جی ہاں! ابوطالبؑ نے کہا! ہر پیغمبر کا کوئی معجزہ اور خارق السعادۃ عمل ہوتا ہے تم بھی ہمیں کوئی نشانی دکھلاؤ۔ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا! آپ اس درخت کو یہ کہکر بُلائیں! محمدؐ بن عبداللہ کہتا ہے کہ تو خدا کے اذن سے میری طرف آ! ابوطالبؑ نے ایسا ہی کیا اور درخت آگے بڑھا۔ حتّیٰ کے اس نے آنحضرتؐ کو سجدہ کیا۔ پھر آنحضرتؐ نے اُسے واپس جانے کا حکم دیا اور وہ واپس چلا گیا۔ ابوطالبؑ نے کہا! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تم دعوائے نبوت میں سچّے ہو۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے بیٹے علیؑ کو مخاطب کر کے کہا میرے بیٹے! اپنے چچازاد بھائی سے وابستہ ہو جاؤ۔

# حضرت ابوطالبؑ کا عقدِ رسولِؐ اکرم کیلئے خطبہ

جناب فوق بلگرامی نے اسوۃ الرسول ص ۵۹۵ پر مختلف علمائے اہلسنّت' مولفین امام قسطلانیؒ مواہب لدنیہ میں علامہ زرقانیؒ شرح مواہب لدنیہ میں امام الحرمین برزنجی السّنی المطالب اور امام دولابیؒ نے اس خطبہ کو بیک لفظ تحریر فرمایا ہے اور انہوں نے زرقانی سے اس خطبہ کو نقل کیا ہے۔

"الحمد للّٰہ الّذی جعلنا من ذریّۃ ابراہیم وزرع اسمٰعیل و ضُضصی معدوعنصر مضر و جعلنا خصہ بیتیۃ و سواس حرمۃ وجعل لنا بیتا محجوجا و حرما امنا و جعلنا الاحکام علی الناس ثم ان ابنِ اخی ہذا محمد بن عبد اللہ لا یوزن برجل الارج بہ شرفاً و نبلاً و فضلاً و عقلاً فان کان فی المھل قل دانّ المال ظل و زرائل وا مرحائلُ' محمّد من قد عرفتم قوابتہ و قد خطب خدیجہ بنت خویلد و بذل لہا ما اجلہ و عاجلہ من مالی کذا و ہوو اللّٰہ بعد

ہذا له بناءُ عظیم و خطر جیم"۔۔۔۔۔

ترجمہ:۔ تمام تعریف اس خدائے بزرگ و برتر کے لیئے سزاوار ہے جس نے ہم کو ذریّتِ ابراہیمؑ اولادِ اسمٰعیلؑ نسل معد ابن عدنان اور صلبِ مضر سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے بیت کا محافظ اور اپنے حرمِ محترم کا نگہبان مقرر فرمایا۔ ہمارے لیئے ایک ایسا گھر قرار دیا جسکا خلقِ خدا حج کرتی ہے اور ایسی متبرک زمین عطا کی کہ جہاں خدا کی مخلوق امن پاتی ہے۔ ماسوا اس کے خدا نے ہم کو لوگوں پر حاکم بنایا۔ امابعد میرا یہ بھتیجا محمدؐ بن عبداللہ ہے جس کا اگر کسی شخص سے موازنہ اور مقابلہ کیا جائے تو ازروئے فضل وکمال و باعتبار شرافت و ذہانت یہی گرامی تر نکلے گا۔ یہ مالداری اور دولت مندی میں کم ہے۔ مگر مال کیا ہے ایک ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ اور متغیّر اور متبدل ہوجانے والا مال ہے۔ محمدؐ وہی شخص ہے جس کی قرابت جو کچھ مجھ سے ہے آپ لوگ اس کو خوب جانتے ہیں۔ اس نے خدیجہؑ سے تزویج کا ارادہ کیا ہے۔ اور اس طرح مَیں نے اپنے مال سے اس کے (خدیجہؑ کے) مہرِ موجّل (رقمِ مقرّرہ) اور صداق معجّل (رقمِ مہر بروقت ادا کی جائے) ادا کردیا۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محمدؐ وہ شخص ہے جس کے لیئے کوئی خبرِ عظیم اور کوئی مہتم بالشان بہرہ یا حصّہ نصیب ہونے والا ہے۔ (زرقانی ص۴۳-۲۴۲، اموۃ الرسول ص۹۶-۴۹۵)

مولانا شبلی تزویج کے بارے میں سیرۃ النبی ص ۱۳۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ تاریخ معین پر ابوطالبؑ اور تمام رؤسا خاندان جن میں حضرت حمزہؑ بھی تھے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے مکان پر آئے۔ ابوطالبؑ نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ پانچ سو درہم طلائی مہر مقرر پایا۔ (سیرۃ النبی ص ۱۵۷) اموۃ الرسول ص ۴۹۴)

## حضرت ابوطالبؑ نے رسولِ اکرمؐ کا عقیقہ کیا

آلکافی جلد اوّل ص: ۸۰ پر علی بن محمد بن نبدار سے ترک اسناد کیساتھ روایت ہے کہ ابوطالب علیہ السلام نے رسولِ اکرمؐ کا عقیقہ ساتویں روز کیا اور آلِ عبدالمطلب علیہم

السلام کو دعوت دی تو انہوں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا احمدؐ کا عقیقہ ہے۔انہوں نے کہا آپؑ نے انکا نام احمدؐ کس وجہ سے رکھا۔؟ آپؑ نے فرمایا میں نے ان کا نام احمدؐ اس لئیے رکھا ہے کیونکہ زمین وآسمان والوں کے ہاں اسکی تعریف ہوتی ہے۔

# ابوطالبؑ کی اپنے حلیفوں کو نصیحت

علامہ امینؒ نے مقاتل سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب رسولِؐ اکرم کی تبلیغ اور دعوت پہنچنے لگی تو باہم پیمان باندھا کہ اگر ابوطالبؑ فوت ہوگئے تو وہ تمام قبائل کو محمدؐ کے قتل پر متفق کرلیں گے۔قریش کے اس پیمان کی خبر ابوطالبؑ تک پہنچی تو انہوں نے بنی ہاشم اور قریش میں سے ان کے حلیفوں کو جمع کیا۔ انہیں کہا۔ میرا بھتیجہ محمدؐ جو دعوت دیتا ہے۔ ہمارے بزرگوں اور دانشوروں نے پیشن گوئی کی ہوئی ہے۔چنانچہ محمدؐ سچا پیغمبر،امینِ ناطق اور بلندترین مراتب اور مقامات کا مالک ہے۔کیونکہ پروردگار کے نزدیک اس کا مرتبہ اور درجہ سب سے بلند ہے پس تم اسکی دعوت کو قبول کرو۔اسکی مدد کیلیئے اکٹھا ہوجاؤ اور اسکے دشمنوں کو منتشر کردو۔

# حضرت ابوطالبؑ کی انگشتری کا نقش

علامہ امینؒ نے اپنی کتاب غدیرؒ میں مفسرِ رازیؒ سے امام رضاؑ کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امامؑ کے آباء واجداد سے بھی کئی طریقوں سے نقل ہے کہ ابوطالبؑ کی انگشتری کا نقش یہ تھا۔"رَضِیتُ بِاللّٰهِ رَبّاً و بَابنِ اَخِیّ مُحَمَّدٍ نَبِیاًّ وَبَابنِی عَلِیٍّ وصِیاً۔" (ابوالفتوح رازی،ص۲۱۱)

# شعبِ ابوطالبؑ

حضرت ابوطالبؑ بزرگِ قوم،حسین وجمیل اور قدآور شخصیت کے مالک تھے اِنمیں بادشاہوں کی شان وشوکت اور دانشمندوں کا وقار تھا، قریش اُنہیں شیخ کہکر پکارتے تھے اور اُنکی سطوت وجلالت وعظمت سے لرزہ براندام اور خائف رہتے تھے اور اُنکے

دورانِ حیات رسولؐ اللہ کواذیّت پہنچانے سے اجتناب کرتے تھے۔

سیرتِ علیؑ ص۲۶ اہلِسنّت کے مشہور مورخ ابنِ کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں "یوں نظر آتا ہے کہ ابوطالبؑ حضورِؐ اکرم کو باقی رکھنے اور انہیں زندہ دیکھنے کے حد درجہ مشتاق تھے۔ وہ رات کی تاریکیوں میں بستر بدل کر آنحضرتؐ کو اپنے کسی بھی فرزند کی جگہ سُلاتے اور اپنے فرزند کو آنحضرتؐ کی جگہ سُلا دیا کرتے تاکہ اگر کبھی دشمن حملہ کرے تو آنحضرتؐ کو آسیب نہ پہنچے۔"

جناب ابنِ ابی الحدید نے شرحِ نہج البلاغہ میں لکھا کہ

"لو لَا اَبوطالبؑ وَ ابنَہ لَمَا مَثّلَ الدِّینُ شخصًا فقَامَا"

"اگر جنابِ ابوطالبؑ اور اُنکے فرزند علیؑ نہ ہوتے تو دینِ اِسلام کا نام ونشان بھی نہ ہوتا۔"

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوطالبؑ آنحضرتؐ کو باقی رکھنے اور رسولِ اکرمؐ کی تحریک کو پھیلانے میں ہر ممکنہ امداد فرمائی۔ ہر ظلم وستم کو سہتے ہوئے نبیِ اکرمؐ کے ساتھ ساتھ تقیّہ کرتے ہوئے خود کی طرف سے اعلان نہیں کیا لیکن آپ زندگی تمام رسولؐ اللہ کی سپر بن کر حفاظت فرماتے رہے اور تحریکِ محمدیؐ کو جاری رکھنے کیلئے تمام اولادِ عبدالمطلبؑ کو ساتھ ساتھ رکھّا سوائے ابولہب کے چنانچہ جب حضرتِ ابوطالبؑ اس دنیا سے کوچ فرمائے تو حکمِ خداوندی آیا کہ اب مکّہ آپ کے رہنے کا مقام نہ رہا آپ یہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں۔

قریش آنحضرتؐ پر اور ان کے اصحاب پر تمام حربے آزما کر اور ظلم اور استحصال کی انتہا کر کے ہمّت ہار بیٹھے تھے وہ دیکھ رہے تھے کہ نہ صرف ان کی کوششوں کا کوئی فائدہ نکلا بلکہ اُلٹا نقصان بھی ہے۔ انہوں نے اس بات کا بھی بخوبی جائزہ لیا تھا کہ جب تک ابوطالبؑ اور انکے بیٹے اور حمزہؑ مسلمانوں کے درمیان موجود ہیں وہ اس تحریک کو ختم نہیں کر سکتے۔ بلکہ اب تو اس تحریک کی قدرت روز بروز بڑھتی چلی جارہی تھی اور کوئی ایسا گھر نہیں تھا جہاں اس دین کے ماننے والے نہ ہوں بلکہ مکّہ سے یہ آواز حبشہ تک پہنچ گئی تھی نیز آس پاس کے علاقوں میں اس کے اثرات پہنچ چکے تھے۔

اس بڑھتے ہوئے خطرے کے پیشِ نظر قریش، بنی ہاشم، بنی مخزوم اور مکّہ کے دوسرے قبیلوں نے بنی ہاشم کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا، انہوں نے آپس میں طئے کیا کہ بنی ہاشم سے لین دین، شادی بیاہ اور اسی قسم کے دوسرے معاملات، خرید وفروخت پر پابندی لگادیں۔ انہوں نے اس قرارداد کو منظور کر کے تحریری صورت میں خانۂ کعبہ کی دیوار پر آویزاں کردیا۔ اسطرح جنابِ ختمی مرتبتؐ کو اور بنی ہاشم کو شہر سے دُور ایک الگ تنگ اور بے آب وگیاہ گھاٹی میں محصور ہونا پڑا جسے تاریخ شعبِ ابوطالبؑ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اس ناکہ بندی کی مدّت دو سال اور کچھ تاریخوں کے مطابق تین سال تھی۔ کچھ ہی مہینے بعد بنی ہاشم کا آذوقہ اور کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا اور بھوک اور فاقہ کشی کی شدّت سے اکثر بچّوں کی اور عورتوں کی چیخ وپکار سُنائی دیتی تھی اِدھر قریش بازار کی چیزیں مہنگے داموں خرید لیا کرتے تھے تاکہ یہ کہیں بنی ہاشم تک نہ پہنچ جائیں۔ رات کی تاریکی میں کبھی کبھار اگر کوئی چیز پہنچتی تو وہ اسی خاندان اور قبیلہ کے تمام لوگوں کے لیئے اتنی کم ہوتی جس سے بھوک کی تیزی میں کمی نہ آتی۔ لہٰذا یہ لوگ گھاس پھوس اور پتّے کھا کر زندگی گذار رہے تھے۔ آخر تین سال کے بعد وہ صحیفہ دیمک کی نذر ہوا اور ان حضرات کی یہ مصیبت دُور ہوئی

## حضرت ابوطالبؑ کی قابلِ ذکر خدمات

اس مضمون کے تحت اختصار سے صرف کچھ نشاندہی کرتے ہیں:

(۱) رسولؐ کی پرورش اور کفالت۔

(۲) شام کے سفر میں تنہا نہ چھوڑ کر ہمراہ رکھنا۔

(۳) دعوتِ ذوالعشیرہ ابوطالبؑ کے گھر پر۔

(۴) گوبر ملنے والوں پر خود جا کر اونٹ کا گوبر ملنا۔

(۵) بنی ہاشم کو تیز تلواریں دیکر مقابلے کے لیئے تیّار کرنا۔

(۶) علیؑ کو جعفرؑ کو رسولؐ کے ساتھ ساتھ رہنے اور نماز ادا کرنے کی وصیّت۔

(۷) شعبِ ابوطالبؑ میں صعوبتیں سہنا۔

(۸) رسولؐ کے وسیلے سے بارش کے لئیے دُعا کرنا۔

(۹) فاطمہؑ بنتِ اسد کو خوش خبری دینا کہ تیس ۳۰ سال بعد تمہیں بھی ایسا فرزند ہوگا۔

(۱۰) حضرت رسوؐل کی گمشدگی پر بنی ہاشم اور بنی عبدالمطّلب کے جوانوں کو ہتھیاروں کے ساتھ جمع کرنا۔

(۱۱) اپنے بیٹوں کو بسترِ رسولؐ پر سُلا دینا۔

(۱۲) رسولِ اکرمؐ کا نکاح جنابِ خدیجہؑ کے ساتھ پڑھنا جسکی ابتداء اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے ہے۔

(۱۳) قریش کا عہد نامہ اور ابوطالبؑ۔

(۱۴) وقتِ وفات قریش کو نصیحت کرنا وغیرہ۔

# جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد

## فاطمہؑ بنتِ اسد نام ہے اُس ہستی کا جو نبوّت کو امامتؑ کا عصاء دیتی ہے

الصراط المستقیم ص ۴۴ پر تحریر ہے حضرت علیؑ کی والدہ فاطمہؑ بنتِ اسد فرماتی ہیں کہ خداوندِ عالم نے مجھے پہلی تمام خواتین پر فضیلت عطا فرمائی کیوکہ آسیہ بنتِ مزاحیمؑ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھپ کر وہاں کیا کرتیں تھیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ اضطراری حالت کے علاوہ عبادت کو پسند نہیں کرتا اور مریمؑ بنتِ عمران کھجور کی شاخوں کو اپنے ہاتھوں سے نیچے کرتیں تاکہ اس سے خشک کھجوریں تناول کرسکیں جبکہ مَیں بیتُ اللہ میں جنت کے پھل تناول کرتی رہی اور جب مَیں نے بیتُ اللہ سے باہر نکلنے کا اِرادہ کیا تو ہاتفِ غیبی کی آواز آئی اۓ فاطمہؑ اس کا نام علیؑ رکھنا کیونکہ یہ علیؑ ہے اور اللہ علی الاعلیٰ ہے۔ مزید فرمایا اسکا نام میرے نام سے نکلا ہے۔ مَیں نے اسے اپنا ادب عطا کیا ہے اور اپنے پوشیدہ علوم سے

آ گاہ کیا ہے۔ یہی میرے گھر میں موجود بتوں کوتوڑے گا۔اس کی محبت واطاعت کرنے والاخوش بخت ہےاوراس سے بغض رکھنےاورنافرمانی کرنیوالے کے لیئے لعنت اور بدبختی ہے۔ (بحار ج ۳۵ ص ۸ علی صراط المستقیم ص ۴۴ کشف الغمہ ج ا ص ۶۰)

امام محمد بن محمود قزوینی شافعی وغیرہ سے مروی ہے کہ جس وقت علیؑ کرم اللہ وجہہ پیدا ہوے تو جنابِ رسولِ خداؐ تشریف لائے حضرت علیؑ آنخضرتؐ کودیکھکر مسکرائے اور فرمایا "اَسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ اللّٰه وَ رَحْمَةُ اللّٰه وَ بَرَکَاتُه" اورآپ کی طرف دیکھکرقرآن پڑھناشروع کیااورسورۂ مومنون کو"هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْن" تک تلاوت کیا۔اس وقت جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ یاعلیؑ تمہاری وجہہ سے اِن مومنین نے رستگاری پائی (روایاتِ امامیہ میں تمام قرآن کا پڑھنا کتبِ اربعہ کا پڑھنا مذکور ہے کتابِ خلافتِ الٰہیہ اورکشف الاسرار)

چنانچہ محمد بن غزالی لکھتے ہیں یعنی وہ تمام علوم حضرت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ میں جن میں عقول متحیّر ہیں محض کسبی وتحصیلی نہ تھے بلکہ کسبی لدنی ملکوتی والٰہی تھے۔ "وَقَالَ اَلْعِلْمُ الَّذِیْ یَکُوْنَ لِاَصْلِ النُّبُوْةُ ولو لا یَةً کَمَا حَصَل للحضِرِ وَ کَمَا حَصَلَ لَعَلِی ابْنِ اَبِیْ طَالِب عَلَیْهِ السَّلَامُ" یعنی وہ فرماتے ہیں علمِ لدنی اہل نبوت وولایت کوحاصل ہوتا ہےجیسا کہ حضرت خِضرؑ اورعلیؑ ابنِ ابیطالبؑ کوحاصل ہوا تھا۔یہی علم واقعی وحقیقی عِلم ہے۔ "وَقَالَ صَلّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلّم لیس العلم بَکَثْرَة التعلم وَ انما ہو نور یُقذِفهِ اللّٰه فی قلب مَن یشاءُ مِن عبادہ۔" یعنی علم کثرتِ تعلیم اور بہت سی کتابیں رٹ لینے سے حاصل نہیں ہوتا۔اوروہ علم نہیں ہے۔پس علم توایک نور ہےجس کوخدااپنے بندوں میں سے جنہیں چاہتا ہےعطا کرتا ہےاوردل میں ڈال دیتا ہےپس نہیں ہے علم مگر"علم موھبتی لدُ نی" اورنہیں ہے معیارنبوت وامامت مگرعلمِ لدُنی۔اورنہیں حاصل ہے یہ علم لدُنی اُمّتِ محمدیؐ مگرعلیؑ

ابنِ ابیطالبؑ اور اسکے اجزاءِ نوریہ کو نہیں حاصل ہوتا ہے یہ علمِ نورانی مگر بذریعہ رُوحِ نورانی ورُوحِ قدّس اور نہیں ہیں دارائے رُوحِ قدّس نورانی مگر علیؑ واولادِ علیؑ بس وصی بعد پیغبرؐ حاملِ کتاب وجودی اور دارائے علمِ موہبتی لدُنی ووارثِ امامت ہیں۔

علاّمہ مجلسیؒ نے حق الیقین میں شاذان بن جبرئیل سے روایت کی ہے کہ جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد مادرِ امیر المومنینؑ نے عالمِ بالا کی جانب رحلت فرمائی تو جنابِ امیرؑ روتے ہوئے حضرت رسالتمآبؐ کی خدمت میں آئے۔آنحضرتؐ نے پوچھا کیوں روتے ہو۔خداتمہاری آنکھوں کو نہ رولائے۔عرض کی میری والدۂ گرامی نے انتقال کیا۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ نے فرمایا بلکہ میری ماں نے انتقال کیا ہے جو اپنی اولاد کو بھوکا رکھتی تھیں اور مجھ کو سیر کرتی تھیں اور اپنی اولاد کو پریشان حال رکھتی تھیں اور مجھے روغن ملتی تھیں خدا کی قسم! چچا ابوطالبؑ کے مکان میں ایک خرمہ کا درخت تھا۔وہ مرحومہ پہلے ہی میرے واسطے اُس کے پھل چُن لیتی تھیں اور میرے چچازاد بھائیوں سے میرے لیئے چھپا رکھتی تھیں۔ پھر آنحضرتؐ اُٹھے اور اُنکی تجہیز اور تدفین کی جانب متوجہ ہوئے اور اپنا پیراہنِ مبارک دیا کہ اُس کو کفن کریں اور اُنکی مشایعتِ جنازہ کیلئے قدم آہستہ آہستہ رکھتے تھے اور بہت آہستہ پابرہنہ چلتے تھے اور اُن کی نمازِ میّت میں آنحضرتؐ نے ستّر تکبیریں کہیں اور اُن کی قبر میں لیٹے اپنے دستِ کریم سے ان کو لحد میں لٹایا اور شہادت کی ان کی تلقین فرمائی۔ جب ان کی قبر کو مٹی دی اور بھر دیا اور لوگوں نے چاہا کہ واپس روانہ ہوں تو آنحضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ تمہارے پسر نہ جعفرؑ نہ عقیلؑ بلکہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہیں جب واپس ہوئے تو لوگوں نے پوچھا یارسولؐ اللہ اس میّت کے ساتھ آپ نے چند ایسے کام کیئے جو دوسرے جنازوں کے ساتھ نہیں کیئے۔فرمایا میرا آہستہ چلنا فرشتوں کی کثرت اور اژدہام کے سبب سے تھا اور ستّر تکبیریں کہنے کا یہ سبب تھا کہ فرشتوں کی ستّر ۷۰ صفوں نے اُن پر نماز پڑھی۔اُن کی لحد میں میرا لیٹنا اس لیئے تھا تا کہ زمین ان کو فشار نہ دے اور یہ کہ مَیں نے اپنے پیراہن کا کفن دیا یہ اس لیئے کہ ایک روز مَیں ان کی زندگی میں قیامت کا

ذکر کیا اور کہا کہ لوگ عریاں محشور ہوں گے تو وہ بیتاب ہو کر بولیں ''واسوأتاه'' تو مَیں نے اپنے پیراہن کا کفن دیا تاکہ وہ اُسے پہنے ہوئے محشور ہوں اور یہ جو مَیں نے کہا ''تمہارے بیٹے تمہارے بیٹے'' اس لیئے تھا کہ دو فرشتے آئے اور اُن سے ان کے پروردگار کے بارے میں سوال کیا۔ کہا میرا پروردگار خدا ہے پوچھا تمہارا پیغمبرؐ کون ہے انہوں نے کہا محمدؐ میرے پیغمبر ہیں۔ پوچھا تمہارے امام اور ولی کون ہیں تو اُن کو اس سے شرم آئی کہ کہیں کہ علیؑ میرے فرزند امام ہیں۔ لہٰذا مَیں نے اُن سے کہا کہہ دیجئیے کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ میرے فرزند میرے امام ہیں۔ تو خدا نے اُن کی آنکھیں روشن کر دیں۔

# تیس سال قبل فاطمہؑ بنتِ اسد کو ولادت کی خوشخبری دینا

حیاتُ القلوب جلد دوم صفحہ ۱۱۸ پر بسند معتبر امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد مادرِ امیر المومنینؑ نے حضرت ابوطالبؑ کے پاس آ کر آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی اور ولادت سے متعلق تعجب خیز باتیں بیان کیں۔ ابوطالبؑ نے فرمایا تیس سال کے بعد ایک فرزند تمہارے بطن سے بھی پیدا ہوگا جو بجز پیغمبری کے تمام کمالات میں اِس کے مانند ہوگا۔ اِسی روایت کو شیخ کلینیؒ نے بسندِ معتبر اِن ہی حضرت سے روایت کی ہے کہ بوقتِ ولادت آنحضرتؐ فاطمہؑ بنتِ اسد جنابِ آمنہؑ کے پاس موجود تھیں تو ایک نے دوسری سے کہا کہ جو کچھ مَیں دیکھتی ہوں کیا تم بھی دیکھ رہی ہو۔؟ وہ بولیں کیا دیکھ رہی ہو۔؟ کہا یہ نور جو چمک رہا ہے اور تمام مشرق ومغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اِسی اثناء میں حضرت ابوطالبؑ آئے اور بولے کیا تعجب کی بات ہے تو فاطمہؑ بنتِ اسد نے اِس نور کا ذکر کیا۔ حضرت ابوطالبؑ نے فرمایا کیا چاہتی ہو کہ تم کو خوشخبری دوں وہ بولیں فرمائیے۔ ابوطالبؑ نے فرمایا کہ تم سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اِس کا وصی ہوگا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۲

# مولائے کائناتؑ کی ولادت سے قبل پیشن گوئیاں

## علیؑ کے ظہورِ نور سے پہلے مشرم کی پیشن گوئی

شیخ مفید علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ یمن میں ایک شخص تھا جو ہر وقت محرابِ عبادت میں قیام رکھتا تھا اور ورع و زہد کی وجہ سے دنیائے فانی امتعہ دنی سے روگرداں رہتا تھا اس کا نام مشرم ابن دعیب الشیھتام اور زاہد یمن کے خطاب سے مشہور و معروف تھا اِس کی عُمر ایک سو نوّے سال کی ہو چکی تھی اور اتنی مدّت میں کبھی طاعتِ الٰہی سے ملول اور آزردہ خاطر نہ ہوا۔ ایک روز روئے نیاز درگاہِ قاضی الحاجات کی طرف متوجہ کر کے مناجات میں یہ التماس کی۔ اے خداوندا۔ اے بادشاہِ دوجہاں۔! اپنے حرمِ محترم کے کسی سردار کی ملاقات سے شادکام اور فائز المرام کر۔ اُس کی بے ریا دُعا فوراً قبول ہوئی۔ اور ابوطالبؑ جو سفرِ یمن کو تشریف لے گئے تھے اس زاہد کی زیارت کو گئے۔ جب زاہد کی نظر ان پر پڑی، تو نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ اور سر اور داڑھی کے بوسے لے کر اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور پوچھا کہاں کے باشندے ہو۔؟ حضرت ابوطالبؑ نے جواب دیا۔ تہامہ مکّہ کا۔ پوچھا ِکس قبیلے سے۔؟ بولے بنی ہاشم بن عبد مناف سے۔ یہ سُن کر دوبارہ حضرت ابوطالبؑ کے سر اور چہرے کے بوسے لیئے۔ اور زبان پر یہ کلمات جاری کیئے۔ ''اُس حق سبحانہ تعالیٰ کا شُکر ہے۔ جِس نے میری دُعا کو رد نہ کیا، اور اپنے حرمِ شریف کے ایک مجاور کی زیارت سے مجھے مشرّف فرمایا۔'' پھر پوچھا آپ کا کیا نام ہے اور آپ کے پدرِ عالی مقام کا کیا نام ہے۔؟ جواب دیا ابوطالبؑ بن عبد المطلبؑ۔ زاہد نے کہا۔! خدا کی قسم۔! میں نے انجیل میں پڑھا ہے کہ عبد المطلبؑ کے دو پوتے ہونگے ایک اکمل الانبیاء ہوگا اس ولی

خدا کے باپ کا نام ابوطالبؑ ہوگا۔ جب وہ نبیؐ خدا تیس برس کا ہوگا تو ولیؑ خدا پیدا ہوگا۔ پھر پوچھا اے ابوطالبؑ! کیا وہ نبیؐ خدا پیدا ہو چکا ہے۔؟ حضرت ابوطالبؑ نے جواب دیا۔! ہاں محمدؐ پیدا ہو چکے ہیں اور انکی عُمر انتیس (۲۹) برس کی ہو چکی ہے۔ بولا تم کو بشارت ہو کہ اس سال تمہارے صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جو مقتدائے اولیاء اور پیشوائے اتقیاء ہوگا۔ اے ابوطالبؑ جب تم مکّہ معظّمہ واپس جاؤ تو اپنے بھتیجے سے کہنا کہ مشرم نے آپ کو بہت نیاز مندانہ سلام عرض کیا ہے۔ اور وہ گواہی دیتا ہے کہ خدائے عزّ وجل وحدہ لاشریک ہے تو اے محمدؐ رسولِ خدا خاتم الانبیاء ہے اور جب تمہارا بیٹا پیدا ہو اس کو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ ایک بوڑھا تیرا دوست اور ہوا خواہ تھا۔ اس نے کہا ہے کہ تو محمدؐ کا وصی ہے آنحضرتؐ پر نبوّت ختم ہوگی' اور تمہارے وجودِ مبارک سے ولایت کا آغاز ہوگا اور وہ جنابِ خاتمِ نبوّت ہوں گے اور تم فاتحِ ولایت۔

## علیؑ کے بارے میں ابولمویھب راہب کی پیشنگوئی

اکمال الدین واتمام النعمت میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے صفحہ ۲۲۰ پر تحریر کیا ہے کہ اختصار کے ساتھ ابوالمیھب راہب کی نظر جب آنحضرتؐ پر پڑی قبل اِسکے کہ لوگ آنحضرتؐ کو بتائیں اِس نے کہا یہی ہیں اور آنحضرتؐ کو تنہائی میں لے گیا اور بہت دیر تک حضرتؐ سے راز کی باتیں کیں پھر حضورؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا الغرض وہ حضورؐ سے الگ ہو کر ان لوگوں کے پاس آیا (جو شام کے تجارتی قافلہ میں تھے) اور کہا مجھ سے یہ نصیحت سُن لو۔ اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ اِس کی فرمانبرداری کرو۔ کیونکہ یہ جوان واللہ آخری نبیؐ ہے اور بہت جلد مبعوث ہوگا۔ اور لوگوں کو لا اِلٰہ اِلاّ اللہ کی دعوت دے گا۔ پھر پوچھا کہ کیا اِس کے چچا ابوطالبؑ کے کوئی فرزند پیدا ہُوا ہے۔ جس کا نام علیؑ ہے۔ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یا تو پیدا ہو چکا ہے۔ یا عنقریب پیدا ہونے والا ہے۔ سب سے پہلے وہی اس نبیؐ پر ایمان لائے گا۔ اِس کے وصی ہونے کے

بارے میں مَیں نے کتابوں میں پڑھا ہے وہ سیّدِ عرب اور اس اُمّت کا عالمِ ربّانی اور نبیؑ آخرؐ کا ذوالقرنین ہوگا۔ اور شمشیرزنی حق جنگوں میں ادا کرے گا۔ ملاءِ اعلیٰ میں اِس کا نام علیؑ ہے قیامت کے روز حضورؐ کے ساتھ اس کا رتبہ سب سے بلند ہوگا۔ فرشتے اس کو فلاح یافتہ، روشن، شجاع کہتے ہیں۔ جس طرف رُخ کرے گا یقیناً فتح پائے گا وہ تمہارے پیغمبرؐ کے اصحاب کے درمیان آسمان کے آفتاب سے زیادہ مشہور ہوگا۔ (اکمال الدین، اتمام النعمت صفحہ ۲۲۰)

## علیؑ کے بارے میں سطیح کی پیشنگوئی

حیات القلوب ۲/۳ جلد دوم ص ۱۳۰ پر تحریر ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت سے قبل جادوگر وغیرہ نے بہت سرکشی وگمراہی پھیلا رکھی تھی اور عجیب عجیب باتیں اُن سے ظاہر ہوتی تھیں شیاطین آسمانوں پر جاکر وہاں کی باتیں سُنتے اور کاہنوں سے بیان کردیتے تھے یمامہ میں دو کاہن بہت مشہور تھے جو اپنے زمانے کے تمام کاہنوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ ایک ربیع بن اذن جس کو سطیح کہتے تھے وہ تمام کاہنوں سے زیادہ جاننے والا تھا سطیح عجیب الخلقت تھا خدا اس کو گوشت کا لوتھڑا پیدا کیا جس کے جسم میں سر کے سوائے کہیں ہڈی نہ تھی۔ اس کو کپڑے کے مانند لپیٹ دیا جاتا تھا۔ وہ راتوں میں کم سوتا تھا اس کی آنکھ اور زبان کے سواء کوئی عضو حرکت نہ کرسکتا تھا۔ اسے ایک بوریئے پر چت لٹا دیتے تھے وہ کم سوتا تھا رات بھر آسمان کی طرف دیکھتا تھا۔ ایک رات اس طرح لیٹا ہوا تھا ناگاہ اس نے ایک بجلی کو دیکھا جو چمکی اور اسکی روشنی تمام اطراف دنیا پھیل گئی پھر ستارے ٹوٹنے لگے اور ان سے دھواں پھیل رہا تھا۔ وہ نیچے آتے اور آپس میں ٹکرا کر زمین میں غائب ہوجاتے۔ وہ بہت گھبرایا اور تمام کاہنوں کو خطوط روآنہ کیئے جس میں زرقاء ملکۂ یمن کو جو مشہور کاہنہ تھی اُس نے لکھا کہ یہ پیغمبرؐ ہاشمی کے ظہور کی علامتیں ہیں اسلئے کہا تم مکّہ کو آ ؤ مَیں بھی وہاں پہنچتی ہوں۔ غرض وہ مکّہ آیا اور کعبہ کے نزدیک بیٹھا تمام قریش اسکے پاس آئے جب اس نے بتایا کہ مَیں بشیرؐ و نذیرؐ کی خوشخبری دینے آیا

ہوں۔قریش کو یہ باتیں پسند نہ آئیں اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔ پھر حضرت ابوطالبؑ اور تمام اولادِ عبدالمطلبؑ اس کے پاس آئے انہوں نے آپس میں طئے کیا کہ ہم پہلے اپنا نسب وغیرہ بیان نہ کریں تا کہ اُسکے علم کا اندازہ ہو سکے۔اور حضرت ابوطالبؑ نے اپنی تلوار اور نیزہ سطیح کے غلام کو ہدیہ کیا۔حضرت ابوطالبؑ نے سلام کیا اس نے بھی کہا آپ پر بھی سلام ہو اور نعمتیں گوارہ ہوں۔اس نے کہا عرب کے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں آپ نے مزاحاً فرمایا کہ بنی جمح سے اس نے کہا اے بزرگ میرے قریب آ کر اپنا ہاتھ میرے چہرے پر ملیئے۔ابوطالبؑ نے اپنا ہاتھ اسکے مُنہ پر رکھا تو اس نے کہا خدائے دانا و بینا کی قسم آپ ہی صاحبِ اخلاق وعبودِ بلند ہیں آپ ہی نے میرے غلام کو ہدیہ نیزۂ خطی اور شمشیرِ ہندی عطا کی۔ بیشک آپ ہی قوم کے بہتر لوگوں میں سے ہیں۔آپ اور آپ کے بھائی سے شریف ترین خلائق پیدا ہونگے۔یقیناً آپ اور آپ کے ہمراہی نسلِ ہاشمی سے ہیں جو اہلِ خیر ہیں سب سے بہتر تھے۔اور آپ ہی پیغمبرِ مختار کے چچا ہیں جنکی مدح کتب واخبار میں کی گئی ہے آپ کے نسب کو مجھسے نہ چھپایئے کیونکہ مَیں آپ کو اور آپ کے نسب کو اچھی طرح جانتا ہوں۔حضرت ابوطالبؑ کو تعجّب ہوا کہا کہ سطیع تم نے سچ کہا۔ اسکے بعد آپ نے مزید دریافت کیا تو کہا کہ ہمیشہ باقی رہنے والے اور بغیر ستون کے آسمان کو بلند کرنے والے خدائے یکتا کی قسم عبداللہؑ کے یہاں بہت جلد ایک فرزند پیدا ہوگا جو لوگوں کو رُشد وہدایت، صلاح وخیر واحسان کی ہدایت کرے گا اور بُت پرستوں کو ہلاک کریگا۔اور اس کے امور میں اس کا چچازاد بھائی مددگار ہوگا جو صاحبِ شکوہ ودبدبہ ہوگا اور اپنی تیغِ آبدار سے کافروں کے دماغ درست کردیگا۔اور اس میں شک نہیں کہ آپ ہی اے ابوطالبؑ اِس کے والد ہوں گے۔وہ پیغمبرؐ کا معین ومددگار ہوگا وہ بزرگ بھی سیّد وسردار ہوگا۔ضیغم شیر شکار، نیک کرداروں کا پیشواء اور کُفّار سے انتقام لینے والا ہوگا۔ مشرکوں کو موت کا زہر آلود پیالہ پلائے گا۔شیروں کا پتّہ پانی کرے گا۔ ہمیشہ لڑائیوں

میں یادِ خدا کریگا۔محمد مصطفےٰؐ کا وزیر ہوگا اوران کے بعدان کی اُمّت میں امیر وپیشواء ہوگا۔ توریت میں اس کا نام بریا اور انجیل میں الیا اور قوم میں علیؑ ہوگا۔

حضرت ابوطالبؑ نے حکم دیا تو دوبارہ سطیح کو مجمع میں لایا گیا۔اس نے بآوازِ بلند کہا کہ اے گروہِ قریش یہ کیا انتشار وتکذیب اور اختلاف ہے جوتم سے سُنا اور دیکھتا ہوں اس بارے میں جو صاحبِ برہان بتوں کو توڑنے والے اور کاہنوں کو ذلیل کرنے والے پیغمبرؐ کے بارے میں بیان کیا ہے، واللہ اسکے زمانۂ ولایت کے قریب علم کاہنان باطل ہوجائے گا۔اگرتم کو میرے بیان کی تصدیق ہی منظور ہے تو اپنی ماؤں اور عورتوں کو بُلاؤ تاکہ مَیں عجیب اُمورتم پر ظاہر کروں۔ان لوگوں نے تمام مکّہ کی عورتوں کو مسجد میں جمع کیا سوائے حضرت آمنہؑ اور فاطمہؑ بنتِ اسد کے جن کو عبداللہؑ اور ابوطالبؑ نے اجازت نہ دی۔ سطیح نے عورتوں کی جانب غور سے دیکھا اور خاموش ہوگیا۔عورتوں نے پوچھا بولتے کیوں نہیں۔ سطیح نے پھر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا حرمین کی حرمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم میں دوعورتیں نہیں ہیں جو ایک خاتمِ انبیاءؐ کی ماں بنے گی اور دوسری مومنوں کے بادشاہ تمام اوصیاءؑ ئے انبیاءؑ کا سردار علوم مرسلین کا وارث ہوگا پھر وہ دونوں خواتین بھی بُلائی گئی۔ سطیح نے جنابِ آمنہؑ کی طرف دیکھا اور کہا آپ ہی بہترین زنانِ عرب وعجم ہیں اور پیغمبرؐ کی ماں ہیں۔پھر جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد کی طرف متوجہ ہوا اور ایک نعرہ مارکر بے ہوش ہوگیا، جب ہوش آیا تو کہا واللہ یہی ہیں جو اس امامؑ کی ماں ہیں جو بُتوں کو توڑے گا۔وہ ایسا بہادر ہوگا جو شجاعوں کی پیشانیاں زمین پر رگڑ دے گا۔کوئی بہادر اس کے مقابلہ کی تاب نہ لائے گا۔وہی شہسوارِ یکتا اور خدا کا شیر ہے اس کا نام علیؑ ہے وہ خاتم الانبیاءؐ کا چچازاد بھائی ہے۔ہائے ہائے مَیں دیکھ رہا ہوں اس نے کیسے کیسے دلیروں اور بہادروں کو خاک مذلّت میں ملا دیا ہے۔قریش نے یہ باتیں سُنیں تو نیام سے تلواریں نکال کر سطیح پر دوڑے بنی ہاشم نے بھی اس کی حمایت میں تلواریں نکال لیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۳

# مولائے کائناتؑ کی نورانی خلقت وظاہری خلقت ہر حال میں افضلیت

ینابیع المودۃ صفحہ۵۴۳ پر (بحذف اسناد) امام علیؑ بن موسی الرضا علیہ السلام نے اپنے آباء کرام سے انہوں نے علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا اللہ نے ایسی خلق پیدا نہیں کی جو مجھ سے افضل ہو۔اور نہ اس پر مجھ سے زیادہ مہربان ہے۔حضرت علیؑ نے کہا! میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپؐ افضل ہیں یا جبرائیلؑ۔؟ فرمایا۔اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء مرسلین کو اپنے مقرب فرشتوں پر فضیلت دی ہے۔مجھے تمام انبیاء مرسلین پر فضیلت دی ہے۔اے علیؑ میرے ساتھ فضیلت آپ کے لیئے ہیں۔آپ کے بعد ان ائمہؑ کے لیئے ہے جو آپ کے فرزند کی اولاد سے ہونگے فرشتے ہمارے خادم ہیں۔اور ہمارے محبّین کے خادم ہیں۔اے علیؑ۔! وہ فرشتے جو عرش کو اُٹھائے ہیں اور جو اس کے اِردگرد ہیں اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیئے مغفرت طلب کرتے ہیں جو ہماری ولایت پر ایمان لائے ہیں۔اے علیؑ۔! اگر ہم نہ ہوتے اللہ آدمؑ کو پیدا کرتا نہ حوّاؑ کو۔نہ جنت کو نہ دوزخ کو نہ آسمان کو نہ زمین کو۔ہم فرشتوں سے افضل کیوں کر نہ ہوں کہ ہم نے اپنے رب کی معرفت کی طرف اس کی تسبیح اس کی تہلیل اور اس کی تقدیس کی طرف سبقت کی ہے۔اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہماری روحوں کو پیدا کیا۔ہماری اپنی توحید اور تحمید کے ساتھ گویا کیا پھر فرشتوں کو پیدا کیا۔انہوں نے ہماری روحوں کو ایک نور کی حالت میں مشاہدہ کیا تو انہوں نے ہمارے امر کو بڑا جانا۔ہم نے تسبیح کرنا شروع کردی تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ ہم پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں۔اللہ تعالیٰ ہماری صفات سے منزّہ

کیا۔ ہماری تسبیح سُن کر فرشتوں نے تسبیح کی۔ جب فرشتوں نے ہماری شان کو بڑا جانا تو ہم نے "لا الٰہ الّا اللّٰہ" کہنا شروع کر دیا۔ تا کہ فرشتوں کو اس بات کا علم ہو کہ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ اور ہم بندے ہیں خدا نہیں ہیں واجب ہے کہ اس نور کے ساتھ عبادت کریں انہوں نے بھی کہا "لا الٰہ الّا اللّٰہ" جب ہمارے مقام کی بڑائی کو دیکھا تو ہمارے مقام کو بڑا جانا۔ ہم نے تکبیر کہی تا کہ فرشتوں کو علم ہو کہ اللہ بڑا ہے۔ اس کی مخلوق بڑا مقام حاصل نہیں کر سکتی مگر اس کے ذریعہ۔ جب انہوں نے ہماری وہ عزّت قوّت دیکھی جس کو اللہ نے ہمارے لیئے بنایا تو ہم نے کہا "لا حول و لا قوۃ الّا باللّٰہ" تا کہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ کوئی طاقت اور قوّت نہیں ہے مگر اللہ کے ساتھ۔ جب انہوں نے دیکھا کہ کیا چیز ہم پر انعام کی گئی ہے اور مخلوق کی اطاعت ہمارے لیئے فرض کی ہے تو ہم نے کہا "الحمد للّٰہ" تا کہ فرشتوں کو معلوم ہو کہ حمد اللہ کے لیئے ہے اس کی نعمتوں پر تو پھر فرشتوں نے بھی کہا الحمد للہ۔

ہماری وجہ سے انہوں نے اللہ کی توحید' اس کی تسبیح' اس کی تہلیل اس کی تکبیر اور اسکی تمجید کی معرفت حاصل کی۔ اللہ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا ہمیں اس کے صلب میں ودلیعت کیا۔ فرشتوں کو آدمؑ کے تعظیمی سجدہ کیلئے حکم کیا اور یہ اس کے اکرام کی خاطر تھا۔ فرشتوں کا سجدہ اللہ کے لیئے عبودیت کے طور پر تھا اور آدمؑ کے لیئے اکرام اور امر اللہ کی اطاعت کے لیئے تھا کیونکہ ہم ان کے صلب میں تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نور کو ایک قندیل میں رکھا جس سے کائنات منور ہوگئی۔ جب اس قندیل کی چمنی پر پسینے کے قطرے آئے تو اس سے ایک لاکھ تیس ہزار نو سو ننیاوے انبیاء کو خلق کیا باقی جو پسینے کے قطرے تھے ان سے فرشتوں کو خلق کیا۔ ہم آدمؑ کی خلقت سے ۲۴ ہزار سال قبل اللہ کی تسبیح و تہلیل کرتے تھے۔

مناقبِ خطیب وغیرہ کتابوں میں سلمانِ فارسی سے روایت ہے کہ مَیں نے محمدِ مصطفٰےؐ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا کہ ارشاد فرماتے تھے کہ مَیں اور علیؑ خدائے

تعالیٰ کے حضور میں ایک نور تھے۔اور وہ نور خلقتِ آدمؑ سے چار ہزار سال پہلے (بسال الوہیت کہ اس سال کا ایک روز اس دنیا کے ہزار سال کے برابر ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اِنَّ لَوْ مَا عِنْدِیْ کَالُفِ سَنَۃٍ '' (ایک دن میرے نزدیک تمہارے ہزار سال کے برابر ہے) خدا کی تسبیح وتقدیس کرتا تھا اور جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اس نور کو اس کی پشت میں رکھا۔

پس ہم عبدالمطلبؑ کی پشت تک ہمیشہ ایک جگہ اور اکٹھے رہے۔ پھر ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ پس اس بناء پر ایک حصّہ میں ہوں اور ایک حصّہ علیؑ ہے چنانچہ حضور سرورِ عالم ارشاد فرماتے ہیں ''یا علی لحمک لحمی دمک دمی روحک روحی قبلک قلبی نفسک نفسی'' (اے علیؑ تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ تیرا خون میرا خون ہے۔ تیری رُوح میری رُوح ہے، تیرا قلب میرا قلب ہے، تیرا نفس میرا نفس ہے۔) اور حدیثِ نبویؐ کے مطابق حق سبحانہ آیۂ مباہلہ میں نفس سیّدالمرسلینؐ فرماتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے

''فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ کُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ'' (آلِ عمران:۶۱) (کہہ دیجئے اے محمدؐ۔! اے نصاریٰ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو) پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ دوئی باقی نہ رہا۔ دونوں ایک نور کے دو ٹکڑے ہیں۔

## نورِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے بارے میں

حضرت علیؑ ابن الحُسین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم وہ نور جو کوہِ طور پر چمکا تھا۔ ہمارے جد علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے نور کے اسّی (۸۰) حصّہ نور سے ایک حصّہ تھا۔ جس کی کوہِ طور اور موسیٰؑ تاب نہ لا سکے۔ یہی کلماتِ اللہ ہیں جو ساری کائنات پر غلبہ تامّہ رکھتے ہیں اور قدرتِ الٰہی کے ذریعے تدبیر اور تعرف کرتے ہیں۔ اسی کے بارے میں دعائے سمات'' میں فرماتے ہیں۔

''پروردگار اپنے کلمۂ تامّہ کی شان کے وسیلہ اور اپنے ان کلمات کے وسیلے سے جن سے تو نے تمام اہلِ زمین اور آسمان اور دُنیا و آخرت پر احسان فرمایا ہے۔ اور نورو جہہ کے واسطے سے جن کے خوف سے طور سینا گر پڑا۔ اور اس کلمۂ صدق کے وسیلہ سے جو ہمارے باپ آدمؑ کو اور اس کی ذرّیت کو تعلیم ہوا اور میں سوال کرتا ہوں اس کلمہ کے ذریعے جس سے تو تمام کائنات پر غالب آیا۔ اور اس نور کے ذریعے جس سے تو نے کوہِ طور پر بجلی دِکھلائی۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اور موسیٰؑ غش کھا کے گر پڑے۔ ارشادِ رسولِ اکرم صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے کہ ''کُنتُ انا و علیٌّ نورٌ یُبَیَّنُ بَیْنَ یدی اللّٰہ مطیعاً یُسَبِّحُ لِلّٰہِ ذٰلِکَ النُّور یقدِّسہٗ قَبلَ اَنْ یَخلُقَ اٰدَمَ اربَعَۃ عَشَرَ اَلفَ عَام'' ''مَیں اور علیؑ خدا کے حضور میں ایک نور تھے جو مطیعِ پروردگار تھا اور یہ نور آدمؑ کی پیدائشؑ سے چودہ ہزار برس پہلے خدا کی تسبیح اور تقدیس کرتا تھا۔'' فرشتے اس کے نور کے پرتو سے پیدا ہوئے ہیں۔

آنحضرتؐ نے ایک اور حدیث میں فرمایا ہے کہ ''خَلَقَ اَللّٰہُ مِنْ نُورِ عَلِیّ ابنِ اَبِیطَالِب سَبعینَ اَلفَ مَلکۃِ یستغفرُونَ لَہُ لِمُحِبِّہٖ اِلیٰ یَوْمِ القِیَامَۃِ'' اللہ تعالیٰ نے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے روئے انور کے نور سے ستر ہزار فرشتے پیدا کیئے ہیں۔ جو اس بزرگ کے لیئے اور آنجناب کے دوستوں اور محبوں کے لیئے روزِ قیامت تک استغفار کرتے رہیں گے۔

## علیؑ اور مَیں ایک نور سے خلق ہوئے

۱) ینابیع المودۃ صفحہ ۴۱۱ پر ارشادِ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اےعلیؑ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تجھے ایک نور سے پیدا کیا۔ جب آدمؑ کو پیدا کیا تو اس نور کو صلبِ آدمؑ میں ودلیعت کیا۔ مَیں اور تم لگاتار

ایک صورت میں باقی رہے آخر کار ہم صلبِ عبدالمطلبؑ میں جدا ہو گئے۔ مجھ سے نبوت اور رسالت ظاہر ہوئی۔ اور تم سے وصایت اور امامت نمودار ہوئی۔

۲) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۱۴ پر ابن عباسؓ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔! مَیں اور علیؑ ایک درخت سے پیدا ہوئے اور لوگ مختلف درختوں سے پیدا ہوئے۔ ابن عباسؓ سے ایک اور روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔! انبیاءؑ مختلف درختوں سے پیدا ہوئے اللہ نے مجھے اور علیؑ کو ایک درخت سے پیدا کیا۔ مَیں اس درخت کی اصل ہوں اور علیؑ اسکی فرع ہے حَسنؑ اور حُسینؑ اس درخت کے پھل ہیں۔ اور ہمارے شیعہ اس درخت کے پتے ہیں جس شخص نے ان سے کسی کو پکڑ لیا نجات پا گیا۔ اور جو شخص ان سے چوک گیا۔ ہلاک ہو گیا۔

۳) ینابیع المودۃ صفحہ ۱۱۴ پر ہی ایک حدیث ہے اللہ تعالیٰ نے عرش سے زمین پر بلا کیف اور بلا زوال نگاہ دوڑائی مجھے چن لیا۔ اور علیؑ کو میرا داماد چن لیا۔ اس نے علیؑ کے حوالے فاطمہؑ زہراؑ بتولِ عذرا کو کیا اور انبیاءؑ میں سے کسی کو کوئی چیز نہ دی۔ اور علیؑ کو حَسنؑ اور حُسینؑ عطا کیا اور کسی کو ان کے مانند (دونوں فرزند) عطا نہ کیئے۔ علیؑ کو مجھ ایسا خسر عطا کیا۔ علیؑ کو حوضِ کوثر عطا کیا۔ علیؑ کے ذمّے جنت اور جہنّم کی تقسیم سپرد کی۔ اور یہ تقسیم فرشتوں کے ذمّے نہ لگائی علیؑ کے شیعوں کو جنت میں قرار دیا۔ علیؑ کو مجھ ایسا بھائی عطا کیا۔ مجھ ایسا کسی کا بھائی نہیں ہے۔ اے لوگو۔! جو شخص اس بات کا ارادہ کرے کہ وہ اللہ کے غضب کو فرو کرے اور اللہ اس کے عمل کو قبول کرے تو اس کو علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام سے محبت کرنا چاہیئے۔ علیؑ کی محبت ایمان کو زیادہ کرتی ہے۔ اور علیؑ کی محبت برائیوں کو اسی طرح پگھلاتی ہے جس طرح آگ سکّے کو پگھلاتی ہے۔

۴) ینابیع المودۃ میں سلمان قندوزی حنفی بابِ مودت صفحہ ۴۰۶ پر ابنِ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: سلمان فارسی کا ایک عبادت گاہ کی طرف سے گذر ہوا۔ ہم لوگ

ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم میں سے ایک آدمی نے کہا۔ اگر مَیں چاہوں تو تمہیں آگاہ کرسکتا ہوں۔ اس اُمّت میں نبی صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد ان دونوں آدمیوں حضرت ابوبکر اور حضرتِ عمر سے اس اُمّت میں افضل کون شخص ہے۔ سلمانؓ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا۔ آپ نے کہا اللہ قسم اگر مَیں چاہوں تو ضرور تمہیں آگاہ کرسکتا ہوں کہ نبیؐ علیہ السلام کے بعد ان دونوں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر سے اس اُمّت میں افضل آدمی کون ہے۔ یہ کہکر سلمان چلے گئے۔ آپ سے دریافت کیا گیا اےئ ابوعبداللہ (سلمان) آپ نے کیا فرمایا۔؟ کہا مَیں رسول اللہ صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں مرض الموت کے وقت حاضر ہوا تھا۔ مَیں نے عرض کیا۔! اےئ رسولؐ اللہ آپ نے وصیّت فرمائی ہے۔؟ فرمایا۔! اےئ سلمانؓ تم جانتے ہو کہ اوصیاء کون لوگ ہیں، مَیں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔! آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے وہ آپ کی اولاد میں ان لوگوں سے افضل تھے جن کو وہ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت نوحؑ کے وصی سامؑ تھے۔ نوحؑ نے جن لوگوں کو چھوڑا تھا یہ ان سے افضل تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشعؑ تھے۔ جن لوگوں کو موسیٰؑ نے چھوڑا تھا یہ ان سے افضل تھے۔ عیسیٰؑ کے وصی شمعونؑ بن فرخیا تھے جن لوگوں کو عیسیٰؑ نے چھوڑا تھا یہ اُن سے افضل تھے۔ مَیں علیؑ کے حق کی وصیّت کرتا ہوں۔ جن لوگوں کو مَیں اپنے بعد چھوڑوں گا یہ ان سے افضل ہیں۔

## علیؑ اور محمدؐ کے نور میں ملائکہ بھی فرق محسوس نہیں کرسکتے

محمدؐ وآلِ محمدؐ کے انوارِ مقدّسہ کو زیرِ عرش ملائکہ برابر دیکھتے چلے آرہے تھے اگرچہ ان کے نام نہیں جانتے تھے لیکن ان کے نورانی پیکروں کو نظر میں ضرور لیئے ہوئے تھے اللہ تعالےٰ نے ان کو ملائکہ کے سامنے پیش کرکے اور ان کے نام بتا کر پوچھا ان میں سے محمد کس کا نام ہوسکتا ہے اور علیؑ و فاطمہؐ وحسنؑ وحُسینؑ کس کا۔؟ ملائکہ کو بڑا غرّہ اس بات پر تھا کہ تسبیح وتقدیس کی بنا پر ان کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اس بناء پر زمین پر خلیفہ بنانے کا

اِرادہ اللہ تعالیٰ نے جب ملائکہ پر ظاہر فرمایا تو ملائکہ نے چونکہ مزاج شناسِ قدرت تھے لہٰذا اپنی خواہش ظاہر کرنے کے لئیے نہایت بلیغ اسلوب بیان اختیار کیا یعنی یہ نہیں صاف طور پر کہا کہ ہمیں خلیفہ بنادے بلکہ اپنے حریف کی مذمّت کی کہ یہ فسادی اور خونریزی کرنے والا ہے پھر اسکے ساتھ اپنی تسبیح وتقدیس کرنے کا ذکر چھیڑا تا کہ فوقیت ثابت ہوئے۔خدا نے ان کی اس خواہش کو ایک مختصر سے جواب کے ساتھ رد کر دیا کہ ''تم وہ باتیں نہیں جانتے جو مَیں جانتا ہوں۔''یعنی تم نے آدمؑ کے طبعی اثرات کے ایک پہلو پر جو تخریبی ہے اپنی نظر کو جما دیا ہے اور اس کے دوسرے پہلو پر جو اصلاحی ہے غور ہی نہیں کیا۔تمہاری نظر صرف آدمؑ کے پیکرِ مادی پر گئی اس روحِ نبوتی پر نہ گئی جو تمام خواہشات پر کنٹرول کرنے والی ہوگی۔اسکے علاوہ بنی آدمؑ پر خلیفہ کیلئیے جو شرائط ہیں اس میں استحقاقِ خلافت میں تم نے جو دلیل پیش کی وہ کافی نہیں کیونکہ اسکے لئیے بڑے علم کی ضرورت ہے اور ملائکہ کا علم محدود ہے۔ہم خلیفہ اس کو بنائیں گے جو روئے زمین کی تمام مخلوق کے متعلق علم رکھتا ہو۔

''اِنّی جائِلُ' خلیفة اللّٰه فی الارض''جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ بنانے کا کام ہمیشہ اللہ سے متعلق رہے گا۔اسمِ فاعل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ کسی ایک زمانے میں نہیں بلکہ قیامت تک ہر زمانہ میں خلیفہ بنانا خدا ہی کے یدِ قدرت میں رہے گا۔

ملائکہ میں چونکہ قوتِ استنباط نہ تھی یعنی مقدمات کو ترتیب دیکر نتیجہ اخذ کرنا نہیں جانتے تھے لہٰذا آثارِ نورانیہ سے یہ پتہ نہ چلا سکے کہ فلاں کا نام محمدؐ ہے فلاں علیؑ ہے۔آدمؑ کے اندر جو روح نبوتی تھی اس میں یہ قوّت موجود تھی لہٰذا انہوں نے بتایا کہ جس کا نام محمدؐ ہے وہ یہ ہیں جن کا نام علیؑ ہے وہ یہ ہیں۔جب یہ قضیہ فیصل ہوگیا اور ملائکہ نے اپنی شکست مان لی تو پھر اُن سے کہا گیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو ان سب نے سجدہ کرلیا سوائے ابلیس معلون کے وہ اکڑ گیا حالانکہ یہ سجدۂ تعظیمی تھا۔اگر سجدۂ تعظیمی جائز نہ ہوتا تو اللہ اپنی معصوم مخلوق کو سجدہ کرنے کا حکم نہ دیتا۔ (تفسیر قرآن، ظفر حسن، ص:۷۸)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۴

# مولائے کائناتؑ کی ولادت عین کعبہ میں

## مولودِ کعبہ کی تاریخِ ولادت، اسماء مبارکہ

تاریخِ ولادت : ۱۳؍رجب ۳۰ھ عام الفیل۔ولادتِ نبیؐ کے ۳۰ برس بعد۔

روزِ ولادت بروز جمعہ

مقامِ ولادت : بیتُ اللہ الحرام (خانۂ کعبہ) مکّہ مکرمہ (خانۂ کعبہ میں پیدا ہونے والا پہلا مولود ہے)۔

آپ کے والد : عمرانؑ ابنِ عبدالمطلبؑ (ابوطالبؑ)

آپ کی والدہ کا نام : فاطمہؑ بنتِ اسد ابنِ ہاشم ابن عبد مناف

(بنی ہاشم میں اولادِ ابوطالب کو بالخصوص یہ شرف حاصل ہے کہ ماں اور باپ ہر دو طرف سے ہاشمی ہے۔(جنابِ عبداللہ اور جناب ابوطالبؑ مادری، پدری بھائی تھے) (تاریخِ اسلام)

پرورش : پہلا مولود ہے جو آغوشِ رسالتؐ میں پلا ہے۔

ابوطالبؑ کی اولادیں : طالبؑ سب سے بڑے بیٹے تھے

جناب عقیلؑ۔طالب سے دس برس چھوٹے تھے

جناب جعفرؑ۔عقیلؑ سے دس برس چھوٹے تھے

جناب علیؑ۔جعفرؑ سے دس برس چھوٹے تھے

جناب ام ہانی۔حضرت علیؑ سے دس برس چھوٹے تھے

(البلاغ المبین، دمعۃ الساکبۃ)

خوارزمی نے کتاب المناقب میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ خانۂ کعبہ کے اندر تیرہ

رجب ۳۰ عام الفیل۔ ہجرت سے ۲۳/برس قبل بعثت سے دس برس پہلے اور جناب اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ سے آنحضورؐ کی شادی سے تین برس قبل پیدا ہوئے۔

خانۂ کعبہ میں حضرت علیؑ سے قبل کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ یہ وہ شرف ہے جس سے ذاتِ احدیت نے تنہا حضرت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہی کو نوازا ہے۔

کافی میں مفضل ابن عمر سے مروی ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا ہے۔! جس دن نبیِ کونینؐ کی ولادت ہوئی اور جناب آمنہؑ نے آپ کے نور کی روشنی میں فارس اور شام کے محلات دیکھنے کا ذکر کیا۔ تو جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد نے ابوطالبؑ کو بتلایا جنابِ ابوطالبؑ نے جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد کو بتایا۔

”لا تتعجبین من ہذا ذلك متلدین بوصیه و زیرہ“ اِس پر حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو بھی کچھ عرصہ بعد محمدؐ کے وزیر اور وصی کی ماں بنے گی۔

کافی میں دوسری روایت ہے کہ محمد ابن عبداللہ ابن مسکان سے مروی ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا۔! جنابِ ابوطالبؑ نے فاطمہؑ بنتِ اسد سے فرمایا۔! صبر کرو تمہیں ۳۰/برس بعد میں نبوت کے سواء تجھے تمثیلِ محمدؐ کی مبارک باد دوں گا۔

بحارالانوار میں مروی ہے کہ تمام درندے جنابِ ابوطالبؑ کو دیکھکر دوڑ جاتے تھے ایک دن آپ طائف سے واپس آرہے تھے کہ ایک شیر آپ کے پاؤں چاٹنے لگا۔

جنابِ ابوطالبؑ نے فرمایا۔! بحق خالقك ان تبین لی مالك تجھے اپنے خالق کا واسطہ ہے اگر کوئی ضرورت ہے تو بتا۔ شیر نے جواب میں عرض کیا لیس لی حاجة بل انت ابو اسد اللّٰه ناصر نبی اللّٰه و مربیّه۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اظہارِ عقیدت کر رہا ہوں کیونکہ آپ شیرِ خدا کے باپ ہیں جو ناصر نبیِ خداؐ ہوگا اور آپ اِسکے کفیل ہیں

روضۃ الواعظین میں جناب جابر انصاری سے مروی ہے کہ ایک دن میں نے آنحضرتؐ سے ولادتِ حضرت علیؑ کے سلسلہ میں سوال کیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔! جابر تو نے میرے بعد پیدا ہونے والے بہترین مولود کا ذکر کیا ہے۔ اللہ نے تخلیقِ آدمؑ سے پانچ لاکھ برس پہلے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا ہے۔ ہم اس وقت تسبیح و تقدیسِ

باری کرتے تھے جب کوئی اور نہ تھا۔تخلیقِ آدمؑ کے بعد ذاتِ احدیت نے ہمارے نور کو جبینِ آدمؑ میں رکھا۔اس طرح ہمارا نور پاک اصلاب میں منتقل ہوتا ہوا جناب عبداللہ اور جناب ابوطالبؑ تک پہنچا۔ذاتِ احدیت نے میرے نور کو میری والدہ جنابِ آمنہؑ کے سپرد کیا اور نورِ علیؑ کو جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد کو امین بنایا۔

ینابیع صفحہ ۴۱۰ پر عباس ابن مطلب سے روایت ہے کہ جب علیؑ تولّد ہوئے تو جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد نے آپ کا نام اپنے باپ اسد کے نام پر اسد رکھا۔حضرت ابوطالبؑ اس نام سے مطمئن نہ ہوئے فرمایا آؤ ہم رات کو کوہِ ابوقبیس پر بسر کریں اور خالقِ کائنات سے دُعا کریں تاکہ وہ ہمیں اس (مولود) کے نام سے آگاہ کرے۔دونوں (میاں بیوی) سرِ شام باہر نکل کر کوہِ ابوقبیس پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہے۔ابوطالبؑ نے یہ اشعار بیان فرمائے ؎

یا رب ہذا الفسق الدجی　　　والفلق المنلج المفی
بین لنا عن امرک المقضی　　　ایمانسمی ذلك اصبی

"اے اس تاریکی اور روشنی کے رب اپنے فیصلہ شدہ حکم سے ہمیں آگاہ کر ہم اس بچّے کا نام کیا رکھیں۔

ناگاہ آسمان سے جھنکارنے کی آواز پیدا ہوئی ابوطالبؑ نے اپنی نگاہوں کو اسکی طرف بلند کیا۔کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز زبرجد کی تختی موجود ہے جس پر چار سطریں تحریر ہیں۔ابوطالبؑ نے اسکو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور اسکو مضبوطی سے اپنے سینے سے لگالیا۔اور اس پر یہ عبارت تحریر تھی ؎

خصصتما بالولد الزکی　　　والطاہر المنتجب الرضی
واسمہ من قاہر العلی　　　علی اشتق من العلی

" مَیں نے تم دونوں کو زکی، طاہر، برگزیدہ اور رضی فرزند سے مخصوص کیا ہے اس کا نام قاہر علی نے علیؑ رکھا ہے جو علیؑ سے مشتق ہے۔"

ابوطالبؑ بہت ہی مسرور ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدۂ شکرانہ کی خاطر گر

گئے (علیؑ کا دس اونٹوں کا عقیقہ کیا) اور وہ تختی بیتُ الحرام (کعبۃ اللہ) میں لٹکی رہی جس کے ذریعہ بنو ہاشم قریش پر فخر ومباہات کیا کرتے تھے۔حتیٰ کہ حجاج ابنِ یوسف عبداللہ ابنِ زبیر پر غالب آیا حجاج نے کعبہ کو مسمار کردیا اور وہ تختی بھی مسمار ہوگئی۔(ینابیع المودۃ صفحہ ۴۱۰)

## حضرت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے قبلِ ولادت وبعدِ ولادت کے حالات

نوحات القدس میں مرقوم ہے کہ جب امیر المومنین علیؑ شکمِ مادر میں تھے تو شاہِ رسلؐ اکثر تشریف لاتے اور والدۂ امیرؑ کے شکمِ مبارک کی طرف مُنہ کرکے زبانِ معجز نما کھولتے اور اپنے ابنِ عم سے باتیں کرتے اور شاہِ ولایت شکمِ مادر میں سلطانِؐ نبوّت کے جواب میں زبان کھولتے۔اس کیفیت کو والدۂ امیرؑ نے ابوطالبؑ کو آگاہ کیا۔وہ سُن کر نہایت حیران ہوئے۔اور سیّدؐ کائنات سے پوچھا۔کہ حقیقتِ حال کیا ہے تم کس سے ہم کلام ہوئے۔آنحضرتؐ نے فرمایا۔! میں اپنے بھائی سے باتیں کرتا ہوں اور اپنے وصی سے ہمکلام ہوتا ہوں۔ابوطالبؑ نے کہا۔تمہارا بھائی کون ہے۔؟ فرمایا۔! میرا بھائی شاہِ اولیاء۔ہم دونوں ایک نور تھے جبکہ نہ عرش تھا اور نہ کرسی اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین ہم دونوں حق تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتے تھے۔وہ ابتداء میں میرا رفیق تھا اور انتہا میں بھی میری رفاقت کرے گا۔ابوطالبؑ نے جب یہ بات سُنی تو جانا کہ یہ دونوں بھائی مشعلِ راہِ ہدایت ہیں۔ (تاریخِ اسلام)

## علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی ولادت کے بارے میں امام زین العابدینؑ سے روایت

امام زین العابدینؑ اکثر طوافِ کعبہ کے لئے تشریف لایا کرتے اور عموماً خاندانِ بنی ہاشم کے افراد رکنِ یمانی کی سمت بیٹھا کرتے وہاں ایک ضعیفہ بھی طواف کے لئے آئی اور امام کی زیارت سے مشرف ہُوئی جس کا نام عمّارہ بنتِ عبادہ مالک عجلان سعدی تھا۔امام نے اُس سے خواہش فرمائی کہ میری دادی کا واقعہ بیان کرو جو تمہیں معلوم ہے امام نے تمام خانوادۂ اہلبیتؑ کو بُلوایا وہ کہتی تھی کہ ایک شب مَیں طوافِ کعبہ کے لئے آئی ہُوئی تھی جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد بھی تشریف لائیں طواف کر رہی تھیں کہ آپ کی

حالت متغیّر ہوگئی اور آپ نے کعبہ کی دیوار پر ہاتھ رکھ کر دُعا کی' کعبہ کی دیوار شق ہوگئی اور آپ اندر داخل ہوگئیں اور تیسرے روز باہر تشریف لائیں ایک چاند جیسے بچّے کے ساتھ جس سے زیادہ خوش رو بچّہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ جنابِ محمدِ مصطفیٰؐ اور ابوطالبؑ بھی آئے اور وہ اُنہیں اپنی آغوش میں لیکر بنتِ اسد کے گھر پہونچا دیا۔

یہ واقعہ سُن کر امام زین العابدینؑ خوشی سے جھوم رہے تھے اور فرماتے تھے قسم خدا کی ہم نے اِس سے بہتر بات کبھی نہیں سُنی (یہ روایت اہلِ سنّت کی چھوٹی بڑی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے ابنِ مغازلی شافعی نے بھی اس کا تذکرہ کعبہ کے بجائے کربلا کے تحت زیارتِ امام حسینؑ علیہ السلام سے منسوب کرکے کِیا ہے۔

خواجہ اجمیری نے اِس واقعہ کو انتہائی وجد میں جذبات کے جس دریا کو کوزے میں بند کِیا ہے وہ اُن کی عقیدتمندی کی پوری نقشہ کشی کر رہا ہے۔

روز یکه بکعبه مرتضیٰؑ پیدا شد سبحان اللّٰہ ۔۔۔ در کون و مکان جلوه نما پیدا شد صلواة اللّٰہ

جبرئیلؑ ز آسمان فرد آمد گفت وے اختم و رسولؐ ۔۔۔ فرزند نجانه خدا پیدا شد واللّٰہ باللّٰہ

پہلے مصرعہ میں ذکرِ میلاد کے ساتھ سبحان اللہ اِس بات کا پتہ دیتا ہے کہ کعبہ میں ولادت ایک محیر العقول اعجاز ہے جو تعجب انگیز لب و لہجہ میں بیان کرنے کے لائق ہے۔ دوسرے مصرعہ میں مولود کی نورانیت کو تمام کون و مکاں کا جلوہ نما کہہ کر ثابت کِیا ہے۔ ایسی نور بار ہستی کے لئے کعبہ کی چار دیواری کو فانوس بننا چاہئیے تھا آخری مصرعہ میں پھر مولودِ کعبہ کے اجلال میں وحیِ آسمانی کو نظم کیا ہے کہ ملک نے بقسم مژدۂ ولادت سُنا کر تہنیت ادا کیا۔ (علیؑ اور کعبہ' ص:۸)

## علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کیلئے شرفِ خاص

حضرت ختم المرسلین کے خلیفہ و جانشین اور ختم الاوصیاء والاولیاء کو شروع سے ہی سائرِ عالم نے ممتاز کرنا اور علاماتِ باہرہ و نشاناتِ فاخرہ سے ممیّز و مزین کرنا مشیت ایزدی میں قرار پا چکا تھا۔ لہٰذا جب محبوب ترین و افضل ترین رسولؐ کا محبوب خلیفہ عالمِ

ارواح سے کشورِ اجسام کی طرف چلا تو بارگاہِ ایزدی سے کارکنانِ قضا وقدر کو حکمِ ملائکہ اس کے نزولِ اجلال کے لیئے خاص خانۂ خدا کو آراستہ کیا جائے تاکہ افضل واکرام خصوصیۂ الٰہیہ کا سلسلہ جو پیدائیش ظاہری سے ہزاروں سال پہلے شروع ہو چکا تھا بعد پیدائیش بھی قائم رہے۔ یہ ایسا شرفِ خاص تھا جو نہ اُس سے پہلے اور نہ اُس کے بعد کسی کو عطا کیا گیا۔ چونکہ رسولِ اکرمؐ شہنشاہِ مرسلین تھے۔ لہٰذا اُن کے خلیفہ کا علم عظمت وجلال بھی سب سے بالاتر ہونا چاہیئے تھا۔ آپ کا طرۂ امتیاز قرار پایا کہ خدا کے گھر میں پیدا ہوں اور خدا ہی کے گھر میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردیں۔ اس زندگی کا آغاز وانجام جو خدا کے ہاتھ فروخت ہو چکی تھی اسی طرح ہونا چاہیئے تھا۔

## حضرت علیؑ ہوئے کعبہ میں پیدا تو شہادت پائی مسجد میں

جنابِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ پرویز ابن ہرمز شہنشاہِ فارس کے عہد میں ۱۳/رجب کو یومِ جمعہ ۱۹۲۰ء فارسی اسکندری مطابق ۳۰ عام الفیل یا ۶۰۳ عیسوی میں عین خانۂ کعبہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ جنابِ علیؑ مرتضےٰ علیہ السلام کی پیدائیش خانۂ کعبہ کے اندر صاحبِ **ما ینطق عن الھوی ان ھوا لا وحیٰ** کے حُکم سے ہوئی فاطمہؑ بنتِ اسد فرماتی ہیں کہ ایک روز میں طوافِ خانۂ کعبہ میں مشغول تھی کہ یکا یک دردِ زہ شروع ہو گیا۔ محمدؐ بھی اس وقت وہیں تھے۔ میری حالت متغیّر دیکھکر میرا حال پوچھا۔ میں نے اپنی کیفیت بیان کی۔ محمدؐ نے فرمایا کہ جلد طواف ختم کرو۔ میں نے کہا مجھ میں اتنی طاقت نہیں۔ آپ نے کہا کہ اچھا خانۂ کعبہ کے اندر چلی جاؤ۔ خدا مشکل آسان کریگا۔ میں کعبہ کے اندر چلی گئی وہاں علیؑ پیدا ہوئے۔ دیوارِ کعبہ شق ہوئی اور جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد اندر داخل ہوئیں اور دیوارِ کعبہ پھر مل گئی تین دن تک آپ وہیں رہیں حضرت مریم علیہ السلام۔ حضرت آسیہؑ، حضرت حوّاؑ اور حضرت حاجرہؑ خدمت کے لیئے حاضر تھیں۔ تیسرے روز حضرت ابوطالبؑ کعبہ کی کنجیاں لیکر تشریف لائے۔ اِدھر فاطمہؑ بنتِ اسد نے اپنے لال کو خانۂ کعبہ سے لیجانیکا ارادہ کیا اِدھر خداوند تعالےٰ نے اپنے رسولؐ کے دل میں القا کیا کہ اپنے خلیفہ و وزیر کے استقبال کو گھر سے چلیں۔

ابھی فاطمہؑ بنتِ اسد اس دُرِّ بے بہا کو صدفِ کعبہ سے لیکر نکلیں ہی تھیں کہ سب سے پہلے جنابِ محمد مصطفےٰؐ نے فوراً اس بچّہ کو آغوش میں لے لیا۔ بچّہ نے آنکھیں کھولکر رُخِ انورِ محمد مصطفےٰؐ کا چہرہٴ پر جمال دیکھا۔ آنحضرتؐ نے اس کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا۔ علیؑ نے آنحضرؐت کی زباں کو چُوسنا شروع کیا اور چوستے چوستے سو گئے۔(عبداللہ امرتسری ارجح المطالب' البلاغ المبین' حیدر علی حنفی سیرۃ الاولیاء)

آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ مناقب اہلبیتؑ ص ۲۲۶ میں مشارق انوار الیقین سے نقل کرتے ہیں جب امیر المومنین علی علیہ السلام کعبہ میں پیدا ہوئے تو سجدہ کی حالت میں زمین پر تشریف لائے' اس کے بعد اپنا سرِ اقدس بلند کیا اور اذان و اقامت کہی اس کے بعد لا اِلٰہ الاّ اللہ محمّد الرسول اللہ اور اپنی ولایت علیُ' ولی اللّٰہ خدا کی وحدانیت محمدؐ کی رسالت اور اپنی ولایت اور جانشینی کی گواہی دی۔ پھر کہا یا رسولؐ اللہ اجازت ہے کہ کچھ پڑھوں۔؟ آپؐ نے فرمایا! ہاں پڑھو۔ اسکے بعد علی علیہ السلام نے ان صحیفوں کو جو آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے اور ان کو اس طرح پڑھا کہ اگر شیث علیہ السلام موجود ہوتے تو اقرار کرتے کہ علی علیہ السلام ان صحیفوں کو سب سے بہتر جانتے ہیں۔ اس کے بعد باقی آسمانی کتب حضرتِ نوحؑ کی کتاب حضرت ابراہیمؑ کی کتاب' حضرت موسیٰؑ کی تورات اور عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل تلاوت فرمائی اس کے بعد قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"قد افلح المومِنونَ (سورہٴ مومنون) تحقیق مومنین کامیاب ہوگئے پیغمبرِ اکرمؐ نے ان سے فرمایا۔! ہاں یا علیؑ مومنین کامیاب ہیں کیونکہ تو ان کا امام ہے۔ پھر ان کو اس طرح مخاطب کیا جیسے اوصیاء اور انبیاء کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ پھر خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد رسولِ خداؐ نے ان سے فرمایا۔" عدالی طفولیتک فامسک" "اپنی طفولیت (یعنی بچپن) کی طرف لوٹ جاؤ" بس اس کے بعد علیؑ نے معجزات ظاہر نہیں کیئے۔

## علیؑ نے آنکھ کھول کر سب سے پہلے رسولِ اکرمؐ کی زیارت کی

علیؑ نے تین دن تک نہ کچھ دودھ پیا نہ آنکھیں کھولیں۔ والدہٴ امیر المومنینؑ

نے اِس بات سے محزون وغمگین ہو کر کہا اے فرزندِ دلبند تو آنکھیں کیوں نہیں کھولتا۔اور کِس لیئے عالم کا مشاہدہ نہیں کرتا۔کہیں تو نابینا تو نہ ہو۔اور مجھے تمام عُمر اِس رنج وغم میں گھلائے۔اِس وقت ملک علام کی طرف سے سیّد الانام صلیّ اللہ عُلیہ والہٖ وسلّم کو الہام ہوا کہ آپ کے ابنِ عم پیدا ہو چُکے ہیں۔جلد جا کر اِن کی خبر گیری کریں۔اور آفتابِ رسالتؐ نے اپنے احباب کی جماعت کیساتھ اُدھر کا رُخ کیا۔

جا کر ماہِ آسمانِ ولایت کو اُٹھا کر بصد احترام واعزاز اپنے دامنِ عاطفت میں بٹھایا۔جب حضورؐ کے گیسوئے مشکبار کی خوشبو مشامِ حیدرِؑ کرّار میں پہنچی آپ کے جمال جہاں آراء کی زیارت کے لیئے آنکھیں کھول دیں۔اور اوّل جو چیز تناول فرمائی وہ آنحضرتؐ کا لعابِ دہن تھا۔آنحضرتؐ نے نہایت محبت اور شفقت سے لگن اور آفتابہ منگوا کر اپنے دستِ حق پرست سے غسل دینا شروع کیا جب دائیں طرف دھو چکے تو جنابِ علیؑ خود بخود بائیں پہلو کی طرف پھر گئے اور آنحضرتؐ کو پہلو بدلنے کی زحمت نہ کرنی پڑی۔آنحضرتؐ نے جب یہ حال دیکھا۔تو آپؐ پر رقّت طاری ہوئی۔اور اِس قدر گریہ فرمایا کہ ریشِ مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔والدۂ امیر المومنینؑ نے پوچھا۔اے محمّدؐ رونے کا کیا سبب ہے۔؟ فرمایا۔!مَیں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بچّہ مجھ کو غسل دے رہا ہے اور مَیں بھی اِس کے آگے اِسی طرح سے ایک پہلو سے دوسرے پہلو خود بخود پلٹ رہا ہوں۔اور اِس کو کروٹ بدلنے کی زحمت نہیں دیتا۔مَیں نے اِس کو پہلے دن غسل دیا ہے یہ مجھ کو آخری روز غسل دے گا جب غسل سے فارغ ہوئے تو روئے مُبارک امیرؑ کے سامنے رکھّا اور اپنی زبانِ معجز بیان اِن کے مُنہ میں رکھی۔امیر المومنینؑ جنابِ سیّد المرسلینؐ کی زبان چوستے تھے۔جنابِ امیرؑ نے زبانِ اقدس کو چوسنے کے بعد اپنی ماں کا دودھ پیا۔چنانچہ اخبارِ صحیفہ میں تواتر وارد ہوا ہے کہ امیر المومنینؑ نے پہلے پہل جو چیز تناول فرمائی وہ آنحضرتؐ کا لعابِ دہن تھا۔

## علیؑ نے ماں کی گود سے باپ کو سلام کیا

تفسیر انوار النجف میں صفحہ ۱۸ جلد (۱۵) میں درج ہے جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسد حضرت

علی علیہ السلام کو کعبہ سے لا رہی تھیں کہ حضرت ابوطالبؑ نے آگے بڑھکر ولی اللہ کا استقبال کیا تو حضرت علیؑ نے لب ہائے نازنین کو جنبش دی اور کہا" السلام علیك یا ابا وَ رحمة اللّٰہ"

# علیؑ کی ولادت کے حالات اور نام رکھنے کے بارے میں

بشائر المصطفٰے میں برار بن قعنب سے مروی ہے کہ مَیں عباس بن عبدالمطلب کے ہمراہ تھا اور بنی عبدالعزّی کی ایک جماعت وہاں موجود تھی کہ فاطمہؑ بنت اسد مسجد میں داخل ہوئیں اور عین طواف کی حالت میں دردزہ کا اثر معظّمہ پر ظاہر ہوا جب باہر جانے کی طاقت نہ رہی۔ یوں دُعا کی۔!'' اے خدا! اِس خانۂ متبرّک کی حرمت کا واسطہ ولادت مجھ پر آسان کر۔ راوی کہتا ہے مَیں نے دیکھا خانۂ کعبہ کی دیوار شق ہوگئی فاطمہؑ اندر داخل ہوئیں اور چوتھے روز امیرؑ کو ہاتھوں پر لیئے باہر تشریف لائیں۔ جب فاطمہؑ بنت اسد حرمِ محترم سے اپنے گھر میں تشریف لائیں امیرؑ کو گہوارہ میں لٹا کر ابوطالبؑ کو بشارت دی۔ وہ نہایت خوشی اور مسرّت کی وجہ سے دلیرانہ آگے بڑھے کہ اپنے فرزندِ دلبند کے روئے مبارک کو دیکھے۔ جب آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کہ اس بچّے کا کیا نام رکھا ہے۔ جواب دیا کہ باپ نے زید اور ماں نے اسد کے نام سے نامزد کیا ہے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اِس کا نام عالی علیؑ سے علیؑ رکھنا چاہیئے۔ فاطمہؑ بنت اسد نے فرمایا۔ خدا کی قسم! مَیں نے بھی کعبہ کے اندر ایک ہاتفِ غیبی کو سُنا کہ یہ کہہ رہا تھا کہ اس بچّہ کو علیؑ کے نام نامی سے نامزد کرو۔ لیکن میں اِس کو راز خیال کر کے چھپاتی تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نام رکھنے کے باب میں ماں اور باپ میں مجادلہ ہوا۔ اور آخر فیصلے کے لیئے حرم کعبہ کے دروازے پر حاضر ہُوئے۔ امیر المومنینؑ کی والدۂ گرامی نے آسمان کی طرف مُنہ کر کے ایک مناجات شروع کی جِس کا ایک شعر یہ ہے:۔

"بیّن کتـابعُـکمِكَ اَلـمَرضِیّ　　　　مَـا ذَاتَـرٰی مِن اسمِ هذا الصّبیٰ

یعنی:۔ اے خدا اِس بچّے کے نام رکھنے کے بارے میں جو تیری رضا ہے حکم فرمایا ناگاہ خانۂ کعبہ کے کوٹھے کی طرف سے اک رجز سُنی کے ہاتفِ غیبی پڑھ رہا ہے۔

"فَاِسُمه بحُکمِكَ شَامِغ عَلِیّ　　　　عَـلِـیُ اشتُـقَّ مِنَ العُلٰی"

یعنی:۔ اِس کا نام بلند چوٹی سے علیؑ ہے جو کہ علٰی سے مشفق ہے

آنحضرتؐ نے بچّے کو گود میں لیا اور انتہائے محبت اور نہایت مہربانی اور شفقت کے ساتھ گہوارہ سے باہر نِکال لیا اور لگن اور آفتابہ منگا کر اپنے دست مبارک سے غسل دینا شروع کیا۔ دائیں طرف دھو چکے تو جنابِ امیرؑ خود بخود بائیں پہلو کی طرف پھر گئے۔ اور آنحضرتؐ کو بچّے کے پہلو بدلنے کی زحمت نہ کرنی پڑی۔

# علیؑ کا جھولے میں اژدر کو چیرنا

انسؓ نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے کہ علیؑ جھولے میں تھے اور آپ کی والدہ نے آپ کے ہاتھ باندھ دئے تھے کہ اتنے میں انہوں نے دیکھا کہ ایک سانپ ان کی طرف آرہا ہے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں کو جھولے سے نکالا اور دائیں ہاتھ سے اس کی گردن کو پکڑا اور اس کے مُنہ میں اُنگلی ڈالی اور دونوں ہاتھوں کی اُنگلیوں سے زور لگایا تو سانپ مر گیا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس کا آدھا حصّہ ایک طرف تھا اور دوسرا حصّہ دوسری طرف تھا۔ جب ان کی والدہ نے اپنے بچّے کی یہ دلیری دیکھی تو دوڑتی ہوئی آئیں اور اُنہوں نے اپنے مولود کو سینے سے لگا کر کہا گویا تو تو حیدرہؑ ہے واضح رہے کہ ''حیدرہؑ'' غضبناک شیر کو کہا جاتا ہے۔ (معجزاتِ آلِ محمدؐ۔ص:۲۵۸، مناقب ابن شہر آشوب ج:۲ص:۲۷۸)

(۲) جب حضرت علی علیہ السلام جھولے میں تھے ایک سانپ ڈسنے کے قصد سے آیا امامؑ کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے آپ نے اپنا دایاں ہاتھ جھولے سے نکالکر سانپ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اسقدر فشار دیا کہ آپ کی اُنگلیاں اسکے اندر چلی گئیں اور وہ مر گیا جب ماں نے دیکھا کہ بچّے کے ہاتھ میں مرا ہوا سانپ ہے تو ایک چیخ ماری اور لوگ جمع ہو گئے اور اُس وقت والدہ نے کہا میرا بیٹا گویا غضبناک شیر کی طرح ہے۔ (بحارالانوار ج:۴۱ص:۲۷۵-۲۷۴)

لوگ حضرت ابوطالبؑ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم حلالی اور حرامی کی پہچان اِس اژدہ سے کیا کرتے تھے اب ہم کیسے جانیں گے کہ یہ بچّہ حلالی ہے یا حرامی ہے کیونکہ اِس بچّہ نے اژدہ کو مار دیا۔ آپ نے فرمایا! جو اِس سے محبت کریگا وہ حلالی ہے اور جو دشمنی رکھے گا وہ حرامی ہے۔

# علیؑ کا پہلا طمانچہ ابوجہل کے مُنہ پر

مکہ کے عربوں میں اُس وقت یہ دستور تھا کہ جب کسی کے ہاں بچّہ پیدا ہوتا

تو ابوجہل بتوں کی پاؤں کی خاک کا سرمہ اُس بچّے کی آنکھوں میں لگاتا۔ جب سلطانِ ولایت کی ولادت کی خبر اِس لعین کو پہنچی سُنتے ہی اُدھر کا رُخ کیا۔ جب علیؑ کو دیکھا تو دستور کے موافق اُن کی آنکھوں میں بھی سرمہ لگانا چاہا۔ ہر چند زور لگایا مگر حضرتؑ کو نہ اُٹھا سکا۔ آخر لاچار ہوکر اپنی اُنگلیاں امیر المومنینؑ کی چشم بین وحدت پر رکھیں تا کہ آنکھوں کو کھولکر بتوں کی خاکِ پا کا سرمہ لگائے۔ ہر چند زور لگایا مگر آنکھ کو نہ کھولا اس وقت حیدرِ کرّار شاہِ ملک ارشاد نے بازوئے ولایت کی قوّت سے ایک طمانچہ اُس کے مُنہ پر مارا کہ چہرہ پیچھے کو پھر گیا۔ اور اسکی گردن کج ہوگئی۔ اور وہ کجی اس ظالم کی گردن میں آخرِ عُمر تک بدستور قائم رہی اور اس دشمنِ خدا اور رسولؐ کو خلقِ عالم پر ظاہر کرتی رہی۔

## علیؑ کی ولادت کے موقع پر مکّہ میں زلزلہ

انوارِ امامت صفحہ ۹۱ پر حضرت مقدس اردبیلی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں جب ولادتِ علیِ مرتضےٰؑ کا زمانہ آیا اُسی زمانے میں ایک زلزلہ مکّہ میں آیا، لوگ بیحد پریشان ہُوئے اور اپنے بتوں کو اُٹھا اُٹھا کر ''کوہِ ابوقبیس'' پر دعا کرنے اور دعا کرانے کے واسطے لے گئے جب دعا کی تو کوہِ ابوقبیس کے پتھر زلزلے سے متاثر دُور دُور جاگرے، اور سارے اصنام سر کے بل زمین پر آرہے۔ ایسی حالت میں خود ابوطالبؑ کوہِ ابوقبیس پر پہنچے، اور اکابرینِ قریش سے کہا، کہ آج ایک ایسا بچّہ قدرت نے پیدا کیا ہے کہ اگر تم لوگوں نے اِس کی اطاعت نہ کی تو یہ زلزلہ ہرگز دُور نہ ہوگا۔ پھر سب نے ایک زبان ہوکر کہا۔! ہم وعدۂ اطاعت کرتے ہیں۔ آپ خدا سے دعا کیجئے کہ زلزلہ برطرف ہوجائے۔ ابوطالبؑ نے درگاہِ قاضی الحاجات میں دُعا کی:۔

''الٰہی اسئلك بالمحمدية المحودة والعلوية العاليه والفاطمة البيضاء الّا تغضلة علی تهامد بالرّافة والرحمة''

فوراً زمین ساکت ہوگئی اور زلزلہ برطرف ہوگیا

رسولِ خداؐ نے فرمایا، اِس روز سے ساکنانِ مکّہ جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تھی انھی کلمات کی اگرچہ مفہوم سے ناواقف تھے زبان پر لاتے اور مشکل حل ہوجاتی۔ (انوارِ امامت' ص:۹۱)

# باب:۵

# مولائے کائناتؑ کی تعلیم وتربیت

خلیفۂ رسولؐ بننے کے لیئے رسول کی زیرنگرانی تعلیم وتربیت بچپن ہی سے بہت ضروری ہے۔کیونکہ تعلیم وتربیت زمانۂ طفولیت کی اپنا اثر عمر بھر کے لیئے چھوڑ جاتی ہے (علم النفس، والجذبات، اور علم التعلیم کے ماہرین کا متفقہ فیصلہ ہے ) جو جذبات وتاثرات بچپن میں حاصل ہوجاتے ہیں ان کا اثر گہرا ہوتا ہے اور عمر بھر رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوطالبؑ چونکہ کثیر العیال تھے اس لیئے نبیؐ اکرم نے علیؑ کی پرورش اپنے ذمّے لے لی تھی یہ آنحضرتؐ کی پرورش اور تعلیمِ خاص کا نتیجہ تھا کہ وہ غوامض ونکاتِ وحدانیت اور اسرار وصفاتِ ذاتِ الٰہیہ جو حضرت علیؑ پر منکشف ہوئے اُن سے وہ لوگ قطعی بے بہرہ تھے جنکی عمر ونکے چالیس/۴۰ سال سے زیادہ بت پرستی اور گمراہی میں صرف ہو چکے تھے۔کنار رسولؐ میں علیؑ کے پرورش پانیکا ذکر ہر ایک مورخ ومحدث نے کیا ہے اور اسکو نعماءِ الٰہی میں سے ایک نعمت لقب دیا ہے

بشائر المصطفیٰؐ میں منقول ہے کہ آنحضرت صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کی تربیت فرماتے تھے اور ہمیشہ خبر گیری کرتے تھے گویا اپنی گود میں پرورش فرماتے تھے۔ جب جنابِ امیرؑ قریباً پانچ سال کے ہوگئے۔ اِس وقت قریش میں تنگی اور بے سرو سامانی پیدا ہوئی اور خشک سالی کی وجہ سے اُن کی بدحالی بہت بڑھ گئی اور ابوطالبؑ چونکہ کثیر العیال تھے۔ ایک روز آنحضرتؐ نے اپنے چچا عباس سے فرمایا! کہ آپ مالدار ہیں اور ابوطالبؑ معاشی طور پر کمزور اور قحط کی بلا میں مبتلا ہیں۔آؤ ہم دونوں مِل کر ایک ایک بچّہ اِن سے لیں تاکہ اِن کا بوجھ ہلکا ہوجائے عباس نے اِن کی یہ بات قبول کرلی۔اور دونوں مِلکر حضرت ابوطالبؑ کے گھر گئے اور صورتِ حال بیان کی۔ ابوطالبؑ نے کہا کہ میرے بیٹوں میں سے عقیل کو تو میرے پاس رہنے دو۔اور باقی کا تم کو اختیار ہے۔آنحضرتؐ نے جنابِ امیرؑ کو لے لیا اور عباس نے جعفرؑ کو قبول کیا۔اِس وقت سے امیر المومنینؑ برابر سیدؐ المرسلین کی

کفالت اور تربیت میں رہے۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ رسالت پر مبعوث ہوئے اور جنابِ سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہراؑ کو نکاح میں دے کر ایک حجرہ الگ مقرر فرمایا۔

## علیؑ کی طفولیت

کندیؔ کی روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ کندی نے نبیؐ کریم کو نبوّت کے آغاز میں نماز پڑھتے ہُوئے دیکھا۔ اور آپ کے ساتھ ایک لڑکا اور عورت بھی نماز ادا کر رہی تھی۔ کندی کا بیان ہے کہ مَیں نے عباس ابنِ عبدالمطلب کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ خوبرو شکل وصورت آدمی کون ہے۔ اور ساتھ میں یہ خوبصورت لڑکا کون ہے جِس کا رنگ گندمی' آنکھیں بڑی دونوں شانوں پر گوشت شیر کے کندھوں کے مانند' گردن صراحی دار اور شکل نہایت پرصنعت اور حَسین اُنہوں نے کہا کہ یہ میرے بھائی کے فرزند محمدؐ ہیں جو اِس بات کے مدعی ہیں کہ مَیں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ آپ کی پیروی اِس لڑکے نے کی ہے جِس کا نام علیؑ ہے اور یہ بھی میرے بھائی کے فرزندِ نورِ چشم ہیں جو عورت اِن کے ساتھ ہے آپ کی زوجۂ محترمہ ہیں جِن کا نام خدیجہؑ ہے۔ کندی نے کہا کہ مَیں عباس کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ لوگ اِس شخص کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اِس انتظار میں ہیں کہ دیکھیں ہمارے سردار ابوطالبؑ اِس بارے میں کیا روّیہ اختیار کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلیّ اللہ ُعلیہ وآلہ وسلّم کی بچپن میں حضرت ابوطالبؑ نے کفالت فرمائی تھی اور جب رسول اللہ صلیّ اللہ ُعلیہ وآلہ وسلّم بڑے ہوئے تو آپ ہی رسولؐ اللہ کی حمایت'نصرت کی اور آپ کے دشمنوں کی تکالیف آپ سے دُور کرتے رہے۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب حضرت ابوطالبؑ کا (مکّہ) میں انتقال ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ کو وحی کی کہ اب تم مکّہ سے ہجرت کرکے چلے جاؤ تمہاری نصرت و اِمداد کرنے والے کا اِس دنیا سے انتقال ہو چکا ہے۔ اِس لیئے اس سال کو تاریخِ عالم نے ''عام الحزن'' کہا ہے۔ ابوطالبؑ کو اِسلامی اصول پر دفن کیا گیا۔ (ینا بیع المودۃ۔صفحہ ۲۴۲)

## علیؑ نبیؐ کے ساتھ بعثت سے پہلے نماز ادا فرماتے تھے

حبیبؔ السیر اور سیر النبی مولفہ امام گازرونی میں عفیف کندی پسر عم شعث ابنِ قیس سے منقول ہے ظہورِ اسلام سے پہلے مَیں ایک دفعہ بیتُ اللہ کا طواف کرنے کی نیّت سے مکّہ معظّمہ

میں گیا۔ایک روز مَیں عباس ابنِ عبدالمطلب کے پاس بیٹھا تھا ناگاہ ایک خلوت خانہ سے جو قرب وجوار میں تھا ایک خوبصورت نوجوان جس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا تھا کھلتا ہُوا رنگ سرخی لیئے ہوئے، کشادہ پیشانی، اُونچی ناک بڑی بڑی آنکھیں، جٹی بھویں، خوشنما رُخسار، بھاری بازو کُھلے ہاتھ، گھنی داڑھی، خوبصورت دانت، کشادہ چوڑا سینہ گردن چاندی جیسی چمکدار، قد میانہ کعبہ میں داخل ہُوا اور ساتھ میں ایک لڑکا جو بلوغ کے قریب پہنچا ہُوا تھا کشادہ ابرو، بڑی بڑی آنکھیں، چاند کی طرح چمکدار چہرہ، گندمی رنگ، گھنگروالے گھنے کالے بال، بھاری بازو، شیر سا دبدبہ تھا۔جب یہ دونوں کعبہ میں داخل ہُوئے سب کھڑے ہو گئے پھر ایک عورت بھی اِسی جگہ سے نکل کر پیچھے آ کھڑی ہُوئی۔اُس شخص نے عباسؓ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں اور اِس کام سے اُن کا کیا مقصد ہے عباسؓ نے جواب دیا کہ یہ مرد محمدؐ بن عبداللہ میرا بھتیجا ہے اور یہ لڑکا میرا بھتیجا علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہے اور یہ عورت اِس نوجوان کی بیوی خدیجہؑ بنتِ خویلد ہے۔اور یہ نماز ہے جس کو وہ ادا کر رہا ہے۔اور اب تک اِن دونوں کے سواء کسی نے محمدؐ کی متابعت نہیں کی۔ (مناقب شہر آشوب)

# علیؑ کا بچپن میں نبیؐ کی حفاظت کرنا

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ کسی نے صادقِؑ آلِ محمدؐ سے پوچھا کہ جب حضرت امیرؑ طلحہ سے لڑنے گئے او سنے حضرت کو باقصم کیوں کہا۔؟

فرمایا۔! حضرت رسولِؐ خدا جب مکّہ میں تھے ابوطالبؑ کے خوف سے کوئی شخص آنحضرتؐ کا معترض نہیں ہوسکتا تھا مگر لڑکوں کو حضرت کی ایذا رسانی کی ترغیب دیا کرتے تھے۔اور جب آنحضرتؐ دولتسرا سے باہر نکل کر کہیں جا رہے ہوتے، لڑکے پتھر حضرتؐ کی طرف پھینکا کرتے اور سرِ مبارک پر خاک وخاشاک گراتے۔کبھی کبھی زخموں سے خون بہنے لگ جاتا جب گھر میں آتے رسولؐ کو لہولوہان دیکھکر ابوطالبؑ فکر مند ہو گئے اور کہا کہ اے بیٹا اب جب بھی باہر جانا علیؑ کو اپنے ساتھ رکھنا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا ! یا رسولؐ اللہ جب آپ گھر سے باہر نکلیں مجھکو ہمراہ لے چلیں کہ لڑکوں کا شر آپ سے دفع کروں۔پس حضرت رسولؐ جس وقت گھر سے باہر جاتے

حضرت علیؑ ساتھ ساتھ ہوتے جب لڑکے حضرتؐ کی طرف آتے اونکے منھ، ناک، کان مجروح کردیتے۔لڑکے روتے ہوئے اپنے ماں باپ کی طرف جاتے اور کہتے کہ ''قصمنا علی'' یعنی علیؑ نے ہمکو مجروح کیا اسی لیئے حضرت امیرؑ کو قصم کہا کرتے تھے۔ جب انکے ماں باپ نے آکر ابو طالبؑ سے شکایت کی کہ آپ کے بچّے نے ہمارے بچّے کا ہاتھ توڑ دیا، پیر توڑ دیا، ناک پھوڑ دی۔آپ نے فرمایا !تم اپنے بچّوں کو روک لو کہ میرے بیٹے محمدؐ کو ایذاء نہ دیں میں اپنے بیٹے علیؑ کو روک دوں گا۔

## علیؑ نے دعوتِ ذوالعشیرہ میں نبوت کی گواہی دی

''وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ'' (سورۂ شعراء آیت ۲۱۴) ''اپنے قبیلہ کے اقرب تر افراد کو دعوتِ توحید دو''

غایۃ المرام ص ۳۲۰ پر علامہ بحرانی نے تفسیر ثعلبی سے اس آیۃ کے ذیل میں براء ابن عازب سے روایت کی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو آنحضورؐ نے بنی عبدالمطلب کو دعوت دی۔اس وقت ان کے مردوں کی تعداد چالیس افراد پر مشتمل تھی۔ایک روز بعد دعوت کے نبیؐ اکرم کچھ کہنے سے پہلے ابولہب نے بات کاٹتے ہوئے کچھ کہنے نہ دیا دوسرے روز دوبارہ دعوت دی گئی جب دوسرے روز سب کھا پی چکے تو آپؐ نے بڑے مختصر سے الفاظ میں صرف اتنا فرمایا۔

یا بنی عبد المطلب انا النذیر الیکم من اللّٰہ عزّ و جل البشیر بما یحیی بہ احد کم جئتکم بالدنیا وَالآخرۃ فا سلموا و ضیعونی تھتدو وَمَن یو اقی ویوازرنی یکون وَلِی و وصی و خلیفتی ویقضیٰ دینی

اے نبیؐ بنی عبدالمطلب میں اللہ کی طرف سے تم لوگوں کے لیئے نذیر ہوں اگر تمہیں کوئی بشارت دینیوالا آئے تو میں تمہارا بشیر ہوں میں تمہارے لیئے دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں اسلام قبول کرلو۔میری اطاعت کرو ہدایت یافتہ ہونگے

جو شخص میرا بھائی بنے گا اور میرا بوجھ اُٹھائیگا۔وہ میرا ولی' میرا وصی' میرا خلیفہ' اور میرے قرض چکانے والا ہوگا۔تمام بنی عبدالمطلب خاموش رہ گئے کسی نے جواب نہ دیا۔حضرت علیؑ نے آپکی تصدیق کر کے آپ کی حمایت کی حامی بھری۔آپ نے تین مرتبہ اس اعلان کو دہرایا ہر مرتبہ حضرت علیؑ کے سواء کسی نے بھی حامی نہ بھی۔ (علی فی القرآن ص ۳۰۵)

# باب:۶

# مولائے کائناتؑ کا نور قرآن میں

## "علیؑ مع القراٰن والقراٰن مع علیؑ"

### علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے

قرآنِ حکیم ذکرِ محمدؐ وآلِ محمد علیہم السلام اور اُن کے فضائل و مدارج کے بیان سے مملو ہے مگر مندرجہ ذیل چار مقامات ایسے ہیں جہاں قرآن میں لفظِ علیؑ بطورِ اختصاص ذاتِ گرامی مولا علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے لئے "نامِ علیؑ بھی نازل کیا گیا ہے مگر چونکہ قرآن کا لہجہ آئینی بھی ہے اور اشاراتی بھی ہے اِس لئے کئی بالرائے تفسیر کرنے والوں کو اپنی بدنیّتی کے سبب اِن چاروں مقامات پر لفظِ علیؑ سے مُراد کچھ دوسرے مطالب نکالنے کا موقع مِل گیا۔ جبکہ ہمارے عُلمائے حق نے نصوصِ آئمہؑ اہلبیتؑ کے ساتھ ساتھ عقلی تصریحات اور تمام لغوی لوازمات کو بھی سامنے رکھ کر ثابت کیا ہے کہ یہاں یہاں پر لفظِ علیؑ سے مُراد شخصیت اور وجود ہے نا کہ صرف معنوی علو کا تصوّر۔ وہ چار مقامات یہ ہیں: سورۂ مریم میں دوبار" **وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيّاً** "(سورۂ مریم:۵۰) اور" **وَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عَلِيّاً** "(سورۂ مریم:۵۷) سے یہی مفہوم لیا گیا ہے۔

تفسیرِ قمی کے مطابق امام حسنِ عسکریؑ نے فرمایا کہ" **لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيّاً** "آیت ۵۰ کے اندر دو جگہ **لَهُمْ** کی ضمیر کے مصداق حضرت ابراہیمؑ واسحٰقؑ ویعقوبؑ علیہم السلام ہیں۔ اور اِس میں جو رحمت عطا کی گئی اُس سے مُراد جنابِ محمدؐ ہیں اور جو لسانِ صدق علیاً کہا گیا ہے اُس سے مراد ہے کہ اُن کیلئے سچائی کی زبان علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کو مقرر کیا گیا۔ عام شیعہ وسنّی

تراجم میں رائج کیے گئے معنی سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ **لسان صدق علیا** سے مُراد صرف سچائی کی بلند زبان کہا گیا ہے تا کہ قاری کا اصل مقصود تک دھیان نہ پہنچے۔تاہم اللہ نے بیان کا پیرایہ ہی ایسا رکھا ہے کہ معصومؑ کی تصریح کے بغیر ہر شخص خود سے معنوی تہوں تک نہ پہونچے اور دروازۂ معصومؑ کو ترک کرنے کی سزا اِس طرح سے اُس کا مقدر بن جائے کہ وہ قرآن پڑھ پڑھ کر بھی صرف آیات کے سطح مطالب تک بھٹکتا رہ جائے اور اُس کی تہہ تک نہ پہنچے۔مکان صدق علیا سے مُراد بھی وہ مکان ہے کہ جو چرخِ چہارم وپنجم کے مابین ہے۔اور ملائکہ کو وہاں بیتِ معمور کے ساتھ ساتھ زیارت کیلئے بلُطفِ الٰہی رُوحِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی شبیہہ بھی عطا ہوئی ہے۔جنابِ ادریسؑ کو اِس مقامِ علیؑ پر بلندی دیکر اُٹھایا گیا ہے۔

ایک بار سورہ حجر "**قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ**"۔۔۔آیت:۴۱ یہ علیؑ کا سیدھا راستہ ہے۔۔حجاج بن یوسف نے اعراب ایسے لگوائے کہ چاھے آیت بے مطلب ھو جائے مگر اسم علی تک رسائی آسان نہ رھے۔۔۔سو اس نے علی پر تشدید کیساتھ دو پیش لگوادیئے۔گویا صراط **عليٌّ مستقيم** کہہ کر اللہ نے کہا ھے کہ یہ مجھ پر آنے والا ایک سیدھا راستہ ہے۔عقلی طور پر یہ ترجمہ خلاف ادب ہے۔اور بے معانی سا بھی ھونے لگتا ھے کہ کوئی ایسا راستہ ہے جو اللہ کے بھی اوپر سے جا رہا ہے اور اللہ کہے کہ یہ مجھ پر مستقیم ھے۔۔چونکہ یہاں جملے کے اندر متکلم خود اللہ کی ذات ھے۔۔اسلئے یہاں ایک ہی معنوی حل ہے کہ لفظ علیؑ پر سے دو پیش ھٹا کر دو زیر کے ساتھ صراط علیٍ والا مفہوم ہی تسلیم کرلیا جائے۔لطف کی بات یہ ہے کہ نا صرف یہ کہ یہ مفہوم گرامر کی صرف و نحو کی رو سے ثابت ھے بلکہ قول معصوم بھی بطور سند اسی معنویت کی تائید کرتا ھے۔۔تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے جب اس آیت کی تفسیر فرمائی تو کہا کہ صراط علی مستقیم سے مراد ھمارے جد علی ابن ابیطالب کا راستہ ہے۔کچھ اور نہیں ھے۔

۴۔۔چوتھا مقام سورہ زخرف آیت نمبر۴ ہے۔"**وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ** ۔" شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے معانی الاخبار میں امام صادق ع کی حدیث نقل کی

ہے کہ اس آیت میں کہا گیا ھے کہ بیشک وہ ھمارے پاس ام الکتاب میں ضرور عالیشان حکمت کا مالک قرار دیا گیا ہے۔ یہاں ام الکتاب سے مراد سورہ فاتحہ ھے اور اس سورہ میں جس عالیشان صاحبِ حکمت دانا کا ذکر رکھا گیا ھے وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کی ذات ہے۔گویا اللہ نے ظاھری و باطنی دونوں مطلب اپنی معجزنما آیت کے ایک ہی لفظ علیؑ میں رکھ کر مومنین کی آزمائش فرمائی ہے۔ بیشک اللہ کے اصل اشارے تک پہنچنا اور اسے ماننا اپنی اپنی توفیق کے مطابق ھوتا ہے۔اس وضاحت پر روایت کیساتھ ساتھ ایک مستقل نص معصوم یہ ھے کہ اگر آپ مفاتیح الجنان میں مولا علی ع کیلئے مخصوص زیارت نمبر۶ پڑھیں تو اسمیں بھی امام صادق علیہ السلام نے جب حضرت صفوان جمال کو اپنے جد بزرگوار امیر المومنین علیہ السلام کی یہ زیارت عطا فرمائی تو زیارت کے اندر یہی کلمات رکھے کہ **فقال تعالی وَإِنَّهُ فِيُ أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ۔۔ السلام علی اسم الله الرضی و وجه الله المضی و جنب العلی**۔(پس فرمایا ھے اللہ نے کہ بیشک وہ بزرگ تر کتاب میں بلندتر صاحب حکمت ہے۔۔۔۔سلام ہو علیؑ پر جو اللہ کا پسندیدہ نام ہے۔الخ۔

(۱) ابوذر کے خاندان کے غلام ثابت نے ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا: میں نے پیغمبرِ اکرم سے سُنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر کے کنارے مجھ سے ملاقات کریں گے۔ (احقاق الحق ۵/۶۴۱، البحار ۳۸/۳۵، فضائل ۲۹۷)

(۲) ایک حدیث میں نقل ہوا ہے کہ ام سلمہؓ نے کہا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے رسولؐ خدا سے سُنا آنحضرتؐ نے فرمایا: علیؑ قرآن اور حق کے ساتھ ہیں اور حق اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہیں۔ یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوضِ کوثر کے کنارے مجھ سے ملیں گے۔

(۳) جمع الفوائد میں ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے حتّیٰ کہ میرے پاس حوضِ

کوثر پر وارد ہوں گے (ینابیع المودۃ باب ۲۰/ ۱۵۰)

(۴) حموینی اپنی سند میں شہر آشوب سے روایت کرتے ہیں کہ میں ام سلمہؓ کی خدمت حاضر ہوا تھا۔ ابو ثابت حضرت علیؑ کا غلام آپ سے اجازت لیکر اندر حاضر ہوا۔ جنابِ امّ سلمہؓ نے فرمایا اے ابو ثابت حضرت (جب لوگ کے) دل اُڑنے لگے تھے تو تمہارا دل کہاں اُڑا تھا۔ ابو ثابت نے عرض کیا کہ میں نے علیؑ کی تابعداری کی۔ بی بی صاحبہ نے فرمایا تم نے حق کام کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہ دونوں اس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد نہ ہوں گے۔ موفق بن موید اور علامہ زمخشری نے اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے۔ (ینابیع المودۃ باب ۲۰/ص ۱۵۰)

(۵) سلیم بن قیس ہلالی نے امیر المومنینؑ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا! خداوند نے ہمیں پاک اور معصوم اور ہمیں لوگوں پر گواہ اور زمین پر حجت قرار دیا ہے اللہ تعالےٰ نے ہمیں قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ قرار دیا' نہ قرآن ہم سے جدا ہوگا اور نہ ہم قرآن سے۔ (فضائل امیر المومنین/۳۸۴' کمال الدین/۲۴۰)

# علیؑ قرآنِ ناطق

''لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ ''(سورۃ الحدید :۲۵) ''یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی دلیلوں کے ساتھ بھیجا ہے اور ہم نے انکے ساتھ ہی کتاب اور میزان نازل کی ہے۔''

اور ایک مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا ''لَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَق ''(سورۃ مومنون:۶۲) ''ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچّائی کے ساتھ بولے گی۔''

امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ کو قرآن پاک میں ''لسان صدقاً علیا '' کہا گیا ہے۔ وہ کتاب جو خاموش رہے تو کتابِ صامت ہے اور بولے تو کتابِ ناطق کہلاتی ہے۔

یہ وہ کتاب ناطق ہے جو نوحؑ' ابراہیمؑ اور موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے گفتگو کرتی رہی اور اسی کتاب نے حضرت عیسیٰؑ کی زبان پر گہوارے میں کلام کیا کتابیں تو صرف چار نازل ہوئیں تو پھر یہ کتاب کونسی ہے جو ہر نبیؑ کے ساتھ رہی۔ ''ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچائی کے ساتھ بولے گی'' (علی العظیم۔ص:٦٩)

# علیؑ کے قرآن میں تین سو نام ہیں

آیت اللہ سید ہاشم البحرانی قدس سرہ نے مدینۃ المعاجز میں کتاب ہدایۃ الحصینی میں مرقوم ہے کہ علی ابن ذراع الاسدی مسجد کوفہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے پاس گئے تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا۔!علی بن ذراع! ساری رات جاگتے رہے ہو۔؟

اس نے کہا۔! مولا۔ آپ کو میری شبِ بیداری کا علم کیسے ہوا۔؟ آپؑ نے فرمایا۔ اس کی دوسری نشانی یہ ہے کہ تم نے شبِ بیداری کے دوران میرا ذکر بھی کیا تھا۔ علی بن ذرارع نے کہا۔! مولا۔! میرا خیال ہے کہ میں نے تو آپ کا ذکر نہیں کیا تھا۔

حضرتؑ نے فرمایا۔!رات تم نے قرآنِ مجید کی یہ آیت تلاوت کی: عَمَّ يَتَسَاءلُونَ ۵ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ۞ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُون (سورۂ النباء آیت: ۱۔۳)

پھر آپؑ نے فرمایا: تم نے جس نباءعظیم کی آیت پڑھی تھی وہی نباء عظیم میں ہوں۔اور لوگوں کا اختلاف بھی میرے ہی بارے میں ہے۔اللہ کی نباء (خبر) مجھ سے بڑی نہیں ہے۔قرآنِ مجید میں میرے تین سو نام ہیں اور اللہ نے میرے ذاتی نام کا تذکرہ اس لیئے نہیں کیا تا کہ لوگوں کو یہ بات ناگوار نہ گزرے۔

# علیؑ وارثِ قرآن

''ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ج فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط '' (سورۂ فاطر ۔آیت۳۲) ''پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں

میں سے چُن لیا ہے اور وہ تین قسم کے ہیں کچھ تو اپنے نفس پر ظُلم کرنے والے ہیں۔ کچھ میانہ روی اختیار کرنے والے ہیں اور کچھ نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں''

حضرت علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام سے بہتر ان اوصاف میں کوئی دوسرا نظر نہیں آتا ظالم لنفسہٖ اور میانہ روی کے ساتھ ساتھ نیکیوں میں سبقت کرنے والے' سب سے پہلے دعوتِ اسلام قبول کرنے والے (ظاہری دُنیا میں) سب سے پہلے نماز پڑھنے والے' سب سے زیادہ مشرکوں کو قتل کرنے والے' غریب مسلمانوں کی ہمدردی کرنے والے (بلکہ ہر ذی حیات پر کرم کرنے والے) رسولؐ کی جان بچانے میں ہر موقع پر سب سے آگے یہی ہیں۔ سب سے زیادہ عبادت کرنے والے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ من عندہ علم الکتاب'' کے مصداق ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔! ''علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے (۱) کسی موقع پر علیؑ نے یہ نہیں کہا کہ یہ مَیں نہیں جانتا (۲) وہ جن کو قرآن سمجھنے میں کبھی کسی سے بھی مدد نہ لی' (۳) آیات کی تفسیر و تاویل صحیح صحیح جانتے تھے۔ (۴) حسبِ حکمِ رسولؐ خدا جس نے تاویلِ قرآن پر جہاد کیا جسطرح رسولؐ نے تنزیلِ کتاب پر کیا تھا۔ (۵) جو کتاب اللہ کے ظاہر و باطن کو جانتے تھے۔ (۶) جنہوں نے دعویٰ کیا تھا ''سلونی قبل ان تفقدونی'' (۷) جنہوں نے سورۂ فاتحہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اگر مَیں چاہوں تو اس سورہ کی تفسیر سے ستّر ۷۰ اونٹ لاد دوں (۸) جنہوں نے قرآن کو موافقِ تنزیل جمع کیا۔ (۹) جن کے بارے میں آنحضرتؐ نے حدیثِ ثقلین میں قرآن کے ساتھ کیا (۱۰) جنہوں نے ارشاد فرمایا۔! '' تِبْیَاناً لِّکُلِّ شَیْءٍ (سورہ ۱۶/۸۹) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ قرآن میں ہے مجھے ان سب کا علم ہے۔

اسی لئیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا'' **اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی تارِکٌ فِیْکُم الثَّقْلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِی. اَھْلبَیْتِیْ اِنْ تَمسکتم بِھِمَالَنْ تَضلّوْا بَعْدِیْ وَلَنْ یَفْتَرِ قاً حتّی یَردا عَلَیَّ الحَوض** '' (لوگو! مَیں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں' اللہ کی کتاب اور اپنی عترت یعنی اہلبیتؑ'' جب تک تم

ان دونوں سے وابستہ رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور یہ ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں گے جب تک حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ آ جائیں۔

قرآن خدائی قانون ہے جو قیامت تک چلنے والا ہے۔ رسولؐ کے بعد اس کو سمجھانے والے اور جاری کرنے والے ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو خلافِ حکمِ خدا کی فیصلہ اپنی طرف سے صادر نہ کریں۔ اسلام کے دو بازو ہیں علم اور عمل۔ اگر علم کو صحیح مرکز سے نہ لیا جائے گا تو وبالِ جان بن جائے گا اور اگر عمل کو صحیح مرکز سے نہ لیا جائے گا تو وہ کھلی گمراہی ہو گا۔ قرآن ایسی کتاب نہیں کہ ہر شخص اس کو سمجھ لے اُسے ایسے لوگوں سے حاصل کرنے کی ضرورت ہے جو خدا کے یہاں کے پڑھے ہوئے ہوں اور رسولؐ کے تعلیم کردہ ہوں۔ یہی لوگ ''رَاسِخُوْنَ فِي الْعِلْم'' کہلاتے ہیں۔ قرآن کے بارے میں جو تفسیر و تاویل وہ بیان کریں وہی قابلِ عمل ہے ورنہ قدم قدم پر گمراہی کا اندیشہ ہے۔ اگر صرف قرآن ہدایت کے لیئے کافی ہوتا تو اُمّت تہتّر ۷۳ فرقوں میں تقسیم نہ ہوتی اور تفسیر بالرائے کا سلسلہ نہ چلتا (اکثر تفاسیر میں اس اختلاف کی صورتیں ملاحظہ فرمالیجیئے)

اگر صرف کتابِ خدا کافی ہوتی تو خدا یہ نہ فرماتا

''قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ'' آیت (۵/۱۵) ''تمہاری ہدایت کے لیئے اللہ نے ایک کتاب بھیجی ہے اور روشن نور یعنی کتاب کے ساتھ ساتھ نور کو رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ صرف کتابِ خدا کافی نہیں ہے کوئی وارثِ کتاب بھی ہو۔ اسی لیئے ہر زمانہ میں کتاب کے ساتھ ساتھ نور کو رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ایک ہادی کافی نہیں۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ ہر زمانے میں کتاب کے ساتھ ایک ناطق ہادی (بولتا قرآن) اور ہونا چاہیئے جو نورِ رسولؐ کا جُزو ہو۔ چنانچہ ایک ہادی معصوم ہر زمانہ میں ساتھ رہا اور اب بھی باقی ہے۔ اگر لوگ اسکی طرف توجہ نہ دیں مگر خدا کی حجّت تو تمام ہو گئی۔

ایک حدیث میں رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''مَثَلُ اَهْلِبَيْتِي كَمَثَلِ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجٰى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ وَ هَوٰى'' میرے اہلبیتؑ کی مثال کشتیِ نوحؑ کی سی ہے کہ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جس نے روگردانی کی ڈوب گیا اور

ہلاک ہوگیا) قرآنِ ثامت ہے وہ کسی غلطی پر ٹوک نہیں سکتا لہٰذا ایک ناطق معصوم کو ساتھ کیا گیا کہ وہ غلط عمل کرنے والوں اور آیتوں کا غلط مطلب بیان کرنے والوں کو ٹوکتا رہے اور صحیح عمل بتاتا رہے۔ پس یہ بھی بتا دیا کہ جو لوگ تمسّک رکھیں گے کبھی گمراہ نہ ہونگے۔

# علیؑ اور جمع قرآن

رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے سواء قرآن کو اور کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ آپؐ نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے۔

''عَلِیُّ مَعَ الْقُرْاٰنُ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیُّ '' (علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ)'' حضرت علیؑ کے جمع کردہ قرآن میں ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں تفسیری توضیحات حواشی پر تھیں مثلاً کون آیت کہاں نازل ہوئی کب نازل ہوئی کس کی شان میں نازل ہوئی اور کس امر کے متعلق نازل ہوئی ابنِ عباسؓ کہا کرتے تھے اگر علی علیہ السلام کا جمع کردہ قرآن ہمارے پاس ہوتا تو ہمیں بڑے فوائد حاصل ہوتے۔ منافقین کی مذمّت میں جو آیات تھیں ان کے نام بھی لکھ دیئے گئے تھے۔ ایسی صورت میں لوگ کیونکر علیؑ کی جمع کردہ قرآن کو تسلیم کر سکتے تھے۔ اور اگر تسلیم کر لیتے تو پھر دُنیا کو کیا مُنہ دکھاتے اور پسِ پردہ اسلام میں جو شکار کھیلے گئے وہ کیسے کھیلے جاتے۔

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے قسم کھائی کہ جب تک قرآن کو موافق تنزیل جمع نہ کرلوں گا سوائے نماز کسی وقت اپنے شانوں پر رِدا نہ ڈالوں گا چنانچہ دو سال تک آپؑ نے عُزلت گزیں ہو کر یہ خدمت نہایت جانفشانی سے انجام دی۔ درحقیقت یہ کام تھا بھی حضرت علیؑ ہی کے کرنے کا۔ اوّل تو آپؑ ایک ایک آیت سے باخبر تھے۔ کیونکہ آغازِ نزول سے آخر تک آپؑ حضور صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ رہے تھے خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں۔ اسی لیئے حضرت علیؑ کو جمع و ترتیب کے وقت کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوئی۔

الغرض موافقِ تنزیل جب پورا قرآن جمع ہوگیا تو آپؑ اس کو لیکر خلیفۂ وقت کے

پاس گئے تا کہ اسلامی حکومت میں رائج ہو لیکن اُسے قبول نہیں کیا گیا۔ حضرت علیؑ کو سخت ملال ہوا۔ اور یہ کہکر واپس تشریف لے آئے کہ اب اس قرآن کو کبھی نہ دیکھو گے۔ چنانچہ اس کے بعد پردۂ غیب میں رکھا گیا جو ایک منصوص من اللہ امام سے دوسرے امام کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ اب وہ ولیِ عصر حضرت امام مہدیؑ کے پاس ہے اور قربِ قیامت میں جب حضرتؑ کا ظہور ہوگا اس وقت ظاہر فرما دیں گے۔

(۱) جنابِ امیرؑ نے سب سے پہلے قرآن کو جمع کیا۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں علیؑ وہ شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو جمع کیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا (تاریخ الخلفاء ارجح المطالب ۱۳۲)

(۲) عکرمہ کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی اور علیؑ خاموش ہو کر گوشہ نشین ہو گئے اور ابوبکر نے اس گوشہ نشینی اور خاموشی کی وجہ معلوم کی تو آپ نے فرمایا سوائے نماز کے اس وقت تک ردا دوش پر نہ ڈالوں گا جب تک قرآن کو جمع نہ کر لوں گا۔ (ارجح المطالب ۱۳۳' ابوداؤد السیوطی)

جناب امیر علیہ السلام نے قرآن کو بترتیب' تنزیل کے مطابق جمع کیا تھا۔ اگر وہ قرآن مل جاتا تو اس سے بہت کچھ علم حاصل ہوتا (تاریخ الخلفاء ارجح المطالب ۱۳۳)

(۳) جناب امیر المومنینؑ کے جمع کردہ قرآن میں پہلے تمام مکی سورے بعد میں مدنی سورے تھے۔

(۴) آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد جناب امیرؑ نے قسم کھائی کہ اس وقت تک آرام سے نہیں سوؤنگا جب تک قرآن کو جمع نہ کرلوں گا۔ (ارجح المطالب ۱۳۳' خوارزمی)

## علیؑ کے فضائل کی مماثلت پیغمبروں سے قرآن میں

ہدایۃ السعداء میں امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز سرورِ انبیاء محمدِ مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسجدِ مدینہ میں ایک جماعتِ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ شاہِ اولیاء علیِ مرتضٰےؑ وہاں آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔! کہ جو شخص چاہے کہ آدمؑ کو اسکی صفاوت کے ساتھ۔ اور نوحؑ کو اسکی برکت کے ساتھ۔ اور سلیمانؑ کو اسکی مملکت' سلطنت کے ساتھ اور ابراہیمؑ کو اُسکی خُلّت کے ساتھ اور ایوّبؑ کو اسکے صبر کے

ساتھ اور عیسیٰؑ کو اس کے زہد کے ساتھ اور محمدؐ کو اسکی اطاعت کے ساتھ دیکھے اسکو چاہئیے کہ میرے بھائی علیؑ کو دیکھے۔صحابہ میں سے ایک شخص نے عرض کی یارسولؐ اللہ کیا یہ تمام فضائل علیؑ میں جمع ہیں۔؟ ہاں بیشک۔! اور یہ بات مَیں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ حق تعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید میں علیؑ کو بارہ پیغمبروں کے ساتھ برابر کیا ہے۔

(۱) چنانچہ حضرتِ آدمؑ کیلئے فرماتا ہے ’’اِنَّ اللّٰہ اصطفیٰ اٰدَمَ ‘‘ (آل عمران:۳۳)(اللہ نے آدمؑ کو برگزیدہ کیا)

اور علیؑ کے باب میں فرمایا ؎

’’ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ‘‘(پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں سے برگزیدہ کیا ہے)(سورہ الفاطر:۳۲)

(۲) اور نوحؑ کے لئیے ارشادفرمایا۔’’إِنَّهُ كَانَ عَبْداً شَكُوراً‘‘ (وہ شکرگزار بندہ تھا) (سورہ بنی اسرائیل:۳)

اور علیؑ کے بارے میں فرمایا۔! ’’إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً۔‘‘ (سورہ الدہر:۳)

(اور ہم نے اس کو راہِ خدا کی طرف ہدایت کی یا شکرگزار ہو جائے یا کفرانِ نعمت اختیار کرے۔

(۳) اور سلیمانؑ کے لئیے فرمایا۔’’وَآتَيْنَاهُم مُّلْكاً عَظِيْماً‘‘(اور ہم نے اس کو ملکِ عظیم دیا) (سورہ النساء:۵۴)

اور علیؑ کے باب میں ارشادفرمایا۔’’وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيْماً وَمُلْكاً كَبِيْراً ‘‘ (جب تو دیکھے گا۔تو وہاں نعمت ابدی اور ملکِ کبیر دیکھے گا) (سورۂ الدہر:۲۰)

(۴) اور ابراہیمؑ کے واسطے فرمایا۔’’وَإِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفَّى۔‘‘ (وہ ابراہیمؑ جس نے وعدہ کو وفا کیا)(سورہ النجم:۳۷)اور علیؑ کے لئیے ارشادکیا۔’’يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْماً كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيْراً ۔‘‘ وہ نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے خوف کرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہیں۔‘‘ (سورۂ الدہر:۷)

(۵) اور اسمٰعیلؑ کے لیئے فرمایا۔ ''فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۔'' (جب دونوں رضامند ہوئے ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو پیشانی کے بل لٹایا) (سورۂ صافات:۱۰۳) اور علیؑ کے واسطے فرمایا۔ '' وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابتِغَآءَ مَرضَاتِ اللّٰه ۔ (اور آدمیوں میں بعض وہ ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی خوشی حاصل کرنے کے لیئے فروخت کرتے ہیں۔)

(۶) اور ایوبؑ کے لیئے فرمایا۔ ''اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۔'' (ہم نے اس کو صابر پایا۔ اور وہ اچھا بندہ ہے۔ کیونکہ وہ ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا ہے) (سورہ ص:۴۴) اور علیؑ کے بارے میں فرمایا۔ ''وَجَزَاوُهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِيْرًا ۔'' (اور انکو صبر کرنے کی وجہ سے جنّت اور حریر بدلے میں عطا فرمایا) (سورہ مریم:۳۰)

(۷) اور موسیٰؑ کے لیئے فرمایا۔ ''اِنَّهٗ كَانَ رَسُوْلاً نَبِيًّا ۔'' (کیونکہ وہ رسول اور نبی تھا۔) اور علیؑ کے لیئے فرمایا۔ ''اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۔'' (بے شک نیکوکار لوگ شراب کے وہ ساغر پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی) (سورۂ دلدہر:۵)

(۸) اور داؤدؑ کے لیئے فرمایا۔ ''اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ ۔'' (ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔) (سورہ ص:۲۶) اور علیؑ کے باب میں فرمایا۔ ''وليستخلفنم كما استخلف الذين مِن قبلهم ۔'' (اور خدا ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلوں کو خلیفہ بنایا ہے۔) (سورہ نور:۵۵)

(۹) اور ادریسؑ کے لیئے فرمایا۔ ''وَرَفَعنَاهُ مَكَاناً عَلِيًّ ۔'' (اور ہم نے اس کو مکانِ اعلیٰ و بلند کیا) (سورہ مریم:۵۷) اور علیؑ کے باب میں فرمایا۔ ''عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَاباً طَهُوراً ۔'' (کریب اور اطلس کی پوشاک ہوگی اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انکا پروردگار انہیں نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔) (سورۂ دہر:۲۱)

(۱۰) اور عیسیٰؑ کے لیئے فرمایا۔ ''وَأَوْصَانِیْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ۔'' (خدا نے

مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت فرمائی ہے۔)(سورہ مریم:۳۱) اور علیؑ کے باب میں ارشاد ہُوا۔ ''وَالَّذِيْنَ يقمونَ الصَّلوٰةَ وَيوتُونَ الزَّكوٰةَ وَ هُمْ رَاكِعُوْن۔''(وہ لوگ جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں درآنحالیکہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں۔

(۱۱) اور مجھ محمدؐ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔''إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ''(وہ چشمہ جس کا خدا کے خاص بندے پانی پیتے ہیں اور جہاں چاہیں گے بہالے جائیں گے۔)(سورۂ کوثر:۱،۲)

نیز اس کے بارے میں فرماتا ہے۔''وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً۔'' (اسکی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (سورۂ الدہر:۸)

# علیؑ کا قرآن پیش کرنا

نورالابصار امام شبلنجیؒ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے رسولِ کریمؐ کے زمانے میں قرآنِ مجید جمع کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔(جلد:۱۔صفحہ:۷۳) صواعق محرقہ صفحہ ۷۶ میں ہے کہ جب آپ کو حضرت ابوبکر کی بیعت کیلئے مجبور کیا گیا تو آپ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ!مَیں نے قسم کھائی ہے کہ جبتک قرآنِ مجید کو مکمّل طور پر جمع نہ کرلوں گا ردا اپنے کاندھے پر نہ ڈالوں گا۔(اتقان سیوطی۔ص:۵۷) و(حبیب السیر۔ص:۴،ج:۱) میں ہے کہ علیؑ کا قرآن تنزیل کے مطابق تھا۔

بحارالانوار و مناقب ج:۲ص:۶۶ میں ہے کہ امیر المومنینؑ نے پورا قرآن جمع کرنے کے بعد اِسے چادر میں لپیٹا اور لیکر مسجد میں پہنچے اور حضرت ابوبکر سے کہا کہ یہ وہ قرآن ہے جِسے مَیں نے تنزیل کے مطابق جمع کیا ہے۔ اور جو آنحضرتؐ کی نظر سے گذر چکا ہے۔ اِسے لے لو اور رائج کردو۔آپ نے یہ بھی کہا کہ مَیں اِس لیئے پیش کر رہا ہوں کہ مجھے آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا کہ اتمامِ حجّت کیلئے پیش کرنا۔کتاب فصل الخطاب میں ہے کہ انہوں نے جواب دیا کہ اِسے واپس لے جاؤ۔ ہمیں تمہارے قرآن کی ضرورت نہیں ہے۔علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء کے ص:۱۸۴ میں ابن سیرین کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر وہ قرآن قبول کرلیا گیا ہوتا، تو لوگوں کو بے انتہا فائدہ پہنچتا۔

# باب: ۷

# فضائلِ امیر المومنینؑ قرآن کی روشنی میں

(۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان و رحیم ہے

''کُلُّ اَمۡرٍ ذِیۡ بَالٍ لَمۡ یُبۡدَ بِبِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ فَھُوَ اَقۡطَعَ وَ اَبۡتَرۡ'' یعنی جس کام کا آغاز بسم اللہ سے نہ کیا جائیگا وہ نہ تو پورا ہوگا اور نہ پریشانی کا دُور کرنے والا۔ بسم اللہ پڑھ کر کام کرنے میں اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے۔ ''امیر المومنینؑ علیؑ فرماتے ہیں جو کچھ تمام قرآن میں ہے وہ سورۂ فاتحہ میں ہے اور جو سورۂ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ میں ہے اور جو بسم اللہ میں ہے وہ سب بائے بسم اللہ میں ہے اور جو بائے بسم اللہ میں ہے وہ اِس نقطہ میں ہے جو ''ب'' کے نیچے ہے اور مَیں وہی نقطہ ہو جو اُس ب کے نیچے ہے۔''

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

**بان کل مافی القرآن ''فی یا ایھا الذین آمنوا'' ''فان علیًا امیرھا و شریفھا' و رائسھا''**

**قرآن میں جہاں کہیں یا ایھا الذین آمنوا آیا ہے اُس کے امیر اور شریف راس الرئیس امیر المومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔**

سورۂ فاتحہ: اِس سورۃ کی عظمت کا اِس سے اندازہ کیجئے کہ وہ ہر نماز میں پڑھنی واجب ہے اگر اِس کو نہ پڑھا جائے تو نماز باطل ہے۔ اِس کی جامعت اور معنویت کا کیا ٹھکانہ ہے۔ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا ہے: ''لَوۡ شِئۡتُ لَاَوۡ قَرۡتُ سَبۡعِیۡنَ بَعِیۡراً مِنۡ تَفۡسِیۡرِ فَاتِحَۃِ الۡکِتَابِ'' (اگر مَیں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں اتنی کباتیں لکھدوں جو ستّر

اُونٹوں پر بار ہوسکیں) اور یہ بھی فرمایا جو تمام قرآن میں ہے وہ سورۂ فاتحہ میں ہے۔ کس کی طاقت ہے کہ پوری تفسیر بیان کر سکے یہ تو اُنہی کا حق ہے جو مَن عِندَهُ عِلمَ الْكِتَابُ (سورۃ الرعد:۴۳) کے مصداق تھے اور آیاتِ بیّنات جن کے سینے میں محفوظ تھیں۔

بعض لوگ اِس بات کو نہیں مانتے کہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستّر اُونٹ کیسے بار کئے جاسکتے ہیں جبکہ پورے قرآن کی تفسیر میں بھی اِتنی کتابیں نہیں لکھّی گئیں۔ (سُنا ہے لندن کے کُتب خانہ میں سب سے بڑی تفسیر وہ ہے جو سو جلدوں میں مشتمل ہے۔

(۲)''اهدِنَــا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ'' (الفاتحہ:٦) ''سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھ''

اہلبیتؑ کے سوا اِسلام میں کوئی گروہ ہمیں ایسا نظر نہیں آتا جس کو رسولؐ نے قرآن کے ساتھ کیا ہو قرآن نے بتایا کہ رسولؐ صراطِ مستقیم پر ہے۔ ''يٰسٓ وَالْقُرآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرسَلِينَ عَلَى صِرَاطٍ مُّستَقِيمٍ'' اے سید و سردار قسم ہے قرآنِ حکیم کی تم مرسلین میں سے ہو اور سیدھے راستے پر ہو) اور رسولؐ نے فرمایا۔ یا علی انت میزان الاعمال و صراط المستقیم۔ (اے علیؑ تم میزان الاعمال ہو اور صراطِ مستقیم ہو)۔

(۳)''صِـرَاطَ الَّـذِيـنَ أَنـعَـمتَ عَلَيهِمْ'' (الفاتحہ:۷) ''یہ صراطِ مستقیم اُنہی لوگوں کے راستے پر جس پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں۔''

قرآن میں اُن لوگوں کی نشاندہی یوں کرائی گئی ہے کہ '' فَـأُولَـئِكَ مَعَ الَّـذِيـنَ أَنعَمَ اللّهُ عَلَيهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّـالِحِينَ'' (سورۃ النساء:٦٩) ''یعنی خدا کے نیک بندے اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے اپنی نعمتیں نازل کی ہیں اور وہ چار گروہ ہیں انبیاء۔ صدّیقین۔ شہداء۔ و صالحین۔ یہاں نعمتوں سے مراد دنیوی نعمتیں نہیں ہیں بلکہ سعاداتِ آخروی اور مراتب و مدارجِ روحانی ہیں۔ دنیا میں کسی نبی یا ولی کا گھر آپ کو ایسا نہیں ملے گا جس میں انعام پانے والوں کی یہ چار صفتیں پائی جاتی ہوں۔ سوائے بیتِ مکرّم و مقدّس سرکارِ دو عالم محمدِ مصطفٰےؐ صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں اِن میں اِن اصناف کے بہترین افراد بیک وقت موجود تھے۔ نبی تھے تو سیّدؐ

الانبیاءؑ۔صدّیق تھے تو افضل الصدّیقینؑ۔شہید تھے تو سید الشہدأءؑ۔اور صالح تھے تو صالح المومنین۔ پس اُن کے ساتھ ہونے والا اور اُن سے محبت کرنے والا یقیناً صراطِ مستقیم پر قائم رہے گا۔

(۴)"الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ " (سورۃ البقرہ:۲۷)
ترجمہ:"وہ لوگ جو اللہ سے وعدہ کر کے پھر توڑ دیتے ہیں' اور قطع کرتے ہیں اللہ کے امر کو جسے اُسنے بلافصل کرنے کا حکم دیا ہے وہ زمین میں فساد برپا کرتے ہیں وہ لوگ گھاٹے میں ہیں"

مفہوم آیت بتلا رہا ہے کہ کس سے میثاق (عہد و پیمان) ہُوا تھا اُس میثاق میں جس امر کو اُس نے وصل کرنے کا حکم دیا تھا یعنی مِلانے کا کچھ لوگ اُسے قطع کرتے ہیں۔ یہ امرِ الٰہی قطع کرنے والے گھاٹے والے اور فسادی ہیں۔تمام امامیہ تفاسیر اِس بات کی گواہ ہیں اور عالمِ ذر میں تین میثاق ہُوئے۔اور تینوں میثاق میں شہادتِ توحید' شہادتِ رسالت' اور شہادتِ ولایت کا ذکر ہے۔

(۵)"فَتَلَقَّى آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ " (سورۃ بقرہ:۳۷) ترجمہ:"آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھ لیئے۔ پس (ان کے ذریعے سے) خدا نے ان کی توبہ قبول کی"

ینابیع المودۃ باب ۲۴۔ ابن مغازلی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پوچھا کہ وہ کلمات کونسے ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ ہم اہلبیتؑ کے نام ہیں۔یعنی آدمؑ نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ اور حُسینؑ کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی۔ پس خدا تعالیٰ نے آدمؑ کی توبہ قبول کر لی اور ان کو بخش دیا۔

(۶) " وَأَقِيمُواْ الصَّلاَةَ وَآتُواْ الزَّكَاةَ وَارْكَعُواْ مَعَ الرَّاكِعِينَ"
(سورۃ البقرہ:۴۳) "اور قائم رکھو تم نماز کو اور دو تم زکوۃ اور جھکو تم جھکنے والوں کے ساتھ۔"

مجاہد رحمت اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام کے حق میں خاص کر نازل کی ہوئی اور انہیں دونوں صاحبوں نے اول نماز پڑھی اور یہی دونوں پہلے جھکے ہیں۔

(۷) ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً'' (سورۃ البقرہ:۱۴۳) ''اور جس طرح تمہارا قبلہ کے بارے میں ہدایت کی اسی طرح تم کو عادل اُمّت بنایا۔ تاکہ اور لوگوں کے مقابلے میں تم گواہ بنو اور رسول تمہارے مقابلے میں گواہ بنے۔''

سلیم بن قیس ہلالی سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا! اُمّتِ عادل اور لوگوں پر گواہ ہم ہیں اور خاص ہم ہی اِس سے مقصودِ خدا ہیں اور رسولؐ ہم پر گواہ ہیں اور ہم گواہانِ خدا ہیں اِس کی مخلوق پر اور اس کی حجّت ہیں زمین پر اور ہم ہی وہ ہیں جن کے بارے میں خدا نے ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً'' (تفسیر فرمان علی)

(۸) ''لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ'' (سورۃ البقرہ:۱۷۷) ''نیکی کچھ یہی تو نہیں کہ نماز میں اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ نیکی تو اس کے لئے ہے جو خدا اور روزِ قیامت اور فرشتوں اور خدا کی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔ اور خدا کی محبت میں اپنا مال قرابتداروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پردیسیوں اور مانگنے والے اور لونڈی غلام کے آزاد کرانے میں صرف کرے اور پابندی سے نماز پڑھے اور زکوٰۃ دیتا رہے اور جب کوئی عہد کرے تو اپنے قول میں پورے ہوں اور فقرِ فاقہ رنج وسختی اور کٹھن وقت میں ثابت قدم رہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دعویٰ ایمان میں سچے ثابت ہوئے اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں''

حق الیقین صفحہ ۱۳۰ شیخِ مفیدؒ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن خصلتوں کو جمع

کر کے اُس شخص کے حق میں جس میں یہ خصلتیں کامل ہوں حضرت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے سوا اور کسی کو اِن اوصاف کا حامل نہیں پاتے۔۔

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ وہ خدا کا بندہ خالص اور اُس کے پیغمبرؐ کا بھائی مَیں ہوں یہ کلام مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کہا ہے اور میرے بعد بھی کوئی شخص نہیں کہے گا، مگر بہت جھوٹ کہنے والا اور افتراء کرنے والا۔ مَیں نے سات سال لوگوں سے پہلے نماز پڑھی اور فرماتے تھے کہ خداوندا مَیں اِس اُمّت کے کسی شخص کے لئے یہ اقرار نہیں کرتا کہ اُس نے مجھ سے پہلے عبادت کی ہو۔

(۹) ''لَيۡسَ الۡبِرُّ بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُيُوۡتَ مِنۡ ظُهُوۡرِهَا وَلٰـكِنَّ الۡبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاۡتُوا الۡبُيُوۡتَ مِنۡ اَبۡوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ''(سورۃ البقرہ:۱۸۹)''اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں پچھواڑے سے آؤ بلکہ نیکی اِس کے لئے ہے جو پرہیزگاری اختیار کرے اور گھروں میں آنا ہو تو اُس کے دروازوں سے آؤ اور خدا سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ''

اِس آیت میں خداوندِ عالم نے بتایا ہے کہ جس بات کو حاصل کرنا ہو تو جو اُس کا اہل ہو اُس سے حاصل کرو نااہل کے پاس نہ جاؤ۔ جس طرح مکان میں داخل ہونا دروازے سے مناسب ہے عقب سے نہیں۔ اِس مضمون کو رسولِ خداؐ نے کئی طریقوں سے سمجھایا کبھی فرمایا ''انا مدینة العلم و علیٌ بابها '' کبھی فرمایا ''من اراد العلم فلیات من الباب ''(جو علم حاصل کرنا چاہیئے کہ دروازے سے آئے)

(۱۰) ''وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌ بِالۡعِبَادِ ''(سورۃ البقرہ:۲۰۷)''یعنی اور تمام لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو خدا کی خوشنودی طلب کرنے کے لئے اپنی جان فروخت کرتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے''

حق الیقین صفحہ ۱۳۷ علامہ مجلسیؒ نے اسناد کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ یہ آیت حضرت امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی شان میں نازل ہُوئی جب کہ آپؑ شبِ ہجرت بسترِ رسولؐ پر سو رہے اور نبیِ اکرمؐ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئے اور غارِ ثور کی طرف

تشریف لے گئے جب نبیؐ اکرمؐ نے علیؑ کو بستر پر سو رہنے کا حکم دیا آپ نے سجدۂ شکر ادا فرمایا اور سو رہے۔

(۱۱) ''وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ''(سورۃ البقرہ:۲۳۱)''اور خدا نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں اُنہیں یاد کرو۔''

اسی آیت کے موافق ہے''ذكرُ عليٍّ عبادة '' جنابِ رسولِؐ خدا نے مقامِ غدیرِ خُم پر جنابِ علیِؑ مرتضیٰ کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا تو منجانب خدا آیت:'' الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِينًا '' اِس سے معلوم ہُوا کہ خدائے تعالیٰ نے علیِؑ مرتضیٰ کو اور اُن کی ولایت یا امامت کو اپنی نعمتِ عظیم سے تعبیر فرمایا پس علیؑ مرتضیٰ اور آئمہ علیہم السلام خدا کی نعمت ہُوئے۔

(۱۲) ''الَّذِيْنَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ''(سورۃ البقرہ:۲۶۲)

''جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور دن کو پوشیدہ اور ظاہر پس اُن کے لئے اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے پاس اور اُن کو ڈر نہیں اور نہ غم کھائیں گے۔''

ابنِ عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت جنابِ امیرؑ کے حق میں نازل ہُوئی ہے اُن کے پاس چار درہم تھے رات کو اُنہوں نے خدا کی راہ میں دیا اور ایک درہم دن کو اور ایک درہم پوشیدہ اور ایک درہم ظاہری طور پر پس خدائے تعالیٰ نے اِس آیت کو نازل فرمایا۔

(۱۳) ''الَّذِيْنَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ''(سورۃ البقرہ:۲۷۴)''یعنی وہ لوگ جو اپنا مال رات کو اور دن کو پنہاں اور آشکار دیتے ہیں پس اُن کے پروردگار کے پاس ان کا اجر قیامت میں ہے نہ ان کو کوئی خوف ہوگا نہ رنج۔''

حق الیقین صفحہ ۱۳۱ میں علامہ مجلسیؒ نے شیخ مفیدؒ سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولِؐ خدا نے سوال کیا کہ یا علیؑ تم نے آج کی رات میں کوئی عمل کیا ہے۔؟ اُنہوں نے عرض کیا۔! یا رسولؐ اللہ حضرت یہ سوال کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا۔! تمہارے بارے میں

اللہ نے چار معنی نازل فرمائے ہیں۔عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں میرے پاس چار درہم تھے مَیں نے ان میں سے ایک درہم رات کو خیرات کیا اور ایک دن میں ایک درہم چُھپا کر دیا۔اور ایک ظاہر بہ ظاہر فرمایا! اسی سبب سے خدا تعالیٰ نے تمہارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱۴) ''فَمَنْ حَآجَّکَ فِيْهِ مِن بَعْدِ مَا جاءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْناءَ نَا وَأَبْناءَ کُمْ وَنِساءَ نَا وَنِسَاءَ کُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْکَاذِبِيْنَ''
(سورۃ آل عمران:۶۱) ''یعنی پس جو کوئی کہ تم سے مجادلہ کرے بعد اِس عِلم کے جو کہ آپ کی طرف آیا ہے پس کہہ دیجئے کہ لائیں اپنے فرزندوں کو اور ہم لائیں اپنے فرزندوں کو اور تم لاؤ اپنی عورتوں کو اور ہم لائیں اپنی عورتوں کو اور تم لاؤ اپنی جانوں کو اور ہم لائیں اپنی جانوں کو اور مباہلہ کریں اور تضرع بارگاہِ الٰہی میں اور خدا کی لعنت کو جھوٹ کہنے والوں کی طرف پھیر دیں''

جب علمائے اہلِ نجرانؔ نے آن کر رسولِؐ خدا سے گفتگو کی جو کئی روز تک جاری رہی اور علمائے نجران عیسیٰؑ کے بیٹا ہونے پر مصر رہے بالآخر یہ طے پایا کہ تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنے نفسوں کو لاؤ ہم اپنی نفسوں کو جب تاریخِ مقررہ پر رسولِؐ خدا نے علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حُسینؑ کو لے کر مباہلہ کے لئے نکلے۔نجران کے علماء نے جب اِن نورانی صورتوں پر نظر کی کہا کہ اگر ہم اِن سے مباہلہ کریں تو تباہ و برباد ہو جائیں گے۔روئے ارض پر ایک بھی نصرانی نہ بچے گا اور مباہلہ سے جزیہ دے کر دست بردار ہو گئے۔

(۱۵) ''وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَلاَ تَفَرَّقُوا'' (سورۃ آل عمران:۱۰۳) ''یعنی اللہ کی رسّی کو سب مِل کر تھام لو اور ٹکڑیوں میں نہ بٹ جاؤ۔''

حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ وہ ریسمانِ خدا ہم ہیں یعنی علیؑ ابنِ ابیطالبؑ اور اُن کی اولاد سے آئمہ معصومینؑ ہیں۔

(۱۶) ''أَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِه'' (سورۃ النساء:۵۴) ''کیا لوگ حسد کرتے ہیں اس شخص پر کہ جس کو دیا ہے اللہ نے اپنے فَضل سے۔''

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ واللہ وہ لوگ ہم اہل بیت ہیں۔

(۱۷) ''یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ أَطِیْعُواْ اللّٰہَ وَأَطِیْعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِی الأَمْرِ مِنکُمْ'' (سورۂ نساء:۵۹) ترجمہ: ''اے وہ لوگو۔! جو ایمان لائے ہو۔ اطاعت کرو خدا کی' اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور اولی الامر کی جو تم میں سے ہیں۔''

(۱) مناقبِ ابن مردویہ میں امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام اصالتاً اولی الامر ہیں۔ اور باقی حکام تبعاً۔

(۲) تفسیرِ امام فخرالدین رازی میں منقول ہے کہ مفسرین نے اولی الامر میں دو قول نقل کیئے ہیں۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ اس سے امراء (حکّام) مراد ہیں۔ اور ایک جماعت کہتی ہے کہ اس سے علماء مراد ہیں

لیکن امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے آئمہؑ اثناعشر مراد ہیں کہ حق تعالیٰ نے اُن کی اطاعت کو اپنی اپنی اور رسولؐ کی اطاعت کو شامل کیا ہے۔ کیونکہ جائز نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی غیر کی اطاعت کو اپنی اور رسولؐ کی اطاعت کو مطلقاً واجب کرے جب تک کہ اس کی عصمت ثابت نہ ہو۔ اور یہ معلوم نہ کرے کہ اس کا ظاہر اس کے باطن کی مانند ہے اور وہ غلط اور سہو سے محفوظ ہو۔ اور امراء اور علماء میں یہ صفات ثابت نہیں ہیں پس بنابریں آئمۂ ہدیٰؑ (اولی الامر) قرار پائے۔

(۱۸) ''وَمَن یُطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ أَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِم مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاء وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ أُولَـئِکَ رَفِیْقاً'' ترجمہ: ''جو لوگ اللہ اور اُسکے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ نبی' صدیق' شہید اور نیک بخت ہیں اور ان کی رفاقت اچھی ہے۔'' (سورۂ نساء:۶۹)

ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جنابِ امیر علیہ السلام نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ کیا ہوسکتا ہے کہ ہم جنت میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوں جس طرح سے کہ دنیا میں مشرف ہوتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔! ہر

ایک نبی کے لیئے اُس کا ایک رفیق ہوتا ہے جو اُس نبی کی اُمّت میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدائے تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ پس جنابِ رسولِ خداؐ نے جنابِ امیرؑ کو بُلوا کر فرمایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تیرے سوال کا جواب نازل کیا ہے۔ اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے ایمان لایا اور تو صدیقِ اکبر ہے۔ (تفسیرِ ابن الحجام، ارجح المطالب:۷۵)

(۱۹) ''مَّنۡ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ اللّهَ وَمَن تَوَلَّى فَمَا أَرۡسَلۡنَاكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيظاً'' (سورۂ نساء:۸۰) ترجمہ: ''جس نے میرے نبی کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی ہم نے تجھے ان کا نگران نہیں بنایا۔''

علامہ بحرانی نے ابن شہر آشوب سے اُنہوں نے بہ سلسلۂ اسناد ایوب سے روایت کی ہے کہ نبیؐ اکرمؐ نے جنابِ عمارؓ سے فرمایا۔! اے عمار۔ علیؑ کبھی ہدایت سے برگشتہ نہیں کرے گا۔ کبھی تجھے گمراہی کے قریب نہ لے جائیگا۔ اے عمار۔ علیؑ کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ (علیؑ فی القرآن:۹۸)

غایۃ المرام ص:۵۴۲ میں مسند حنبل کے حوالے سے ابوذر سے روایت کی ہے کہ نبیؐ اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔! اے علیؑ جو مجھ سے جدا ہو گیا گویا وہ اللہ سے جدا ہوا اور جو تجھ سے جدا ہوا گویا مجھ سے جدا ہوا۔

(۲۰) ''يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَاءَكُم بُرۡهَانٌ مِّن رَّبِّكُمۡ وَأَنزَلۡنَا إِلَيۡكُمۡ نُوراً مُّبِيناً'' (سورۃ النساء:۱۷۴) ''اے لوگو! اِس میں تو شک ہی نہیں کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے (دینِ حق کی) دلیل آچکی اور ہم تمہارے پاس ایک چمکتا ہُوا نور نازل کر چکے ہیں۔''

حدیث میں ہے کہ برہان (دلیل) سے مُراد حضرت رسولؐ ہیں اور نورِ مُبین چمکتا ہُوا نور سے مُراد علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہیں۔

(۲۱) ''الۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسۡلاَمَ دِيناً'' (سورۃ المائدہ:۳) ''آج مَیں نے کامل کیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور مَیں نے پوری کی ہے تم پر اپنی نعمت اور آج دین اسلام سے مَیں راضی وخوشنود ہُوا۔''

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ بتحقیق غدیرِ خم کے روز جنابِ رسالتمآبؐ نے لوگوں کو بُلا کر درخت کے نیچے جھاڑو دینے کا حکم دیا وہاں سے کانٹوں کو صاف کیا گیا پھر آپ نے علیؑ کو بُلوا کر اُن کے دونوں بازو پکڑ کر اُٹھائے یہاں تک کہ لوگوں نے سفیدی بغل کو ملاحظہ کیا پھر آپؐ نے حکم دیا جس کا مَیں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہے۔ پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہُوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہُوئی کہ آج کے روز مَیں نے تمہارے لئے دین کامل کیا اور مَیں نے اپنی نعمت کو تم پر تمام کیا پس جنابِ رسالتمآبؐ نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ دین کے کامل ہوجانے اور نعمت کے پورا ہونے اور میری رسالت اور علیؑ کی ولایت پر خدا کے راضی ہونے پر۔ (ارجح المطالب، ص:۱۲۱)

(۲۲) ''إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ'' (سورۃ المائدہ:۵۵) ''یعنی تمہارا ولی بس اللہ ہے اور اُس کا رسول ہے اور وہ اہلِ ایمان تمہارے ولی ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔''

ایک دفعہ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ نمازِ نوافل پڑھنے میں مصروف تھے کہ ایک سائل نے آکر صدا دی آپؑ نے اُسے اُنگلی کا اشارہ کیا اور وہ اِشارہ پا کر قریب آیا اور آپ کی انگشتری اُتار لی۔ ابھی وہ سائل درِ مسجد سے باہر نہیں گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اِس آیت کے بارے میں ابنِ عباس سے ابوذر کی بیان کردہ حدیث تفصیلی (ارجح المطالب، ص:۹۶) پر موجود ہے۔

(۲۳) ''يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ'' (سورۃ المائدہ:۶۷) ''اے رسول پہنچا دو اُس چیز کو جو نازل ہُوئی ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے۔''

ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت غدیرِ خم کے روز نازل ہُوئی ہے واحدی نے کتاب اسباب النزول میں اِس کو روایت کیا ہے اور گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایت الطالب میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جنابِ امیرؑ کی ولایت کے بیان میں نازل ہُوئی ہے۔

(۲۴)"مَن يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَن يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (سورۃ الانعام:۳۹)" جسے اللہ چاہے گا بھٹکا دیگا اور جسے چاہے گا صراطِ مستقیم پر باقی رکھے گا۔"

شواھد التنزیل جلد ا صفحہ ۵۹ پر علامہ حسکانیؒ نے ابوبکرؒ محمد بن احمد ابنِ علی معمری کے ذریعے امام محمد باقرؑ سے کہ اُنہوں نے اپنے آباء کے ذریعے نبی کونینؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے! جو شخص چاہتا ہے کہ پُلِ صراط سے بجلی کی طرح تیزی سے گزرے اور بلا حساب داخلِ جنت ہو تو اُسے چاہیئے کہ میری وحی میرے اہلبیتؑ میرے خلیفہ علیؑ سے تولاّ رکھے۔ اوراس کے برخلاف جو شخص بلا حساب جہنّم میں داخل ہونا چاہتا ہو تو اُسے چاہیئے میرے بھائی علیؑ کو چھوڑ دے بخدا یقین رکھو علیؑ اللہ کا وہ درواز ہے جسے عبور کر کے اللہ تک پہنچا جا سکتا ہے اور علیؑ ہی صراطِ مستقیم ہے۔

(۲۵)"وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" (سورۂ انعام:۱۱۵) ترجمہ:"سچائی اور انصاف میں تو تمہارے رب کی بات پوری ہو ہی گئی کوئی اُس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں اور وہ ہی سُننے والا واقف کار ہے"

جمیلؒ درّاج کہتا ہے چند راویوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ امامؑ کے بارے میں کچھ کلام نہ کیا کرو۔ کیونکہ امام علیہ السلام اگر چہ اپنی والدہ گرامی کے شکمِ مبارک میں ہوں ہر شخص کی باتوں کو سُن لیتے ہیں۔ جب اُن کی ولادت ہوتی ہے تو ایک فرشتہ اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ آیت لِکھ دیتا ہے۔ پس جب وہ منصبِ امامت پر فائز ہوتے ہیں تو ہر بستی میں ایک منارۂ نور قائم کیا جاتا ہے۔ جسکی روشنی میں بندوں کے اعمال کو وہ دیکھ لیتے ہیں۔ (ضمیمہ مقبول احمدؒ ص:۲۱۱)

(۲۶) "وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ" (سورۃ الاعراف:۵۴) "آفتاب ماہتاب اور ستارے اُس کے امر کے مسخّر ہیں"

شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ پر علامہ حسکانیؒ نے ابوسعید سعدیؒ کے ذریعے انسؒ بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا جب سورج غروب ہو جائے تو چاند سے روشنی حاصل کرنا اور جب چاند غروب ہو جائے تو زہرہ سے روشنی حاصل

کرنا جب زہرہ بھی غروب ہوجائے تو فرقدین سے روشنی حاصل کرنا۔

صحابہ نے عرض کیا! یارسولؐ اللہ آفتاب کون ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا! مَیں، عرض کیا قمر کون ہے۔؟ آپؐ نے فرمایا۔! علیؑ ۔عرض کیا گیا زہرہ کون ہے۔؟ آپؐ نے فرمایا! فاطمہؑ ۔عرض کیا گیا فرقدین کون ہیں۔؟ آپؐ نے فرمایا۔! حسنؑ اور حُسینؑ ۔(علیؑ فی القرآن' ص:۱۴۵)

(۲۷) ''وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنفُسِهِمْ أَلَسْتَ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ ''(سورۃ الاعراف:۱۷۲)''جب اللہ نے بنی آدم کے صلب میں رہنے والی نسلوں سے عہد لیا اور اُنہیں اپنی ذات کا گواہ بنا کر پوچھا کیا مَیں تمہارا رب نہیں؟ سب نے اقرار بھی کیا اور گواہی بھی دی۔ قیامت کے دن کہیں گے ہم تو اِس عہد سے غافل رہے''

(بحذف اسناد) امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے قرآنِ مجید کی اِس آیت کی تفسیر بتاتے ہوئے بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پُشت سے اسی کی نسل کو برآمد کیا اور وہ ذرات کی مانند تھے۔اور اللہ تعالیٰ نے اِنہیں اپنی معرفت کرائی۔اور اگر خدا ایسا نہ کرتا تو کوئی بھی اسے پہچان نہ سکتا۔اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا:''الست بربکم'' کیا مَیں تمہارا رب نہیں ہوں۔؟ تمام بنی آدمؑ نے جواب میں کہا: بے شک تو ہمارا رب ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا:''یہ محمدؐ میرا رسول اور علیؑ امیر المومنین میرا خلیفہ اور میرا امین ہے۔'' (معجزاتِ آلِ محمدؐ ص:۳۸' بصائرالدرجات' ص:۱۷)

دلائل الصدق میں''علامہ حلّی نے ویلمی کی الفردوس کے حوالے سے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوجاتا کہ علیؑ کو کب امیر المومنین کا نام دیا گیا ہے۔تو کبھی فضائلِ علیؑ سے اِنکار نہ کرتے۔علیؑ کو اُس وقت امیر المومنین کا لقب دیا گیا تھا جب آدمؑ ابھی رُوح اور جسم کے مراحل سے بھی نہیں گزرے تھے۔جب اللہ نے بنی آدم سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تو اُسکے ساتھ ہی اُن سے میری رسالت اور علیؑ کی امارت کا اقرار بھی لیا''۔(علیؑ فی القرآن' ص:۱۴۷)

(۲۸) ''وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ''(سورۃ

الاعراف:۱۸۱)''اور ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے جوحق کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں اوراُسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں''

زاذان جنابِ امیرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ عنقریب یہ اُمّت تہتّر (۷۳) فرقوں میں منقسم ہوگی بہتّر (۷۲) دوزق میں جائیں گے اور ایک جنت میں اور وہ لوگ جن کے حق میں خداتعالیٰ نے فرمایاہے کہ''ہماری خلقت میں سے ایک گروہ ہے جوحق کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں پھر جنابِ امیرؑ نے فرمایاوہ مَیں ہوں اوروہ میرا گروہ ہے۔

(۲۹)''یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ اسْتَجِیْبُواْ لِلّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا یُحْیِیْكُمْ ''(سورۂ انفال:۲۴) ترجمہ:''اے وہ لوگو! جوایمان لائے ہو۔اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرو۔جبکہ وہ تم کواس چیز کی طرف دعوت کرے۔جوتم کوزندہ کرے''

محدث حنبلی کہتے ہیں کہ جمیع مفسرین متفق ہیں کہ''اتبَّعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْن ''سے مرادعلیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام ہیں۔

(۲) مناقب بغدادی ص:۱۸۶پرعلامہ خطیب بغدادی نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ مذکورہ آیت کے مصداق علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہیں۔

۳) کوکبِ دری میں مناقب ابن مردویہ کی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت مروی ہے کہ ''إِذَا دَعَاكُم لِمَا یُحْیِیْكُمْ''جب تم اس چیز کی طرف دعوت کروجوتم کوزندہ کرے سے مرادعلیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی ولایت ہے۔یعنی تم کوعلیؑ ولی کی ولایت کی طرف دعوت دے۔(کوکبِ دری:۱۶۵)

(۳۰) ''یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُواْ أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ''(سورۃ الانفال:۲۷)''اے ایمان والو۔!اللہ اوراُس کے رسول کی خیانت نہ کرو۔کیااپنی امانت کی خیانت کرتے ہوحالانکہ تم جانتے ہو''

شواہدالتنزیل جلدا،صفحہ۲۰۵میں علامہ حسکانی نے یونس ابنِ بکار کے ذریعے امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ امانت میں خیانت سے مرادآلِ محمدؐ کی ولایت میں خیانت ہے۔علامہ فرماتے ہیں جب آلِ محمدؐ کوقرآن میں ثابت کیا جاتاہے تو اُسکا مقصد

تفسیرِ قرآن یا تاویلِ قرآن ہوتا ہے۔

(۳۱) ''یا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُواْ إِن تَتَّقُواْ اللّهَ یَجْعَل لَّکُمْ فُرْقَاناً ''(سورۃ الانفال:۲۹)'' اے ایمان والو۔! اگر تو متقی بنو تو اللہ تمہارے سامنے حق و باطل کو واضح کر دیگا۔''

غایۃ المرام صفحہ ۴۴۱ پر علامہ بحرانی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں بھی '' یا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا '' ہوگا علیؑ اُس کا راس الرئیس اور امیر ہوگا۔ اللہ نے ننیانوے (۹۹) مقامات پر قرآن میں علیؑ کو امیر المومنین کہا ہے۔

(۳۲) ''وَإِذْ قَالُواْ اللَّهُمَّ إِن کَانَ هَـذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِکَ فَأَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِیمٍ ''(سورۃ الانفال:۳۲)''جب اُن لوگوں نے کہا کہ! اے اللہ! اگر یہی تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے سنگباری کر یا عذابِ الیم بھیج۔''

جب نبیِ کونینؐ نے حکمِ خدا سے مقامِ غدیرِ خُم میں حضرت علیؑ کے حق میں اعلان ''من کنت مولاہ'' کیا تو یہ اطلاع جابر ابنِ نضر ابنِ حارث ابنِ کلدہ ابدی کو ملی تو مدینہ آیا اور کہا! اے محمدؐ! آپ نے ہمیں ایک خدا کی پرستش کو کہا۔ اپنی رسالت منوائی۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، جہاد کو کہا، لیکن آپ نے اِس پر اکتفاء نہ کیا۔ اب آپ نے اپنے آخری دنوں میں اپنے چچازاد کو بھی ہمارے سروں پر بٹھا دیا ہے۔ کیا یہ آپ نے اپنی طرف سے کیا ہے؟ یا اللہ کی طرف سے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا! جس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اُسکی قسم! اللہ کی طرف سے ہے۔ ابنِ حارث اُٹھا اور کہنے لگا! اے اللہ جو کچھ محمدؐ کہہ رہے ہیں اگر حق ہے تو ہمارے اُوپر آسمان سے پتھر برسا یا عذابِ الیم دے۔ ابھی تک مسجد سے باہر بھی نہیں نکلا تھا کہ آسمان سے ایک پتھر آیا جو سر پر پڑا اور نیچے سے نکل گیا۔ (راوی اہلِ سنّت کے جیّد علماء حموینی نے فرائد السمطین کے تیرھویں باب میں علامہ ابنِ سباغ الفصول المہمہ، ص:۳۶، علامہ شبلنجی نور الابصار، علیؑ فی القرآن وغیرہ)

(۳۳) '' هُوَ الَّذِیَ أَیَّدَکَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِینَ ''(سورۃ انفال:۶۲)''یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنی مدد اور مومنین کے سبب تمہاری تقویت کی۔''

حق الیقین صفحہ ۱۸۶ فریقین کی معتبر روایات میں وارد ہوا ہے کہ مومنین سے

حضرت امیر المومنین علیہ السلام مُراد ہیں۔یا خدا کی نصرت سے وہ نصرت مُراد ہے جس کو خدا نے حضرت علیؑ کے ہاتھ جاری کیا ہے۔جیسا کہ جلال الدین سیوطی نے درِ منشور میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ عرش پر لکھا ہوا ہے۔

لا اله الاّ الله عنا واحدی لا شریك لی محمد عبدی و رسولی ایدیة بعلی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ تعالیٰ کے قول کی تفسیر میں کہ اس نے تیری تائید کی اپنی مدد کے ساتھ اور مومنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے نہیں سوا خدا کے کوئی معبود درانحالیکہ وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں محمدؐ میرا بندہ اور میرا رسول ہے میں نے علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ اس کی تائید کی ہے۔

(۳۴) ''یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْن'' (سورۂ انفال :۶۴) ترجمہ:''اے نبیؐ آپ کو اللہ اور آپ کی اتباع کرنے والے مومنین ہی کافی ہیں''

بقول ابن عباس جہاں جہاں مشرکوں اور یہودیوں سے جہاں جہاں مقابلے ہُوئے حضرت علیؑ نے سب سے زیادہ مشرکوں کو قتل کیا یہاں تک کہ بقولِ ابن عباس دس ہزار کافروں کو حضرت علیؑ نے قتل کیا سلطنتِ اِسلامی کی جڑ جمانے والے اور نظامِ حکومتِ الٰہیہ کو قائم کرنے والے حضرت علی علیہ السلام ہی ہیں۔

(۳۵) ''إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ الخ'' (سورۃ التوبہ:۳۶)''اُس کے ہاں ارض وسماء کی تخلیق کے وقت ہی سے مہینوں کی تعداد بارہ ہے''

غایۃ المرام صفحہ ۲۴۴ میں علامہ بحرانی نے اہلِ سنّت سلسلۂ سند سے روایت کی ہے کہ ابنِ عبّاسؓ سے مروی ہے کہ مَیں نے آنحضورؐ سے سُنا ہے کہ لوگو۔!یقین رکھو' اللہ کا ایک دروازہ ہے جو بھی اِس سے داخل ہوگا جہنّم سے محفوظ رہے گا۔لوگو۔!جو شخص میرے بعد میری اقتداء پر رہنا چاہتا ہے وہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ اور اُس کی ذُرّیت سے آئمہؑ کی اقتداء کرے۔

جابر نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔!قبلہ آپ کے بعد آئمہؑ کی تعداد کیا ہوگی۔؟ آپؐ نے فرمایا۔!جابر تو نے یہ سوال کر کے گویا تمام کے تمام اِسلام کا سوال کرلیا ہے۔

اِس کے بعد آپؐ نے مذکورہ بالا آیتِ توبہ ۳۶ کی تلاوت فرمائی۔

(۳۶) ''وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ''(سورۃ التوبہ:۶۱)''جولوگ رسولِ خداؐ کو اذیّت دیتے ہیں اُن کے لیئے عذابِ الیم ہوگا۔''

حاشیہ شواہد التنزیل جلد ۱ صفحہ ۹۴ پر ابنِ بخاری کی کتاب المناقب سے ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مَیں آنحضورؐ کی خدمت میں تھا کہ علیؑ ناراضگی کی حالت میں تشریف لائے۔آنحضورؐ نے پوچھا یا علیؑ۔کس بات پر ناراض ہو۔؟ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔یا رسولؐ اللہ آپ کے رشتہ داروں نے مجھے آپ کے سلسلہ میں ناراض کِیا ہے۔آنحضورؐ نے کھڑے ہوکر فرمایا۔لوگو۔! جس نے علیؑ کو اذیّت دی گویا اُس نے مجھے اذیّت دی یا درکھو علیؑ از روئے امام تم سے اوّل اور از روئے عہو دِ خدا تم سب سے زیادہ وفا کرنے والا ہے۔لوگو۔! یا درکھو علیؑ کو اذیّت دینے والے یومِ حشر یہودی ونصرانی محشور ہونگے۔جابر نے عرض کِیا۔یا رسولؐ اللہ اگر ایک شخص ''اشھد ان لا الٰہ اللّٰہ و اشھد ان محمد الرسول اللّٰہ'' پڑھ کر علیؑ کو اذیّت دے تو۔؟ آپؐ نے فرمایا۔! اے جابر۔یہ کلمہ پڑھ کر تو لوگ اپنی جان اور اپنے مال کا تحفظ کرتے ہیں تاکہ اُن کی جان محفوظ رہے اور اُنکا مال لُوٹ لِیا نہ جائے۔(علیؑ فی القرآن'ص:۱۹۰)

(۳۷) ''وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ''(سورۃ التوبہ:۱۰۰) ''جولوگ کہ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ آیہ والسابقون الاولون کو تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ یوشع بن نون نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف اور صاحب الیاسین یعنی حوارین کے دوست نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اور جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی طرف اسلام لانے میں سبقت کی ہے۔

(۳۸) ''وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ''(سورۃ توبہ:۱۰۵)ترجمہ:''اے رسول تم اُن سے کہہ دیجئے کہ جو کام کرتے ہو کئے جاؤ اللہ تمہارے عمل کو دیکھتا ہے اور اُس کا رسول اور کچھ ایمان والے۔''

عبداللہ ابن ابان زیّات (روغن فروش) غریب الغربأ امام علیؑ بن موسیٰ رضا علیہ السلام کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ایک دن اُس نے عرض کیا اےئ مولاؑ آپ میرے حق میں اور میرے عیال کے لیئے دُعا فرمائیں۔حضرتؑ نے جواب دیا کیا مَیں تمہارے واسطے دعا نہیں کرتا ہوں۔؟ خدا کی قسم تمہارے اعمال ہر شب و روز میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔عبداللہ نے کہا یہ بات مجھے دشوار معلوم ہوئی (یعنی میری سمجھ میں نہ آئی) حضرتؑ نے فرمایا تو نے کتابِ خدا میں یہ آیت نہیں پڑھی ہے۔مومنوں سے واللہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ اور (ہم آئمہؑ) مراد ہیں۔

(۳۹) ''یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ''(سورۃ التوبہ:۱۱۹)
''اےئ وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اور اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

ابن عباس سے اِس آیت کی تفسیر میں کہ ہو جاؤ ساتھ صادقین کے کہتے ہیں کہ ساتھ علیؑ کے کیونکہ صادقوں کے سردار ہیں۔

(۴۰) ''وَیَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِی وَرَبِّی إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِینَ''(سورۃ یونس:۵۳)''آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہی حق ہے؟ اُنہیں بتا دیجئیے ہاں بخدا وہی حق ہے اور تم اُسے نیچا نہ دکھا سکو گے۔''

شواہد التنزیل جلد ا صفحہ ۲۶۷ پر علامہ حسکانی نے امام جعفرِ صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اےئ محمدؐ۔!مکّہ والے آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ کیا علیؑ ہی امامِ حق ہے۔؟ اُنہیں میری قسم کھا کے بتا دیجئیے کہ علیؑ ہی امامِ حق ہیں۔

(۴۱) ''أَلَا إِنَّ أَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُونَ''(سورۃ یونس:۶۲)''یقین رکھو اولیا اللہ کے لیئے کوئی خوف اور غم نہیں ہے۔''

علیؑ فی القرآن صفحہ ۱۹۷ علامہ حسکانی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ کچھ ایسے بندے بھی ہیں جن کی قسمت پر انبیاؑء رشک کرتے ہیں وہ ایسے افراد ہیں جن کے پاس نہ تو دنیاوی عزّت ہے اور نہ مال و دولت ہے۔صرف رحمتِ خدا اُن کے پاس ہے جس دن تمام لوگ خوفزدہ ہونگے اُس دن وہ خوفزدہ نہ

ہونگے۔ بھلا جانتے ہو وہ کون لوگ ہیں۔؟ ہم نے عرض کیا۔قبلہ ہم نہیں جانتے۔آپؐ نے فرمایا۔وہ علیؑ ،حمزہؓ ،جعفرؓ ،عقیلؑ ،ہونگے اور یہ آیت اُنہی کے حق میں ہے۔

(۴۲) ''فَاسْأَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَؤُونَ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكَ'' ترجمہ:''آپ ان سے سوال کریں جو آپ سے پہلے کتاب پڑھتے تھے۔'' (سورۂ یونس:۹۴)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: جب شبِ معراج مَیں چوتھے آسمان پر پہنچا جو جبرئیلؑ نے اذان واقامت کہی اور تمام انبیاء،صدّ یقین، شہداء اور ملائکہ جو جمع کیا۔ پھر مَیں نے آگے بڑھ کر انہیں نماز پڑھائی۔ جب مَیں وہاں سے جانے لگا تو جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا کہ آپ ان سے پوچھیں کہ وہ کسی بات کی گواہی دیتے ہیں۔؟

انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسولؐ ہیں اور علیؑ امیر المومنین ہیں۔(معجزاتِ آلِ محمدؐ:۴۱) ازقلم: نجم سبطین حسنی

(۴۳) ''فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَى إِلَيْكَ'' (سورۃ الھود:۱۲) ''اے رسول جو تم پر وحی کی جاتی ہے اُس میں سے بعض کو سُناتے وقت شاید تم اِس خیال سے چھوڑ دینے والے اور دل تنگ ہوتے ہو کہ مبادہ یہ لوگ کہنے لگیں کہ اُن پر خزانہ کیوں نہیں نازل ہُوا''

نضر بن سوید، یحیٰ حلبی سے وابنِ مسکان سے وعمّارہ سے اور وہ امام جعفرِ صادقؑ سے نقل فرماتے ہیں کہ اِس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ ایک دن رسولِ پاکؐ نے فرمایا۔! یا علیؑ !مَیں نے کل رات خدا سے چاہا کہ آپ کو میرا وزیر بنائے اُس نے ایسا کر دیا،مَیں نے خدا سے چاہا کہ آپ کو اپنا وصی قرار دوں تو یہ بھی قبول ہُوا،مَیں نے چاہا کہ آپ کو اپنا جانشین بناؤں وہ بھی منظور ہُوا۔اُسوقت ایک صحابی نے (بغضِ علیؑ میں) کہا خدا کی قسم ایک کھجور کا پیمانہ ایک پرانی شکر کے اندر میرے نزدیک محبوب تر ہے اُس چیز سے جو محمدؐ نے اپنے رب سے چاہی ہے اُس نے خدا سے یہ کیوں نہیں چاہا کہ فرشتہ اُس کا مددگار ہو،یا اُس کو دولت ملے کہ فقر سے نجات حاصل ہو۔خدا کی قسم! اُس نے کبھی علیؑ کو حق یا باطل کی دعوت نہیں دی بلکہ خود علیؑ نے اس کو قبول کیا تو خدا نے ہدایت نازل فرمائی۔''فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ۔''

(۴۴) ''أَفَمَن كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَى إِمَاماً وَرَحْمَةً أُوْلَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ''(سورۃ الھود:۱۷)''تو کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرب سے روشن دلیل لے کر آیا ہو اور ایک گواہ جو اُس کا جزو ہے اُس کے پیچھے پیچھے اور اُس سے قبل موسیٰ کی کتاب (توریت) ہو (جو لوگوں کے لئے) پیشواء اور رحمت ہے اُس کی تصدیق کرتی ہو تو وہ بہتر ہے یا کوئی اور یہی قرآن کے ایمان لانے والے ہیں۔''

احتجاجِ طبرسی میں ہے کہ جنابِ امیر المومنینؑ سے سوال کیا گیا کہ اے مولاؑ اپنی بڑی سے بڑی فضیلت بیان فرمایئے۔پس اُن جنابؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد کیا کہ جنابِ رسولِ خداؐ کا مَیں شاھد ہوں۔اُسی کتاب میں ایک اور حدیث میں ہے کہ جنابِ امیر المومنینؑ سے ایک زندیق نے کہا مَیں تو یہ پاتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ (اپنی کتاب میں) یہ خبر دیتا ہے کہ ہمارے نبیؐ کے بعد ایک شاھد اُنہی کا قائم مقام ہوگا اور جو شخص آنحضرتؐ کے بعد اُنکی جگہ بیٹھا تو اُس نے تو مدّت تک بُت پرستی کی تھی۔(کیا وہی جنابِ رسولِ خداؐ کا شاھد تھا۔؟) حضرت نے جواب دیا قولِ باریِ تعالیٰ'' يَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ '' سے مُراد خدا کی حجّت ہے جسکو خدا نے اپنی مخلوق پر مقرر کیا ہے۔اور یہ بات جتلادی ہے کہ نبیؐ کی جگہ کا حقدار ایسا شخص ہے جو اُنکا قائم مقام ہو سکے۔اور اُن کے بعد ایسا شخص اُن کا نائب ہوگا جو مثلِ رسولِ خداؐ کے پاک و پاکیزہ ہوتا کہ اُس شخص کو جو نجاستِ کُفر سے کسی وقت آلودہ ہو چکا ہے جنابِ رسولِ خداؐ کی جگہ پر بیٹھنا ناجائز نہ ہو اور ظلم و گناہ پر اعانت کرنے والوں کو لاعلمی کے عذر کا موقع نہ ملے۔

(۴۵)'' قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَاْ وَمَنِ اتَّبَعَنِي ''(سورہ یوسف:۱۰۸) ''اے محمدؐ کہد یجئے یہ میری راہ ہے لوگوں کو حق کی طرف بُلاتا ہوں بصیرت و بینائی پر مَیں اور وہ شخص جس نے میری متابعت کی ہے۔''

اہلبیتؑ کی بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ اُس شخص سے جس نے سب سے پہلے حضرت رسالتمآبؐ کی متابعت کی وہ حضرتِ امیر علیہ السلام ہیں یہی مضمون ابن مردویہ نے امام محمدؑ باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

(۴۶)" إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" (سورۂ الرعد:۷) ترجمہ:"اے (محمدؐ) آپ تو صرف ڈرانے والے ہی ہیں ہر قوم کے لیئے ایک ہادی ہوتا ہے۔"

(۱) عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَیں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہادی ہیں۔اور آپ نے حضرت علیؑ کی طرف دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا اور کہا یا علیؑ ہدایت پانے والے تجھ سے ہدایت پائیں گے۔(ارجح المطالب:۷۲)

(۲) ابو برزہ اسلمی سے روایت ہے کہ مَیں نے رسالتمآبؐ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مَیں ڈرانے والا ہوں اور اپنے سینۂ مبارک پر ہاتھ رکھا' اور پھر حضرت علیؑ کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ ہر قوم کے لیئے ایک ہادی ہوتا ہے۔(ارجح المطالب:۷۲' سیوطی فی درالمنشور)

(۴۷) " الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ طُوبَى لَهُمْ وَحُسْنُ مَآب "(سورہ الرعد:۲۹)"یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اعمالِ شائستہ کیئے ہیں اُن کے لئے طوبیٰ اور نیکی بازگشت ہے آخرت میں۔"

جابر نے امام محمدؑ باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ طوبیٰ ایک درخت ہے جس کی جڑ امیر المومنینؑ کے گھر میں ہے اور اُس کی شاخیں اہلِ بہشت پر ہیں آنحضورؐ نے فرمایا! بہشت میں میرا اور علیؑ کا ایک ہی گھر ہے۔

(۴۸۔۴۹) "أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاء ۞ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا الخ "(سورۃ الابراہیم:۲۵-۲۴)"کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ اللہ نے کلمۂ طیّبہ کو اِس شجرۂ طیّبہ سے کیسے مثال دی ہے۔جس کا تنا مضبوط ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں جو اِذنِ خدا سے ہر دَور میں ثمر آور رہتا ہے۔"

شواھد التنزیل جلد۱' صفحہ۳۱۱ میں علامہ حسکانیؒ نے سلامؒ خشعمی سے روایت کی ہے کہ مَیں حضرت امام محمد باقرؑ کے پاس گیا اور عرض کیا۔اے مولا فرزندِ رسولؐ۔"أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا" سے کیا مُراد ہے۔؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا! اے سلام درخت خاتمؐ الانبیاء ہیں۔شاخ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہیں۔ثمر امام حسنؑ اور امام حُسینؑ ہیں۔ٹہنی جناب

فاطمہؑ ہیں اِس ٹہنی سے پھوٹنے والی کونپلیں اولادِ فاطمہؑ سے آئمہ علیہم السلام ہیں اُس کے پتے ہمارے شیعہ ہیں۔ جب ہمارا کوئی شیعہ فوت ہو جاتا ہے تو اُس درخت کا ایک پتہ جھڑ جاتا ہے۔ جب کوئی شیعہ پیدا ہوتا ہے تو اُس درخت پر ایک پتہ اُگ آتا ہے۔ ہر دور میں ایک امام رہیگا جو حلال وحرام محمدؐ سے اُمّت مسلمہ کو آگاہ کرتا رہے گا۔

(۵۰) ''يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ الخ''(سورۃ الابراہیم:۲۷)''اللہ دنیا وآخرت میں اہلِ ایمان کو قولِ ثابت پر ثابت قدم رکھتا ہے۔''

غایۃ المرام صفحہ ۴۰۰ پر علامہ بحرانی نے تفسیرِ جبیری کے حوالے سے عبداللہ ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ آیت میں قولِ ثابت کے مصداق علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی ولایت ہے۔

(۵۱) ''إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ''(سورۃ الحجر:۴۷)''بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔''

زید ابی اونی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں قیامت کے روز جنت میں میری بیٹی فاطمہؑ کے ساتھ ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔

(۵۲) ''يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ''(سورۃ النحل:۸۳)''نعمتِ خدا کو پہچان کر انکار کر دیتے ہیں اُن کی اکثریت کافر ہے۔''

غایۃ المرام میں علامہ بحرانی نے حموینی کی فرائد السمطین سے روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے ہم اللہ کے منتخب کردہ ہیں ہم واضح راستہ اور صراط المستقیم ہیں اور ہم اللہ کی جانب سے نعمتِ الٰہیہ ہیں۔

(۵۳) ''إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ''(سورۃ النحل:۹۰)''بیشک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔''

یہ دونوں عدل اور احسان امر ہیں اور واجب ہیں اِس کی تفسیر میں امام محمدِ باقرؑ فرماتے

ہیں لا الٰہ الاّ اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ کی گواہی عدل ہے اور احسان سے مُراد امیر المومنینؑ ہیں۔(تفسیر نور الثقلین ج:۵ ص:۹۹)

(۵۴) ''وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَآئِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَاباً يَلْقَاهُ مَنشُوراً ''(سورۃ بنی اسرائیل:۱۳)''اور ہم نے ہر انسان کے عمل کو اُس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے اور قیامت کے دن ہم اُس کا نامۂ اعمال اُس کے سامنے نکال کر رکھ دیں گے جسے وہ کھلا ہُوا پائے گا۔''

حافظ سلیمان القندوزی الحنفی امام جعفرِ صادقؑ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے آیۂ مجیدہ کے بارے میں فرمایا کہ اِس سے مُراد ولایتِ اِمامؑ مُراد ہے۔ اِطلاقِ حدیث تمام بارہ اماموں کو شامل ہوگا جن کی ابتداء امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے اور اختتام امام مہدیؑ المُنتظر علیہ السام پر ہوتا ہے۔

(۵۵)''وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ''(سورۃ بنی اسرائیل:۲۶)''اور صاحبِ قرابت کو جو اُن کا حق ہے دے دو۔''

علامہ بحرانی نے اپنی تفسیر میں ثعلبی سے روایت کی ہے کہ اِس سے مُراد رسولؐ اللہ کے قرابتدار ہیں۔

(۵۶۔۵۷)''يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُوْلَـئِكَ يَقْرَؤُونَ كِتَابَهُمْ وَلاَ يُظْلَمُونَ فَتِيلاً ﴿﴾ وَمَن كَانَ فِي هَـذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلاً ﴿﴾'' (سورۂ بنی اسرائیل:۷۱-۷۲)

ترجمہ:''اس دن کو یاد کرو جس دن ہم ہر گروہ کے لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے پس اس روز جن جن کو ان کا نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ لوگ اپنے عمل کو (خوشی خوشی) پڑھیں گے اور ان کے ثواب میں ذرا بھی کمی نہ کی جائے گی''

غایۃ المرام ص:۲۷۲ پر علامہ بحرانی نے یوسف قطعان کی تفسیر کے حوالے سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ: قیامت کے دن اللہ آئمہؑ ہدیٰ امیر المومنین علیؑ اور اولادِ علیؑ سے آئمہ علیہم السلام جو ہیں فرمائے گا کہ اپنے شیعوں کو بلا حساب جنت میں لے جاؤ۔

اس کے بعد آئمہ فسق و جور کو حکم دے گا یزید بھی انہی میں سے ہوگا۔ کہ تم بھی اپنے ماننے والوں کو بلا حساب جہنم میں لے جاؤ۔ (علامہ قندوزی' ینابیع المودۃ' ص:۴۸۳' قدرے تبدیلیٔ الفاظ)

(۵۸) ''وَمَن كَانَ فِي هَـٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا'' (سورۃ بنی اسرائیل:۷۲) ''جو شخص دنیا میں اندھا ہوگا وہ قیامت میں بھی اندھا اور گم گشتۂ راہ ہوگا۔''

شواہد التنزیل جلد ا' صفحہ ۳۸۷ پر علامہ حسکانی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا! علیؑ سے میری خاطر محبت کرو میرے احترام کی بدولت علیؑ کا احترام کرو۔ یقین رکھو جو کچھ بخدا میں تم سے کہہ رہا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اللہ نے جو حکم دیا ہے وہی تم تک پہنچایا ہے۔ اے عربو! میرے بعد جس نے بھی علیؑ سے بغض رکھا قیامت میں اندھا محشور ہوگا۔ (علیؑ فی القرآن' ص:۲۴۷)

(۵۹) ''الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا'' (سورۃ الکہف:۱۰۱) ''وہ کافر جن کی نگاہیں ہمارے ذکر کی طرف سے پردہ میں تھیں اور وہ کچھ سُننے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے منکرینِ ولایتِ علیؑ کی تشبیہہ اندھوں سے دی ہے اور وہ ولایتِ علیؑ کے متعلق رسولِؐ خدا کا کوئی فرمان سُننا گراں سمجھتے تھے' اِس لئے وہ کچھ سُننے کی استطاعت سے محروم ہو چکے تھے۔

(۶۰) ''إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَـٰنُ وُدًّا'' (سورۃ مریم:۹۶) ''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے عنقریب خدا اُن کے لئے محبت قرار دیگا''

حق الیقین صفحہ ۱۶۰ ابنِ عباس سے نقل ہوئی ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اپنا سر بلند کرو اور اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ تم کو عطا کرے جو کچھ کہ طلب کرو۔ حضرت امیرؑ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور کہا خداوندا! میرے لئے اپنے نزدیک ایک دوستی قرار دے پس جبرئیلِ امین یہ آیت لائے۔

ابنِ حجر نے ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ کی محبت ہر ایک مومن

کے دل میں ہے اور محمد حنفیہ سے روایت کی ہے "یعنی کوئی مومن نہیں ہے مگر یہ کہ اُس کے دل میں حضرت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی محبت ہے"

(۶۱) "إِنِّیْ أَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْکَ إِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ""یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اعمالِ شائشتہ کئے ہیں اُن کے لئے طوبیٰ اور نیکی بازگشت ہے آخرت میں۔ "(سورۃ طٰہٰ:۱۲)

جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا طوبیٰ ایک درخت ہے جس کی جڑ امیرالمومنینؑ کے گھر میں ہے اور اُس کی شاخیں اہلِ بہشت پر ہیں آنحضورؐ نے فرمایا! بہشت میں میرا اور علیؑ کا ایک ہی گھر ہے۔

(۶۲) " وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰى "(سورۃ طٰہٰ:۱۲۴)"جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا' اُس کی زندگی تنگ ہوگی اور قیامت کے دن اندھا محشور ہوگا۔"

شواہد التنزیل جلد۱' صفحہ ۳۷۹ پر علامہ حسکانیؒ نے ابنِ عباسؓ سے روات کی ہے کہ جس نے ولایتِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ترک کی اللہ اُسے گونگا اور اندھا محشور کریگا۔

(۶۳) " رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْداً وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ "(سورۃ الانبیاء:۸۹)"اے اللہ اگر چہ تو بہترین وارث ہے لیکن مجھے تنہا نہ چھوڑنا۔"

شرح نہج البلاغہ میں علامہ ابنِ الحدید معتزلی نے لکھا ہے کہ سیرت وتاریخ کی کتب سے جو کچھ ملتا ہے وہ یہ کہ آنحضورؐ ہمیشہ حضرت علیؑ کے لئے متفکر رہے۔ مثلاً جب حضرت علیؑ جنگِ خندق میں عمر بن عبدود کے مقابلے میں گئے اپنی عبا اُڑھائی اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا اپنی تلوار سجائی پھر دُعا مانگی "اے اللہ تو نے جنگِ بدر میں عبیدہ کو لے لیا جنگِ عہد میں حمزہؓ کو لے لیا اب میرے پاس تنہا علیؑ رہ گیا ہے۔ اب علیؑ کی حفاظت فرما۔ اِس کے بعد آپؐ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

(۶۴) "ذٰلِکَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ "(سورۃ الحج:۳۲)"شعائر اللہ کی تعظیم کرنا قلبی تقوے کی علامت سے ایک ہے۔"

ینابیع المودۃ صفحہ ۱۳۵ سے حضرت علیؑ کے ایک خطبہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے ہم شعائراللہ ہیں ہم اصحاب ہیں ہم علمِ الٰہی کے مخزن اور ہم دربارِ خالق کے دروازے ہیں۔

(۶۵) ''مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ'' ''مانند چراغ دان کے ہے جس میں چراغ ہو۔'' (سورۃ النور:۳۵)

جناب امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے جناب حسن سے اس آیت کی تفسیر کو پوچھا وہ فرمانے لگے کہ چراغ دان سے مراد جناب فاطمہؑ ہیں اور شجرہ مبارکہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لاشرقیہ ولاغربیہ سے یہ مراد ہے کہ جناب فاطمہؑ نہ تو یہودیہ تھیں اور نہ نصرانیہ اور نور علی نور سے یہ مراد ہے کہ ان سے امام کے بعد امام پیدا ہوتا رہے گا۔ اور اللہ ہدایت کرتا ہے اپنے نور سے جسے چاہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ ہماری ولایت سے جسے چاہے ہدایت کرسکتا ہے۔

(۶۶) ''فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ''
''ان گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند کیے جانے اور ان میں اپنے نام کے ذکر کیے جانے کا حکم کیا ہے۔ صبح اور شام اس میں اس کیلئے تسبیح کرتے ہیں۔'' (سورۃ النور:۳۶)

انس بن مالک اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت پڑھی ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کن گھروں سے مراد ہے آپ نے فرمایا انبیاء کے گھروں سے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ یہ گھر یعنی جناب علیؑ اور فاطمہؑ کا انہیں گھروں میں سے ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا بلکہ ان کے بہترین میں سے۔

(۶۷) ''وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا''
(سورۃ الفرقان:۵۴) ''اور وہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی کو پھر بنایا اس کے لئے جد اور سسرال کو۔''

محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کے شان نزول میں (کہ وہ یہ ہے کہ جس نے کو پانی سے آدمی پیدا کیا اور بنایا ان کے لئے نسب اور سسرالی کا رشتہ) کہتے ہیں کہ یہ

آیت جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم اور علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ نسب کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور جناب فاطمہ علیہا السلام کے شوہر ہونے کی وجہ سے حضرت ان کے لئے سسرالی کا رشتہ ہیں۔

(۶۸) ”وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَاماً“ (سورۂ فرقان:۷۴) ترجمہ:”اور وہ لوگ برابر دُعا کرتے رہتے ہیں کہ خدایا ہمیں ہماری ازواج اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما“

اس آیت میں فقط امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام نے اس معنی کے ساتھ تلاوت کیا ہے۔

(۶۹) ”وَاجْعَل لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِيْ الْآخِرِيْنَ “(سورۃ الشعراء:۸۴)”اور بنا میرے لئے ایک سچ کی زبان پچھلوں میں۔“

اخرجہ ابوبکر ابن مردویہ جناب امام ابن محمد باقر علیہ وعلی آباۂ السلام سے مروی ہے کہ سچ کی زبان جناب علی ابن ابی طالب علیہ اسلام ہیں جب ان کی ولایت کو جانب ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی اے پروردگار ان کو میری ذریت سے بنا پس خدا تعالی نے ایسا ہی کیا۔

(۷۰) ”سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيْكَ“(سورۃ القصص:۳۵)”ہم عنقریب تیرے بھائی کو تیرا زورِ کمر بنا دیں گے۔“

انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے اپنا ایک نمائندہ ایک قبیلے کے پاس بھیجا اُن لوگوں نے آپؐ کے نمائندے کو قتل کر ڈالا۔ جب آنحضورؐ کو اِس کی اطّلاع ملی تو آپؐ نے حضرت علیؑ کو بھیجا۔آپؑ نے جا کر قاتلوں کو تہہِ تیغ کر دیا۔اور بچّوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے لائے۔جب آنحضورؐ کو پتہ چلا تو آپؐ حضرت علیؑ کے استقبال کی خاطر بیرونِ مدینہ تشریف لائے۔حضرت علیؑ کو گلے لگایا اور آپؐ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا۔! یا علیؑ ۔! میرے والدین تجھ پر نثار ہوں اللہ نے تجھے اِس طرح میرا زورِ کمر بنایا ہے جسطرح ہارونؑ کو موسیٰؑ کا زورِ کمر بنایا تھا

(۷۱) ''أَفَمَن وَعَدْنَاهُ وَعْداً حَسَناً فَهُوَ لَاقِيهِ'' (سورۃ القصص:۶۱) ''پس جس کے ساتھ کہ ہم نے نیک وعدہ کیا ہے پس وہ اس کو ملے گا۔''

(۷۲۔۷۳) ''وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۞ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۞'' (سورۃ القصص:۶۹-۶۸) ''اللہ ہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے اُن لوگوں کو حقِ انتخاب نہیں ہے اللہ اُنکے انتخاب میں اشتراک سے منزّہ ہے اللہ اچھی طرح جانتا ہے جو کچھ اُنکی زبان پر رہتا ہے۔''

غایۃ المرام صفحہ ۲۳۱ پر علامہ بحرانی نے اہلِ سنّت کے صفحہ اوّل کے عالم محمد ابنِ مومن شیرازی کی تفسیر کے حوالے سے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ۔میں نے آنحضورؐ سے اِس آیت کے بارے میں پوچھا۔تو آپؐ نے فرمایا۔!اللہ نے حضرت آدمؑ کو مٹّی سے اپنی مشیّت کے مطابق پیدا فرمادیا۔اور مجھے اور میرے اہلبیتؑ کو تمام مخلوق میں سے منتخب فرمایا چنانچہ مجھے رسول اور علیؑ کو میرا وصی بنادیا۔اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ حقِ انتخاب کسی کو نہیں ہے چنانچہ میں اور میرے اہلبیتؑ اللہ کے منتخب کردہ اور مصطفےٰ ہیں۔

(۷۴) ''أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ'' (سورۂ عنکبوت:۲) ترجمہ:''کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ اتنی بات کہنے پر چھوڑ دئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور اُن کو آزمایا نہ جائیگا۔'' (علیؑ فی القرآن)

فضائلِ علیؑ بزبانِ نبیؐ صفحہ ۴۴ پر کنز الفوائد ۲۲،۲۱' بحار ج:۲۴ صفحہ ۲۸۸ سے سماعہ امام جعفرِ صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک رات رسولِ پاکؐ مسجد میں گئے صبح کے قریب علیؑ مسجد میں تشریف لائے پیغمبرؐ نے بُلایا اور فرمایا! یاعلیؑ میرے قریب آؤ جب قریب آئے تو فرمایا! یاعلیؑ! پچھلی رات میں نے یہاں ہی گذاری ہے اور خدا سے ہزار حاجتیں طلب کیں۔خدا نے پوری کیں۔آپ کے لئے بھی اتنی حاجتیں طلب کیں وہ بھی مِل گئیں میں نے خدا سے چاہا کہ میرے بعد اُمّت کو آپؑ کے اِرد گرد جمع کردے لیکن یہ منظور نہ ہُوئی۔پھر فرمایا ''أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا الخ''

(۷۶۔۷۵)"مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيْثَاقاً غَلِيْظاً ﴿﴾ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِيْنَ عَن صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَاباً أَلِيْماً ﴿﴾ "(سورۃ الاحزاب:۸-۷)"اور اے رسولؐ اُس وقت کو یاد کرو جب ہم نے انبیاء سے اور آپ سے اور نوحؑ و ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ سے اُن کا عہد لیا۔ اور ہم نے اُن سے بڑا پکّہ عہد لیا تھا کہ وہ سچّوں سے اُن کی سچّائی کے بارے میں سوال کریں اور اُس نے کافروں کیلئے دردناک عذاب تیّار کیا ہُوا ہے"

اِس آیت کی تفسیر میں امام محمدِ باقرؑ فرماتے ہیں اللہ نے انبیاء سے ولایتِ علیؑ کا میثاق لِیا تھا اِسی لئے تو جب حج پر جاتے ہیں تو حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہیں تو کہتے ہیں (اے حجرِ اسود) مَیں نے اپنی امانت ادا کردی ہے اور مَیں نے اپنا میثاق پورا کردیا ہے اور تو میری وعدہ وفائی کی گواہی دینا۔

(۷۷) "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ "(سورۃ الاحزاب:۲۳)"اور بعض مومنوں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جو عہد کہ خدا سے اُنہوں نے باندھا تھا پس ایک اُن میں سے وہ ہے کہ کر چکا اپنا کام اور ایک اُن میں سے وہ کہ انتظار کرتا ہے"

عکرمہ سے روایت ہے کہ جنابِ امیر المومنینؑ ایک مرتبہ کوفہ کے منبر پر تشریف رکھتے تھے کہ اُن سے اُس آیت (اور بعض مومنوں سے ایسے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا اُنہوں نے جو عہد کہ خدا سے باندھا تھا) کی تفسیر میں پوچھا گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جنابِ امیرؑ نے فرمایا اے خدا بخشیو! یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہؓ اور میرے چچیرے بھائی عبیدہ بن الحارثؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے پس میرا چچیرا بھائی عبیدہ بن الحارث بدر کے روز اپنا کام پورہ کر چکا ہے اور عہد کے روز میرے چچا حمزہؓ اپنا کام پورا کر گئے اب مَیں اِس اُمّت کے بدبخت کے انتظار میں ہوں پھر آپ نے اپنے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا وہ اِس کو خون سے رنگین کریگا میرے پیارے رسولؐ نے مجھسے پختہ عہد کیا ہے۔

(۷۸)"وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيّاً عَزِيْزاً "(سورۂ احزاب

:۲۵) ترجمہ:"اور خدا نے (اپنی مہربانی سے) مومنین کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی اور خدا تو بڑا زبردست اور غالب ہے۔"

ابن حاتمؒ، وابن مردویہ وابنِ عساکرؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اِس آیت کو ہم اِس طرح پڑھتے تھے۔ "وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ بِعَلِى ابْنِ اَبِىْ طَالِبْ" (ینابیع المودۃ، البلاغ المبین)

خداوندِ تعالیٰ نے کفایت کی مومنین کی لڑائی میں علیؑ کے ساتھ اور اللہ ہے قوی اور بزرگ۔

(۷۹) "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً" (سورۃ الاحزاب:۳۳) "یعنی اے اہلبیتؑ رسولؐ حق تعالیٰ نے حق تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا ہے مگر یہی کہ تم شرک و گناہ وشک اور ہر ایک بدی (رجس) سے پاک رکھے از روئے پاک رکھنے کے"

احادیث متواترہ میں جنابِ اُمِ سلمہ سے روایات ہیں کہ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا یہ آیت میرے وعلیؑ وحسنؑ وحسینؑ وفاطمہؑ سلام اللہ علیہا کی شان میں نازل ہوئی۔

(۸۰) "قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ" (سورہ السبأ:۴۷) "اے رسول تم ان سے کہو کہ تبلیغِ رسالت کی مَیں نے تم سے اجرت (مودّتِ آلِ محمدؐ) مانگی ہو تو وہ تمہارے ہی فائدے کے لئے ہوگی۔"

حق الیقین صفحہ ۱۸۹ پر علامہ مجلسیؒ نے تحریر فرمایا کہ امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ اپنے خطبہ میں فرمایا کہ وہ اہلبیتؑ ہم ہیں جن کی محبت حق تعالیٰ نے ہر مسلمان پر واجب کی ہے۔

(۸۱) "ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا" (سورۃ فاطر:۳۲) "ہم نے وارث بنایا کتاب کا تم لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے انتخاب کیا"

اہلبیت علیہم السلام سے مروی ہے کہ اِسے مراد آئمہ معصومینؑ، علیؑ ابنِ ابیطالبؑ اور اُن کی ذُرّیت سے گیارہ آئمہؑ ہیں اِس لئے کہ انتخاب کا لفظ قدرت کی جانب سے اُنہی کے لئے موزوں ہے کیونکہ وہ خدا کے منتخب شدہ ہے۔ (انوارِ امامت، ۶۴)

(۸۲) "إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ

أُحْصَيْنَاهُ فِيْ إِمَامٍ مُبِيْنٍ " (سورہ یٰسین:۱۲) ترجمہ: "بیشک ہم مردوں کو زندہ کرینگے اور اپنے اعمال سے جو کچھ وہ آگے بھیجتے ہیں جو اتارینگے پیچھے رہ جائیں ان سب کو ہر چیز کا احساء ہم نے امام مبین میں کرلیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے صراحت سے بیان کیا ہے کہ ولی ہر چیز پر مُحیط ہے۔لہٰذا وہ عالم پر مُحیط ہوا۔اور اللہ تعالیٰ ان سب پر مُحیط ہے قول اللہ ہے (وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِيْ إِمَامٍ مُبِيْنٍ) اللہ نے اس آیت میں ہمیں خبر دی ہے کہ جو لوحِ محفوظ پر قلم نے لکھا ہے، عالمِ غیبت میں اُسی تمام تر لکھائی کو پوری طرح سے امام مبین میں منتقل کردیا ہے۔ یہ وہ تختی ہے جس نے زمین وآسمان کی ہر چیز کو محفوظ کرلیا ہے اور وہ امام مبین ہے وہی علیؑ ہے۔

پس اصل لوحِ محفوظ علیؑ ہے۔اور علیؑ تختی ہے زیادہ افضل واعلیٰ ہے اپنے وجود کے اعتبار سے۔ (مشارق انوار الیقین:۵۴)

(۸۳) " وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ "(سورہ الصافات:۲۴) "انہیں رکواؤ کہ ان سے کچھ پوچھنا ہے۔"

حق الیقین میں علامہ مجلسی نے حلیۃ الاولیاء میں حافظ ابونعیم اور شواھد التنزیل میں ابوالقاسم حقانی نے ابنِ عباس اور ابوسعید خدری سے کہ اُن لوگوں سے محبتِ علیؑ کا سوال ہوگا۔بریدہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ قسم بخدا! بروزِ قیامت بندوں کے پاؤں اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں گے تاوقتیکہ چار سوالوں کا جواب نہ دے لیں یعنی عُمر کو کس چیز میں فانی کیا، اور بدن کو کس چیز میں کہنہ کیا، مال کہاں سے حاصل کیا اور کس کام میں خرچ کیا اور ہم اہلبیتؑ سے محبت کے بارے میں۔حضرت عمر نے پوچھا یا رسول اللہ! آپؐ کے بزرگواروں کی علامت کیا ہے۔؟ پس آنحضورؐ نے حضرت علیؑ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ ہم اہلبیتؑ کی محبت کی علامت ہے۔

(۸۴) " "سَلَامٌ عَلَى إِلْ يَاسِيْنَ" (سورۃ الصافات:۱۳۰) "آل یاسین پر سلام ہو۔"

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کریمہ (کہ سلام ہو آل یاسین پر) کی تفسیر میں منقول ہے کی یعنی آل محمد پر سلام ہو۔مفسرین کی ایک جماعت نے ابن عباس

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آل یاسین سے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔

**(۸۵) " أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّن رَّبِّهِ "** (سورۃ الزمر:۲۲) "پس جس کا کہ سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا سو وہ اجالے میں ہے اپنے رب سے۔"

امام واحدی کتاب اسباب نزول القرآن میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت جناب علیؑ اور حمزہ کی شان میں نازِل ہوئی ہے اور جس کا دل سخت ہوگیا وہ ابولہب اور اس کی اولاد ہے علامہ ابوالفرج ابن جوزی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

**(۸۶) "وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ "** (سورۃ الزمر:۳۳)

"اور وہ شخص جو آیا صدق کے ساتھ اور وہ شخص جس نے اُس کی تصدیق کی متّقی ہیں۔"

البلاغ المبین صفحہ ۶۰۰ ابنِ عساکر نے وحافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور ابنِ مغازلی نے مناقب میں مجاہد سے روایت کی ہے فرمایا! رسولِؐ خدا نے کہ "**الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ** " سے رسولِؐ خدا مُراد ہیں اور " **صَدَّقَ بِهِ** " سے علیؑ مُراد ہیں۔ علامہ مجلسیؒ حق الیقین ص ۱۳۳ پر تحریر کرتے ہیں کہ حضرتِ رسولؐ ہیں کہ جو راستی کو لائے اور جس نے اُس کی تصدیق کی وہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہیں۔

**(۸۷) "وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْناً "** (سورۃ الشوریٰ:۲۳)

"پس جس کے ساتھ کہ ہم نے نیک وعدہ کیا ہے پس وہ اس کو ملے گا۔"

مجاہد رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور حمزہ رضی اللہ عنہا کی شام میں نازل ہوئی۔

**(۸۸) "قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْناً "** (سورہ الشوریٰ:۲۳)

"اے محمد کہہ دیجئے کہ مَیں تم سے تبلیغِ رسالت کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا مگر اپنے قرابتداروں کی مودّت اور جو مودّت میں اکتسابِ حسنیٰ ہے ہم اُس میں ثواب ونیکی زیادہ کرتے ہیں۔"

شواھد التنزیل میں ابنِ جبیر سے اور اُس نے ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہُوئی حضرت رسالتمآبؐ سے صحابہ نے پوچھا یا حضرتؐ وہ کون لوگ ہیں جن کی مودّت ہمیں لازم کی گئی ہے۔؟ حضورؐ اکرم نے ارشاد فرمایا علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے فرزند اور بمطابق روایتِ ابونعیم کے اُن کے دونوں فرزند۔

(۸۹) ''وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ''(سورۃ الزخرف:۲۸)'' اُسے باقی رہنے والا کلمہ قرار دے دیا ہے تاکہ ممکن ہے یہ لوگ پلٹ آئیں ۔''

رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے علیؑ کو اُسکی نسل میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دے دیا ہے۔ جب تک تم قرآن اور اہلبیتؑ سے متمسّک رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ینابیع المودۃ صفحہ ۱۱۷ پر علامہ قندوزی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ سورۂ زخرف کی آیت ۲۸ ہمارے سلسلہ میں نازل ہُوئی ہے اللہ نے امامت تا قیامت نسلِ حُسینؑ میں ودلیعت کر دی ہے۔

(۹۰) ''أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَن كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ'' (سورۃ الزخرف:۴۰)'' کیا تو بہرے کو سُنا سکتا ہے اندھے کی رہنمائی کر سکتا ہے یا جو واضح گمراہی میں ہو اُسے راہِ راست پر لا سکتا ہے۔''

غایۃ المرام صفحہ ۴۰۴ پر علامہ بحرانی نے ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ولایتِ علیؑ کے تارک کو اللہ بہرا اور اندھا کر دیگا۔ (علیؑ فی القرآن ص:۴۰۰)

(۹۱) ''فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ ''(سورۃ الزخرف:۴۱)'' جو لوگ کہ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے۔ ''''پس اگر ہم تجھ کو لے گئے تو ہم کو ان سے بدلہ لینا ہے۔''

جابر بن عبداللہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ آیت فامانذھبن فانامنھم علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ماکثین اور قاسطین اور مارقین سے میرے بعد انتقام لیں گے۔

(۹۲) ''وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا ''(سورۃ الزخرف:۴۵)'' ہمارے انبیاء میں سے تجھ سے پہلے جو ہم نے بھیجے ہیں اُن سے سوال کر لیجیئے۔''

غایۃ المرام صفحہ ۲۴۹ پر علامہ بحرانی نے حلیۃ الاولیاء کے حوالے سے حافظ ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ جب شبِ معراج مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو اللہ نے تمام انبیاء کو جمع کیا اللہ نے ارشاد فرمایا۔ میرے حبیب اِن انبیاء سے سوال کرلیں کہ کس بنیاد پر مبعوث کیا گیا ہے۔؟

تمام انبیاء نے جواب دیا۔ توحید۔ آپ کی رسالت۔ اور علیؑ کی ولایت کے اقرار کے بعد مبعوث ہُوئے ہیں۔

(۹۳) " أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً "(سورۃ الجاثیہ:۲۳)" کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ کہ کرتے ہیں برائیاں کہ کر دیں ہم اُن کو مانند اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے۔"

ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ اور حمزہؓ اور عبیدہ بن حارث کے حق میں نازل ہُوئی ہے۔ (اخرجہ سبط ابن جوزی)

(۹۵۔۹۴) " وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۞ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ "(سورۃ النجم:۲،۱)"قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ ٹوٹا نہیں گمراہ ہوا صاحب تمہارا اور نہ بھٹکا۔"

ابوحمراء حبۃ العرنی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو کہ مسجد میں تھے لوگوں پر نہایت شاق گذرا حبہ کہتے ہیں کہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے وہ سماں پھر رہا ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عن سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھوں سے اشک جاری ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کررہے ہیں۔

(۹۶)"لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ" (سورۂ نجم:۱۸) ترجمہ:"اُس نے اپنے رب کی سب سے بڑی آیت کو دیکھا"

اُس نے دیکھا سب سے بڑی آیت اپنے رب کی۔ قرآن میں آیۂ معراج میں جس میں اللہ نے آیۂ کبریٰ کا ذکر کیا ہے وہ امیر المومنین علیہ السلام تھے جن کو رسولؐ اللہ نے دیکھا تھا جب مَیں آسمان پر گیا' علیؑ رسولؐ سے غائب کیسے رہ سکتے ہیں وصیؑ

رسولؐ ہیں اور رسولؐ کے نور کا دوسرا حصّہ ہیں اور وہ آسمان و زمین میں نورِ اعظم ہیں۔ پھر یہ کہ اللہ نے رسولؐ سے مقامِ قُرب علیؑ کے لب ولہجہ میں خطاب کیا۔ لہٰذا علیؑ اللہ کی آیتِ کبریٰ ہیں جس کو موسیٰؑ نے اور محمدؐ نے خطابِ الٰہی کے وقت دیکھا تھا۔

اور اِس بارے میں خود امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''یس للّٰہ آیۃ اکبر منی' ولا نبا اعظم منی'' ترجمہ: ''مجھ سے بڑی نہ اللہ کی کوئی آیت ہے اور نہ ہی مجھ سے بڑی کوئی خبر۔''

(۹۸۔۹۷)''فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ'' (سورۂ القمر:۵۵'۵۴)

ترجمہ:''قدرت رکھنے والے بادشاہ کے پاس ایک پسندیدہ مقام میں (مقیم) ہونگے۔''

ابو دجانہ سے روایت ہے کہ مَیں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ جب تک آپ جنت میں تشریف نہ لے جائیں گے تب تک جنت دوسرے انبیاؑء پر حرام ہوگی۔ آپ نے فرمایا درست ہے۔

اے ابو دجانہ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ کا ایک عَلم نور کا ہے اور یاقوت کا ایک عمود ہے اس پر لکھا ہوا ہے:۔''لا الٰہ الا اللّٰہ محمدؐ الرسول اللّٰہ خیر البریہ'' اور صاحبِ عَلم قیامت کے دن امام ہے۔ پھر آپ نے جنابِ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ مار کر اسکی وضاحت کی اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے تیری وجہ سے ہمیں کرامت اور شرف دیا ہے۔ پھر ارشاد کیا کہ خوش ہو یا علیؑ جو بندہ تیری محبت رکھیگا اللہ قیامت کے روز اُسے ہمارے گروہ سے اُٹھائے گا پھر یہ آیت پڑھی ''فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ الخ''

(۹۹) ''مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانَ'' (سورۃ الرحمٰن:۱۹) ''ملتے ہیں دو دریا آپس میں۔''

انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ ملتے ہیں دو دریا آپس میں روایت کرتے ہیں کہ دو دریا جناب امیر علیہ السلام اور فاطمہ علیہا السلام ہیں اور نکلے ان سے موتی اور مونگا یہ جناب حسنینؑ ہیں۔

(۱۰۰) ''وَالَّذِیْنَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُوْلَئِکَ هُمُ الصِّدِّیْقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ

لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُم ''(سورۃ الحدید:۱۹)''اور جولوگ اللہ اوراُس کے رسول پر ایمان لائے وہ اپنے رب کے نزدیک صدّیق اور شہداء ہیں اُن کے لئے اجر ہے اور نور ہے۔''

ادیبِ اعظم سید ظفر حسن صاحب قبلہ اِس کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ اگر تمام مسلمان صدّیق وشہید ہیں لیکن جب ایسا نہیں ہوسکتا تو ماننا پڑیگا کہ یہ ایمان لانے کچھ خاص لوگ ہیں جن کے ایمان کی خصوصیت یہ ہے کہ اُنہوں نے کبھی آنِ واحد کے لئے بھی نہ خدا کے بارے میں شک کِیا نہ رسولؐ کے بارے میں۔ چنانچہ امام احمد ابنِ حنبل نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہُوئی ہے اِسی بناء پر آپ نے برسرِ منبر فرمایا ''انا صدّیق الاکبر'' اجر کے بعد نور کا بھی ذکر ہے جس سے معلوم ہُوا کہ روزِ حشر ہر ایک اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے نور حاصل کریگا چونکہ حضرت علیؑ کا رُتبہ تمام ایمان والوں میں سے ہوگا لہٰذا آپ کا نور بھی سب سے زیادہ ہوگا۔

## علیؑ نے تنہا آیۂ نجویٰ پر عمل کیا

(۱۰۱) ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ''(سورہ مجادلہ:۱۲)''یعنی اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو حضرت رسالتمآبؐ سے پوشیدہ کلام کرو تو اس راز کہنے سے پہلے صدقہ دو۔''

سدی نے ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ لوگ آنحضورؐ سے بار بار خلوت میں راز (جب مسجد بھری ہوتی تو لوگوں میں اپنا تقرّب ظاہر کرنے کے لئے بار بار سرگوشیاں کرتے تھے) یہ امر حضرت رسالتمآبؐ پر دشوار وگراں تھا۔ حق تعالیٰ نے خلوت میں راز کہنے کے لئے صدقہ واجب کِیا۔ مجاہد سے حافظ ابونعیم اور تمام مفسّرین روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ قرآنِ پاک میں ایک ایسی آیت ہے جس پر میرے سوا کسی شخص نے عمل کِیا ہے اور نہ ہی میرے بعد کرے گا۔ اور وہ آیتِ نجویٰ ہے مَیں ایک اشرفی رکھتا تھا مَیں نے اُس کو دس درہم کے عوض فروخت کردیا۔ اور دس مرتبہ ایک ایک درہم صدقہ دیا اور دس باتیں دریافت کیں۔

(۱۰۲) ''هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ''(سورۃ الصّف:۹)''خداوہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ اسکا کُل دین ظاہر ہو جائے''

امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔! خدا وہ ہے جس نے اپنے رسوؐل کو اپنے وصی علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی ولایت کے لئے حکم دیا کہ ولایت دینِ حق ہے۔تاکہ اسکو حضرتِ قائمِ آلِ محمدؐ علیہ السلام کے سبب تمام دینوں پر غالب کردے'' وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ بِوَلَاةِ عَلِیٍّ'' ہر چند کے کفّار ولایتِ علیؑ کو پسند نہ کریں گے۔لوگوں نے پوچھا کیا ولایت اِس طرح نازل ہُوئی۔فرمایاہاں اِسی طرح نازل ہُوئی۔

(۱۰۳) ''وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ''(سورۃ التحریم:۴)''یعنی اگر (یہ دونوں عورتیں) رسالتمآبؐ کے ایذا پہنچانے میں ایکدوسرے کی مدد کریں پس خدا و جبرئیل اور صالح مومنین یعنی تمام ایمانداروں میں نیک شخص اُن کے مددگار رہیں گے''

تفسیرِ قرآن ظفر حسن صاحب اور حق الیقین صفحہ ۱۷۲ پر تحریر ہے کہ صالح المومنین حضرت علیؑ ہیں۔شواھد التنزیل میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہُوئی آنحضرتؐ نے علیؑ کا ہاتھ تھام کر یہ فرمایا اے گروہِ مردم یہ صالح المومنین ہے۔

(۱۰۴) '' أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَى وَجْهِهِ أَهْدَى أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ''(سورۃ الملک:۲۲)''کیا جو شخص اوندھے مُنہ چلے وہ اور صراطِ مستقیم پر سیدھا چلنے والا دونوں برابر ہیں۔''

آیۃ اللہ آقائی صادق حسینی شیرازی نے غایۃ المرام صفحہ ۴۳۵ پر علامہ بحرانی نے عبداللہ ابنِ عمر سے روایت کی ہے کہ مَیں تو حضرت علیؑ کی اتبّاع کرتا ہوں کیونکہ یہ شخص از روئے اسلام اوّل اور حق اُس کے ساتھ ہے مَیں نے آنحضورؐ سے سُنا ہے کہ حضرت علیؑ صراطِ مستقیم پر سیدھا چلنے والا ہوگا۔(علیؑ فی القرآن،ص:۴۹۸)

(۱۰۵) ''وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ''(سورۃ الحاقۃ:۱۲)''یعنی آیاتِ قرآنی کو اور حقائقِ

ربّانی کوسُن کر یاد رکھنے والے ہیں''

''اُذُنٌ وَاعِيَة'' سے مُراد ایسے کان ہیں جو بات کوسُن کر یاد رکھے۔ تفصیل درِ منثور جلد۶ میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہُوئی تو رسولِ کریمؐ نے فرمایا! مَیں نے خدا سے دعا کی تھی کہ علیؑ کے ایسے کان بنائے کہ جو کبھی کسی بات کوسُن کر نہ بھولیں۔

(۱۰۸۔۱۰۷۔۱۰۶) ''سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۞ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۞ مِّنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۞ ''(سورۃ المعارج:۳،۲،۱)'' مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ ہونے والا ہے کافروں کے لئے نہیں اُس کا دفع کرنے والا عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے''

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ صفیانؔ بن عینیہؔ سے کسی نے اِس آیت کے بارے میں سوال کِیا یہ آیت کس کے حق میں نازل ہُوئی وہ کہنے لگے تو نے مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھا ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے نہ پوچھا امام جعفر صادقؑ و امام محمد باقرؑ اپنے آباءِ کرام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضورؐ نے غدیرِ خم پر لوگوں کو جمع کر کے ''من کنت مولاہ فہذ علی مولاً'' حدیث کو ارشاد فرمایا اور یہ حدیث کی خبر عام ہوگئی۔ حارص بن نعمان الفہری یہ سُن کر حضرتؐ کی خدمت میں دوڑتا ہُوا آیا اور اپنی اُونٹنی کو بٹھا کر حضورؐ سے عرض کرنے لگا یا محمدؐ آپ نے لا الٰہ الاّ اللّٰہ پر گواہی دینے پر حکم دیا ہے ہم نے اِس بات کو مان لیا پھر آپ نے ہمیں محمد الرسول اللّٰہ کہنے کو کہا ہم نے وہ بھی مان لیا پھر آپ نے ہمیں پانچ نمازوں کا حکم دیا وہ بھی ہم نے مان لیا پھر آپ نے ہمیں زکوٰۃ دینے کے لئے کہا ہم نے وہ بھی آپ کا کہنا قبول کر دیا اِس پر بھی آپ راضی نہ ہُوئے اور آپ نے اپنے عمزاد کے بازو کو پکڑ کر اُٹھایا اور اُن کو ہم پر آپ نے فضیلت دی اور من کنت مولاہ فعلی مولا ارشاد فرمایا۔ آیا یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا خدا نے حکم دیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے سوائے کوئی معبود نہیں یہ خدا کا حکم ہے۔ حارص بن نعمان یہ کہتا ہُوا اُونٹنی کی طرف لوٹ آیا۔ اے اللہ اگر جو کچھ کہ محمدؐ فرماتے ہیں سچ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب پہنچا جب وہ اُونٹنی کے پاس پہنچا خدا تعالیٰ نے اُس پر ایک

آسمانی پتھر پھینکا جو اُس کے سر پر لگا اور دبر کی راہ سے نکل گیا پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب کو کہ وہ کافروں کے لئے ہونے والا ہے اِس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے۔

(۱۰۹) ''أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ''(سورۃ القیامۃ:۳۶)''کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسکو بے سردار چھوڑ دیا ہے کہ وہ اپنے نفس کو خواہش کے مطابق جو چاہے کرے''

حضرت امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے اے انسان کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ مَیں ایک چھوٹا سا جسم ہوں حالانکہ تجھ میں ایک بڑا عالم پوشیدہ ہے۔

ایسا نہیں ہے انسان ذرا اپنی ساخت خلقت پر نظر ڈالے تو معلوم ہو جائیگا کہ بدن انسان کے تمام حواسِ خمسہ ظاہری و باطنی کو یونہی مطلق العنان نہیں چھوڑا بلکہ اُن کے لئے ایک سردار مقرر کیا ہے جس کو ہم ''دل'' کہتے ہیں کہ اگر حواسِ انسانی سے غلطی ہو تو دل جو کہ سردار ہے اُس کی طرف رجوع کرے۔ تو پھر اِس اِتنے بڑے عالم کو وہ حکیمِ مطلق کِس طرح ہو سکتا ہے کہ اپنی مخلوق کو تا مدّتِ دراز بغیر سردار کے چھوڑ دے۔

(۱۱۰) ''وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ''(سورۃ الدھر:۸)''یعنی محبتِ خدا کے سبب مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں باوجود گرسنگی کے۔''

راویانِ خاصّہ و عامّہ سے روایت ہے کہ یہ سورہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ و فاطمہؑ و حَسنؑ و حُسینؑ کی شان میں نازل ہُوا جب مسلسل تین دن روزے رہے اور تین دن عین افطار کے موقع پر سائل نے دروازے پر آ کر صدا دی۔ اے اہلبیتِؑ نبوّتؐ مجھے کچھ کھانے کے لئے دو۔ مَیں مسکین ہوں دوسرے دن یتیم نے سوال کیا اور تیسری نے ایک قیدی نے سوال کیا سب کے سب اپنی روٹیاں خیرات کر دیئے اور خود بھوکے رہے اللہ تعالیٰ نے اِس کے عوض جنت کا مالک و مختار بنا دیا۔

(۱۱۱۔۱۱۵) ''عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۞ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ۞ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ۞ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۞ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۞ ''(سورۃ النبأ:۵-۴-۳-۲-۱)''یہ لوگ نباء عظیم کے متعلق پوچھتے ہیں وہ نباء عظیم جس میں اُن

لوگوں کا باہمی اختلاف ہے۔مگر عنقریب اُنہیں معلوم ہو جائے گا۔‘‘

شواھد التنزیل جلد۲' صفحہ ۳۱۸ علامہ حسکانی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ صخر ابن حرب آنحضورؐ کے پاس آ کر بیٹھا اور کہنے لگا آپ کے بعد کون خلیفہ ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا جسے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی اِس وقت یہ آیت نازل ہُوئی کہ! اہلِ مکّہ تجھ سے خلافت کے متعلق پوچھتے ہیں۔اور پھر کچھ مانگتے ہیں اور کچھ اِنکار کرتے ہیں۔اللہ نے فرمایا ہے کہ عنقریب اُنہیں یقین ہو جائے گا کہ علیؑ حق تھا کیونکہ جب از مشرق تا مغرب شمال تا جنوب ہر مرنے والے کے بارے میں توحید' رسالت کے بعد امامت کا سوال کِیا جائے گا۔(علیؑ فی القرآن' ص:۵۲۷)

(۱۱۶) ’’یَوۡمَ یَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَہُ الرَّحۡمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ‘‘(سورۃ النبأ:۳۸)’’جس دن ملائکہ اور روح صف بستہ کھڑے ہونگے اُس دن کسی کو بولنے کی اجازت نہیں ہوگی۔صرف اُنہی لوگوں کو اجازت ہوگی' جنہیں اللہ کی طرف سے بولنے کی اجازت ہوگی اور وہ درست کہیں گے‘‘

شواھد التنزیل جلد۲ صفحہ ۳۲۳ پر علامہ حسکانی امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ تکلّم سے مُراد توحید و رسالت کی گواہی ہے اور قیامت کے دن صرف اُنہی افراد کو توحید و رسالت کی شہادت یاد رہ جائے گی جو ولایتِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی شہادت دیں گے۔(علیؑ فی القرآن' ص:۵۲۸)

(۱۱۷) ’’قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَکۡفَرَہٗ ‘‘(سورۃ عبس:۱۷)’’یعنی انسان کو کس خطا پر قتل کیا گیا ہے۔‘‘

تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ قرآن کی اِس آیت کی تفسیر میں امامؑ نے فرمایا اِس سے مُراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔’’مَـــا أَکۡـفَـرَہ‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ آخر امیر المومنینؑ نے کیا خطا کی تھی جس پر اُنہیں قتل کر دیا گیا۔

ابو سلمہ سے روایت ہے کہ اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مَیں نے ابو جعفرؑ امام محمد باقرؑ سے قولِ خدا قتل الانسان الخ کی شانِ نزول کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ

نے فرمایا۔ !ہاں ! یہ امیرالمومنینؑ کے لئے نازل ہوئی ہے۔(بحار ج:۱۲،ص:۶۴۵)

(۱۱۸) ''إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ''(سورہ البینہ:۷)''یعنی جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے یہی بہترین خلائق ہیں۔''

واضح رہے کہ بہت سی معتبر احادیث میں بطریقِ خاصّہ وعامّہ وارد ہُوا ہے کہ یہ آیات حضرت علیؑ اور اُن کے شیعوں کی شان میں نازل ہُوئی ہیں۔

(۱۱۹) ''وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى ''(سورة الضحى :۵)''اور البتہ عنقریب دے گا رب تیرا تجھے پس راضی ہوگا تو یا محمدؐ ''

تفسیر ابن عباس رضیؓ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے کہ ان کے اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔

(۱۲۰) ''وَالْعَصْرِ ﴿﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا ''(سورة العصر:۳،۲،۱)''قسم ہے اترتے دن کی بے شک انسان نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک انسان کی ونقصان میں ہے سے مراد ابوجہل ہے مگر جو ایمان لائے ان سے مراد علیؑ اور سلمانؓ ہیں۔

## علیؑ ابن ابیطالبؑ کے فضائل قرآن کی روشنی میں

قرآن حکیم میں چار بار نام کیساتھ ذکرِ مولا علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا نزول ہوا تو القاب وخطابات واسرار ووقائع کی صورت میں جا بجا قرآن حکیم ذکر محمدؐ وآل محمد علیہم السلام اور انکے فضائل ومدارج کے بیان سے مملو ہے مگر مندرجہ ذیل چار مقامات ایسے ہیں کہ جہاں قرآن میں لفظِ علی بطور اختصاص ذات گرامیء مولا علی ابن ابیطالب علیہ السلام کیلئے بطور "نامِ علی" بھی نازل کیا گیا ہے۔۔مگر چونکہ قرآن کا لہجہ آئینی بھی ھے اور اشاراتی بھی ھے اسلئے کئی بالرائے تفسیر کرنے والوں کو اپنی بدنیتی کے سبب ان چاروں مقامات پر لفظ علی سے مراد کچھ دوسرے مطالب نکالنے کا موقع مل گیا۔۔ جبکہ ھمارے علمائے حق نے نصوص آئمہ اھلبیت ع کے ساتھ ساتھ عقلی تصریحات اور تمام

لغوی لوازمات کو بھی سامنے رکھ کر ثابت کیا ھے کہ یہاں یہاں پر لفظِ علی سے مراد شخصیت اور وجود ہے نا کہ صرف معنوی علو کا تصور۔۔ وہ چار مقامات یہ ہیں ۱،۲۔۔۔۔ سورہ مریم میں ۲ بار۔۔۔" لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيّاً "اور" مکانا علیا" سے یہی مفہوم لیا گیا ھے۔۔تفسیر قمی کے مطابق امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ "وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيّاً ... آیت:۵۰ کے اندر دو جگہ ھم کی ضمیر کے مصداق حضرت ابراھیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام ہیں اور اس میں جو رحمت انکو عطا کی گئی اس سے مراد جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جو لسان صدق علیا کہا گیا ہے اس سے مراد ھے کہ انکے لئے سچائی کی زبان علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو مقرر کیا گیا۔۔۔ عام شیعہ وسنی تراجم میں رائج کئے گئے معانی سے یہ ظاھر کیا جاتا ھے کہ لسان صدق علیا سے مراد صرف سچائی کی بلند زبان کہا گیا ہے تا کہ قاری کا اصل مقصود تک دھیان نہ پہنچے۔۔تاہم اللہ نے بیان کا پیرایہ ہی ایسا رکھا ھے کہ معصوم کی تصریح کے بغیر ھر شخص خود سے معنوی تہوں تک نہ پہنچے اور دروازہ معصوم کو ترک کرنے کی سزا اسطرح سے اسکا مقدر بن جائے کہ وہ قرآن پڑھ پڑھ کر بھی صرف آیات کے سطحی مطالب تک بھٹکتا رہ جائے اور اسکی تہہ تک نہ پہنچے۔ مکان صدق علیا سے مراد بھی وہ مکان ھے کہ جو چرخ چہارم و پنجم کے مابین ھے۔۔اور ملائکہ کو وھاں بیت معمور کے ساتھ ساتھ زیارت کیلئے بلطف الٰہی رُوئے علیؑ ابن ابیطالبؑ کی شبیہہ بھی عطا ھوئی ہے۔۔جناب ادریس ع کو اس ''مقامِ علی'' پر بلندی دیکر اٹھایا گیا ہے۔۔

۳۔۔۔۔ایک بار سورہ حجر" قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ "۔۔۔آیت:۴۱۔۔۔ یہ علی کا سیدھا راستہ ہے۔۔حجاج بن یوسف نے اعراب ایسے لگوائے کہ چاھے آیت بے مطلب ھو جائے مگر اسم علی تک رسائی آسان نہ رہے۔۔۔سو اس نے علی پر تشدید کیساتھ دو پیش لگوا دیئے۔۔گویا صراط علیٌّ مستقیم کہہ کر اللہ نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آنے والا ایک سیدھا راستہ ہے۔۔۔عقلی طور پر یہ ترجمہ خلاف ادب ہے۔۔اور بے معانی سا بھی ھونے لگتا ھے کہ کوئی ایسا راستہ ھے جو اللہ کے

بھی اوپر سے جا رہا ہے اور اللہ کہے کہ یہ مجھ پر مستقیم ھے۔۔ چونکہ یہاں جملے کے اندر متکلم خود اللہ کی ذات ھے۔۔ اسلئے یہاں ایک ہی معنوی حل ھے کہ لفظ علی پر سے دو پیش ھٹا کر دو زیر کے ساتھ صراط علیٍ والا مفہوم ہی تسلیم کر لیا جائے۔۔۔۔ لطف کی بات یہ ھے کہ نا صرف یہ کہ یہ مفہوم گرامر کی صرف ونحو کی رو سے ثابت ھے بلکہ قول معصوم بھی بطور سند اسی معنویت کی تائید کرتا ہے۔۔ تفسیر عیاشی میں ھے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے جب اس آیت کی تفسیر فرمائی تو کہا کہ صراط علی مستقیم سے مراد ھمارے جد علی ابن ابیطالب کا راستہ ھے۔۔ کچھ اور نہیں ہے۔۔

۴۔۔ چوتھا مقام سورہ زخرف آیت نمبر۴ ہے۔۔ "وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ ..." شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے معانی الاخبار میں امام صادق ع کی حدیث نقل کی ھے کہ اس آیت میں کہا گیا ہے کہ بیشک وہ ھمارے پاس ام الکتاب میں ضرور عالیشان حکمت کا مالک قرار دیا گیا ہے۔۔ یہاں ام الکتاب سے مراد سورہ فاتحہ ہے اور اس سورہ میں جس عالیشان صاحبِ حکمت دانا کا ذکر رکھا گیا ہے وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کی ذات ہے۔۔ گویا اللہ نے ظاھری و باطنی دونوں مطلب اپنی معجزنما آیت کے ایک ہی لفظ علی میں رکھ کر مومنین کی آزمائش فرمائی ہے۔۔ بیشک اللہ کے اصل اشارے تک پہنچنا اور اسے ماننا اپنی اپنی توفیق کے مطابق ھوتا ہے۔۔۔۔ اس وضاحت پر روایت کیساتھ ساتھ ایک مستقل نص معصوم یہ ھے کہ اگر آپ مفاتیح الجنان میں مولا علی ع کیلئے مخصوص زیارت نمبر ۶ پڑھیں تو اسمیں بھی امام صادق علیہ السلام نے جب حضرت صفوان جمال کو اپنے جد بزرگوار امیر المومنین علیہ السلام کی یہ زیارت عطا فرمائی تو زیارت کے اندر یہی کلمات رکھے کہ **فقال تعالی و انه فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم.. السلام علی اسم الله الرضی و وجه الله المضی و جنب العلی.** *۔(پس فرمایا ہے اللہ نے کہ بیشک وہ بزرگ تر کتاب میں بلند تر صاحب حکمت ہے۔۔۔ سلام ھو علی پر جو اللہ کا پسندیدہ نام ہے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۸

# فضائلِ امیرالمومنین احادیث کی روشنی میں

**"عن رسول اللّٰہ صلیّ اللّٰہ علیہ و آلہٖ و سلّم "علی مع الحق والحق مع علیؑ لا یفترقان حتّیٰ یردا علیّ الحوض"**

(۱) رسولِ خداؐ نے فرمایا: علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے۔

(جامع الاخبار/۵۱ فضائل/۲۹۰، الکافی/۳۵۴، فضائل ۲۹۴)

(۲) **علی مع الحق والحق مع علی، اللّٰھم ادر الحق مع علي حيثما دار**
پیغمبرِ اکرمؐ نے فرمایا علیؑ جدھر بھی جائیں حق ان کے ساتھ ہے۔

(۳) پیغمبرِ اکرمؐ نے فرمایا علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے جس جگہ پر بھی ہوں۔ (جامع الاحادیث سیوطی)

(۴) رسولِ خداؐ نے فرمایا علیؑ ابنِ ابیطالبؑ جہاں کہیں بھی جائیں حق ان کے ساتھ ہوگا۔

(فرائد السمطین ۱/۱۷۷، فضائل ۲۹۴)

(۵) ام سلمہؓ کہتی ہیں میں نے رسول اللہؐ سے سُنا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ حوضِ کوثر کے کنارے مجھ سے ملینگے۔ (کشف الیقین: ۲۳۴)

(٦) علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا! رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا یا علیؑ حق آپ کے ساتھ اور آپ کی زبان پر اور قلب اور دو آنکھوں کے درمیان ہے۔

(فضائل امیرالمومنین ۲۹۴، البحار ۳۸/۳۴، کشف الغمہ)

(۷) ابنِ عباسؓ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے

فرمایا! علیؑ ہمیشہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہوگا وہ میرے بعد میرے جانشین وپیشواء ہیں۔ جو بھی ان سے تمسک کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور رہائی پالے گا اور جو ان سے تمسک نہیں کرے گا وہ گمراہ اور سرگرداں ہوجائے گا علیؑ میرے غسل وکفن کو اپنے ذمہ لے گا۔ اور میرے دین کو ادا کرے گا وہ میرے دونواسوں حسنؑ اور حُسینؑ کے باپ ہیں۔

(اثبات الھداۃ ۳/۵۷۴)

(۸) پیغمبرؐ اکرم نے فرمایا: علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ جہاں کہیں بھی علیؑ جاتے ہیں حق بھی ان کے ساتھ گھومتا ہے۔ (البحار الانوار ۳۸/۲۹)

(۹) قَالَ النَّبِیُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهُ وَ آلِهٖ وَ سَلِّمْ : "مَنْ كُنْتُ وَلِیَّه‘ فَعَلِیٌّ‘ وَلِیُّه‘ وَ مَنْ كُنْتُ اِمَامُهٗ فَعَلِیٌّ‘ اِمَامُهٗ۔"

جناب سیّدہ صلواۃ اللہ سلام وعلیہا سے روایت ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا! جس شخص کا مَیں ولی ہوں پس علیؑ بھی اُس کا ولی ہے اور جس شخص کا کہ مَیں امام ہوں پس علیؑ بھی اس کا امام وپیشواء ہے۔ (کوکب دری۔ص:۱۸۱)

(۱۰) امیرالمومنینؑ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا! کہ اگر کوئی شخص اتنی مدّت تک عبادت کرے جتنی مدّت کہ نوحؑ اپنی قوم میں رہے۔ اور اس شخص کے پاس کوہِ اُحد کے برابر سونا ہو۔ اور وہ اس سونے کو راہِ خدا میں خرچ کردے اور اس بندے کی عُمر اتنی دراز ہو کہ ہزار سال کی مدّت میں ہزار حج پاپیادہ بجالائے۔ بعدازاں صفاء ومروہ کے مابین ظلم سے قتل کیا جائے۔ اے علیؑ اگر وہ بندہ تیری دوستی نہ رکھتا ہوتو وہ بہشت کی بُو تک نہ سونگھے گا۔ اور اس میں داخل نہ ہوگا۔ (کوکب دری۔ص:۱۷۹)

(۱۱) کوکب دری ص:۱۷۶ پر مناقب خطیبؔ اور بحرالمناقب کی روایت مرقوم ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج مجھ سے علیؑ کے لہجہ اور آواز میں خطاب فرمایا! مَیں نے عرض کی۔ اے پروردگار! تو مجھ سے بات کررہا ہے

یا علیؑ ! فرمایا! اے محمدؐ میرا وجود اشیاء کی طرح نہیں ہے جو آدمیوں پر مجھے قیاس کیا جائے اور تشبیہات سے میرا وصف بیان کیا جائے۔مَیں نے تجھ کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علیؑ کو تیرے نور سے۔اور مَیں تیرے دل کے اسرار پر واقف ہوں۔پس تیرے نزدیک علیؑ سے بڑھکر کسی کو دوست نہ پایا۔اس لیئے اس کے لہجہ اور آواز میں گفتگو کی تا کہ تیرا دل تسلّی پائے اور انس بڑھے۔

(۱۲) سید محمد صالح کشفی نے بحرالمعارف سے نقل فرمایا ہے کہ رسولِ اللہؐ نے فرمایا۔! جب قیامت قائم ہوگی تو علیؑ فردوس کے اُوپر جائیں گے اور وہ بہشت میں ایک پہاڑ ہے اور اس کے اُوپر عرشِ پروردگار ہے۔اور اس کے دامن سے نہریں جاری ہوکر بہشت میں بہتی ہیں۔امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ایک نور کی کرسی پر جلوہ افروز ہونگے۔اور اس کے سامنے سے تسنیم کا چشمہ جاری ہوگا۔اور کسی شخص کو صراط سے گذرنے کی اجازت نہ ہوگی سواء اس شخص کہ جس کے پاس علیؑ اور اہلِ بیتؑ کی دوستی کا پروانہ ہو۔اور وہ جنت کے اُوپر سے دیکھتے ہونگے۔اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کرینگے اور دشمنوں کو دوزخ میں۔

(۱۳) معانی الاخبار میں تحریر ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا! کہ آلِ محمدؐ کی معرفت آتشِ دوزخ سے نجات کا باعث ہے۔اور آلِ محمدؐ سے دوستی صراط سے گذرنے کا ذریعہ اور آلِ محمدؐ کی ولا تمام عذابوں سے امان ہے۔

(۱۴) خلاصۃ المناقب سے روایت ہے سید محمد صالح کشفی کی کتاب ص:۱۷۲ میں کہ اہلِ آسمان میں سے سب سے پہلے جس شخص نے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کو بھائی بنایا۔وہ اسرافیلؑ ہے۔بعدازاں میکائیلؑ پھر جبرائیلؑ ۔اور اہلِ آسمان میں سے اوّل جس نے علیؑ کو دوست رکھا وہ حاملانِ عرش ہیں بعدازاں رضوان خازنِ بہشت۔پھر ملک الموت عزرائیلؑ اور ملک الموت محبّانِ علیؑ پر ایسے مہربان ہے اسطرح رحم کرتا ہے جیسے انبیاؑء پر ترحم کرتا ہے۔

(۵۱) سراج القلوب ص ۴ پر ہے کہ آنحضرتؐ نے مولا علیؑ سے فرمایا! ''اِنَّ لَکَ بیتًا فِی الجَنَّةِ و اِنَّکَ لَذُو قَرنِھَا ۔ '' کہ جنت میں تمہارے لئیے ایک خاص مکان ہے۔اور تم اس اُمّت کے ذوالقرنین ہو۔رسولِ اکرمؐ کا کوئی بھی اِرشاد علم وحکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

حدیثِ قدسی: مَیں اُسکوضرور جنت دوں گا جو علیؑ کا مطیع ہوگا۔چاہے میرا گنہگار ہی کیوں نہ ہو اور اُسے جہنّم سے دوچار کروں گا جو علیؑ کا گنہگار ہو چاہے میرا مطیع رہا ہو۔(مشارق انوار الیقین۔ص:۷۵)

صاحبِ کشّاف نے یہ خوبصورت رمز جو اِس قدسی حدیث میں بیان ہوئی ہے حُبِّ علیؑ ایمانِ کُل ہے اور کامل ایمان کے ساتھ بُرائیاں نقصان نہیں پہنچاتیں۔

یہ قولِ اللہ تعالیٰ کہ' چاہے اُس نے میری نافرمانی ہی کیوں نہ کی ہو مگر مَیں اُسے اسلئے معاف کردوں گا کہ مومن شریف ہوتا ہے اور شریف کی بے عزّتی نہیں ہونی چاہئیے بلکہ اُسکی عزّت واکرام کا تقاضہ یہ ہے کہ مَیں اُسے جنت میں داخل کروں گا پس حُبِّ علیؑ کے سبب گنہگار کو نظر انداز کیا جائے گا۔

## یا علیؑ اَنَا و اَنتَ ابو ھذا الامّہ

تفسیر قمی ہے کہ خدائے عزّ وجل نے مومنین کو رسولؐ کی اولاد اور رسولؐ کو مومنین کا باپ قرار دیا ہے۔مومنین میں سے جو شخص اپنی حفاظت نہ کرسکے اور اُس کے پاس مال نہ ہو اور اس کا کوئی ولی نہ ہو تو خدا نے اپنے رسولؐ کو اس کا ولی بنایا ہے اور مومنین کے نفسوں پر رسولؐ کو حاکم مقرر کیا ہے۔چنانچہ آنحضرتؐ نے غدیرِ خم کے مقام پر ارشاد فرمایا۔!'' ایھا النّاسُ ! اَلستُ اولیٰ بکُمْ مِن انفسکم ''

اے لوگو۔! کیا مَیں تمہارے نفسوں پر حاکم نہیں ہوں۔؟۔

سب نے جواب دیا۔ بیشک آپ ہمارے حاکم ہیں۔پس حضرتؐ نے اُن لوگوں پر اپنی ولایت کی طرح امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت بھی واجب و لازم فرمادی۔اور ارشاد فرمایا'' اَلا فمن کُنتُ مولاہ فھٰذا علیٌّ مولاہُ ''خبردار ہو جاؤ !جس کا

میں حاکم ومولا ہوں یہ علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام بھی اُس کے حاکم ومولا ہیں۔ جبکہ خدانے اپنے رسولؐ کو مومنین کا باپ قرار دیدیا۔ اوران کی کفالت اور یتیموں کی تربیت آنحضرتؐ پر لازم فرمائی۔ تو آنحضرتؐ نے بالائے منبر ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو۔! تم میں سے جو کوئی مرجائے تو اس کا مال اُس کے وارثوں کو ملیگا اور اگر وہ مقروض مریگا یا جائداد چھوڑیگا تو اُس کا قرض میں ادا کروں گا۔ اور جائیداد میری طرف منتقل ہوجائیگی۔

پس خدائے تعالےٰ نے جنابِ رسولؐ خدا پر مومنین کے وہ حقوق واجب کیئے جو باپ پر اولاد کے ہوتے ہیں۔ اور مومنین پر وہ حقوق واجب فرمائے جو اولاد پر باپ کے ہوتے ہیں۔ مثلاً اطاعت وغیرہ۔ اور جو باتیں جناب رسولِ خدا پر واجب ہوئیں تھیں وہ سب آنحضرتؐ کے بعد جناب امیرِ المومنین علیہ السلام اور اُن کے بعد یکے بعد دیگرے گیارہ اماموںؑ پر لازم ہوئیں۔ اوراس دعوے پر کہ جناب رسولِ خدا اور جناب امیر المومنینؑ تمام مسلمانوں کے باپ ہیں: خدا کا یہ قول ''وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا '' النساء:۳۶

دلیل ہے اس لیئے کہ اس آیت میں والدین سے جناب رسولِ خدا اور جناب امیر المومنینؑ مراد ہیں۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہود عام طور پر ایمان اسی آیت کے سبب سے لائے کہ انہوں نے سمجھ لیا کہ ہماری جانیں اور ہمارے بال بچّے سب مامون ومحفوظ رہینگے۔

## ''یا علیؑ میں اور آپ اس اُمّت کے باپ ہیں''

۱) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: میں اور علیؑ اس اُمّت کے دو باپ ہیں۔

۲) علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: میں نے رسولؐ اللہ سے سُنا آنحضرتؐ نے فرمایا! میں اور علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اس اُمّت کے دو باپ ہیں اوران پر ہمارا حق ان کے والدین سے زیادہ ہے، جیسا کہ وہ ہماری اطاعت کرتے ہیں ہم ان کو دوزخ کی آگ سے نجات دیں گے اوران کو بہترین آزادی کرنے والوں میں شامل کریں گے۔

۳) معلیٰ بن خنیس کہتے ہیں۔! میں نے امام صادق علیہ السلام سے سُنا حضرتؑ نے فرمایا! رسولؐ اللہ نے فرمایا۔! میں ان دو باپ میں سے ایک باپ میں اور علیؑ دوسرے باپ ہیں اور موت کے وقت سب ان دو باپ کو دیکھیں گے۔

۴) فاطمہؑ بنتِ محمد مصطفیٰؐ سلام اللہ علیہا نے فرمایا! محمدؐ اور علیؑ اس اُمّت کے دو باپ ہیں جو کافی لوگوں کو راہِ راست پر لائیں گے۔ اگر ان دونوں کی اطاعت کریں تو عذاب ابدی سے نجات دلائیں گے، اور اگر ان دونوں کی حمایت کریں گے تو وہ دائمی نعمت ان کے اختیار میں دیں گے۔

۵) حسنؑ بن علی علیہ السلام نے فرمایا! محمدؐ اور علیؑ اس اُمّت کے دو باپ ہیں خوش نصیب ہے وہ شخص جو ان دونوں کے حق کو پہچانے اور ہر وقت ان کی پیروی کرے۔ اگر اس طرح ہوگا' تو خدا اس کو بہشت میں رہنے والے بہترین لوگوں میں سے قرار دے گا۔ اور اس کو اپنی بخشش اور رضایت کے ذریعے سعادت مند بنائے گا۔

۶) پیغمبرؐ اکرم نے فرمایا۔! علیؑ کا حق مسلمانوں پر ایسے ہے جیسے والد کا اپنے فرزند پر۔

اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں، ایک حدیث میں علیؑ نے فرمایا۔! رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا۔! یا علیؑ۔! میں اور تم اس اُمّت کے دو باپ ہیں۔ جو ہماری نافرمانی کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔ میں اور تم اس اُمّت کے دو اجیر ہیں جو ہماری اجرت نہیں دے گا اس پر خدا کی لعنت ہوگی میں آپ اس اُمّت کے دو مولا ہیں، جو ہم سے دوری کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔

۸) محمدؑ بن علیؑ نے فرمایا! جو خدا کے نزدیک اپنے مقام کو جاننا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ محمدؐ اور علیؑ جو اس کے بہترین باپ ہیں ان کے نزدیک دیکھے کہ اس کا مقام کیسے ہے۔

۹) حضرت ابوالحسنؑ علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا۔! میں خدا کی مخلوق کا سردار ہوں۔ اور جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل اور عرش کو اُٹھانے والے، اور خدا کے تمام مقرب ملائکہ اور مرسل پیغمبروں سے افضل ہوں۔ میں شفاعت اور حوضِ کوثر کا مالک ہوں میں اور علیؑ اس اُمّت کے دو باپ

ہیں۔جس نے ہم کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔اور جس نے ہمیں نہیں پہچانا اس نے خدا کو نہیں پہچانا۔حسنؑ اور حُسینؑ میری اُمّت کے سبط اور بہشت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔اور امام حُسینؑ کی اولاد میں سے نو امامؑ ہیں۔ان کی اطاعت میری اطاعت اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ان میں سے نہم قائمِؑ آلِ محمدؐ مہدیؑ ہے۔

# علیؑ قسیم الجنّة والنّار

تفسیرِ مقبول احمد صفحہ ۴۳۹، فرائد السمطینؔ صفحہ ۳۲۶ مفضّلؔ بن عمرو نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اےئ مولاؑ۔! جناب امیر المومنینؑ **قسیم الجنّة و نار** کیوں ہیں۔؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔وہ اس لیئے کہ اُن سے محبت کرنا ایمان ہے اور اُن سے بغض رکھنا کفر ہے۔اور جنت تو مومنوں کے لیئے اور دوزخ کافروں کے واسطے پیدا کی گئی ہے پس وہ جنابؑ اس وجہ سے بھی قسیم جنت و نار ہیں کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو ان سے محبت رکھتا ہوگا اور دوزخ میں وہی جائیگا جو اُن سے دشمنی رکھتا ہوگا۔

مفضّلؔ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ۔! کیا انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام سب اُن جنابؑ کو دوست رکھتے ہیں۔اور اُن کے دشمن سب ان جناب سے دشمنی کرتے ہیں۔؟

فرمایا ہاں ! میں نے عرض کی کیونکر ؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔! کیا تم کو معلوم نہیں کہ جنابِ رسولِؐ خدا نے جنگِ خیبر میں فرمایا تھا کہ میں کل کے دن علم ایسے شخص کو دوں گا۔جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں وہ کرّار غیر فرار ہے وہ اِدھر رخ نہ کرے گا جب تک کہ خدائے تعالےٰ اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح عطا نہ کردے پس دوسرے دن جنابِ رسولؐ خدا نے علم لشکر جناب امیر المومنینؑ کو عطا فرمایا اور خداوند عالم نے اُن جناب کے دونوں۔ہاتھوں پر قلعۂ خیبر کو فتح کر دیا۔!

مفضلؔ نے عرض کی ائے مولاؑ۔! یہ تو مجھے خبر ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا۔! ائے مفضلؔ۔! کیا تم کو معلوم نہیں کہ جب جناب رسول خدا صلیؐ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں کوئی شخص پرندہ کا بھُنا ہوا گوشت لایا تو آنحضرتؐ نے درگاہِ خدا میں عرض کی الٰہی۔! تو میرے ہمراہ کھانے کے لیئے اُس شخص کو بھیج جو تیرے اور میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو۔

حضرتؑ نے فرمایا پس تم سمجھ لو کہ جس شخص کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہوں اور وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہو تو آیا یہ ممکن اور جائز ہے کہ خدا کے انبیاء مرسلین اور اُن کے اوصیاء اُس شخص کو دوست نہ رکھینگے۔؟

مفضلؔ نے عرض کی ایسا نہیں ہوسکتا (بیشک ضرور دوست رکھینگے)

امامؑ نے فرمایا۔! آیا یہ ہوسکتا ہے کہ خدا اور رسولؐ اور انبیاء کے دوست کو انبیاء کی اُمّت کے مومنین دوست نہ رکھیں۔؟

میں نے عرض کی یہ تو نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ بھی دوست رکھینگے۔فرمایا جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ تمام انبیاء ومرسلین اور ہر ہر نبی کی اُمّت کے مومنین جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔تو اسی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ انبیاء کے مخالفین اور دشمن ان لوگوں سے بھی عداوت رکھینگے جو انبیاء کے دوست ہیں۔

مفضلؔ نے عرض کیا ضرور۔

امامؑ نے فرمایا۔! پس جنت میں وہی جائیگا جو اوّلین وآخرین میں سے جناب علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے ساتھ محبت رکھتا ہوگا۔اور دوزخ میں وہی ڈالا جائیگا جو اوّلین وآخرین میں سے ان جناب سے عداوت رکھتا ہوگا۔

اس سے ثابت ہوا کہ جناب علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام قسیم جنت ونار ہیں۔

مفضلؔ بن عمرو کہتے ہیں کہ یابن رسول اللہؐ! آپ نے تو میرے بہت سے شکوک صاف کردیئے۔اللہ آپ کو خوش رکھے۔اب حضور کو خدائے تعالےٰ نے جو علم عطا

فرمایا ہے اُس میں سے کچھ اور بھی ارشاد فرمایئے۔

امامؑ نے فرمایا۔! اے مفضلؓ ! جو پوچھنا ہو پوچھ لے۔اسنے عرض کی یابن رسولؐ اللہ ! آیا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے محبوں کو جنت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کرینگے یا رضوان اور مالک۔؟

امامؑ نے ارشاد فرمایا۔! کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ خداوند عالم نے عالمِ ارواح میں جناب محمد مصطفٰے صلیٰ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دنیا کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پہلے تمام انبیاء اور رسولوں پر مبعوث کیا۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔! فرمایا تو کیا جناب رسولؐ خدا نے ان سب کو توحیدِ خدا اور انکی اطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دیکر مطیعؑ سے جنت کا وعدہ نہیں کیا۔اور مخالفوں کو دوزح سے نہیں ڈرایا۔؟ مفضلؓ نے عرض کی بیشک کہا بھی اور ڈرایا بھی۔فرمایا اب بتاؤ کہ رسولِؐ خدا نے اپنے پروردگار کی طرف سے جس چیز کا وعدہ فرمایا اور جس چیز سے ڈرایا اُس چیز کے ضامن ہوئے یا نہیں۔؟ مفضلؓ نے عرض کی ضرور ہوئے۔فرمایا آیا اُس کے ضامن ہوئے یا نہیں۔؟ میں نے عرض کی ضرور ہوئے۔

امامؑ نے ارشاد فرمایا۔آیا جناب علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام جنابِ رسولؐ حدا کے خلیفہ اور ان کی اُمّت کے امام ہیں یا نہیں؟ میں نے عرض کی بیشک ہیں۔فرمایا آیا رضوان اور مالک یہ دونوں زمرۂ ملائکہ میں اور شیعانِ جناب علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے لئیے استغفار کرنیوالوں اور اُن جناب کی محبت سے نجات پانیوالوں میں داخل ہیں یا نہیں۔؟ میں نے عرض کی ضرور ہیں۔

فرمایا۔! چونکہ علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام جناب رسولِؐ خدا کی جانب سے قسیم الجنّۃ والنّار ہیں تو رضوان و مالک خدا کے حُکم سے ان جناب کا فرمان بجالانے والے ہوئے۔اے مفضلؓ۔! اس حدیث کو تم خوب یاد رکھو کہ یہ علم کے اسرار اور خزائن سے ہے۔اور اسے کسی نااہل سے بیان نہ کرنا۔(ضمیمہ ۵۲۲)

شریک ابن عبداللہ قاضی کہتے ہیں کہ میں اعمشؓ کی عیادت کو گیا جبکہ وہ

مرض الموت میں مبتلا تھے۔ میں اُن کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابنِ شہرمہ اور ابن ابولیلی اور ابوحنیفہ مزاج پرسی کے لیئے آئے۔ اُن سب نے حال دریافت کیا۔ اعمشؒ نے جواب دیا ضعف بہت ہے۔ اور مجھے اپنی خطاؤں سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ یہ کہکر بلند آواز سے رونے لگے۔ ابوحنیفہ ان کی طرف رخ کر کے کہنے لگے کہ اےئ ابومحمد! خدا سے ڈرو اور اپنی حالت پر نظر ڈالو کہ یہ دن زندگانی دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہے۔ تم جو حدیثیں جنابِ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کی شان میں بیان کرتے تھے اُن سے توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔

اعمشؒ نے کہا۔ اےئ نعمان! وہ کونسی حدیثیں ہیں۔؟ کوئی مثال تو دے۔ ابوحنیفہ نے کہا جیسے عبایہ کی روایت ہے ''اَنَا قَسِیمُ الجنَّةِ وَ النّار'' اعمشؒ نے کہا اےئ یہودی۔! تو مجھ جیسے شخص سے ایسی بناتا ہے۔ (حاضرین سے کہا) تم لوگ ذرا مجھے بٹھا تو دو اور میرے گرد تکیے تو لگا دو۔ (جب درست ہو کے بیٹھے تو کہا) اُسی کی قسم جسکے حضور میں مجھے حاضر ہونا ہے۔ میں نے یہ حدیث موسیٰ ابن طریف سے سُنی ہے اور بنی اسد میں سے اُن سے بہتر میں نے کسی کو نہیں پایا۔ وہ یہ کہتے تھے کہ میں نے عبایہ بن ربعی امامِ قبیلہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے خود جناب امیر المومنین علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا کہ '' اَنَــا قسیــمُ النّــار '' (میں دوزخ کا تقسیم کرنیوالا ہوں) میں روزِ قیامت دوزخ کو حُکم دوں گا کہ یہ میرا محبّ ہے اس کو چھوڑ دے۔ اور یہ میرا دشمن ہے اس کو گرفتار کرلے۔ اور یہ حدیث مجھ سے ابوالمتوکل نامی نے جو حجّاج بن یوسف کا وزیر تھا بیان کی ہے

یہ حجاج وہ ہے جو جناب علیؑ مرتضٰی کی شان میں نہایت سخت کلامی کیا کرتا تھا۔ خدا اس خبیث پر لعنت کرے۔ ابوالمتوکل نے بروایت ابوسعید خدری بیان کیا کہ جناب رسولِؐ خدا نے فرمایا۔! کہ روزِ قیامت خدا کے حُکم سے ہم اور علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام صراط پر بیٹھینگے اور ارشادِ الٰہی ہوگا کہ تم دونوں اس شخص کو جنت میں داخل کرو۔ جو مجھ پر ایمان لایا ہے اور تم دونوں کا دوست ہے۔ اور دوزخ میں اس کو ڈالو جو کافر رہا۔

اورتم دونوں کا دشمن ہے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ جناب رسولِؐ خدا نے فرمایا۔! جوشخص ولایت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ مجھ پر ایمان بھی نہیں رکھتا، اور وہ خدا پر بھی ایمان نہیں رکھتا۔ یا یہ فرمایا کہ جو علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے محبت نہیں رکھتا (وہ مجھ پر بھی ایمان نہیں لایا) پھر آیت ؎

"أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ" (سورۂ ق:۲۴)

تلاوت فرمائی۔ یہ سنکر ابوحنیفہ نے اپنی لنگی اپنے سر پر ڈالی۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا یہاں سے چلدو۔ ابومحمد بڑے ہیں ہماری بات نہ مانینگے۔ اس سے زیادہ کیا کہینگے۔ شریک ابن عبداللہ نے مجھے خبردی کہ اُسی روز شام نہ ہونے پائی تھی کہ اعمشؔ کا انتقال ہوگیا۔

۱۰) عبداللہ ابن مسعود کے باپ سعود سے روایت ہے کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا اے مسعود! جب قیامت آئیگی تو خداوند عالم مجھے اور علیؑ کو حکم دیگا کہ تم دونوں جس کو چاہو جہنّم میں ڈالدو۔ اور قول بارتعالےٰ ؎ "أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ" میں کفار تو وہ ہے جو میری نبوت کا انکار کرے اور عنید وہ ہے جو علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام اور اُن کے اہلبیتؑ اور شیعوں سے عناد اور بغض رکھے۔

۱۱) فضلؔ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام حُسین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے مولا۔! کفّار سے کون مراد ہے۔؟ حضرت نے فرمایا کفّار وہ ہے جو میرے نانا جناب محمد مصطفیٰؐ کی نبوت کا عقیدہ نہ رکھے اور عنید کون ہے۔؟ فرمایا۔! جناب علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے حق کا منکر (ضمیمہ/۵۳۳)

| | |
|---|---|
| علی حُبّہُ جَنّۃ | قسیم النّارِ والجنّۃ |
| وصِیُ المصطفیٰ حقّا | امام الانسِ والجنَّۃ |

الشرائع میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ جناب رسولِؐ خدا کی کنیت ابوالقاسم قرار پائی۔ فرمایا۔! وجہ یہ ہے کہ ان جنابؐ کا ایک فرزند تھا جس کا نام قاسم تھا اُسی کے نام پر آنحضرتؐ کی کُنیت ابوالقاسم قرار

پائی۔ پھر سائل نے عرض کی یا بن رسولؐ اللہ! اگر حضور مجھے اس قابل جانتے ہوں تو کچھ اور توضیح فرما دیجئے۔ فرمایا۔! تم کو یہ بات معلوم ہے کہ جنابِ رسولِؐ خدا نے فرمایا کہ میں اور علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اس اُمّت کے باپ ہیں۔ اُس نے عرض کی۔ جی ہاں۔ اےئ فرزندِ رسولؐ! مجھے معلوم ہے۔ فرمایا۔! تم یہ بھی جانتے ہو کہ جنابِ رسولؐ خدا ساری اُمّت کے باپ ہیں۔ اور اُمّت میں جناب علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ اُس نے عرض کی بیشک۔ فرمایا۔: یہ بھی تم کو علم ہے کہ علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام جنت و نار کے قاسم ہیں۔؟ اس نے عرض کی ہاں۔ یا ابنِ رسولؐ اللہ۔! فرمایا پس اسی وجہ سے حضرت کی کنُیت ابوالقاسم ہوئی کہ وہ قاسمِ جنت و نار کے باپ ہیں اُس نے عرض کی اےئ مولا۔! جناب رسولِؐ خدا کے باپ ہونیکا کیا مطلب ہے۔؟

فرمایا جس طرح باپ اپنی اولاد پر مہربان ہوتا ہے۔ اُسی طرح تمام اُمّت پر جنابِ رسولؐ خدا مہربان تھے۔ اور ساری اُمّت سے جناب علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام افضل ہیں اور جناب رسولِؐ خدا کے بعد جناب علی علیہ السلام اُمّتِ رسولِ خدا کے وصی اور خلیفہ اور اُمّت کے امام تھے۔

۱) پیغمبرِ کرمؐ نے فرمایا: یا علیؑ! آپ بہشت اور جہنّم کی تقسیم کرنیوالے ہیں۔ (تفسیر نور الثقلین ۵/۴۴۱)

۲) حدیث میں نقل ہوا ہے کہ رسولِؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا! یا علیؑ! آپ جنت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ آپ کی دوستی کے ذریعے نیکی اور بُرائی کرنیوالوں کی پہچان ہوگی۔ اور مومنینؑ کافروں اور بدکردار اور اچھے عمل کرنے والوں کی تشخیص ہوگی۔

(فضائل ۳۱۳، امالی الصدوق ۴۸/)

۳) علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔! قیامت کے دن آپ بہشت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے، دوزخ سے کہیں گے کہ یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے۔ (ینابیع المودۃ ۸۶)

۴) ابوسعیدؓ سے نقل ہوا ہے کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا۔! قیامت کے دن رضوان

بہشت کا محافظ' اور ''مالک'' دوزخ کا محافظ' بہشت اور دوزخ کی چابیاں میرے پاس لے آئیں گے اور میں ان دونوں سے کہوں گا: یہ چابیاں علیؑ کو دے دیں۔

۵) رسولؐ خدا نے فرمایا: یا علیؑ! تم بہشت اور جہنّم کے تقسیم کرنے والے ہو۔ اور تم بہشت کے دروازے کو کھولکر اپنے دوستوں کو بغیر کسی حساب کے بہشت میں داخل کرو گے۔ (عیون اخبار الرضا/۲/۲۷)

٦) ایک حدیث میں نقل ہوا ہے کہ امیر المومنینؑ نے کھڑے ہوئے خطبہ پڑھا اور خدا کی حمد وثناء کی' اس وقت فرمایا: اے لوگوں گا گروہ جو کوئی ہمیں دوست رکھے گا وہ جہنّم میں نہیں جائے گا۔ اور جو ہم سے دشمنی رکھے گا وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔ میں بہشت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں بہشت اور دوزخ کے درمیان کھڑا ہو جاؤں گا اور لوگوں کو تقسیم کروں گا۔ ان میں سے ایک گروہ کو بہشت میں جو میرے دائیں طرف ہے داخل کروں گا۔ اور ایک گروہ کو دوزخ میں جو میرے بائیں طرف ہے داخل کروں گا۔ میں قیامت کے دن دوزخ سے کہوں گا' یہ مجھ سے ہے اور یہ تجھ سے ہے' میرے شیعہ بجلی کی طرح تیز اور بجلی کی کڑک کی طرح سخت اور تیز رفتار پرندہ اور سبقت لینے والے گھوڑے کی طرح پلِ صراط سے عبور کریں گے۔ (الیقین/۲۵۷)

۷) امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ: رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا۔: یا علیؑ۔! کس طرح جہنّم کے کنارے کھڑے ہو جاؤ گے اور پلِ صراط پر آؤ گے اور لوگوں سے کہا جائے گا گذر جائیں! اور تم جہنّم سے کہیں گے یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے۔؟ علی علیہ السلام نے عرض کی! یا رسولؐ اللہ وہ کون ہیں۔؟ فرمایا۔! وہ تمہارے شیعہ ہیں آپ جہاں بھی ہوں گے وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہوں گے۔ (امالی الطوسی ۱/۹۳)

۸) ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا! قیامت کے دن خداوند جبرئیل کو حکم دے گا کہ وہ بہشت کے دروازے پر بیٹھ جائیں اور فقط اس کو بہشت میں بھیجیں جس کے پاس علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا پروانہ ہوگا

دوزخ کی آگ سے آزاد ہے۔ (مناقب علیؑ ابن ابی طالبؑ ر۱۳۱، فضائل امیر المومنین ۳۱۶)

۹) امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ (ایک طویل حدیث ہے اختصار کیساتھ) میدانِ حشر میں علیؑ کو آواز دینگے۔ اےٗ علیؑ۔! اس آواز کو سنتے ہی جتنے تمہارے دوست میدانِ حشر میں ہونگے خوش ہو جائینگے۔ چہرے اُن کے روشن، دل اُن کے مسرور ہو جائینگے اور جتنے دشمن ہونگے یا تم سے انہوں نے جنگ کی ہوگی یا تمہاری ولایت کا انکار کیا ہوگا اُن سب کے چہرے سیاہ فام ہو جائینگے۔ قدم ان کے لغزش کرنے لگینگے۔ پس میرے پاس دو فرشتے ایک رضوان خازنِ جنت دوسرا مالک خازنِ دوزخ آئینگے اوّل رضوان آگے بڑھے گا اور کہیگا السلام علیک یا نبی اللہ، مجھے حُکمِ پروردگار پہنچا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں بہشت کی کنجیاں آپ کے حوالے کردوں! میں کہوں گا میں اپنے پروردگار کے عطیہ کو قبول کیا میں اُسکی نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج کے دن اُس نے مجھے فضیلت دی۔ اےٗ رضوان۔! تم یہ کنجیاں علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کو دیدو۔ پس وہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کو کنجیاں دیکر چلا جائیگا۔ پھر داروغۂ دوزخ مالک آگے آئے گا اور وہ بھی مجھے سلام کریگا۔ اور یوں کہے گا "السلام علیک یا حبیب اللہ" وہ مجھے دوزخ کی کنجیاں پروردگار کے حُکم سے میرے حوالے کردے گا۔ میں جواب دوں گا میں نے اپنے پروردگار کے ہدیہ کو قبول کیا۔ میں اسکی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی۔ اور مجھے یہ فضیلت و بزرگی بخشی۔ اےٗ مالکِ۔! تو یہ کنجیاں علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو دیکر چلا جا۔

علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام جنت و جہنّم کی کنجیاں لیئے ہوئے جہنّم کے کنارے آئینگے اور اُس کی آگ اپنے ہاتھ میں لینگے۔ دوزخ میں جوش پیدا ہوگا اور شعلے بھڑکنے لگیں گے۔ اور جہنّم سے آواز آئیگی کہ اےٗ علیؑ۔! یہاں سے ہٹ جایئے کہ آپ کے نور نے میرے شعلوں کو بجھا دیا۔ پس علیؑ دوزخ کو حکم دیں گے "یہ میرا دوست ہے اسکو چھوڑ دے اور یہ میرا دشمن ہے اس کو کھینچ لے۔ جہنّم اس دن علیؑ کا اس درجہ فرمانبردار

ہوگا کہ تم میں سے کسی کا غلام بھی اسکی اتنی اطاعت نہیں کرتا۔ اور اگر کسی کو حکم دیں گے اسے دائیں طرف لیجا تو اسے دائیں طرف لیجائیگا اور اگر کسی کی نسبت یہ چاہیں گے بائیں طرف لیجائے تو اسے دائیں طرف لیجائے گا سبب یہ کہ علیؑ جنت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ (ضمیمہ ۵۲۷)

☆**علیؑ بہشت کا دروازہ ہیں: اَنَا مَدِیْنَۃُ الجَنَّۃَ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا.**

حضرت علیؑ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا میں بہشت کا شہر ہوں علیؑ اُس کا دروازہ ہیں

☆**علیؑ ہدایت کا دروازہ ہیں: اَنَا مَدِیْنَۃُ الْھُدیٰ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا.**

حضرت امام حُسینؑ فرماتے ہیں اے لوگو۔! میں نے اپنے نانا کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علیؑ ہدایت کا شہر ہیں جو اس میں داخل ہو گیا نجات پا گیا اور جو باہر رہا ہلاک ہو گیا۔

☆**علیؑ حکمت کا دروازہ ہیں: اَنَا مَدِیْنَۃُ الْحِکْمَۃَ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا.**

اُمِّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں۔ علیؑ اُس کا دروازہ ہیں۔

☆**علیؑ کو دانائی کے نو حصّے ملے:**

ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ دانائی کے دس حصّوں میں سے علیؑ کو نو حصّے عطا کیئے گئے ہیں اور لوگوں کو ایک حصّہ دیا گیا ہے اس میں بھی علیؑ کا حصّہ ہے آپ دسویں حصّے کو بھی باقی لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ (ینابیع ۷۷)

☆ **علیؑ کو عِلم کے نو حصّے مِلے :**

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ علیؑ کو نو حصّے علم کے عطا ہوئے ہیں خدا کی قسم آپ دسویں حصّہ میں بھی ہمارے شریک ہیں (ینابیع المودۃ)

☆**علیؑ دین کا دروازہ: "انا باب الدین من دخلہ فیہ کان مومناً و منخرج فیہ کان کافرہ"**

شیخ سلمان قندوزی عبداللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا علیؑ ابنِ ابی طالبؑ۔ دین کا دروازہ ہیں جو اس کے اندر داخل

ہوا وہ مومن تھا جو اس سے نکل گیا وہ کافر تھا۔ (ینا بیع)

**علیؑ نبیؐ کے رازدار:** ینا بیع میں سلمانؓ فارسی سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ہر نبیؐ کا ایک رازدار ہوتا ہے اور میرے رازدار علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں۔

**علیؑ کی مثال سورۂ قُل ھواللہ:**

حذیفہؓ یمانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّمنے ارشاد فرمایا۔! علیؑ ابنِ ابی طالبؑ لوگوں میں اس طرح ہیں جس طرح (سورۃ) قل ھو اللہ قرآن میں موجود ہے۔ (ینابیع ص۳۷۹ حدیث ۲۸)

**علیؑ کی محبت گناہوں کو کفّارہ:**

(ینابیع المودۃ ص ۳۸۰ حدیث ۳۳) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا علیؑ کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

**علیؑ کے دشمن کا زمین پر چلنا حرام:**

شیخ سلیمانؒ قندوزی نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ سے فرمایا۔ اۓ علیؑ اللہ عزّ وجل نے تیری شادی فاطمہؐ سے کردی ہے اور اس کا حقِ مہر زمین کو مقرر کیا ہے۔ جو شخص تیرے ساتھ کینہ رکھکر زمین پر چلے گا اس کا چلنا حرام ہوگا۔ (ینابیع ص ۳۸۰ حدیث ۳۴)

**علیؑ کی نسبت رسولؐ سے:**

شیخ سلیمانؒ قندوزی عبداللہؓ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میرے بدن کو سر سے۔ (ینابیع ص:۳۸۰، حدیث:۳۹)

**علیؑ کی محبت پر اجماع ہوتا تو دوزخ ہی خلق نہ کرتا۔:**

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّمنے ارشاد فرمایا کہ اگر لوگ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی محبت پر اجتماع کر لیتے تو اللہ تعالےٰ دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ (ینابیع ص ۳۸۰ حدیث ۴۱)

## النّظرالیٰ وجہِ علیؑ عبادۃ !:

ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے (ینابیع المودۃ ص۳۵۰ حدیث ۶)

## علیؑ فاطمہؑ کا کفو ہیں:

اُم سلمہؓ زوجہ رسولؐ سے روایت ہے کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو فاطمہؑ کا کوئی ہمسر (کفو) نہ ہوتا۔ (ینابیع ص۳۸۲ حدیث ۴۳)

## علیؑ کے شیعہ ہی کامیاب ہونگے:

اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ علیؑ اور اُس کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب اور کامران ہونگے۔ (ینابیع ص۳۸۲ حدیث ۴۵)

## علیؑ کا ذکر عبادت ہے:

حضرت عائشہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔ (ینابیع حدیث ۴۶)

## انبیاء کو تین شہادتوں پر نبوت ملی:

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ جب معراج کی رات مجھے لے جایا گیا تو آسمان پر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے انبیاء کو جمع کر دیا تھا اللہ نے مجھے وحی کی تھی کہ اے محمدؐ ان سے سوال کرو کہ تم کس غرض کے لئے بھیجے گئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس بات کی گواہی کے لیئے کہ عبادت کے لائق اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ ایک اکیلا ہے۔ آپکی نبوت اور علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی ولایت کے لیئے مبعوث کیئے گئے ہیں۔ (ینابیع۔ حدیث ۴۶ ص۳۸۲)

## علیؑ کی محبت واجب:

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے

فرمایا اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے پاس جبرائیلؑ سبز کاغذ لائے۔جس پر سفیدی کے ساتھ یہ عبارت تحریر تھی۔ میں نے علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی محبت اپنی مخلوق پر فرض قرار دی ہے۔ یہ بات لوگوں تک پہنچادو۔

**علیؑ کے دشمن کو شفاعت نصیب نہ ہوگی:**

(بحذف اسناد) ینابیع میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلیٰ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔! جس شخص کو اس بات میں خوشی محسوس ہو کہ اسکی زندگی میری زندگی اور اس کی موت میری موت کے مانند ہو۔اور اسکی سکونت عدن (بہشت) کے باغوں میں ہو۔جن میں میرے رب نے درخت قضیب احمر (یہ وہ درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دائیں جانب جنت عدن میں لگایا ہے) تو ایسے شخص کو چاہیئے وہ علیؑ کے دوست کو دوست رکھے۔علیؑ کے بعد ان آئمہؑ کی پیروی کرے جو علیؑ کے فرزند ہیں۔ کیونکہ یہ آئمہؑ میری اولاد ہیں۔ یہ میری مٹی سے پیدا کیئے گئے ہیں۔انہیں فہم اور علم عطا کیا گیا ہے۔میری امت کے ان لوگوں کے لیئے جو ان کی فضیلت کو جھٹلائیں گے اور ان کے معاملہ میں میرا خیال نہ کریں گے، ہلاکت ہے۔" ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ میری شفاعت نصیب نہ کرے۔"

(ینابیع۔ص۲۰۳ حدیث۲)

## "علیؑ کا ذکر عبادت ہے" "ذِکرُ عليٍّ عِبَادۃ"

(۱) پیغمبر صلیٰ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا ذکر عبادت ہے۔

(فضائل امیر المومنین ۴۸، احقاق الحق ۱۷/۱۳۷)

(۲) ایک حدیث میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسولِ خدا صلیٰ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ علیؑ کے چہرے کی زیارت کرنا عبادت ہے۔کسی بھی شخص کے ایمان کو قبول نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ ان کی ولایت کو قبول کرے اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اور دوری اختیار کرے۔

(امالی شیخ صدوق ۱/۱۱۹، روضۃ الواعظین ۱/۱۱۴ و فضائل امیر المومنین ۴۸)

## ”علیؑ کے ذکر سے مجالس کو زینت دو“ زیّنوا مجالسکم بذکر علی علیہ السلام

جابر ابن عبداللہ انصاری سے نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: اپنی مجالس کو علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے ذکر کے ذریعے زینت بخشیں۔ (البحار ۱/۳۸۱، ۱۹۹، فضائل امیر المومنین ۴۹)

## علیؑ کو دیکھنا عبادت ہے ”النّظرالی وجہ علیؑ عبادۃ“

☆ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: علیؑ کے چہرے پر نگاہ کرنا عبادت ہے۔ (فرائد السمطین ۱/۱۸۱، فضائل امیر المومنین ۴۸)

☆ آنحضرت صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: بیت اللہ پر نگاہ کرنا عبادت ہے اور علیؑ کے چہرے پر نگاہ کرنا عبادت ہے۔ (فضائل امیر المومنین ۴۸، احقاق الحق ۷/۱۰۰)

☆ ترمذی میں ام عطیہ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے ایک لشکر کہیں روانہ فرمایا جس میں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے۔ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیئے ہوئے تھے۔ اےئ میرے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں علیؑ کو نہ دیکھ لوں۔ (ینابیع المودۃ ۱۹/ص ۱۴۹)

☆ جمع الفوائد میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

☆ جمع الفوائد میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے عمران بن حصین کو دیکھا کہ آپ حضرت علیؑ کی طرف نگاہ گاڑ کے دیکھ رہے تھے۔ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے کہا میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (ینابیع المودۃ، بحوالہ احمد بن حنبل)

## ”اگر علیؑ نہ ہوتے مومنین کی پہچان نہ ہوتی“ ”لولاک ماعرف المومنون“

☆ حُسینؑ ابن علیؑ نے فرمایا: میرے والد علی علیہ السلام نے میرے لیئے بیان

فرمایا کہ پیغمبر صلیؐ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: یا علیؑ اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد اہلِ ایمان کی پہچان نہ ہوتی۔ (عیون اخبار الرضا ۲/۴۸، فضائل امیر المومنین ۵۴)

☆ رسولِ خدا صلیؐ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ اگر تم نہ ہوتے میرے بعد مومنین پہچانے نہ جاتے۔ (فضائل امیر المومنین ۵۵، غایۃ المرام ۱/۹۳)

☆ فضائل ابن شاذانؒ مناقبِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ میں عروۃ نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میرے والد بیمار تھے اس وقت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ میرے باپ کی عیادت کے لیئے (اور یہی بیماری ان کی موت کا سبب بنی) آئے اس وقت مَیں نے دیکھا کہ میرے باپ مسلسل علیؑ کو دیکھ رہے ہیں حتیٰ کہ ایک لمحہ کیلئے بھی ان کی نگاہ علیؑ کے چہرہ سے نہ ہٹی۔ پھر جب علیؑ چلے گئے تب مَیں نے اپنے باپ سے پوچھا آپ مسلسل بغیر پلک جھپکائے علیؑ کو کیوں دیکھے جا رہے تھے انہوں نے جواب دیا کہ مَیں نے رسولِؐ اکرم سے سُنا ہے کہ علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادتِ الٰہی کے برابر ہے۔

## علیؑ قرآن سے افضل ہیں　"علیٌ کتاب اللّٰہ الناطق"

ابنؒ شاذان کی کتاب مناقب ص:۱۰۱ پر ترک اسناد کے ساتھ قاسم بن حسان نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا! مَیں دو گراں قدر چیزیں تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ قرآن اور علیؑ ابنِ ابیطالبؑ اور جان لو کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ قرآن سے افضل ہیں کیونکہ وہ قرآن کی تفسیر کرنے والے ہیں۔

فضائل امیر المومنینؑ ص ۶۴، حدیث ۵۹/ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: یہ قرآن خدا کی صامت کتاب ہے اور میں کتابِ ناطق ہوں۔ (ابوسائل ۱۸/۱۲، فضائل امیر المومنین ۶۴)

### "علیؑ کے پاس کتاب اللہ کا علم ہے" "وَمن عِندَہُ عِلمُ الکِتاب"

☆ فضیل بن یسار سے نقل ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے کلامِ الٰہی "و من عندہ علم الکتاب" کے بارے میں فرمایا: یہ آیت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے، وہ

پیغمبر صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد اس اُمّت کے عالم تھے۔ (فضائل امیر المومنین ٦٦)

☆ امام محمد باقر علیہ السلام سے کلامِ الٰہی کے بارے میں پوچھا گیا" قُلُ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيُداً بَيُنِیُ وَبَيُنَكُمُ وَمَنُ عِندَهُ عِلُمُ الُكِتَابِ"(سورۂ رعد آیت ۴۳) "کہدوائے رسول خدا کی گواہی میرے اور آپ کے درمیان کافی ہے اور اس کی گواہی جس کے پاس کتاب کا علم ہے"۔فرمایا کہ کتاب کا علم علی علیہ السلام کے پاس ہے۔(فضائل امیر المومنین ٦٦،البحار ۳۵/۴۳۰)

☆ جابر ابن عبداللہ انصاری سے نقل ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اس آیت میں "کہدو: خدا اور وہ جس کے پاس علم کتاب ہے ہمارے اور تمہارے درمیان شہادت کے لئیے کافی ہے اس کا مطلب علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

☆ اصبع بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ رسولؐ اللہ صلعم نے مجھے ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے تھے اور میرے لئیے ایک ایک باب سے ہزار، ہزار باب اور کھل گئے یہ ایک لاکھ باب ہونا ہے حتّیٰ کہ میں نے قیامت تک ہونے والا علم کان و ما یکون کو جان لیا اور میں علم منایا علم بلایا، اور فصل الخطاب کو جانتا ہوں (ینابیع المودۃ ۱۴/ص ۱۳۰)

☆ امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ، اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کو علم کے سارے باب تعلیم فرمایا تھا۔اور آپ پر ہر باب سے ہزار باب کھل گئے تھے۔

## میں جنت کا شہر ہوں اور علیؑ اسکا دروازہ

☆ فرمایا نبی اکرمؐ نے! میں بہشت کا شہر ہوں۔اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔جھوٹا ہے وہ شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس دروازے کے بغیر بہشت میں جائے گا۔ (فضائل ح ۹۰ ص ۳۰۸، امالی طوسی ۱۹۰۲)

☆ ابو حمزہ سے مروی ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کہیں دور کسی فاصلہ تک جانا چاہتا ہے تو اپنی ضروریاتِ سفر کے لیئے ایک ایسے دلیل یا راہ نما کو اپنے ساتھ لیتا ہے جو اُس راستہ سے پوری واقفیت رکھتا ہو مگر تم تو زمین سے آسمان تک کا سفر کرنے والے ہو۔ اور راستوں سے بھی بالکل ناواقف ہو۔ اسلیئے تمہارا فرض ہے کہ اس سفر میں اپنے واسطے راہ نما امام اختیار کرو کہ وہ تمہارے لیئے اس راہ کو درست اور ہموار کرے۔ (ماثر الباقریہ/۶۳)

☆ **بہت ہی اہم حدیث:** عبداللہ ابن مسعود کے باپ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن جنابِ رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ۔! حق مجھے دکھلایئے کہ میں اُسکی متابعت کروں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اےئ مسعود۔! حجرہ میں جا۔ جب میں اس میں داخل ہوا دیکھا میں نے کہ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام نماز میں مشغول ہیں۔ اور ہر نماز کے بعد بارگاہِ خدا میں یہ دعا کرتے ہیں۔ خدایا۔! بحقِ محمدؐ مصطفےٰ جو تیرے خاص بندے اور رسول ہیں تو میرے شیعہ گنہگاروں کو بخشدے۔ پس میں حجرہ سے نکلا تا کہ جنابِ رسولؐ خدا کو اس واقعہ کی خبر دوں جب میں آنحضرتؐ کے قریب آیا۔ اُن جناب کو بھی رُکوع وسجود میں مصروف پایا۔ اور وہ یہ فرماتے تھے۔ خدایا تو اپنے خانہ زاد علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے صدقے میں میری اُمّت کے گنہگاروں کو بخشدے۔ مسعود کہتے ہیں کہ میرے اوپر سخت گریہ طاری ہوا۔ اور اتنی جزع وخزع کی کہ مجھے غش آگیا۔

پس آنحضرتؐ نے سرِ مبارک بلند کر کے فرمایا۔! اےئ مسعود! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کیا تو ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گیا؟ میں نے عرض کی معاذ اللہ! لیکن میں نے تو یہ دیکھا علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام تو آپ کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کرتے ہیں اور آپ ان کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کر رہے ہیں (یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی) آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اےئ مسعود۔! خداوند عالم نے مجھ کو اور علیؑ کو اور حسنؑ اور حُسینؑ کو

تمام مخلوقات سے دو ہزار برس پہلے ایسے وقت میں اپنے نورِ عظمت سے پیدا کیا ہے کہ نہ کوئی خدا کی تسبیح وتہلیل کرنیوالا تھا اور نہ تقدس کرنیوالا۔ پھر میرے نور سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں ان سب سے افضل ہوں۔ اور علیؑ کے نور سے عرش وکرسی بنائے۔ اور علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام اُن دونوں سے گرامی تر ہیں۔ حسنؑ کے نور سے لوح وقلم خلق فرمائے وہ ان دونوں سے بزرگ تر ہیں۔ حُسینؑ کے نور سے جنت اور حوریں پیدا کیں۔ حُسینؑ ان دونوں سے افضل ہیں

پس تمام مشارق ومغارب میں اندھیری چھائی ہوئی تھی۔ خدا کی درگاہ میں ملائکہ نے ظلمات کی شکایت کی اور یوں دعا مانگی۔ خدایا۔! تجھے ان صورتوں کا واسطہ جو تو نے پیدا کی ہیں اس تاریکی کو دور کردے۔ خداوند عالم نے ایک روح خلق فرمائی اور دوسری روح کو اس کے قریب رکھا اس سے ایک نور پیدا کیا۔ پھر نور کو روح کی طرف بڑھایا اُس سے فاطمہ زہراؑ کو پیدا کیا۔ فاطمہؑ کے نور سے مشرق ومغرب روشن ہو گئے۔ اسی لیئے میری دخترِ نورِ نظر فاطمہؑ کا لقب زہرا ہوا۔ (ضمیمہ/۵۳۴)

☆ حیات القلوب جلد دوم ص/۹۶۷ پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ زمین سات/۷ شخصوں کے لیئے پیدا ہوئی جنکے سبب اہلِ زمین کو روزی ملتی ہے اور جسکی برکت سے اُنکے لیئے پانی برستا ہے۔ یعنی ابوذرؓ، سلمانؓ، مقدادؓ، عمارؓ، وحذیفہ یمانیؓ، عبداللہ ابن مسعود پھر حضرت نے فرمایا کہ میں ان کا امام وپیشوا ہوں اور یہی لوگ حضرت فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کی نمازِ جنازہ میں حاضر ہوئے تھے۔

☆ ارجح المطالب ص/۱۳۱ ابن حازم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہا یہ مسئلہ جنابِ امیرؑ سے پوچھ کیونکہ وہ زیارہ علم والے ہیں، اُس نے کہا ائے امیر میرے لیئے تمہارا جواب علیؑ کے جواب سے بہتر ہے، معاویہ نے کہا وائے ہو تجھ پر تو نے یہ کیا بری بات کہی، تو ایسے شخص کے متعلق بات کرتا ہے جس کے پیمانۂ علم کو

آنحضرتؐ نے پُر کیا ہے اور جس کے لئیے فرمایا ہے کہ تجھ کو مجھ سے وہی نسبت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور حضرت عمر کو جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو وہ علیؑ ہی سے پوچھا کرتے (اخرجہ احمد البغوی)

☆ فرمایا نبیؐ اکرم نے۔! اے فاطمہؑ۔! ہم اہلبیتؑ کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں جو ہمارے سواء ہم سے پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور آنے والے بھی نہیں حاصل کرسکیں گے۔ ہمارا نبیؐ تمام نبیوں سے بہتر ہے وہ تمہارا باپ ہے۔ ہمارا وصی اوصیاء سے افضل ہے وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے بہتر ہے وہ حمزہ تیرے باپ کا چچا ہے۔ اور اس اُمّت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہے۔ اور اس اُمّت کا مہدیؑ بھی ہم ہی میں سے ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے پھر آنحضرتؐ نے جنابِ امام حُسینؑ کے دوشِ مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدیؑ اُمّت ان سے پیدا ہوں گے۔ (ارجح المطالب ص ۴۲، اخرجہ دار قطنی)

☆ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد گرامی اور انہوں نے اپنے جدِ بزرگوار امام حسنؑ سے اور انہوں نے اپنے والد علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام سے نقل کیا انہوں نے فرمایا: حضرت عمر ابن خطاب نے کہا: میں نے رسولِ خدا صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا انہوں نے فرمایا حضرت علیؑ کی برتری اور فضیلت اس اُمّت پر اس طرح ہے جیسے ماہِ رمضان کی دوسرے مہینوں پر اور علیؑ کی برتری اس اُمّت پر ایسے ہے جیسے شبِ قدر کی دوسری راتوں پر اور علیؑ کی فضیلت اس اُمّت پر اس طرح ہے جیسے جمعہ کے دن کی دوسرے دنوں پر، خوش نصیب ہے وہ شخص جو ان سے تمسک کرے اور ان کی ولایت کو قبول کرے اور بد بخت ہے وہ شخص جو ان کی ولایت اور حق کا منکر ہو اور یہ خدا کے ذمے ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن اپنی رحمت سے محروم کرے۔ اور حضرت محمدؐ کی شفاعت اُسے نصیب نہ ہو۔ (احقاق الحق ۵/۷۰ و البحار ۳۸/۱۴ افضائل ۵۰)

☆ رسولِ خدا صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: یا علیؑ تمہارے دوست تین مقام پر خوش ہوں گے

(۱) جس وقت ان کی روح نکلے گی اور تم وہاں پر ان کا مشاہدہ کرو گے۔

(۲) جس وقت ان سے سوال ہو گا تو تم ان کو تعلیم دو گے۔

(۳) جس وقت وہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گے تو تم ان کا تعارف کرو گے۔

(البحار الانوار ۶/۲۰۷، فضائل/۴۹۳)

☆ امام رضاؑ نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا۔! جس نے مجھے دوست رکھا وہ موت کے وقت مجھے ویسے پائے گا جس طرح دوست رکھے گا۔اور جس نے مجھ سے دشمنی کی وہ موت کے وقت مجھے ویسے پائے گا جیسے وہ پسند نہیں (فضائل ۴۹۴، البحار ۶/۱۸۸)

## علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں "اِنَّ عَلِیّاً مِنِّیْ و انا مُنہُ"

۱) روایت میں نقل ہوا ہے کہ رسولِ خدا صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے لوگوں سے تین مرتبہ مخاطب ہو کر فرمایا۔! علیؑ سے کیا چاہتے ہو۔؟ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔میرے بعد وہ ہر مومن کے سرپرست ہیں۔

۲) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے اجداد سے انہوں نے پیغمبرِ اکرمؐ سے نقل کیا آنحضرتؐ نے فرمایا۔! علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اس کی روح میری روح سے ہے اور اس کی مٹی میری مٹی سے ہے وہ میری زندگی میں اور میرے بعد میرے بھائی میرے وصی اور میری اُمّت میں سے میرے جانشین ہیں۔جس نے اسکی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی حمایت کی اس نے میری حمایت کی اور جس نے اسکی مخالفت کی اُس نے میری مخالفت کی۔

۳) ام سلمہؓ کہتی ہیں۔پیغمبرِ اکرمؐ نے فرمایا۔! علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔جس جگہ پہ وہ ہوں گے میں بھی وہیں ہوں گا۔

۴) ابن مسعود سے نقل ہوا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا! علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی نسبت مجھ سے ایسے ہے جیسے روح کی بدن سے

۵) پیغمبرؐ اکرم سے نقل ہوا ہے کہ! علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تمہارا گوشت میرے گوشت سے اور تمہارا خون میرے خون سے ملا ہوا ہے۔ میرے بعد تم خدا اور اسکی مخلوق کے درمیان واسطہ ہو۔ جو تمہاری ولایت کا انکار کرے گا' خدا اور اس کے درمیان جو واسطہ ہے وہ قطع ہو جائے گا' اور وہ دوزخ کے طبقات میں داخل ہوگا۔

۶) عمران بن حصین سے نقل ہوا ہے کہ پیغمبرؐ اکرم نے فرمایا۔! علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں وہ میرے بعد ہر مومن کے مولا ہیں۔

۷) امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ اللہ نے علیؑ سے فرمایا۔! یا علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، تمہارا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست خدا کا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ یا علیؑ! جو تمہارے ساتھ جنگ کرے گا میں اس کے ساتھ جنگ کروں گا اور جو تمہارے ساتھ صلح کرے گا میں بھی صلح کروں گا۔

۸) ابن عباسؓ کہتے ہیں رسولِ خدا نے عبدالرحمٰن ابن عوف سے فرمایا۔ اے عبدالرحمٰن! تم میرے صحابی ہو۔ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور جو علی علیہ السلام کا مقائسہ کسی دوسرے سے کرے گا اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ اور جو مجھ پر ظلم کرے گا اس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور جو مجھے تکلیف پہنچائے گا خدا کی لعنت اس پر ہوگی۔

۹) عمارؓ یاسر فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں جنابِ رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر تھا۔ جنابِ امیر المومنین علیہ السلام نے اُس لڑائی میں بہت سے علمدار قتل کیئے۔ اور ان کی جماعت درہم برہم کردی۔ اور عمر بن عبداللہ جمحی اور شیبہ بن نافع کو بھی جہنّم میں پہنچایا۔ میں جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسولؐ

اللہ۔! آج تو علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے راہِ خدا میں خوب جہاد کیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔

وہ میرے علم کے وارث ہیں وہی میرا قرض ادا کرینگے۔ وہی میرے وعدے پورے کرینگے۔ وہی میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میرے بعد مومنِ خالص کی پہچان ہی نہ ہوسکتی۔ ان کی لڑائی میری لڑائی ہے اور میری لڑائی خدا کی لڑائی ہے۔ اُن کی صلح میری صلح ہے اور میری صلح خدا کی صلح ہے۔ آگاہ ہوجاؤ کہ علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام میرے فرزندوں (نواسوں) کے اور اُن آئمہؑ کے جو اُن فرزندوں کے صلب سے ہونگے باپ ہیں اُن کے صلب سے خدائے تعالےٰ آئمہؑ اطہارؑ کو جن میں اس اُمّت کا مہدیؑ بھی ہے ظاہر فرمائیگا۔ (الاکمال۔ضمیمہ ۶۰۴)

(۱۰) ینابیع المودۃ ص ۲۰۷ باب ۴۴ (بحذف اسناد) ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے زینب بنتِ جحش کے مکان سے نکل کر ام سلمہؓ کے گھر تشریف لائے۔ حضرت علیؑ تشریف فرماتھے رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ اے ام سلمہؓ ! یہ علیؑ ہیں ان کو دوست رکھو۔ اس کا گوشت میرا گوشت اس کا خون میرا خون ہے۔ علیؑ میرے علم کا ظرف ہیں۔ سننا اور گواہ رہنا۔ اگر کوئی انسان رکن اور مقام کے درمیان ہزار سال عبادت کرے اور اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ علیؑ اور میری اولاد سے بغض رکھتا ہو تو قیامت کے روز اس کو اس کی ناک کے دونوں سوراخوں کے بل جہنّم میں اوندھا ڈال دیا جائے گا۔

(۱۱) (بحذف اسناد) صحیح بخاری میں مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جنگِ تبوک کی طرف تشریف لے گئے اور علیؑ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنا قائم مقام لڑکوں اور عورتوں میں کرتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔! تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تمہیں

مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی۔ لیکن یہ یقین جانو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ینابیع المودۃ ۹/۷ باب ۶)

(۱۲) (بحذف اسناد) صحیح مسلم میں عامر بن سعد سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علیؑ سے فرمایا تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے حاصل تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ سعید کا بیان ہے میں نے یہ حدیث رسولؐ اللہ سے سُنی ہے۔ (ینابیع المودۃ ۹۰/ باب ۶)

(۱۳) مسلّم میں مصعب بن سعد سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جنگِ تبوک کے موقع پر علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا۔ علیؑ نے عرض کیا۔ اےئ اللہ کے رسولؐ آپ مجھے عورتوں اور بچّوں میں خلیفہ بناتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے حاصل تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ینابیع المودۃ ۹۰/ باب ۶)

(۱۴) جابر ابن عبداللہ انصاری کہتے ہیں فتح خیبر کے بعد جب علیؑ پیغمبرؐ اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے رسولؐ خدا نے آپ سے فرمایا: اگر ایسا نہ ہوتا کہ چند لوگ میری اُمّت میں سے تمہارے لیئے کچھ کہتے جس طرح عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کے بارے میں کہا کرتے تھے تو میں تمہارے لیئے ایسی گفتگو کرتا کہ آپ جس گروہ کے قریب سے گذرتے تو وہ آپ کے قدموں کی خاک اور وضو کے پانی کو شفا کے لیئے لے جاتے لیکن تمہارے لیئے یہی کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم میں سے ہوں تم مجھ سے ارث لوگے اور میں تم سے ارث لوں گا۔ اور تمہاری نسبت مجھ سے ایسے ہے جس طرح ہارونؑ کی موسیٰؑ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور تم میرے قرض کو ادا کروگے اور میری سنت کے لیئے جنگ کروگے اور تم قیامت کے دن حوضِ کوثر پر میرے جانشین ہو۔ (فضائل امیر المومنین ۴۴ ۵ امالی الصدوق)

(۱۵) ینابیع المودۃ باب۱۳/ص۱۱۰ (بحذف اسناد) حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے رسولؐ اللہ نے فتحِ خیبر کے روز فرمایا (یہی حدیث جو اس سے پہلے مذکور ہوئی اس اضافے کے ساتھ کہ) تمہارے شیعہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ایک دوسرے کو مسرور نگاہوں سے دیکھ رہے ہونگے۔میرے ارد گرد ان کے چہرے روشن ہوں گے۔میں ان کی شفاعت کروں گا۔وہ بھی جنت میں میرے ہمسائے ہونگے۔تمہارے دشمن کل پیاس کی شدّت میں مبتلا ہوں گے۔جن کے چہرے سیاہ ہوں گے جن پر کوڑے لگائے جارہے ہونگے۔یہ کوڑے آگ کے ہونگے۔اے علیؑ تمہاری جنگ میری جنگ' اور تمہاری صلح میری صلح ہے تیرا راز میرا راز ہے' تیرا ظاہر میرا ظاہر ہے۔ تیرے سینے کا بھید میرے سینے کا بھید ہے۔تم میرے علم کا دروازہ ہو۔تیرے فرزند میرے فرزند ہیں۔تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔تیرا خون میرا خون ہے۔حق تیرے ساتھ ہے حق تیری زبان پر اور تیرے دل میں اور تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ہے۔ایمان تمہارے گوشت اور خون میں اس طرح ملا ہوا ہے جس طرح میرا گوشت اور خون تمہارے جسم میں مخلوط ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حُکم دیا ہے کہ میں تمہیں یہ بشارت دوں کہ تمہاری عترت جنت میں ہوگی۔اور تمہارا دشمن دوزخ میں ہوگا' تم سے بغض رکھنے والا میرے پاس حوضِ پر وارد نہ ہوگا' تمہیں دوست رکھنے والا اس سے غائب ہوگا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔میں اللہ تعالےٰ کے سجدہ میں گر گیا۔اسلام اور قرآن کی طرف سے جو جو نعمتیں مجھ پر عطا فرمائیں اس کی حمد بجالایا۔'' (ینابیع المودۃ باب۱۳' ص۱۱۰)

۱۶) امالی شیخ صدوق۲/۲۷ ابو سعید عقیصہ نے سید الشہداء امام حُسینؑ ابنِ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام سے نقل کیا اور حضرت نے سرورِ اوصیاء علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلیّ اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے علیؑ ابنِ ابی طالبؑ سے فرمایا: یا علیؑ تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں' میں نبوت کے لیئے انتخاب کیا گیا ہوں

اور آپ امامت کے لئیے انتخاب کیئے گئے ہیں۔ میں صاحبِ قرآنِ مجید ہوں اور آپ صاحبِ تاویل ہیں، میں اور آپ اس اُمّت کے دو باپ ہیں، یا علیؑ تم میرے وصی، جانشین، وزیر، وارث اور میری اولاد کے باپ ہو تمہارے پیروکار میرے پیروکار، تمہارے مددگار میرے مددگار اور تمہارے دوست میرے دوست، اور تمہارے دشمن میرے دشمن ہیں۔ اے علیؑ۔! کل آپ حوض کے کنارے میرے ساتھ ہوں گے۔اور اس پسندیدہ مقام پر میرے ہمراہ ہوں گے۔جس طرح اس دنیا میں میرے پرچم دار ہو روزِ آخرت بھی میرے پرچم دار ہوں گے در حقیقت جو تمہیں دوست رکھے گا وہ خوش بخت ہے۔اور تمہیں دشمن رکھے گا وہ بد بخت ہے اور ملائکہ تمہاری محبت اور دوستی کے توسل سے خداوند کا تقرب حاصل کریں گے۔

خدا کی قسم اہلِ زمین سے اہلِ آسمان تمہارے زیادہ دوست ہیں یا علیؑ! تم میری اُمّت کے امین ہو، اور میرے بعد حجتِ خدا ہو تمہاری گفتار میری گفتار، تمہارا فرمان میرا فرمان، اور تمہاری اطاعت میری اطاعت، تمہارا انکار میرا انکار، تمہارا روکنا میرا روکنا، اور تمہاری نافرمانی میری نافرمانی، تمہارا لشکر میرا لشکر اور میرا لشکر خدا کا لشکر ہے۔اور جس شخص نے خدا اور رسولؐ اور ایمانداروں کو اپنا سرپرست بنایا (جان لے کہ) کامیابی لشکرِ خدا ہی کو حاصل ہے۔

۱۷) وفاتِ رسولِؐ اکرم کے بعد جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہونے کے بعد منبر پر گئے تو ایک سیڑھی چھوڑ کر بیٹھے اور حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو دوسری سیڑھی چھوڑ کر بیٹھے اور جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو تیسری سیڑھی چھوڑی لیکن جب حضرت علیؑ خلیفہ ہوئے تو اسی جگہ بیٹھے جہاں رسولؐ اللہ بیٹھا کرتے تھے اس پر اصحاب میں چہ می گوئیاں ہوئیں۔آپؑ نے فرمایا آپ لوگ کیا سرگوشیاں کر رہے ہیں انہوں نے کہا آپ رسولؐ کی جگہ بیٹھے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے کوئی خلیفہ نہیں بیٹھا۔فرمایا۔! میں نے رسولؐ اللہ سے سُنا ہے کہ جو میری جگہ بیٹھے گا اور اس نے میرا سا عمل نہ کیا ہو گا تو خدا اوسے اوندھے منہ جہنّم میں دھکیل

دیگا۔ میں نے بخدا حضرت ؐ کا ساعمل کیا ہے اور حاکم بنا ہوں ان کے حکم سے لہٰذا میں ان کی جگہ بیٹھنے کا سزاوار ہوں۔ پھر اپنے خطبہ میں فرمایا۔! لوگو۔! میں اپنے بھائی اپنے ابن عم کی جگہ پر بیٹھا ہوں کیوں کہ انہوں نے اپنے بھید سے مجھے آگاہ کیا ہے۔ میں وہ ہوں جس نے مہرِ نبوت پر قدم رکھا ہے۔ یہ تو لکڑی ہے بے شک میں محمدؐ سے ہوں اور محمدؐ مجھ سے ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب ۲۴۳/۲)

۱۸) ینابیع المودۃ میں ۱۱۹ باب ۱۴۔ پر الدر المنظم سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام آسمانی کتب کے راز قرآن میں موجود ہیں اور تمام قرآن کا علم سورۂ فاتحہ میں موجود ہے۔ تمام فاتحہ کا علم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں موجود ہے۔ تمام بسم اللہ کا علم بسم اللہ کے ''باء'' میں موجود ہے۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا میں وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ کی ''باء'' کے نیچے موجود ہے۔ (ینابیع ۱۱۹)

۱۹) ینابیع المودۃ ص ۱۱۹ پر مرقوم ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ ایک چاندنی رات کو حضرت علی علیہ السلام نمازِ عشاء کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بقیع کی طرف لے گئے فرمایا ۔! اے عبداللہ پڑھو۔! میں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کی آپ مجھے صبح کے طلوع ہونے تک بائے بسم اللہ کے رموز سے آگاہ فرماتے رہے۔

نیز ابن عباس سے ہی روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے مجھے بائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر رات کے وقت بتانی شروع فرمائی ۔ حتّیٰ کہ صبح کے ستون نمودار ہوگئے۔ لیکن آپ ابھی (نقطہ کی تفسیر سے) فارغ نہیں ہوئے تھے۔ ''میں نے اپنے آپ کو ایک فوارہ کی مانند پایا جو متلاطم سمندر کے پہلو میں موجود ہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ۔ اگر میرے لیئے مسند بچھادی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو میں اہلِ تورات کا تورات سے، انجیل والوں کا انجیل سے اور قرآن والوں کا قرآن سے حکم دے سکتا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ حضرت علیؑ کی طرف احکامِ قرآن کے متعلق رجوع کرتے تھے اور حضرت سے فتویٰ لیتے تھے۔اس بارے میں حضرت عمر نے بے شمار مقامات پر کہا ہے۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔'' رسولؐ اللہ نے فرمایا علیؑ ابنِ ابی طالبؑ میری اُمّت میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ (ینابیع المودۃ باب ۱۴۔ص ۱۲۱)

۲۰) ینابیع المودۃ ص ۳۰۶ پر احمد اور ابوداؤد حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔! میرے اہلِ بیتؑ کی مثال کشتیِ نوحؑ کی مانند ہے۔ جو اس پر سوار ہوا، نجات پا گیا۔اور جس نے اس کو چھوڑ دیا، غرق ہو گیا۔

۲۱) حذیفہ سے نقل ہوا ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: علیؑ کی ایک ضربت روزِ خندق قیامت تک میری اُمّت کے تمام اعمال سے افضل ہے۔ (فضائل/۳۳۸)

۲۲) ینابیع صفحہ ۹۵ میں عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: ''علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو میرے سر کو مجھ سے۔''

۲۳) مشکواۃ میں جیش بن جنادہ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ ''علیؑ مجھ سے ہے اور مَیں علیؑ سے ہوں۔ میرا پیغام مَیں خود پہنچا سکتا ہوں یا علیؑ'' (ینابیع)

۲۴) مشکواۃ میں عمران ابن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ ''علیؑ مجھ سے اور مَیں علیؑ سے ہوں۔علیؑ میرے بعد ہر مومن کے سردار ہیں۔''

۲۵) مناقب میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔! علیؑ مجھ سے ہے اور مَیں اس سے ہوں اور جبرائیلؑ نے کہا مَیں دونوں سے ہوں۔

۲۶) ینابیع صفحہ ۹۸ پر حدیث نمبر ۱۸ (حذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے ام سلمہ سے فرمایا۔! اے ام سلمہؓ! علیؑ مجھ سے ہے اور مَیں علیؑ سے ہوں۔اس کا گوشت میرا گوشت اس کا خون میرا خون ہے اس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے حاصل تھی۔اے ام سلمہ سُنو اور گواہ رہنا یہ علیؑ مسلمانوں کے سردار ہیں۔

۲۷) مناقب میں جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ "علیؑ میں چند ایسے فضائل پائے جاتے ہیں اگر ان میں ایک فضیلت بھی کسی انسان میں پائی جاتی تو اس کی فضیلت اور شرافت کے لیئے صرف وہی کافی تھی ایک تو رسولؐ اللہ کا فرمان کہ جس کا مَیں سردار ہوں اس کے علیؑ سردار ہیں۔

: دوسرے رسولؐ اللہ کا فرمان کہ علیؑ کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ تیسرا علیؑ مجھ سے ہے اور مَیں علیؑ سے ہوں چوتھے علیؑ میرے لیئے نفس کی مانند ہیں۔ اس کی تابعداری میری تابعداری ہے اور اس کی نافرمانی میرا نافرمانی ہے (پانچویں) علیؑ کی جنگ اللہ کی جنگ ہے۔ علیؑ کی صلح اللہ کی صلح ہے۔ (چھٹے) علیؑ کا دوست خدا کا دوست ہے علیؑ کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ (ساتواں) علیؑ اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت ہیں۔ (آٹھواں) علیؑ کی محبت ایمان ہے علیؑ سے بغض رکھنا کُفر ہے۔ (نواں) علیؑ کا گروہ اللہ کا گروہ علیؑ کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ (دسواں) علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں جدا نہ ہونگے۔ (گیارھواں) علیؑ بہشت اور دوزخ کے بانٹنے والے ہیں۔ (بارہواں) جس نے علیؑ چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ جس نے مجھے چھوڑ دیا اس نے خدا کو چھوڑ دیا۔ (تیرہواں) علیؑ کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب ہونگے۔ (ینابیع المودۃ صفحہ ۹۹)

# حدیثِ ضربت یومِ خندق

"ضربة يوم الخندق افضل من اعمال امّتی الی یوم القيامة"

"علیؑ کی ایک ضربت یومِ خندق ثقلین کی عبادتوں سے افضل ہے"

۱) ابن مغازلی امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے وہ حضرت نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد

فرمایا۔!اے علیؑ اگر میری اُمّت کے اعمال ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور تیرا صرف احد کے دن کا عمل ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو تیرا عمل بھاری ہوگا۔ اللہ نے اُحد کے دن تمہارے ذریعہ مقرب فرشتوں سے فخر کیا تھا سات آسمانوں کے پردے ہٹا دیئے گئے تھے۔ جنت اور ساکنینِ جنت نے تمہاری طرف دیکھا تھا۔رب العالمین تمہاری بزرگی کی وجہ سے خوش ہوا تھا۔ (ینابیع المودۃ ص۲۰۳)

۲) (بحذف اسناد) ابن عباس سے روایت ہے کہ جب تین دفعہ مبارزطلبی کے بعد خندق کی جنگ کے روز عمرو بن عبدود عامری کو جو تمام عرب سے زیادہ بہادر تھا۔ حضرت علیؑ نے قتل کر دیا۔حضرت علیؑ کی تلوار سے خون بہہ رہا تھا۔جب رسولؐ اللہ صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خون کو بہتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔! اے میرے اللہ۔!علیؑ کو ایسی فضیلت عطا کر کہ ایسی فضیلت کسی کو عطا نہ کی ہو۔جبرائیلؑ نازل ہوئے آپ کے ساتھ جنت کی ایک صندوق تھی اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ۔! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس صندوق کو علیؑ کے حوالے کر دو۔حضرت علیؑ نے جب اس صندوق کو لیا تو وہ صندوق حضرت علیؑ کے ہاتھ پر دو حصّوں میں کھل گیا۔جس میں سبز رنگ کے ریشم کا ایک ٹکڑا تھا۔اس پر یہ دوسطریں تحریر تھیں:

''اللہ غالب کا تحفہ ہے علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ولی کے لیئے''

## حدیث ردالشمّس ۷ھ اور ۳۷ھ

امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ الصلاۃ والسلام کے نمایاں فضائل میں سے ایک واقعہ ردِّ شمس ہے یہ وہ واقعہ ہے جو تاریخِ بشریت میں واقع شدہ، حیرت انگیز اور معجزاتِ الٰہی میں سے ہے۔ یہ واقعہ صدرِ اسلام ہی میں تقریباً تیس سال کے فرق کے ساتھ کم از کم دو بار اتفاق پذیر ہوا، پہلی بار ساتویں ہجری میں اور بارِ دوم سینتیس یا اڑتیس ہجری میں، اور دونوں بار ہی اس کی علّتِ وقوع موحدین کی تکریم واحترام اور اُنکی عظمت

روشن کرنا تھی شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں خدا کی نشانیوں میں سے آشکار ترین نشانی جو خدا نے دستِ مبارکِ امیرالمومنینؑ پر ظاہر کی وہ معجزۂ ردِّ شمس ہے جس پر کثیر روایات دلالت کرتی ہیں نیز تاریخ نویسوں نے اسے اپنی تاریخوں میں رقم اور شاعروں نے اِسے اپنے اشعار میں نظم کیا ہے آپ کیلئے یہ معجزہ دو مختلف زمان و مکان میں واقع ہوا' ایک مرتبہ رسولؐ اللہ کی زندگی میں اور ایک بار اُنکی رحلت کے بعد۔

المناقب میں ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام اپنے باپ سے وہ آپکے دادا حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ (امیرالمومنین علیؑ) نہروان کی جنگ سے واپس ہوئے تھے تو آپ کا گذر سرزمینِ بابل سے ہوا تھا۔ نمازِ عصر کا وقت آ گیا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی زمین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ دھنس دیا تھا۔ "نبی کے وصی کے لئے اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ جویدہ بن مسہر عبدی کا بیان ہے کہ لوگوں نے وہاں نماز ادا کی۔ میں سو/۱۰۰ سواروں کے ساتھ امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ رہا۔ آخر کار ہم نے زمین بابل کے سفر کو طے کیا اور سورج غروب ہو گیا تھا حضرتؑ سواری سے اتر پڑے اور مجھے فرمایا میرے لئے عصر کی اذان کہو۔! میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ہم لوگ عصر کی نماز کیسے پڑھیں گے۔ سورج تو غروب ہو چکا ہے۔ مَیں نے اذان کہہ دی۔ مجھسے فرمایا اقامت کہو، میں نے اقامت کہہ دی۔ میں ابھی اقامت کہہ ہی رہا تھا کہ حضرتؑ کے دونوں لبِ مبارک متحرک ہوئے۔ فوراً کیا ہوا کہ سورج واپس لوٹ آیا ہم نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج جلدی سے غائب ہو گیا۔ ستارے جگمگانے لگے۔ حضرتؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اۓ کمزور یقین رکھنے والے نمازِ مغرب کی اذان کہو۔"

اسی طرح نبیؐ اکرم کی زندگی میں بھی ردالشّمس کا واقعہ رونما ہوا تھا سورج دوبارہ غروب ہونے کے بعد پلٹ آیا تھا یہ واقعہ صہبا کے مقام کا ہے جو خیبر کے علاقے

میں واقع ہے اسکی راوی حضرت اسماء بنت عمیس ہیں

موفق بن احمد خوارزمی نے اپنی سند سے مجاہد سے روایت کی ہے کہ ابن عباس سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی شان میں کیا کہتے ہیں۔ عبداللہ ابنِ عباس نے کہا خدا کی قسم وہ ثقلین کے واحد فرد ہیں جو کلمۂ شہادتین پڑھنے میں سبقت کی ہے۔ دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے آپ دو فرزندوں حسنؑ اور حُسینؑ کے باپ ہیں۔ آپ کی خاطر دو دفعہ سورج واپس لوٹا۔ آپ کی شکل آئمہؑ میں ذوالقرنین کی مانند ہے میرے اور تمام جن وانس کے مولا ہے۔ (ینابیع' عبقات الانوار)

# حدیث: لما کان لفاطمةؑ کفو

# اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ تھا

(۱) قال النبی صلیّ اللہُ علیہ و آلہٖ و سلّم ''لَوْ لَمْ یَخْلُقِ اللّٰہُ عَلِیّاً لَمَا کَانَ لِفَاطِمَۃِ کُفْوَ'' (فردوس الاخبار)

اُمِّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ اگر خدا تعالیٰ علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو بیشک فاطمہؑ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔

(۲) قال النبی صلیّ اللہُ علیہ و آلہٖ و سلّم ''اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ جَعَلَ ذُرِّیَۃِ کُلِّ نَبِیٍّ فِیْ صُلبِہٖ وَ جَعَلَ ذُرِّیَتِیْ فِیَ صُلْبِ عَلِیِّ ابنُ اَبِیطَالِبْ'' (طبرانی' صواعق)

فردوس الاخبار اور مودات میں جابرؓ سے اور مناقبِ خطیب میں ابنِ عباسؓ سے روایت کی گئی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر ایک پیغمبر کی نسل کو اس کے صُلب میں قرار دیا ہے اور میری ذُرّیت کو علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے صُلب سے رکھّا ہے۔

(۳) قال النبی صلیّ اللہُ علیہ و آلہٖ و سلّم اِیْتُوْنِی بِقِرْطَاسٍ اَکْتُبُ لَکُمْ کِتَاباً لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ .!

کتاب کوکبِ دُری حنفی عالمِ دین سید محمد صالح کشفی، ترمذی، سُنّی الحنفی اپنی کتاب صفحہ ۱۰۹ پر تحریر کرتے ہیں : رسولؐ اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا: تم میرے پاس آؤ تا کہ مَیں تمہارے واسطے ایک وصیّت لکھ دوں کہ میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔اسی اثناء میں عُمر ابنِ خطّاب نے کہا ''حَسبُنَا کِتَاب اللّٰہ اِنَّ ھٰذا الرُّجلُ قَدِ اشتَدَّ وَجُعَہٗ۔'' یعنی ہم کو کتابِ خدا کافی ہے نعوذ باللہ بہ تحقیق اِس مرد یعنی پیغمبرؐ پر شدّتِ مرض سے ہضیان کہہ رہے ہیں۔جب اختلاف حدِ اعتدال سے تجاوز کر گیا۔تو آنحضرتؐ نے فرمایا ''قُومُو عَنِّی ''یعنی میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا ہے جو بدعت اور ضلالت پیغمبر صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد ظہور میں آئی وہ صحابہ کے اختلاف ہی سے ظاہر ہوئی انس بن مالک سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ''ہم نے رسولِ خدا کی قبرِ مبارک کی مٹی برابر کی تو ہمارے دل منکر ہوگئے۔

## حدیثِ نور

## ''اَنَا و علیٌّ مِن نورٍ واحد''''''میں اور علیؑ ایک نور سے خلق کیے گئے''

''فَاٰمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَالنُّورِ الَّذِیٓ اَنزَلنَا وَاللّٰہُ بِمَا تَعمَلُونَ خَبِیرٌ ﴿﴾'' (سورۂ تغابن آیت:۸)

''اللہ پر ایمان لاؤ اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جسے ہم نے اس کے ساتھ نازل کیا۔'' ابن عباس فرماتے ہیں اس آیت میں نور سے مراد ولایتِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہے

(۱) امام رضا علیہ السلام نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلیؐ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: میں اور علیؑ ایک نور سے خلق کیے گئے ہیں۔ (امالی شیخ صدوق ۱۹۶، عیون الاخبار الرضا ۲/۵۸)

(۲) ابن عباس کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا سے سُنا آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا میں اور تم اللہ تعالےٰ کے نور سے خلق کیے گئے ہیں۔ (فضائل ۱۸۴، احقاق الحق ۵/۲۴۵)

(۳) سلمانؓ کہتے ہیں میں نے اپنے رسولؐ خدا سے سُنا آپ نے فرمایا: آدمؑ

کے خلق ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے میں اور علیؑ بارگاہِ خداوند بزرگ میں ایک نور تھے۔جس وقت خدا نے آدمؑ کو خلق کیا اس نور کے دو حصّے کیئے ایک میں اور دوسرا حصّہ علیؑ ہیں۔ (فضائل ۱۸۳'۱ارشاد القلوب ۲۱۰/'احقاق الحق ۳۴۳/۵)

(۴) ابو بکر عبداللہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت عثمان ابن عفان سے سُنا ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر ابن خطاب سے سُنا ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوبکر ابنِ قحافہ سے سُنا ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ ولہٖ وسلّم سے سُنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ نے علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے چہرے کے نور سے ملائکہ کو خلق کیا ہے جو ہمیشہ خداوند کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں۔اور اس کے ثواب کو علی علیہ السلام کے اور ان کی اولاد اور دوستوں کے اعمال میں لکھتے ہیں۔ (احقاق الحق ۶/۱۱۵/'فضائل امیر المومنین ۴۷۶)

(۵) رسول خدا صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: خداوند نے علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے چہرے کے نور سے ستر ہزار ملائکہ خلق کیئے ہیں وہ قیامت تک ان کے لیئے اور ان کے دوستوں کے لیئے مغفرت طلب کریں گے۔ (البحار ۲۳/حیات القلوب ۲۳۴/۳'فضائل ۴۸۶)

## ☆ حدیثِ مدینۃ العِلم

امام احمد نے کتاب الفضائل میں حضرت علیؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے اِرشاد فرمایا:۔"انا مدینة العلم و علیٌ بابُہا"، "مَیں عِلم کا شہر ہوں اور علیؑ اُسکا دروازہ ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ"انا مدینة الحکمت و علیٌ بابُہا۔" "مَیں حکمت کا شہر ہوں اور علیؑ اُسکا دروازہ ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ""انا خَزَانَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ مِفْتَاحُہَا"۔
"مَیں عِلم کا خزانہ ہوں اور علیؑ اُسکی کنجی ہے۔"

اورایک روایت میں ہے کہ ""انا مدینة الفِقه وَ عَلِیٌّ بابُہا"۔ "مَیں فقہ کا شہر ہوں اور علیؑ اُسکا دروازہ ہے۔"
پس جو شخص علم چاہتا ہے اُسے دروازے سے آنا چاہیئے۔ (تذکرۃ الخواص۔۶۸' سبط ابن جوزی)

## ☆ حدیثِ سرگوشی اور وصیّت

ترمذیؒ میں (حذفِ اسناد کے ساتھ جابرؓ ابن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے جنگِ طائف کے دن حضرت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کو بُلایا اور اُن سے طویل سرگوشی کی یہانتک کہ نمازِ عصر کا وقت آگیا پس لوگوں نے کہا کہ اِن کی سرگوشی اپنے چچازاد بھائی سے طویل ہوگئی ہے یہ بات حضرتؐ تک پہنچی تو آپؐ نے فرمایا مَیں نے اُس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے کی ہے۔ (تذکرۃ الخواص:۶۵)

## ☆ حدیثِ شاخِ سُرخ

امامؒ احمد نے کتاب الفضائلؒ میں لکھا ہے کہ زیدؓ بن ارقم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسولؐ اللہ کو کہتے ہُوئے سُنا کہ جو شخص اِس شاخِ سُرخ سے تمسّک چاہتا ہے جو خدا نے اپنے یدِ قدرت سے جنت میں بوئی ہے تو اُسے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی محبت سے منسلک ہونا چاہیئے۔ (الدمعۃ الساکبۃ)

## ☆ حدیثِ ناقہ

امامؒ احمد ابنِ حنبل نے کتاب فضائلؒ میں (حذفِ اسناد سے) انسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ قیامت کے دن جنت کے ناقوں میں سے ایک ناقہ لایا جائیگا پس تم اُس پر سوال ہوگے اور مَیں بھی تمہارے ساتھ اپنی سواری پر سوال ہونگا یہانتک کہ ہم اکٹھے جنت میں داخل ہونگے۔ (تذکرۃ الخواص:۶۶)

## ☆ حدیثِ قربانی

امامؒ احمد ابنِ حنبل نے مسندؔ میں نیز کتاب فضائلؔ میں بھی اِسی اسناد سے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے رسولؐ اللہ نے حکم دیا تھا کہ ہمیشہ آپ کی طرف سے قربانی دیا کروں پس آپ رسولِ کریمؐ کی طرف سے دو موٹے تازے مینڈوں کی قربانی دیا کرتے تھے یہانتک تک کہ شہید ہو گئے۔ (تذکرۃ الخواص)

## ☆ حدیثِ بساط

معجزاتِ آلِ محمدؐ جلد اوّل صفحہ ۱۱۳۔ امام جعفر صادقؑ نے اپنے آباءِ طاہرینؑ کی سند سے بیان فرمایا۔ ایکدن حضرت رسولِ خداؐ مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضرت سلیمانؑ ابنِ داؤدؑ اور ان کی بساط اور اصحابِ کہف کا ذکر ہوا اور لوگ پوچھنے لگے کہ کیا وہ زندہ ہیں یا مر چکے ہے۔؟

نبیؐ اکرم نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو بابِ کہف کو دیکھنے اور اصحابِ کہف پر سلام کرنا چاہتا ہے۔؟ یہ سُن کر حضرت ابو بکر و عمر و عثمان نے کہا کہ ہم اِن پر سلام کے خواہش مند ہیں۔

الغرض آنحضرتؐ نے فرمایا۔! درحانؔ بن مالک آجاؤ۔ اس آواز پر ایک نوجوان معطّر لباس پہنے ہُوئے حاضر ہُوا۔ نبیؐ اکرم نے اس سے فرمایا۔! ہمارے پاس بساطِ سلیمانؑ لاؤ۔ چند لمحات کے بعد وہ نوجوان مسجد میں حاضر ہُوا اُس نے ایک چادر اُٹھائی ہُوئی تھی جس کا طول وعرض چالیس چالیس ذراع تھا اور وہ چادر سفید بالوں سے بُنی ہُوئی تھی جوان نے وہ چادر مسجد میں رکھی اور غائب ہو گیا۔

رسولِ اکرمؐ نے اپنے غلام ثوبان کو بُلایا اور کہا اِسے زمین پر پھیلا دیں بلالؔ اور ثوبانؔ نے حکم کی تعمیل کی پھر آنحضرتؐ نے حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و سلمان کو حکم دیا اُٹھّو

اور چادر کے اک اک کونے پر بیٹھ جاؤ اور امیر المومنین علیؑ تمہارے درمیان بیٹھیں گے (بعض روایات میں طلحہٰ زبیر' سعد' سعید' عبدالرحمٰن ابن عوف اور انس بن مالک کا بھی ذکر ہے) جب یہ افراد بیٹھ گئے حضرت علیؑ نے حکم دیا اور پھر اس چادر کے نیچے ہَوا داخل ہُوئی جس نے چادر کو بلند کِیا اور چادر فضاء میں پرواز کرنے لگی یہانتک کہ وہ اس غار کے دہانہ پر آکر رُک گئی جس میں اصحابِ کہف موجود ہیں۔ تمام افراد چادر سے اُترے حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کہا تم شیخِ قریش سے ہو لہٰذا آگے بڑھو اور اِنہیں سلام کرو اِسطرح سے: السلام علیکم ایہا الفتیة الذین امنوا بربہم السلام علیکم یا نجباء الله فی الارضہ۔
حضرت ابوبکر غار کے قریب گئے اور سلام کِیا لیکن کوئی جوابِ سلام نہ آیا اُس کے بعد حضرت علیؑ نے حضرت عمر سے کہا وہ گئے اور کوئی جواب نہ پایا پھر حضرت عثمان سے کہا وہ گئے کوئی جواب نہ پایا پھر سلمانؓ کو حکم دیا کہ اب تم اُٹھو اور اِنہیں سلام کرو سلمان اُٹھے اور اُنہوں نے بھی اصحابِ کہف کو سلام کِیا تو اُسوقت غار سے آواز آئی تو ایک ایسا بندہ ہے جس کے دل کا اللہ نے اِمتحان لیا ہے لیکن ہمیں حکم ہے کہ ہم صرف انبیاؑء و اوصیاء کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ آخر میں امیر المومنینؑ اُٹھے اور اُنہیں سلام کِیا۔ ''خدا کی زمین پر اُس کے منتخب کردہ لوگو۔! تو پر سلام ہو اللہ کے عہد کو نبھانے والو تم پر سلام ہو تم بہترین جوان ہو۔''

اُسوقت غار کے اندر سے بہت سی آوازیں بلند ہُوئیں: وعلیک السلام یا امیر المؤمنین وسید المسلمین وقائد الغر المحجلین آپ پر بھی سلام ہو خدا کی قسم وہ کامیاب ہُوا جس نے آپ سے محبت رکھّی اور وہ شخص ناکام ہُوا جس نے آپ سے دشمنی رکھی۔ آپؑ نے فرمایا۔! تم نے میرے ساتھیوں کو جواب کیوں نہیں دیا۔؟ اصحابِ کہف نے کہا۔! امیر المومنینؑ ہم زندہ ہیں لیکن ہمیں کلام کرنے سے روک دیا گیا ہم صرف نبیؐ یا نبیؐ کے وصی کے علاوہ کسی کو جواب نہیں دیتے اور آپ پر اور آپ کے اوصیاء پر سلام ہو اللہ اِن کے ہاتھوں پر اپنے دین کو غالب کریگا۔ اس کے بعد پھر وہ چادر پر سوار ہوکر واپس ہُوئے۔ (معجزاتِ آلِ محمدؐ:۱۱۳)

## ☆ حدیثِ خاصف النعل

مسند احمد ابنِ حنبل، مستدرک حاکم اور صواعق محرقہ اور کوکب درّی صفحہ ۱۹۵ پر ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک روز صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ رسولؐ اللہ کی خدمت میں جانا تھا کہ آنحضرتؐ کے نعلینِ مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ امیر المومنینؑ لیکر درکت کررہے تھے۔ آنحضورؐ نے فرمایا۔! اے لوگو۔! تم میں سے ایک شخص ہے کہ وہ تاویلِ قرآن پر جنگ کریگا جیسا کہ مَیں نے تنزیلِ قرآن پر جنگ کی ہے۔ ہم نے عرض کی یارسولؐ اللہ وہ شخص کون ہے۔؟ فرمایا۔! وہ شخص میری جوتی درکت کررہا ہے۔

جابر سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے علیؑ کا بازو پکڑ کر فرمایا۔ یہ نیکو کاروں کے امام اور بدکاروں کے قاتل ہیں۔ اُس کو چھوڑ دیا گیا ہے جس نے ان کو چھوڑ دیا۔ اُس کی مدد کی گئی ہے جس نے ان کی مدد کی۔ پھر آپ نے با آوازِ بلند فرمایا میں علم کا شہر ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہیں جو شخص علم حاصل کرنا چاہے دروازے کے پاس آئے۔

## حدیثِ مواخات

## "انت اخیّ فی الدنیا والآخرة"

۱) ینابیع المودة صفحہ ۱۰۰ پر امام احمد ابن حنبل نے اپنی مسند میں زید بن یاونی سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت علیؑ نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا لیکن میرے اور کسی کے درمیان بھائی چارہ قائم نہیں فرمایا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے حق کیساتھ مجھے نبی بنا کر بھیجا مَیں نے تمہیں اپنی ذات کیلئے چھوڑ رکھا ہے۔ تمہیں مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے حاصل تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تم میرے بھائی اور وارث ہو تم بہشت میں

میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہؑ کے ساتھ رہو گے۔تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔ پھر رسولؐ اللہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ ''اہلِ بہشت بہشت میں تختوں پر بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے بھائی بھائی ہونگے۔''

۲) عبداللہ بن احمد نے روایت زوائدالمسند میں بحدوج بن زائید ہذلی سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔حضرت علیؑ سے فرمایا۔!تم میرے بھائی ہو تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔تمہیں میرا لواء الحمد دیا جائے گا۔اے علیؑ تمہیں خوشخبری ہو(روزِ قیامت سب سے پہلے مَیں اور آپ بلائے جائیں گے۔جب مجھے حلّہ جنت پہنچایا جائے گا اس وقت تمہیں حلّے پہنائے جائیں گے۔جب مجھے بُلایا جائے گا اس وقت تمہیں لایا جائے گا۔حَسنؑ اور حُسینؑ تمہارے ساتھ ہوں گے حتیٰ کے تم حضرت ابراہیمؑ اور میرے درمیان عرش کے سایہ میں قیام فرماؤ گے۔ پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا تمہارا اچھا باپ ابراہیم ہے تمہارا اچھا بھائی علیؑ ہے۔ (ینابیع المودۃ صفحہ ۱۰۰)

واقعہ مواخات دو دفع ہوا ہے۔ایک دفعہ ہجرت سے پہلے مکّے میں اور دوسری دفعہ ہجرت کے بعد مدینہ میں۔دونوں دفعہ جناب رسولِؐ خدا نے حضرت علیؑ ہی کو اپنا بھائی بنایا اور فرمایا ''انت اخیّ فی الدنی والآخرۃ'' تو دنیا وآخرت میں میرا بھائی ہے۔احمد حنبل وابوبکر مردویہ حذیفہ ایمان سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جنابِ رسولِؐ خدا نے اصحاب کے درمیان عقدِ مواخاۃ اس التزام کے ساتھ قائم کیا کہ جو دو شخص آپس میں نظیر ومشابہ تھے انکو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ پھر جنابِ رسولِؐ خدا نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر کہا یہ میرا بھائی ہے۔حذیفہ کہتے ہیں کہ رسولِؐ خدا سید المرسلین وامام المتقین ورسولؐ ربّ العالمین تھے۔ان کا کوئی شبیہہ ونظیر سوائے علیؑ کے نہ تھا۔

زیدابنِ ارقم کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں اصحاب میں ایک دوسرے کا بھائی بنانے لگا ہوں جس طرح کہ خدا

نے ملائکہ کوا یکدوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تو میرا بھائی اور رفیق ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: "اخوانا علی سرر سقابلین"

## حدیثِ طیر

ینابیع میں امام احمد ابن حنبل نے اپنی مسند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غلام سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے رسول اللہؐ کی خدمت میں دو بھونے ہوئے پرندے دو روٹیوں کے درمیان میں رکھکر بطور ہدیہ کے پیش کیئے رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ ائے میرے اللہ میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تیرے نزدیک اور تمہارے رب کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہو۔ جو میرے ساتھ اس پرندے کو تناول کرے۔ حضرت علیؑ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ وہ پرندہ کھایا۔ حدیثِ طیر کو مختلف راویوں نے روایت کی ہے۔ (ینابیع المودۃ صفحہ ۹۹)

## حدیثِ ثقلین

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہُ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّم "اِنِّیْ تَارِک فِیْکُمُ الثَّقُلَیْن کِتَابُ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ۔" ارشادِ نبیِ اکرمؐ ہے: مَیں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک کتابِ خدا جو آسمان سے زمین تک کھنچی ہوئی ہے۔ دوسری میری عترت ہے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ تحقیق یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز نہ جُدا ہونگے حتّٰی کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے پھر فرمایا: آگاہ ہو جاؤ میرے اہلبیتؑ میرے راز دار ہیں کہ جن پر مَیں اعتماد کرتا ہوں اور تحقیق! ان کے انصار میرے اہل ہیں تم ان کی کوتاہیوں سے درگذر کرو اور ان سے نیکوکاروں کی مدد کرو۔ یہ روایت (بحذفِ اسناد) ابوسعید خدری سے ہے۔

# حدیث منزلت: "علیٌّ مِنّیْ بمَنزِلَتِ رَاسِیْ"
# "علیؑ کی نسبت رسولؐ سے جیسے سر کی بدن سے ہوتی ہے"

اے علیؑ آپ کی منزلت میرے نزدیک ایسے ہے جیسے سر کے ساتھ دھڑ کی ہوتی ہے۔یعنی میں اگر دھڑ ہوں تو علیؑ سر ہیں

(حضورؐ اکرم کی بڑی معروف حدیث ہے جو کتب فریقین میں موجود ہے)

## حدیثِ سفینہ

(۱) بحذف اسناد ابن بابویہ ابو سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت رسولِؐ خدا نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔پھر آپؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

"معاشر اصحابی ان مثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینة نوح و باب حطة فی بنی اسرائیل فتمسکو اباهل بیتی بعدی والائمة راشدین من اهل بیتی فانکم لن تضلوا ابدا۔"

"اے گروہِ اصحاب تمہارے درمیان میرے اہلِ بیتؑ کی مثال کشتیٔ نوحؑ کی سی ہے اور میرے اہلِ بیتؑ کو تم میں وہی مقام حاصل ہے جو بنی اسرائیل میں بابِ حطّہ کو حاصل تھی۔ میرے بعد میرے اہلِ بیتؑ اور ان کے آئمہ راشدین سے وابستہ رہنا' تم ہرگز گمراہ نہ ہونگے۔ (غایۃ المرام۔ص:۳۷)

(۲) حضرت ابوذرؓ غفاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ اکرمؐ نے فرمایا "میرے بعد بارہ امامؑ ہونگے۔نو امام حُسینؑ کی پُشت سے ہونگے۔تمہارے درمیان ان کی مثال کشتیِ نوحؑ کی سی ہے جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا۔ میرے اہلِ بیتؑ کو تمہارے درمیان وہی مقام حاصل ہے جو بنی اسرائیل میں بابِ حطّہ کو حاصل تھا۔ (غایۃ المرام۔ص:۳۸)

(۳) ''اے علیؑ مَیں حکمت کا شہر ہوں اور تو اس کا دروازہ ہے۔ دروازے کے علاوہ شہر میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے وہ شخص جھوٹ بکتا ہے جو یہ گمان کرے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور تجھ سے عداوت رکھتا ہے کیونکہ تو مجھ سے ہے۔ تیرا خون میرے خون کا۔ تیری رُوح میری رُوح کا۔ تیرا باطن میرے باطن کا اور تیرا ظاہر میرے ظاہر کا حصّہ ہے۔ تو میری اُمّت کا امام ہے اور میرے بعد اُمّت پر میرا خلیفہ ہے وہ خوش بخش ہے جسنے تیری اطاعت کی اور وہ بد بخت رہا' جس نے تیری نافرمانی کی اور وہ شخص فایدہ میں رہا جس نے تجھ سے محبت کی' اور وہ شخص خسارے میں رہا اور ہلاک ہوا جس نے تجھ سے علحیدگی اختیار کی۔ تیری اور تیرے آئمہؑ کی مثال کشتیِ نوحؑ کی سی ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پائی اور جو اس سے علحدہ رہا وہ غرق ہوا۔ تمہاری مثال ستاروں کی سی ہے جب ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا ستارہ طلوع کرتا ہے۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔'' (غایۃ المرام۔ص:۳۹' فرائد السمطین۔۲۴۳-۲۲۰)

# حدیث باب حطّہ

کتاب صراط مستقیم ص:۱۰۶ پر متقی ہندی کنز العمال میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا!

**''علیؑ بن ابیطالبؑ باب حطہ من دخل منھا کان مومناً و من خرج منھا کان کافرا.''** ''علیؑ ابن ابی طالبؑ باب حطہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا مومن ہے اور جو اس سے خارج ہو گیا وہ کافر ہے۔

جسطرح خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل کے لیئے باب حطہ میں تواضع' انکساری' خضوع و خشوع کے ساتھ داخل ہونے کی عام بخشش کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ اسی طرح اُمّتِ محمدیؐ کیلئے حضرت علیؑ کی محبت اور ہدایت کو عام بخشش' جنت میں داخل ہونے اور جہنّم کی آگ سے نجات پانے کا سبب قرار دیا ہے۔ اور اس باب سے خارج ہونے کا مطلب علیؑ کی مخالفت کرنا ہے۔

# حدیثِ دیدار

ارشادِ باری:۔ ''الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ''
(سورۂ یونس:۶۴-۶۳)''جولوگ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا' ان کیلئے بشارت ہے دنیا وآخرت کی زندگانی میں اور کلماتِ خدا میں تبدل واقع نہیں ہوتا۔ یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے۔'''' کوئی مومن اس وقت تک نہیں مرتا جب تک رسول اللہ اور علیِؑ مرتضیٰ کو نہ دیکھلے۔''

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں! میں نے امام محمدؑ باقر سے عرض کی: مرتے دم ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے۔؟ امامؑ نے فرمایا! اۓ ابوحمزہ! جان لو کہ خدا کی قسم خدا اور ہمارے نزدیک اپنا مقام دیکھنے اور تم لوگوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں مگر یہ کہ جان جب یہاں تک پہنچ جائے۔امامؑ نے اُنگلی سے حلق کی جانب اشارہ کیا۔امامؑ نے فرمایا۔! جب رُوح نکلنے کا وقت آجاتا ہے رسول اللہ اور علیِؑ مرتضیٰ دونوں مومن کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں! کیا مجھے پہچانتا ہے مَیں اللہ کا رسولؐ ہوں یہ تیرے مولاۓ کائنات! آگاہ ہوجا کہ تجھے جس چیز سے بھی خوف تھا' تو نے اس سے امان حاصل کی اور جس چیز کی بھی تجھے امید تھی رسائی حاصل کرلی' اۓ روح! خدا کی رحمت و رضوان کی جانب جانے کیلئے بدن سے نکل آ۔اسکے بعد امامؑ نے سورۂ یونس کی یہ آیت تلاوت فرمائی

حدیثِ دیدار کے بارے میں شیعہ اور سُنّی بیشمار علماء نے روایتیں نقل کی ہیں۔امام محمدؑ باقر سے روایت ہے کہ امام علیؑ فرماتے ہیں۔! خدا کی قسم کوئی شخص بھی میرے کینے (اور عداوت) کے ساتھ نہیں مرتا لیکن یہ کہ جانکنی کے عالم میں مجھے ایسی منزلت میں دیکھتا ہے تڑپ جاتا ہے اور کوئی شخص میری محبت پر نہیں مرتا مگر ہنگامِ مرگ مجھے وہ جگہ دیکھتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے

ایک حدیث محمد بن حنظلہ نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ: ولایت پر اعتقاد رکھنے کے سلسلے میں رشک ترین مرحلہ وہ وقت ہوتا ہے جب کسی کی جان حلق تک

پہنچ جائے حضرت نے فرمایا! اس وقت رسولؐ اللہ، علیؑ، جبرائیلؑ اور ملک الموت اس شخص کے پاس آتے ہیں۔فرشتہ پوچھتا ہے: یا علیؑ فلاں کیا آپ اور آپ کی آلؑ کے دوستوں میں سے ہے۔؟ امام علیؑ فرماتے ہیں: ہاں، وہ ہماری ولایت رکھتا تھا اور ہمارے دشمنوں سے بیزار تھا۔اس وقت رسولؐ اللہ جبرائیلؑ سے یہی کہتے ہیں اور جبرائیلؑ اسے خدا کے پاس (عالمِ) بالا میں لے جاتے ہیں۔

''اکثر روایات میں وارد ہوا ہے کہ'' موت کے وقت مومن ایسی چیز دیکھتا ہے جس سے اسکی آنکھیں روشن ہوجاتی ہیں

آیۃ اللہ نور الدین اراکیؒ اکابر علماء و مجتہدین و مفسرین میں سے تھے۔شدید بیماری کی وجہ سے لیٹے تھے۔آدھی رات گذری، انہوں نے آنکھیں کھولیں اُٹھ بیٹھے اپنا ہاتھ سینے پر رکھّا جیسے کوئی سامنے بیٹھا ہوا اپنی دائیں جانب سے سلام کرنا شروع کیا اسی طرح کمرے کے اطراف دیکھتے رہے اور سلام کرتے رہے اسکے بعد لیٹ گئے کلمۂ شہادتین کہنے کے بعد لقاءاللہ کی منزل پر فائز ہوئے۔

آیۃ اللہ حُسین قمیؒ آیۃ اللہ ابوالحسن اصفہانی کے بعد بہت ہی کم مدّت میں مرجعیت کے منصب پر پہنچ گئے تھے مرنے سے پہلے اُنہوں نے فرمایا! مجھے اُٹھا کر بٹھاؤ! امیر المومنینؑ تشریف لے آئے ہیں۔

(ایسے بیشمار واقعات تواریخ میں موجود ہیں۔)

## حدیث: مظہر العجائب

''ھشتاد و پرسش'' میں آیۃ اللہ شہیدِ محراب عبدالحُسینؒ دستِ غیب شیرازی فرماتے ہیں حضرت امیر المومنینؑ کا ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر موجود ہونا ہمارے مسلّمات میں سے ہے۔ اور اسکے علٰحدہ علٰحدہ مواقع ہیں اور ہر موقع کیلئے بہت سی روایات موجود ہیں۔

(۱) جنگِ خیبر سے متعلق روایت ہے کہ یہودی لشکر کے سترہ حصّے بن گئے اور ہر حصّہ

میں حضرت علیؑ تلوار چلا رہے تھے۔

(۲) جنگِ صفّین میں لشکرِ کتیبہ کی تعداد پچیس ہزار افراد پر مشتمل تھی اور اُن کے مقابلے میں تنہا حضرت علیؑ گئے۔آپ نے اُن سے جنگ کی اور آخرکار، پچیس ہزار کا لشکر آپ کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا اور جب یہ لشکر معاویہ کے پاس پہنچا تو اُن میں سے ہر ایک فوجی نے کہا ''ہم نے جدھر بھی نگاہ کی علیؑ ہمیں شمشیر و سنان لیکر جنگ کرتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔''

(۳) جنگ بدر میں بھی کفّارِ قریش میں یہی چرچہ رہا علیؑ نے قتل کیا، علیؑ کی ضربت سے ہی ہاتھ قطع ہوا اور ہم نے علیؑ کو ہی حملہ آور پایا۔

(۴) بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے کہ مرنے والا ہر شخص حالتِ احتضار میں آپ کا مشاہدہ کرتا ہے کہ ہر منٹ میں دنیا میں ہزاروں شخص مرتے ہیں اور مرنے والے افراد کسی ایک علاقے سے بھی مربوط نہیں ہوتے بلکہ کوئی مشرق میں مر رہا ہے کوئی مغرب میں اور کوئی ایک برِ آعظم میں اور کوئی دوسرے برِ آعظم میں مر رہا ہے مگر اس کے باوجود تمام مرنے والے حضرت علیؑ کو دیکھ کر ہی مرتے ہیں۔

## حدیثِ اذیّت

سبطِ ابن جوزی تذکرۃ الخواص میں (حذفِ اسناد) سے عمرو بن شناس سے روایت کی ہے مَیں حضرت علیؑ کے ساتھ قبیلۂ نمیر کی طرف گیا تو علیؑ نے مجھ پر سختی کی جب مَیں واپس مدینہ پہنچا مسجد میں بیٹھ کر اُن کی شکایت کی۔ایک دن وہ مسجد میں گیا جب کہ رسولِ اکرمؐ صحابہ کی جماعت کے ساتھ رونق افروز تھے، پس آپ میری طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگے پھر فرمایا! خدا کی قسم! تو نے مجھے اذیّت دی جو علیؑ کو اذیّت دے اُسنے مجھے اذیّت دی۔

(۲) سعید بن مسیّب حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص سے سُنا کہ وہ علیؑ کی بدگوئی کر رہا تھا تو عمر نے کہا! تجھ پر ہلاکت وارد ہو جانتا ہے کہ اِس قبر میں کون ہے۔؟ رسولؐ اللہ کی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔وہ شخص خاموش ہو گیا حضرت عمر نے کہا اِس میں محمدؐ ابنِ عبدؐ اللہ ابنِ عبد المطلب ہیں جب تو نے علیؑ کو اذیّت دی تو بیشک اُن کو اذیّت دی۔

## حدیثِ کساء

ترمذی میں باب مناقبِ اہلِ بیتؑ میں عمر ابن ابوسلمہ سے روایت ہے کہ جب آیۂ تطہیر ''إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً'' نازل ہوئی۔تو حضرتِ اُمِّ سلمہؓ کے گھر میں تھے۔ندعا النبی صلیّ اللہُ علیہ و آلہٖ و سلّم علیاً و فاطمۃً و حَسناً و حُسیناً فجالھم بکساء و علی خلف ظُھرہٖ ثم قال اللھم ھٰؤلاء اھلِ بیتی فاذھب عنم الرجس و طھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ انا معمم یانبی اللہ قال انت علی مکانک و انت علی الخیر (یعنی آپؐ نے علیؑ و فاطمہؑ حَسنؑ و حُسینؑ کو بُلایا۔اوران پر ایک کملی ڈالدی اور علیؑ آنحضرتؐ کی پشت کی طرف تھے۔پھر آپؐ نے فرمایا۔! بارِالہا۔ یہ میرے اہلِ بیتؑ ہیں۔ان سے رِجس کو دور رکھ۔اُمِّ سلمہ نے عرض کی۔یا رسولؐ اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔فرمایا۔ !تم اپنی جگہ پر رہو۔اورتم خیر پر ہو۔''

یہ حدیث ام سلمہ، مفصل بن بسار اور ابوالحمراء اور انس بن مالک سے مروی ہے امام احمد ابنِ حنبل نے مناقب میں اور نیز ابنِ جریر اور طبرانی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آیۂ تطہیر پانچ شخصیتوں محمدؐ مصطفٰے صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم۔علی مرتضٰے علیہ السلام۔ فاطمۃ الزہرا صلواۃ اللہ۔ وسلام اللہ علیہا۔حَسنِ مجتبٰے علیہ السلام۔ حُسین سید الشہداء علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

اور ایک روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللّٰھُمَّ ھٰؤُ لاءِ آلِ محمدٍ فاجعل صلواتُکَ وبرکاتکَ علیٰ آلِ محمدٍ کما جعلتھا علیٰ ابراھیم و آلِ ابراھیم اِنَّکَ حمیدٌ مَّجید۔بارالہٰا۔! یہ آلِ محمدؐ ہیں۔پس اپنی برکت ورحمت ان کے لیئے قرار دے جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ کے لیئے قرار دی ہے۔

''اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلآئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یآَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ ا صَلُّوْ عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ ا تَسْلِیْمًا ۵ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّد)

معانی الاخبار میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو حضرتؑ نے فرمایا خُدا کی صلوٰۃ تو یہ ہے کہ وہ اپنے رسولؐ پر رحمت نازل کرتا ہے۔اور صلوٰۃ ملائکہ یہ ہے کہ وہ آنحضرتؐ کی پاکیز گی اور طہارت بیان کرتے ہیں۔اور آدمیوں کی صلوٰۃ یہ ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے لئیے دُعا کرتے ہیں۔

اور سَلِّمُوْ ا تَسْلِیْماً سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ جنابِ رسولِؐ خُدا صلیٰ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے اس کا قبول کرنا لازم ہے۔کسی صحابی نے عرض کی یا رسولؐ اللہ۔! یہ تو فرمائیے کہ ہم محمّدؐ وآلِ محمّدؐ پر درود کس طرح بھیجیں۔؟ فرمایا کہو ''صلوات اللّٰہِ و صلواتُ ملآئکتہٖ وَ انبیآئہٖ وَرُسُلِہٖ وَ جَمِیعِ خَلْقِہٖ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ السَّلَامُ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ''۔کسی نے عرض کی جو شخص اس طور سے محمّدؐ وآلِ محمّدؐ پر درود بھیجے تو اُسے کتنا ثواب ملیگا۔؟ حضرتؑ نے فرمایا خُدا کی قسم وہ اپنے گناہوں سے اس طرح باہر آئیگا گویا ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

العیون میں ہے کہ جنابِ غریب الغربا امام علی رضا علیہ السلام نے دربارِ مامون میں ارشاد فرمایا۔ایّہا النّاس۔! یہ بات تو ہمارے دشمن بھی جانتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ۔! آپ پر سلام کرنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے۔اب آپ پر درود کیونکر بھیجا جائے۔؟ حضرتؐ نے فرمایا۔! یوں کہا کرو۔''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کما صَلَّیتَ وَ بَارَکتَ عَلٰی اِبراھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ''۔

کیوں اے گروہِ مردم۔! جو کچھ میں نے بیان کیا آیا تم میں سے کوئی شخص اس کے خلاف کہہ سکتا ہے۔؟ سب نے جواب دیا نہیں۔(کس کو اختلاف نہیں ہے) مامون بولا۔! جو کچھ آپ نے فرمایا اُس پر تمام اُمّت کا اتّفاق ہے کسی نے اِس کے خلاف نہیں کہا مگر آپ کسی اور آیتِ قرآنی سے جو اِس آیت سے واضح ہو اس بات پر دلیل لائیے کہ آلِ رسولؐ پر خُدا نے درود بھیجنے کا حُکم دیا ہے۔اُن حضرتؑ نے فرمایا۔!

اے گروہِ علماء۔! یہ تو بتاؤ کہ قولِ باریتعالے ''یٰسٓ ۞ وَالۡقُرۡآنِ الۡحَكِيمِ ۞ إِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِينَ ۞ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيمٍ ۞''میں خُدا نے کسے مُراد لیا ہے۔؟ اُن لوگوں نے عرض کیا بے شک وشبہ یٰسٓ جنابِ رسولِؐ خُدا کا نام ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اسی آیت سے خُدائے تعالےٰ نے محمدؐ وآلِ محمدؐ کو وہ فضیلت عطا فرمائی جس کی کنہ (حقیقت) وصف تک سوائے اُس شخص کے جو اس کو سمجھ چکا ہے اور کوئی پہنچا ہی نہیں۔ تفصیل اُسکی یہ ہے کہ خُداوندِ عالم نے اپنے انبیاء کے سواء کسی پر سلام نہیں بھیجا۔ پس فرمایا۔! سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الۡعٰلَمِينَ اور فرمایا سَلَامٌ عَلَىٰ ابراهيم اور فرمایا ''سَلَامٌ عَلٰى مُوسٰى وَ هٰرُوۡنَ '' مگر ان نبیوں کی آل پر سلام نہیں بھیجا۔ یعنی یہ نہیں فرمایا۔ سلامٌ عَلٰى اٰلِ نوحٍ اور یہ نہیں فرمایا۔ سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡم اور یہ نہیں فرمایا سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ مُوسٰىٰ وَ هٰرُوۡن ۔البتہ یہ فرمایا ہے ''سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ يَاسِيۡنَ ''یعنی آلِ محمدؐ۔ یہ سُنکر مامون نے کہا مجھے یہ بات معلوم ہوگئی کہ معدنِ نبوت کے سواء اور کوئی شخص قرآن کی تفسیر اور مطالب کو بیان ہی نہیں کرسکتا۔

مقدّمہ شرائع الدین میں انہی جناب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ جنابِ رسولِؐ خُدا صلےؐ اللہُ علیہ وآلہ وسلّم پر ہر مقام میں (جب کوئی آنحضرتؐ کا نام لے) اور چھینکنے کے بعد اور آندھیوں وغیرہ کے وقت درود بھیجنا واجب ہے۔

الخصالؔ میں امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے بھی یہی حدیث منقول ہے کافیؔ اور من لایحضر الفقیہہ میں ہے کہ جنابِ امام محمّد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب تم جنابِ رسولِ خُدا صلیّ اللہُ علیہ وآلہ وسلّم کا نام لو یا کوئی دوسرا تمہارے سامنے نام لے یا اذان وغیرہ میں اُن جناب کا نامِ نامی سُنو تو آنخضرتؐ صلےّ اللہُ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجو۔

جنابِ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جنابِ رسولِؐ خُدا صلیّ اللہُ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ آیت دُرود خُداوندِ عالم نے اس غرض سے نازل فرمائی ہے کہ لوگ میرے انتقال کے بعد بھی مجھ پر برابر درود بھیجتے رہیں

اسی لیئے یہ جتلایا کہ اللہ اور اللہ کے فرشتے محمدؐ وآلِ محمدؐ پر برابر درود بھیجتے رہتے ہیں۔
ایک حدیث میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جنابِ موسےٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں جنابِ رسولِ خُدا صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ذکر کیا: ارشاد باری ہوا ۔ اۓ فرزندِ عمرانؑ ۔! محمدؐ پر درود بھیجو کہ میں بھی ان پر درود بھیجتا ہوں اور میرے فرشتے بھی۔ (مفاتیح الجنان)

## حدیثِ کساء کے بارے میں جابر سے روایت:

جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جنابِ فاطمۃ الزہراؑ سلام وصلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ایک روز میرے پدرِ بزرگوار رسولؐ اللہ تشریف لائے اور فرمایا السّلام علیک یا فاطمۃؑ میں نے جوابِ سلام دیا۔ پس آپ نے فرمایا کہ اۓ فاطمہؑ! میں اپنے جسم میں ضعف پاتا ہوں۔ جنابِ فاطمہؑ نے کہا بابا مَیں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں ضعف سے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا! میرے لیئے چادرِ یمانی لاؤ اور مجھے اُڑا دو۔ جنابِ فاطمہؑ چادرِ یمانی لائیں اور اُڑھا دی مَیں دیکھ رہی تھی کہ میرے بابا کا چہرہ نورانی اور روشن ہو کر چمکنے لگا مِثل چودھویں رات کے چاند کے فرمایا فاطمہؑ نے پھر ایک ساعت گذری تھی کہ میرا فرزند حَسنؑ آیا اور کہا! اۓ اماں جان مَیں اپنے نانا کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ چادر کے نیچے آرام کر رہے ہیں حَسنؑ نے سلام کیا اور چادر میں داخل ہو گئے۔ پھر حُسینؑ آۓ اُنہوں نے بھی کہا کہ اماں جان مَیں نانا کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ پس آپ نے جواب دیا تمہارے نانا اور برادر زیرِ چادر آرام کر رہے ہیں حُسینؑ گئے نانا کو سلام کیا اور چادر میں داخل ہوئے۔ ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ ابوالحَسنؑ تشریف لائے۔ اور کہا اۓ فاطمہؑ! مَیں اپنے بھائی اور اپنے ابن عم رسولؐ اللہ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں آپؑ نے فرمایا کہ وہ مع آپ کے دونوں فرزندوں کے چادر کے نیچے آرام کر رہے ہیں۔ علیؑ نے سلام کیا اور اجازت چاہی اور داخلِ چادر ہوئے پھر جنابِ فاطمہؑ خود اِس چادر کی طرف متوجہ ہوئیں سلام کیا اور اجازت چاہی رسولؐ اللہ نے جوابِ سلام دیا اور اجازت دی آپ بھی داخلِ چادر ہوئیں۔
فاطمہؑ فرماتی ہیں جب ہم سب اہلبیتؑ چادر کے نیچے جمع ہو گئے تو میرے والدِ محترم

رسولِؐ خدا نے چادر کے دونوں سرے تھامے اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیئے اور گویا ہوئے بار الٰہا! یہی ہیں فقط میرے اہلبیتؑ میرے مخصوصین، اور میرے حامی و مددگار جن کا گوشت میرا گوشت، جن کا خون میرا خون ہے جنہوں نے اِن کو اذیّت دی اُنہوں نے مجھے اذیّت دی، جنہوں نے انہیں غمگین کیا اُنہوں نے مجھے غمگین کیا جس نے اِن سے جنگ کی اُس نے مجھ سے جنگ کی، جس نے اِن سے صلح کی اُس نے مجھ سے صلح کی اور جس نے اِن سے دشمنی رکھی اُس نے مجھسے دشمنی رکھی، جس نے اِن کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا غرض یہ سب مجھ سے ہیں اور مَیں اِن سب سے پس خداوندا تو اِن پر اور مجھ پر درود، برکتیں، اور رحمت نازل فرما، اور اِن کو اور مجھے اپنے دامنِ کرم میں جگہ دے تو ہم سے راضی رہ اور اِن سے ہر رجس و آلودگی (ہر بُرائی) کو دُور رکھ اور اِن کو پاک رکھ اِتنا کہ جتنا پاک رکھنے کا حق ہے۔

خدائے عزّ وجل نے فرمایا! اے میرے ملائکہ اور میرے آسمانوں کے رہنے والو قسم ہے مجھے اپنے عزّت وجلال کی کہ نہیں پیدا کیا مَیں نے آسمانوں کا شامیانہ، نہ زمین کی چادر بچھائی نہ مہتابِ نورانی کو نہ آفتابِ روشن کو نہ اس فلک کو جو دورہ کرتا ہے اور نہ دریا جاری کیئے اور نہ کشتی کو جو دریا میں چلتی ہے مگر محبت میں اِن پانچوں بزرگواروں کی جو زیرِ چادر ہیں۔ پس عرض کیا جبرئیلِؑ امین نے اے پروردگار وہ کون بزرگوار ہیں جو چادر کے نیچے ہیں۔ خدائے صاحبِ عزّت وجلال نے فرمایا! وہ اہلِ بیتِؑ نبوّتؐ و معدنِ رسالتؐ ہیں، وہ فاطمہ زؐہرا ہیں اِن کے پدرِ بزرگوار ہیں اِن کے شوہرِ نامدار ہیں اور دونوں فرزند ہیں۔

پھر جبرائیلؑ نے خدا سے زیرِ چادر جانے کی اجازت چاہی اور آ کر سلام و درود کے بعد عرض کیا کہ اِن بزرگوں سے کہ خدائے عزّ وجل نے وحی فرمائی ہے آپ حضراتؐ کی طرف اور فرماتا ہے "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً" "سوائے اس کے کہ نہیں ہے خدا چاہتا ہے کہ دور رکھے حضراتِ اہلبیتؑ سے نجاست کو اور آپ کو پاک رکھے جو آپ کو پاک رکھنے کا حق ہے۔" مولا علیؑ نے رسولِ خداؐ سے پوچھا کہ اِس کی فضیلت بیان فرمائیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا! کہ اگر جس کسی محفل میں اِس کا ذکر ہو گا آپ کے شیعوں کے درمیان تو رحمتِ اِلٰہی اُنہیں گھیر لیگی

اور ملائکہ اُن کے اطراف گھیر کر سُنیں گے، اُن کے لیئے طلبِ مغفرت کریں گے یہاں تک کہ وہ سب متفرّق ہو جائیں۔ علیؑ نے فرمایا ربّ کعبہ کی قسم! پھر تو ہمارے شیعہ کامیاب ہوگئے۔ اور فرمایا کہ جہاں اِس کا ورد ہوگا ہمارے شیعوں کے درمیان جو رنجیدہ وملول ہوگا خداوند عالم ضرور اُس کے رنج کو دُور کریگا جو حاجت طلب کریگا وہ پوری ہوگی۔ پھر علیؑ نے فرمایا قسم بخدا! ہم اہلبیتؑ فائز اور سعید ہوئے اِسی طرح ہمارے شیعہ فائز اور سعید ہوئے کعبہ کے پروردگار کے کرم سے۔ (مفاتیح الجنان)

## حدیثِ سدِّ ابواب

حق الیقین صفحہ ۲۶۱ پر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بطریقۂ خاصّہ وعامہ روایت کی ہے کہ جب مہاجرین مکّہ سے مدینہ میں آئے تو اُنہوں نے مسجد کے اطراف اپنے گھر بنا لیے اور اُن کے دروازے مسجد کی طرف رکھّے۔ بعض لوگ مسجد میں سوتے تھے پس حضرت رسالتمآبؐ نے معاذ بن جبیل کو بھیجا کہ ندا کرے کہ رسولخداؐ تم کو یہ حکم کرتے ہیں کہ تمام دروازوں کو مسدود کر دیا جائے سوائے حضرت علیؑ کے گھر کے دروازے کے لوگوں نے اِس باب میں بہت کلام کیا اور جب آنحضورؐ کو اِس کا عِلم ہوا ایک خطبہ پڑھا اور کہا خدا کی قسم! مَیں نے نہ تو تمہارے دروازے مسدود کیے اور نہ ہی علیؑ کا دروازہ مفتوح رکھا ہے بلکہ مجھے حق تعالیٰ کا حکم اِسی طرح ہُوا ہے مَیں نے اُس کی اطاعت کی ہے۔

## ”حدیثِ شجرۃِ واحدۃ“

”النَّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتَّیٰ وَ اَنْتَ وَ اَنَا مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ.“ ”لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور تم اور مَیں ایک درخت سے ہیں اِس کے بعد نبیِ اکرمؐ نے یہ آیت پڑھی۔

”وَفِی الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ“ (الرعد:۴) ”زمین میں ایک دوسرے سے متّصل مختلف کھیت ہیں اور انگور کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں

ایک کی جڑ دوسرے سے ملی ہوئی اور بعض بن ملی ہوئی اِنکو پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے''

جابر ابن عبداللہ وابی زبیر مکّی سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ ارفات میں تھے پس آپ نے میری اور علیؑ کی طرف اشارہ کیا ہم آئے تو آپ نے فرمایا۔! اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو۔ائے علیؑ مَیں اور تم ایک درخت سے ہیں مَیں اُسکی جڑ ہوں اور تم اُس کا تنا ہو اور حسنؑ اور حُسینؑ اُس درخت کی ٹہنیاں ہیں جس نے ان کو پکڑ لیا اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کریگا۔ائے علیؑ اگر میری اُمّت کے لوگ اِتنے روزے رکھیں کہ اُن کے جسم خمیدہ ہو جائیں اور اِتنی نمازیں پڑھیں کہ وہ فرشتہ خُو وخدا رسیدہ ہو جائیں مگر تجھ سے بغض رکھیں تو اللہ تعالیٰ اِن کو اوندھے بل جہنّم میں ڈالے گا۔

اِسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا''خُلِقتُ وَ خَلَقتُم مِنْ طِیْنَۃٍ وَاحِدَۃ. '' ''مَیں اور تم ایک طینت یعنی مٹّی سے ہیں۔''

# حدیثِ غدیر: من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ

حق الیقین صفحہ ۲۰۰ علامہ مجلسیؒ نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت:''یَـا أَیُّھَـا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِن رَّبِّکَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّهَ لاَ یَھْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ'' (سورۂ مائدہ:۶۷)

جب یہ آیت نازل ہوئی ہم غدیرِ خم میں پہنچے تھے اور ہوا اِس قدر گرم تھی کہ اگر گوشت کو زمین پر رکھتے بریاں ہو جاتا۔پس حضرتؐ نے حکم دیا کہ لوگوں کو ندا دیکر جمع کرے اور حضرتِ مقدادؓ، سلمانؓ، ابوذرؓ، سے فرمایا کہ کانٹوں کو صاف کر کے درختوں کے نیچے زمین جھاڑ دے اور پتھروں کو ایکدوسروں پر ایسے قرینے سے رکھیں کہ بقدرِ امامت آنحضرتؐ منبر پر جائیں۔جب وہ منبر درست کیا ایک کپڑا ڈالدیا۔تب آنحضرتؐ نے ایک خطبۂ طولانی نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ادا کیا تا اینکہ فرمایا! مَیں اپنے نفس کیلئے بندئِ خدا کا اقرار کرتا ہوں اُس

خداوندکی گواہی دیتا ہوں اوراُس چیزکوادا کرتا ہوں جس کی وحی اُس نے مجھ پر نازل کی ہے اِس خوف سے کہ اگرادانہ کرونگا' بلائے عظیم مجھ پر نازل ہوگی۔اِس کے بعد مندرجہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔اِس کے بعدفرمایا کہ کیامَیں تمہارے نفسوں پر اولیٰ بالتصرف ہوں کہ نہیں۔؟ جب سب نے اقرار کیا فرمایا ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہ' فَھٰذَا عَلِیٌ مَوْلَاہ'' جس جس کا مَیں مولا ہوں اُس اُس کا یہ علیؑ مولا ہے۔پس آپ نے علیؑ کا ہاتھ تھاما اور بلند کیا اورفرمایا یا خدا تو اُس کودوست رکھ جوعلیؑ کو دوست رکھے اوراُس کو دشمن رکھ جوعلیؑ کو دشمن رکھے۔پس حضرت عمر نے فرمایا! یاعلیؑ مبارک ہو کہ تم میرے اور ہر ایک مومنہ کے مولا ہوئے۔

# حدیثِ فضیلت

والیِٔ ملکِ ولایت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ نے جب وادی والوں جو قتل کر کے فتح وظفر کے ساتھ واپس ہوئے اور سورۂ ''والعادیات'' نازل ہوا۔آنحضرتؐ اپنے صحابہ کو لیکر استقبال کے لئے نکلے۔رسولؐ اللہ نے فرمایا ؎

''لَو لَا یَا اَخِیْ اُشْفِقُ لِیَقُوْلُ فِیْکَ طَوَائِفٌ مِنْ اُمَّتِیْ مَا قَالَتِ النَّصَارٰی فِی الْمَسِیحِ عِیسَ ابنِ مَرْیَمَ لَقُلْتُ فِیْکَ اَلْیَمَ قَوْلًا لَا تَمُرُّ بِمَلَاءِ اِلَّا اَخَذُ وَ التَّرَابَ مِنْ تَحْتِ قَدَمِیْکَ وَ مِنْ فَضْلِ طُھُوْرِکَ یَسْتَفْشُوْنَ مِنْہُ''

اےَ بھائی۔!اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری اُمّت کے بعض گروہ تیرے باب میں وہ بات کہیں گے۔جو نصاریٰ نے مسیح عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کے باب میں کہی۔تو مَیں بیشک آج کے دن ایک بات کہتا کہ جس گروہ پر سے تیرا گزر ہوتا وہ تیرے پاؤں تلے کی مٹّی لیتے۔اور تیری طہارت کی زیادتی کے سبب اِس مٹّی سے شفا طلب کرتے۔(کوکبِ درّی:۴۵۴)

# باب:۹

## مولائے کائنات کا مقام ومنزلت

ایمان اور تقوے کے بہت سے درجے اور منزلیں ہیں جیسا کہ آئمہ علیہم السلام سے وارد ہوا ہے۔ تقوٰے کے درجے ایمان کے درجے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جس شخص کا ایمان درجہ میں اعلیٰ ہے اور اُس کی روح کا جوہر صفائی میں سب سے بڑھا ہوا ہوگا اسکی عبادت بھی سب سے زیادہ خالص اور سب سے زیادہ ظاہر ہوگی اور جو شخص ایسا ہوگا اسکو قُربِ خدا بھی سب سے زیادہ حاصل ہوگا۔ جسکی پاکیزگی پر ''إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً''۔ (الاحزاب:۳۳) کا پہرہ ہوگا وہ متّقیوں کا حاکم وپیشواء متقیوں کا امام ہوگا۔

تقوے تین طرح کا ہوتا ہے۔ پہلے تقوے فی اللہ ہے یہ تقوے وہ ہے جس میں حلال کو بھی چھوڑ دیا جاتا ہے شبہہ کا تو ذکر ہی کیا ہے یہ خاص الخاص لوگوں کا تقویٰ ہے (جیسے رسولِ خداؐ اور امیر المومنینؑ نے کبھی گیہوں کا دانہ تک نہ کھایا) دوسرے تقوے من اللہ ہے اس میں شبہات تک کو چھوڑا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ حرام سے تو کلی اجتناب ہوگا یہ خاص لوگوں کا تقویٰ ہے۔ تیسرے وہ تقوے ہے جو آتش جہنّم امرِ عذاب کے خوف سے ہو۔ اور اسمیں حرام سے اجتناب ہوتا ہے اور یہ عام لوگوں کا تقویٰ ہے

کلام اللہ میں علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی دُعا سورۂ فرقان میں موجود ہے۔ علیؑ ہمیشہ یہی دعا فرماتے تھے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا۔ ہم تو یہی دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ علیؑ ہمارے امام ہیں لیکن علیؑ کہتے ہیں کہ میں اسکا امام ہوں اور یہ میرا ہے۔ اگر اس معیار پر ہم اپنے کو پرکھیں تو پتہ چلتا ہے ہم کس قدر معیصت میں مبتلا ہیں۔ علیؑ کی شفقتوں اور کرم کے بھروسے

خدا اس چہرۂ اقدس پر کرم فرمائے گناہ گار ہوتے ہوئے بھی بس اسی ذاتِ مقدس کے بھروسے پر ہم زندگی کی ڈگر پر قائم ہیں لیکن ہم ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہیئے کہ صرف اور صرف خوشنودئ مولائے کائناتؑ کے لیئے انکی رضا حاصل کرنے اپنے اعمال بجالائیں

امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ دو شخصوں نے امیرالمومنینؑ کے سامنے فخر کیا آپ نے فرمایا۔! کس بات پر فخر کرتے ہو۔ کہنہ ہونے والے جسموں پر۔؟ یا ان ارواح پر جو دوزخ میں جانے والی ہیں اگر انسان میں عقل نہیں تو خلق ہو۔ اگر تقویٰ نہیں تو کرم ہو ورنہ گدھا تم سے بہتر ہے اور نیکی میں تم سے بہتر نہیں۔

''إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ'' (الحجرات:۱۳) ''بے شک خدا کے نزدیک تم سب میں عزّت دار وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہو۔''

علیؑ کے واقعاتِ زندگی سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے مالِ دنیا کو جمع کیا ہی نہیں اور نہ ریاست وحکومت پر جان دی۔ جب لوگ سقیفہ میں نعرے لگا رہے تھے حضرت علیؑ تجہیز و تکفینِ رسولؐ کی خدمت انجام دے رہے تھے خدا نے فقراء مہاجرین کی اس آیت میں تعریف فرمائی ہے اس پر اس کا اجماع ہے کہ امیرالمومنین کا شمار فقراء میں تھا

آیۃ:۔''وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ ''(الرحمٰن:۴۶) سے مراد علیؑ ہیں جو معصیت اور پیرویِ نفس سے کوسوں دور تھے آیۃ: ''الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى''(النازعات:۴۱) خاص کر علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے لیئے ہے اور ان کے لیئے جو ان کے طریقہ پر ہو اس طرح آیۃ''جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ''(النبا:۳۶) اس سے مراد خصوصاً اہلِ بیتؑ کا تقویٰ ہے اور دیگر متقین عموماً

آیۃ:۔''إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازاً '' (النبا:۳۱) اس سے مراد علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں جو پیشواء ہیں متقین کے جنہوں نے ارتکابِ خواہش سے کنارہ کشی کی۔ اسی طرح آیۃ ''إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ''(المرسلات:۴۱) کی تفسیر میں مروی ہے کہ سب سے زیادہ گناہوں سے بچنے والے علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام اور اہلبیتؑ اطہار ہیں جو

روزِ قیامت درختِ طوبیٰ کے سایہ میں ہونگے اور ایسے خیمے میں مقیم ہوں گے جو موتیوں کا بنا ہوا ہوگا اور جس کا طول کئی فرسخ کی راہ ہوگا۔قرآن میں بیشمار آیتیں علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے تقویٰ پر دلالت کرتی ہیں''إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ''(النحل:۱۲۸)سے مرادعلیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہیں۔علیؑ نے نہ مالِ دنیا کو کبھی جمع کیا اور نہ گناہوں سے تعلق رکھا۔حضرت رسولؐ خدا نے ان کے زہد کی گواہی دی ہے کہ علیؑ نے دنیا سے کچھ لیا نہ ان سے دنیا نے۔

کھانے میں دن بھر میں دو جو روٹیوں پر اکتفاء کرتے تھے وہ اس قدر سوکھی ہوئی ہوتی تھیں کہ گھٹنوں پر رکھکر توڑتے تھے۔ساتھ میں نمک یا سرکہ کوئی ایک چیز ہوتی۔

علیؑ بہت موٹے اور کم قیمت کا لباس پہنتے تھے جس پر کئی جگہ پیوند ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک قمیص خریدی۔آستین کا جو حصّہ اُنگلیوں سے زیادہ تھا آپ نے قطع کر دیا اور فرمایا اتنا کافی ہے۔(بحارالانوار)

رسولِ خدا اکثر و بیشتر ارشاد فرماتے کہ اے علیؑ تمہارے بارے میں پروردگار نے وحی کی ہے کہ وہ تمام متقیوں کے امام ہیں۔شبِ معراج جب آنحضرتؐ پروردگار کے پاس پہنچے تو پروردگار نے علیؑ کے تین القاب القاء فرمائے۔

**سید المسلمین . امام المتقین . قائدالغر المحجلین**

روایات میں تحریر ہے کہ کچھ لوگ علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دیکھا کہ آپ کے سامنے کھجور کے پتوں سے بنا ہوا تھال رکھا ہوا تھا اور اس میں ایک یا دو روٹیاں جو کی رکھی ہوئی تھیں جن پر بھوسی ظاہر تھی اور علیؑ روٹی کو زانو سے توڑ کر نمک سے تناول فرمارہے تھے انہوں نے حبشی کنیز جس کا نام فضّہ تھا اس سے کہا! امیر المومنینؑ کے لئے آٹا کیوں نہیں چھانا۔؟ کنیز نے کہا۔! آیا امیر المومنینؑ خوش مزہ اور لذیز کھانا کھائیں اور اس کا گناہ مجھ پر ہو۔علیؑ مسکرائے اور فرمایا۔! میں نے اسے کہا ہے کہ آٹے کو صاف نہ کرے انہوں نے کہا کیوں۔؟ علیؑ نے فرمایا۔! یہ اپنے نفس کو حقیر و ذلیل

کرنے کے لیئے بہتر ہے کیونکہ مومنین میری پیروی کرتے ہیں۔

امام وپیشواپر لازم ہے کہ ان کی غذاسادہ اور جولوگوں کی روزمرہ کی نیاز ہے صرف کرنی چاہیئے۔تاکہ نیاز مند اپنی غربت اور فقیری سے شکایت کرنے والے نہ ہوں۔اور دولت مندلوگ بے نیازی کی وجہ سے طاغوت اختیار نہ کریں

ایک مرتبہ امیر المومنینؑ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا حضرت نے اس کے کھانے سے دوری کی اور فرمایا: میں اس چیز کو کھانا پسند نہیں کرتا جسے رسولؐ خدا نے نہ کھایا ہو۔آپ کا گذر ایک قصاب کے قریب سے ہوا اس کے پاس موٹا تازہ گوشت رکھا ہوا تھا۔اس نے کہا امیر المومنینؑ یہ موٹا اور تازہ گوشت ہے مجھ سے خرید لو۔علیؑ نے فرمایا: پیسے نہیں ہیں قصّاب نے کہا: میں صبر کرلوں گا فرمایا! میں گوشت کھانے سے صبر کرلوں گا آپ فرماتے تھے کہ تمہارا حکمران تمہاری اس دنیا میں دو پرانے لباس پر راضی ہے اور پورے سال میں گوشت نہیں کھاتا فقط قربانی کا تھوڑا سا جگر اس کے لیئے کفایت کرتا ہے۔

بعض اوقات جوتے کو خود ہی سی لیتے تھے اور اس کام کو عیب نہیں سمجھتے تھے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے تھے کہ تمہاری یہ دنیا علیؑ کے نزدیک بکری کی ناک سے بہنے والے پانی سے زیادہ اہم نہیں ہے دنیا کو تین مرتبہ طلاق دیا تھا ائے دنیا! ائے دنیا! آیا اپنے آپ کو مجھے پیش کررہی ہو اور مجھ سے محبت کرنا چاہتی ہو۔کبھی بھی تیرا وقت نہیں آئے گا افسوس! کسی اور کو دھوکا اور فریب دے مجھے تیری ضرورت نہیں۔میں نے تجھے تین طلاق دی ہیں۔

# علیؑ کا مقام پیغمبرؐ کی نظر میں

(۱) عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں میں نے پیغمبر کو دیکھا ان کا ہاتھ علیؑ کے ہاتھ میں تھا اور انکا بوسہ لے رہے تھے میں نے عرض کی: ائے رسولِ خدا صلیّ اللہُ علیہ وآلہ وسلّم علیؑ کا مقام آپ کی نظر میں کیسے ہے؟ فرمایا علیؑ کی منزلت میری نظر میں ایسے ہے جیسے میری

منزلت خدا کی نظر میں ہے۔ (فضائل امیر المومنینؑ ص ۲۸۰/۴۳۹ الکافی ‘ احقاق الحق)

(۲) عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں۔ ہم نے رسولِ خدا صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا۔ پیغمبرِ خدا صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ و سلّم خفا ہو گئے اور فرمایا! اس گروہ کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمیشہ ان کے بارے میں سوال کرتے ہیں جو تمام اوصاف میں نبوت کے علاوہ خدا کے نزدیک منزلت اور مقام کے لحاظ سے میری منزلت اور مقام کی مثل ہیں

جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خداؐ نے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ دیکھے اسرافیلؑ کو اُنکی ہیبت میں، میکائیل کو انکے رتبہ میں، جبرئیلؑ کو اُنکی جلالت میں آدمؑ کو اُنکے علم میں، نوحؑ کو اُنکے فہم میں، ابراہیم کو اُنکی صفتِ خلیلِ الٰہی میں، یعقوب کو اس قربت خداوندی میں جو صابر کو رنج وغم کی حالت میں حاصل ہوتا ہے، یوسفؑ کو اُنکے جمال میں، موسیٰؑ کو اُنکے صفتِ کلیمی میں، ایوبؑ کو اُنکے صبر میں، یحییٰؑ کو اُنکے زہد میں، عیسیٰؑ کو اُنکے طریقت میں، یونسؑ کو اُنکی پرہیزگاری میں، اور محمدؐ کو اُنکے جسم وخلق میں تو اُسے چاہیئے کہ علی کو دیکھے۔ اسمیں نوّے صفاتِ انبیاء کی صفات میں سے جمع ہوئی ہیں۔ جو کبھی انکے سواء کسی اور میں نہیں ہوئیں ان تمام فضائل کو کتاب جواہر الاخبار میں جمع کیا گیا ہے۔

# علیؑ میں انبیاء کے اوصاف

پیغمبرِ اکرم صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔! جو یہ چاہے کہ اسرافیلؑ کی رفعت دیکھے میکائیلؑ کا درجہ دیکھے‘ جبرائیلؑ کی عظمت دیکھے‘ آدمؑ کی ہیبت دیکھے نوحؑ کی صبر آزما تبلیغ‘ ابراہیمؑ کی سخاوت‘ موسیٰؑ کی شجاعت‘ عیسیٰؑ کی مہربانی‘ محمدؐ کا شرف ومنزلت دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام پر نظر کرے، اور یہ حدیثِ شریف تنبیہ بھی ہے اور رمز بھی کہ علیؑ وہ اسمِ آعظم ہے جو ہر چیز میں جاری وساری ہے اور جو کچھ اللہ نے خلق

کیا ہے علیؑ اس کا مولا ہے اور اسکے معنی ہیں۔علیؑ واجب الوجب کا کلمہ ہے اور وجود وموجود کے آسمان پر طلوع ہونے والا نور ہے لہٰذا ہر رفعت اُسکے درجے کے نیچے ہے اور ہر مقام و منزلت اُسکے رُتبے کے نیچے ہے۔پس آسمانوں میں عبادت میں مصروف فرشتوں کا مقام علیؑ کے نیچے ہے اور انکے منزلت ومرتبہ علیؑ سے نیچے ہے اور چاند اور ستارے کا نور علیؑ کی عظمت کے سورج سے منعکس ہوتا ہے۔بس وہ ذات علی العظیم ہے۔ولی العلی العظیم عماد الاولیاء اور دعوۃ الانبیاء ہے۔

علیؑ نہ ہوتے تو آسمان نہ ہوتا نہ آسمان پر عبادت کرنے والے ہوتے پس علیؑ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے انکے ساتھ ہونا عبادت ہے۔اُنکی محبت میں شہادت ہے۔آپ کی موالات میں رہنا سعادت ہے۔آپؑ وہ ہیں جسکے بارے میں رسولؐ نے جنگِ خیبر میں فرمایا تھا۔ ’’اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری اُمّت تیرے بارے میں وہ کہے گی جو عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کے بارے میں عیسائی کہتے ہیں تو میں تیرے بارے میں آج ایک بات کہہ ہی دیتا۔

مناقبِ مولاؑ میں وارد ہوا ہے کہ جنگِ خیبر کے بعد جب صفیہ کو رسولؐ اللہ کے پاس لایا گیا۔اور صفیہ سب سے خوبصورت چہرے کی مالک تھی۔رسولؐ کو صفیہ کے چہرے پر چوٹ کا نشان نظر آیا تو اُس سے فرمایا۔یہ چہرے پر نشان کیسا ہے؟ تم تو شہزادی ہو۔بولیں۔! جب علیؑ نے بابِ خیبر کو جھٹکا دیا تو دروازے کے ساتھ پورا قلعہ ہل گیا یہ جھٹکا اتنا زوردار تھا کہ جو لوگ قلعہ کی دیوار پر بیٹھے میدانِ جنگ کا مشاہدہ کررہے تھے' وہ دیوار سے گر پڑے' اور میری مسہری اتنی زور سے کانپی کہ میں اس سے منہ کے بل زمین پر گری تو مسہری کا کونہ مجھے لگا۔جس کا یہ نشان ہے یہ سن کر لسانِ وحی بیان پر یہ لفظ جاری ہوئے۔’’اے صفیہ اللہ کے نزدیک علیؑ کی اتنی عظیم شان ہے کہ ادھر علیؑ نے دروازے کو جھٹکا دیا، تو صرف قلعہ ہی نہیں ہلا بلکہ سارے آسمان وزمین بھی لرز گئیں اور صرف یہی نہیں علیؑ کو غضبناک دیکھ کر عرش الٰہی بھی خوف سے کانپنے لگا‘‘۔

# علیؑ کا نبیؐ کا ایک ہی گھر ہوگا

''اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ طُوْبَی لَهُمْ وَحُسْنُ مَآب'' (سورہ الرّعد آیت:۲۹) ''جو لوگ ایمان لائے اور عملِ صالح کیئے انہیں طوبےٰ ملے گا۔اور اچھا انجام بھی انہی کا ہوگا''۔

شواہد التنزیل ج۔اص ۳۰۵ پر علامہ حسکانی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ نبیؐ اکرم نے فرمایا ہے۔

☆ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جسکا تنا میرے گھر میں ہوگا اور شاخیں تمام جنت میں ہونگی۔شواہد التنزیل ج۔اص ۳۰۶ میں ہے کہ دوسرے مقام پر آنحضورؐ نے طوبیٰ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔

☆ طوبیٰ جنت میں ایک درخت کا نام ہے جس کا تنا علیؑ کے گھر میں ہوگا اور شاخیں تمام جنت میں ہونگی۔سوال کیا گیا۔قبلہ پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ طوبیٰ کا تنا میرے گھر میں ہوگا۔ آج فرمارہے ہیں کہ طوبیٰ کا تنا علیؑ کے گھر میں ہوگا۔آپؐ نے فرمایا۔: میں نے پہلے بھی درست کہا تھا اور آج بھی ٹھیک ہی کہہ رہا ہوں۔جنت میں میرا اور علیؑ کا گھر ایک ہی ہوگا۔

# علیؑ کی شبیہ عرش پر

حیات القلوب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جب میں معراج میں گیا تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرا۔اُن سب نے علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا یہانتک کہ میں نے گمان کیا کہ علیؑ کا نام میرے نام سے زیادہ آسمانوں پر مشہور ہے۔جب میں چوتھے آسمان پر پہنچا تو ملک الموت کو دیکھا انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ! ہر بندہ کی روح قبض کرنے پر میں مامور ہوں مگر آپ کی اور علیؑ کی رُوح خود حقِ سبحانہٗ تعالےٰ قبض کرے گا۔

آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے عرش کے نیچے علیؑ کو کھڑے ہوئے دیکھا پوچھا۔اے علیؑ ۔!تم مجھ سے پہلے یہاں آگئے ۔جبرئیل نے کہا یا رسولؐ اللہ! آپ کس سے گفتگو کررہے ہیں۔میں نے کہا اپنے بھائی علیؑ سے۔جبرئیل نے کہا! یارسولؐ اللہ یہ علیؑ نہیں ہیں بلکہ خدائے رحمان ورحیم کا ایک فرشتہ ہے جس کو خدا نے علیؑ کی صورت پر خلق فرمایا ہے۔اور ہم فرشتگانِ مقرب جب علیؑ کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو خدا کے نزدیک علیؑ عظمت وکرامت کے اظہار کے لیئے اس فرشتہ کی زیارت کرتے ہیں

## علیؑ کا فیصلہ در ملاء اعلیٰ

نہج الاسرار صفحہ ۲۲۲ مقدادِ کندی سے مروی ہے کہ ایک روز امیر المومنینؑ میرے پاس تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں تلوار بھی تھی حضرتؑ دوزانو بیٹھ گئے اور آسمان کی جانب مرتفع ہوگئے مَیں آپ کی طرف دیکھ رہا یہاں تک کہ آپ نظر سے غائب ہوگئے پھر قریب وقتِ ظہر کے واپس آئے مَیں نے دیکھا کہ آپ کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا مَیں نے پوچھا کہ میرے آقا آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔

عن امیر المؤمین ان نفوساً فی الملاء الاعلیٰ اختصمت فطوتها مقداد: یا مولای امر الملاء الاعلیٰ الیك امیر المؤمنینؑ : یا ابن اسود انا حجة اللّٰه علیٰ خلقه من سماواته وارضه و مافی السماء ملکا یحظو قدما باذنی ولا تقتل کیف صعد

مَیں نے پوچھا کہ میرے آقا آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔؟ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔! ملااعلیٰ میں بعض نفوس نے فطرت سے متعلق نزع کی تھی۔ مقداد۔! مولا ملاء اعلیٰ کے امور آپ سے متعلق ہیں۔؟ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔! اے ابن اسود خدا کی مخلوق جو آسمانوں اور زمین سے متعلق ہے اور جو ملائکہ آسمانوں میں ہیں مَیں اُن سب پر حجّتِ خدا ہوں۔آسمانوں میں جتنے ملائک ہیں بغیر میری اِجازت کے

الی السماء و هو جسم ثقیل

کے اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہیں ہٹ سکتے۔ یہ مت پوچھ کے جسمِ ثقیل سے آسمان کی طرف کس طرح سعود کئے۔ (نہج الاسرار:۲۲۲)

(بحر المعارف:۴۹۳)

## ’’علیؑ کے قدمونکے نیچے کی خاک کی برکت‘‘

کافی میں ابوبصیر سے روایت ہے کہ جنابِ رسولؐ خدا تشریف فرما تھے جنابِ امیرالمومنین علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یاعلیؑ تم میں عیسےٰؑ ابنِ مریمؑ کی شباہت ہے۔ اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری امّت کے بعض گروہ تمہارے بارے میں ویسا ہی کچھ کہنے لگیں گے۔ جیسا کچھ نصاریٰ عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کے بارے میں کہتے ہیں تو مَیں تمہارے بارے میں ایسی بات کہتا کہ آدمیوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی تم گزرتے وہ تمہارے قدموں کے نیچے کی خاک برکت حاصل کرنے کے لیئے اٹھالیا کرتا۔

فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا یہ قول سُنکر دُوبدّ ووّں کو اور مغیرہ بن شعبہ کو اور قریش میں سے بہت سوں کو سخت غصّہ آیا کہنے لگے کہ اِس رسوؐل کو کسی طرح چین ہی نہیں پڑا جب تک کہ اپنے چچازاد بھائی کو عیسےٰؑ ابنِ مریمؑ کے برابر نہ کردیا اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل کی۔

’’وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿﴾ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلاً لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿﴾ وَلَوْ نَشَاء لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿﴾‘‘ (سورۂ زخرف آیت ۵۷تا۶۰)

فرماتے ہیں کہ حرث ابنِ عمر فھری کو یہ آیتیں سُنکر بڑا غصّہ آیا اور اُسنے یہ کہا کہ یااللہ اگر یہ امر تیری طرف سے ہے اور برحق ہے کہ بنی ہاشم بادشاہت کے یکے

بعد دیگرے وارث ہوتے رہینگے (جیسے کہ ہرقل کے بعد ہرقل ہوتا تھا) تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا ہمکو دردناک عذاب میں مبتلا کر۔خدائے تعالےٰ نے آنحضرتؐ پر حرث کا مقولہ بھی نازل فرمایا اور اُسکے بعد کی یہ آیت بھی۔پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اےئ عمرو یا تو توبہ کرورنہ یہاں سے چلے جا۔چنانچہ اُسنے اپنی سواری منگائی اور سوار ہوکر شہر سے باہر گیا جیسے ہی وہ باہر پہنچا ہے۔ایک پتھر اُس پر آ کر گرا کہ اُسنے اسکی کھوپری کو چکنا چور کردیا۔ جنابِ رسولِؐ خدا کے پاس اُس وقت جس قدر منافق بیٹھے ہوئے تھے ان سے جناب رسولِؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور اپنے یار کی حالت دیکھ لو۔اور اس نے جس چیز کی دُعا کی تھی وہ اس پر آپڑی اسی کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا "وَاسۡتَفۡتَحُواۡ وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیۡدٍ" (سورۂ ابراہیم:۱۵)

## علیؑ کے قدمونکے نیچے کی خاک شفا

(۲) والیٔ ملکِ ولایت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے جب وادی والوں کو قتل کر کے فتح وظفر کے ساتھ واپس ہوئے اور سورۂ "والعادیات" نازل ہوا۔آنحضرت اپنے صحابہ کو لیکر استقبال کیلئے نکلے۔رسول اللہؐ نے فرمایا ؎

"لَوۡ لَا یَا اَخِیۡ اُشۡفِقُ لِیَقُوۡلُ فِیۡکَ طَوَائِفُ مِنۡ اُمَّتِیۡ مَا قَالَتِ النَّصَارِیٰ فِیۡ الۡمَسِیۡحِ عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ لَقُلۡتُ فِیۡکَ اَلۡیَمَ قَوۡلًا لَا تَمُرُّ بِمَلَاءِ اِلَّا اَخَذُ وَالۡتَّرَابَ مِنۡ تُحۡتِ قَدَمِیۡکَ وَ مِنۡ فَضۡلِ طَھُوۡرِکَ یَسۡتَفۡشُوۡنَ مِنۡهُ"

اےئ بھائی! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری اُمّت کے بعض گروہ تیرے باب میں وہ بات کہیں گے۔جو نصاریٰ نے مسیح عیسیٰؑ بن مریمؑ کے باب میں کہی۔تو مَیں بیشک آج کے دن ایک بات کہتا کہ جس گروہ پر سے تیرا گزر ہوتا وہ تیرے پاؤں تلے کی مٹّی لیتے۔اور تیری طہارت کی زیادتی کے سبب اس مٹی سے شفا طلب کرتے۔ (کوکبِ درّی ۴۵۷)

# علیؑ کے دروازہ کے سواء سارے دروازے مسجد میں بند کروادیئے

جب آنحضرتؐ نے مدینۃ المنوّرہ میں مسجد تعمیر فرمائی تو آپ کے ساتھ ہی صحابہ نے بھی اپنے مکانات مسجد سے ملحق بنالیئے اور اُن مکانات کے دروازے مسجد میں کھول دیئے تاکہ مسجد کی آمدورفت میں آسانی ہو۔اس آمدورفت کا یہ نتیجہ ہوا کہ لوگ ہر حالت میں مسجد میں آنے جانے لگے جس سے مسجد نبوی کی حرمت میں فرق آنے لگا اس پر خدا وندتعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حُکم دیا کہ ان تمام صحابہ کے مکانوں کے دروازے سوائے درخانۂ علیؑ کے بند کرادو۔صرف حضرت علیؑ کے مکان کے دروازے کو مسجد میں کھُلے رہنے کی اجازت دی گئی۔ باقی تمام صحابہ کے جو مسجد کی طرف کھُلتے تھے بند کر دیئے گئے اسپر اصحابِ رسولؐ نے اعتراض کیا۔جب آنحضرتؐ کو ان کی یہ شکایت معلوم ہوئی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور اعلان فرمایا کہ نہ میں نے صحابہ کے دروازے بند کرائے اور نہ علیؑ کا دروازہ کھُلا رکھا۔ یہ جو کچھ ہوا ہے خداوندتعالےٰ کے حُکم سے ہوا ہے ۔ ’’وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۞ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۞‘‘

’’قسم ہے ستارہ کی جب وہ گرا کہ تمہارے صاحب یعنی محمدؐ نہ گمراہ ہوئے اور نہ بھٹکے۔وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔جو وہ کہتے ہیں خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔جو مضبوط قوتوں والا ہے‘‘

حضرت حمزہ ابن عبدالمطلبؑ اپنی آنکھوں میں آنسو ڈبڈباتے ہوئے رسولؐ اللہ سے عرض کی کہ آپ نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس کو نکال دیا اور اپنے چچا کے بیٹے علیؑ کو رہنے دیا۔آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ یہ امر ان لوگوں پر شاق گذرا ہے۔ پس آنحضرتؐ نے نمازِ جماعت کی منادی کرادی اور منبر پہ لیجا کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید وتوحید میں ویسا خطبہ کبھی نہیں آپ سے سُنا گیا تھا۔حمد وثنائے خداوندتعالےٰ کے

بعد فرمایا کہ اے لوگو۔! میں نے نہ ان دروازوں کو بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے اور نہ تمکو نکالا ہے اور نہ علیؑ کو رکھا ہے بلکہ یہ حکم خداوند تعالےٰ نے دیا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''قسم ہے ستارہ کی جب وہ گرا کہ تمہارا صاحب یعنی محمدؐ نہ گمراہ ہوا اور نہ بھٹکا۔ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا جو وہ کہتا ہے خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے جو مضبوط قوتوں والا لاتا ہے۔''

ابن المغازلی عدی بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن جناب رسولِ خداؐ مسجد کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ایک طاہر مسجد تعمیر کرے جس میں سوائے موسیٰؑ و ہارونؑ وفرزندانِ ہارونؑ کے اور کوئی نہ رہے اور بتحقیق خدا نے میری طرف وحی بھیجی کہ میں ایک پاک مسجد تعمیر کروں جس میں سوائے میرے اور علیؑ اور فرزندانِ علیؑ کے اور کوئی نہ رہے ''وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّءَا لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتاً الخ'' (سورۂ یونس آیت:۸۷)

بزار اپنی مسند میں حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب رسولِ خداؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ موسیٰؑ نے خداوند تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مسجد کو ہارونؑ کی سکونت کی وجہ سے پاک و پاکیزہ کرے اور میں نے خدا سے دُعا کی کہ میری مسجد کو تیری رہائش سے پاک و پاکیزہ کرے

ایک اور روایت میں ہے کہ بس جناب رسولِ خداؐ صحابہ کے پاس تشریف لائے اور بعد حمد وثنائے الٰہی فرمایا (اور آپ کا چہرہ غصّے کے مارے لال تھا غصّہ میں آپ کا چہرہ سُرخ ہو جایا کرتا تھا۔) کہ بتحقیق خداوند تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی نازل فرمائی کہ مسجد کو طاہر کرے اور اس میں سوائے موسیٰؑ و ہارونؑ و پسرانِ ہارونؑ شبّر وشبّیر کے اور کوئی نہ رہے۔ اور بتحقیق میرے پاس بھی خداوند تعالےٰ نے وحی نازل فرمائی ہے کہ مسجد کو پاک وطاہر کردوں اور اُسمیں سوائے میرے اور علیؑ و پسرانِ علیؑ یعنی حسنؑ و حُسینؑ کے اور کوئی نہ رہے۔ جب میں مکّہ سے مدینہ ہجرت کر کے آیا

اور وہاں مسجد بنائی تو میرا ارادہ ہجرت کرنے کا نہیں تھا جب تک مجھے حُکم نہ دیا گیا۔ میں کچھ نہ جانتا تھا سوائے اسکے کہ جسکا علم مجھکو دیا گیا تھا۔ اور میں کچھ نہیں کرتا تھا جب تک مجھکو اسکا حُکم نہ دیا جائے۔ میں اپنے ناقہ پر مکّہ سے مدینہ آیا۔ انصار مجھے مدینہ میں ملے اور اصرار کیا کہ میں کسی خاص جگہ ٹھہروں لیکن میں نے کہا کہ میرے ناقہ کو چھوڑ دو۔ وہ بحکمِ الٰہی معمور رہے۔ پس میں وہاں اُترا جہاں میرا ناقہ ٹھہرا۔ اسطرح قسم بخدا نہ میں نے دروازے بند کرائے اور نہ اپنے خاص حکم سے کئے ہیں اور خدا نے ہی علیؑ کو مسجد میں آباد کیا ہے اور اُسکا دروازہ کھلا رکھا (البلاغ المبین)

اس واقعہ سے جو حضرت علیؑ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے وہ ظاہر ہے خود خداوند تعالےٰ نے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ علیؑ تم سب سے افضل ہے۔ لہٰذا تم سب سے پہلے مستحقِ خلافت ہے۔ خلافتِ الٰہیہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کے استحقاق کا اظہار بھی خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہوا۔

# علی علیہ السلام بمنزلة الکعبة

(۱) قال رسول اللہ صلیّ اللہ عُلیہ وآلہ وسلّم: یا علیُّ انتَ بمنزلة الکعبة

احقاق الحق ج ۵/۶۴۷، فضائل امیر المومنین ص ۳۱۰ پر تحریر ہے کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا: یا علیؑ! آپ کعبہ کی مثال ہیں

(۲) صناعی، علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا! یا علیؑ تمہاری مثال کعبہ کی ہے، لوگوں کو تمہارے قریب آنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ تم ان کے پاس جاؤ۔ اگر لوگ آپ کے پاس آئیں اور آپ کی خلافت کو تسلیم کریں تو قبول کر لیں اور اگر آپ کے پاس نہ آئیں تو آپ ان کے پاس نہ جائیں یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس آئیں۔

(فضائل امیر المومنین ص ۳۱۸، احقاق الحق ۵/۶۴۶)

(۳) ابوذر غفاریؓ سے نقل ہوا ہے کہ رسول خدا صلیّ اللہ عُلیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

تمہارے درمیان علیؑ کی مثال ایسے ہے جیسے کعبہ شریف ہے کہ اس کی طرف دیکھنا عبادت اور حج فرض ہے۔ (احقاق الحق ۵/۶۴۷، البحار ۳۸/۱۹۹، فضائل امیر المومنین ۳۱۸)

## ''علیؑ کے لئیے آسمان سے پانی نازل ہونا''

فضائل امیر المومنین میں ص ۳۰۰ پر خوارزمی اپنی سند سے انسؓ بن مالک سے نقل کررہے ہیں کہ رسولِ خدا صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فرمایا! علیؑ کے پاس جاؤ تا کہ کل رات جوان کے ساتھ واقعہ پیش آیا تمہارے لئیے بیان کریں۔ میں بھی تمہارے پیچھے آرہا ہوں۔ انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جس وقت علیؑ کے گھر پہنچے ان سے داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضرت علیؑ باہر تشریف لائے۔ اور حضرت ابوبکر سے پوچھا آیا کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔؟ حضرت ابوبکر نے کہا نہیں۔ خیر اور خیریت کے علاوہ اور کوئی بات نہیں۔ پیغمبرؐ نے مجھے اور عمر سے فرمایا: علیؑ کے پاس جاؤ تا کہ کل رات جو واقعہ ان کے ساتھ پیش آیا تمہارے لئیے بیان کریں۔ اسی دوران پیغمبرِ اکرمؐ پہنچے اور علیؑ سے فرمایا۔! جو واقعہ آپ کے ساتھ پیش آیا ان کے لئیے بیان کردو۔

حضرت علیؑ نے عرض کی: اے خدا کے رسولؐ بیان کرنے سے مجھے شرم محسوس ہوتی ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا! ان کے لئیے بیان کردو کیونکہ خدا بھی حق کو بیان کرنے سے شرم و عار نہیں کرتا۔ علیؑ نے فرمایا! میں صبح سویرے اُٹھ کر طہارت کیلئے گیا پانی موجود نہیں تھا میں خوف زدہ ہوگیا کہ نماز قضا نہ ہوجائے، حسنؑ اور حُسینؑ کو علحیدہ پانی کیلئے بھیجا، انہوں نے دیر کی، غم اور خوف نے میرے پورے بدن کو لپیٹ میں لے رکھا تھا، اس وقت میں نے دیکھا کمرے کی چھت کو سوراخ ہوا اور پانی کی بالٹی جو تولیہ میں لپٹی ہوئی تھی میرے لئیے اُتری جب بالٹی زمین پر پہنچی، یں نے تولیہ ہٹایا دیکھا کہ بالٹی میں پانی ہے میں نے اپنے جسم کو دھویا، غسل کیا، اور نماز ادا کی اس کے بعد بالٹی اور تولیہ آسمان کی طرف واپس ہوئے اور کمرے کی چھت آپس میں مل گئی۔ پیغمبرِ اکرمؐ نے فرمایا، وہ بالٹی بہشت سے اور

پانی نہرِ کوثر اور تولیہ بہشتی لباس تھا۔ یا علیؑ! کل رات آپ جیسا کون تھا کہ جبرئیلؑ نے آپ کی خدمت کی ہے۔ (کشف الیقین۔۳۰۱)

## علیؑ اللہ کی مضبوط رسّی

"وَاعۡتَصِمُواۡ بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ كُنۡتُمۡ أَعۡدَاءً فَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهِ إِخۡوَانًا وَكُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ" (آلِ عمران:۱۰۳)

امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جنابِ رسولِ خداؐ مع اپنے اصحاب کے مسجد میں تشریف فرما تھے فرمانے لگے کہ ابھی تھوری دیر میں دروازے سے ایک جنتی آئیگا۔ اور جو مطلب اُسے دریافت کرنا ہے دریافت کرے گا چنانچہ ایک طویل القامت آدمی مصر کے لوگوں سے مشابہ آیا۔ آگے بڑھکے آنحضرتؐ کو اس نے سلام کیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسولؐ اللہ میں نے سُنا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں یہ بھی فرماتا ہے

"وَاعۡتَصِمُواۡ بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَلَا تَفَرَّقُوۡا ٥"۔ یہ حبل کونسی ہے جِسے چنگل مار کے خدا تعالےٰ نے ہم کو پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ کہ اُسی سے کبھی جدا نہوں۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ نے سرِ مبارک جھکا لیا۔ پھر بلند کر کے ہاتھ سے علیؑ مرتضےٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ کی رسّی یہ ہے جو اس سے متمسّک ہوگا دنیا میں بھی اس کے ذریعے سے محفوظ رہیگا اور اس کی آخرت بھی اس کے ہاتھ سے نہ جانے پائیگی۔ پس وہ شخص جھپٹ کر اُٹھا اور علیؑ مرتضےٰ کے پسِ پشت جا کر حضرتؑ سے چمٹ گیا اور یہ عرض کرتا جاتا تھا کہ میں اللہ کی رسّی سے متمسّک ہوگیا اور کہنے لگا کہ یا اللہ میں تجھکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے بڑی رسّی کا تھام لیا تو جنابِ رسولِ خداؐ سے فرمایا کہ جسے یہ اچھا معلوم ہو کہ وہ ایک جنتی شخص کی طرف نظر کرے تو اسے چاہئیے کہ اس اعرابی کو دیکھے۔

# علیؑ میں اوصافِ امامت

مناقب ابن شہرآشوب حصّہ دوم ص/۱۲۶ پر تحریر ہے کہ احادیث واخبار امامیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام برحق کی پچاس علامتیں ہیں۔

۱) عصمت ہو

۲) نص الناس ہو

۳) اعلم الناس ہو

۴) افصح الناس ہو

۵) احلم الناس ہو

۶) اتقی الناس ہو

۷) اشجع ہو

۸) اشرف ہو

۹) اسمح ہو

۱۰) اوفیٰ ہو

۱۱) سب سے زیادہ صابر ہو

۱۲) سب سے زیادہ اللہ سے نزدیک ہو

۱۳) سب سے زیادہ سخی ہو

۱۴) سب سے زیادہ عابد ہو

۱۵) لوگوں پر سب سے زیادہ شفیق ہو

۱۶) دشمن پر سب سے زیادہ سخت ہو

۱۷) بارگاہِ خدا میں سب سے زیادہ متواضع ہو

۱۸) حکمِ خدا کی سب سے زیادہ تعمیل کرنے والا ہو

۱۹) نہی الٰہی سے سب سے زیادہ روکنے والا
۲۰) بلحاظ نفس سب سے بہتر ہو
۲۱) مختون پیدا ہو
۲۲) مطہر پیدا ہو
۲۳) ولادت سے وفات تک معصوم ہو
۲۴) اس کے اموال تحتِ حُکمِ باری خرچ ہو
۲۵) جس طرح آگے سے دیکھتا ہے اسی طرح پیچھے سے دیکھے
۲۶) صاحبِ فراست صادقہ ہو
۲۷) اس کا سایہ نہ ہو کیونکہ وہ نورانی مخلوق ہو
۲۸) جو اس کے ساتھ پیدا ہو مومن ہو
۲۹) جب شکمِ مادر سے باہر آئے تو اوّل زمین پر ہتھیلیاں رکھے کلمۂ شہادتین زبان سے ادا کرے
۳۰) خواب میں اس کا دل نہ سویا کرے
۳۱) وہ محدث ہو
۳۲) اسکی دعا مستجاب ہو
۳۳) اسکے فضلے کو زمین نگل جائے
۳۴ اسکو خواب میں احتلام نہ ہو
۳۵) وہ انگڑائی نہ لے
۳۶) وہ جماہی نہ لے
۳۷) اسکے بدن سے مشک کی سی خوشبو آئے
۳۸) صابِ وصیّت ظاہرہ ہو
۳۹) صاحبِ معجزہ ہو
۴۰) حوادث کے ظہور سے پہلے ان کی خبر دے

۴۱) نبیؐ سے اس کا عہد معہود ہو

۴۲) اس کے پاس نبی کے ہتھیار رہوں

۴۳) اسکی تلوار ذوالفقار

۴۴) نبی کی زرہ اسکے بدن پر ٹھیک آئے

۴۵) اس کے پاس وہ صحیفہ ہو جس میں ان سب شیعوں کے نام ہوں جو قیامت تک ہونے والے ہیں

۴۶) اس کے پاس وہ جامعہ اور ایک صحیفہ ہے جس کا طول ستر ہاتھ اس میں وہ سب درج ہے جسکی احتیاج اولادِ آدمؑ کو ہوتی ہے۔ رسولؐ نے بتایا اور امیر المومنینؑ نے اسکو لکھا

۴۷) اس کے پاس جفر احمر ہو اور وہ ایسا ظرف ہے جس میں رسولؐ اللہ کے اسلحہ میں اور ہو ظہورِ قائمؑ آلِ محمدؐ تک مخفی رہیں گے۔

۴۸) اس کے پاس جفر ابیض ہو۔ جس میں توریتِ موسیٰؑ ،انجیلِ عیسیٰؑ اور زبورِ داؤدؑ ہے۔اور وہ سب کتابیں بھی جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئیں

۴۹) وہ صاحبِ الہام ہو اور وہ آواز سُنتا ہو جو زنجیر کی جھنکار جیسی ہو۔

۵۰) بعض اوقات اس کے سامنے آئے صورت جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اور بعض اوقات وہ ان سے مخاطب کرے۔

ہمارے آئمہؑ اپنے علوم میں تمام دنیا کے علماء سے ممتاز تھے کیونکہ ان کا عِلم علمِ نبیؐ سے ماخوذ تھا۔اور ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ نے کسی درگاہ میں تعلیم حاصل نہ کی تھی بلکہ ان کا علم وہبی تھا۔

## علیؑ ابنِ ابیطالبؑ پر خلاّقِ عالم کی عنایتیں

(۱) خلاّقِ عالم نے خلقتِ کائنات سے چودہ ہزار سال قبل نورِ علویؑ کو نورِ نبویؐ کیساتھ خلق فرمایا۔ (۲) پھر مسجودِ ملائکہ قرار دیا۔ (۳) جبرائیلؑ کا اُستاد بنایا۔ (۴) انبیاؑء کے ساتھ اپنی طرف سے مددگار بنا کر بھیجا۔ (۵) اپنے مخصوص گھر خانۂ کعبہ میں علیؑ کو پیدا کیا۔ (۶) عصمت سے بہرور فرمایا۔ (۷) آپ کی محبت ساری مخلوق پر

واجب قرار دی۔(۸) رسولِ اکرمؐ کا مقام غدیر میں خود جانشین بنایا۔(۹) معراج میں رسولِ اکرمؐ سے علیؑ کے لہجہ میں کلام کیا۔(۱۰) ہر اسلامی جنگ میں اِن کی مدد کی۔(۱۱) آسمان سے ذوالفقار نازل فرمائی جس پر فرشتوں نے قصیدہ پڑھا ''**لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارُ**'' (۱۲) علیؑ کو شبِ ہجرت اپنا نفس قرار دیا۔(۱۳) عِلمِ لدنی سے ممتاز کیا۔(۱۴) اپنی کنیزِ خاص فاطمۃ الزہراؑ سے عقد کا حُکم دیا اور عرش پر خطبۂ نکاح پڑھا۔(۱۵) مبلّغِ سورۂ برأت بنایا۔(۱۶) مسجد میں سب کے دروازے بند کروائے آپ کا دروازہ کُھلا رہنے دیا۔(۱۷) مدحِ علیؑ میں کثیر آیتیں نازل فرما کر قرآن کو آپ کے قصیدوں سے زینت بخشی۔(۱۸) علیؑ کو اِنتہائی صبر وضبط دیکر رسولؐ کے بعد فوری تلوار اُٹھانے سے روکا۔(۱۹) اِمامتؑ کو قیامت تک آپ کی نسل میں قرار دیا۔(۲۰) **قَسِیْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارُ** بنایا۔(۲۱) لواء الحمد کا مالک بنایا۔(۲۲) ساقئی کوثر قرار دیا۔(۲۳) حاکمِ یوم الدّین قرار دیا۔(۲۴) علیؑ کی محبت کو ایمان کی کسوٹی قرار دیا۔(۲۵) قوّت وطاقت اِتنی عطا کی کہ دروازۂ خیبر کو اُنگلی سے اُکھاڑ پھینکا۔(۲۶) ہَوا' پانی' زمین وآسمان سب کو آپ کیلئے مسخر فرمایا یہ چند خصوصیات ہیں جہاں تک ہم پہنچ سکے۔

## علیؑ کو نبیؐ سے قربتِ خاص حاصل تھی

۱) عبّاد بن یعقوب اور یحیٰ بن عبدالحمید کہتے ہیں: علی بن ہاشم نے محمد بن عبداللہ انہوں نے اپنے والد عبدالدین رافع انہوں نے اپنے جد ابورافع سے ہمارے لئیے حدیث بیان کی کہ رسولِ خداؐ! جس وقت بیٹھنے اور اُٹھنے کا ارادہ کرتے تھے تو علیؑ کے علاوہ کوئی بھی ان کے ہاتھ کو نہیں پکڑتا تھا۔اور اس بات کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سب اصحاب جانتے تھے اسی وجہ سے علیؑ کے علاوہ کوئی پیغمبر اکرمؐ کے ہاتھ کو نہیں پکڑتے تھے۔

(اعلام الوریٰ/۱۸۹'حلیۃ الابرار/۱/۲۳۳)

۲) حمانی اپنی حدیث میں کہتے ہیں: جس وقت پیغمبر اکرمؐ بیٹھتے تھے تو علیؑ کا سہارا لیتے تھے۔اور جس وقت اُٹھتے تھے تب بھی علیؑ کا سہارا لیتے تھے۔ (اعلام الوریٰ/۱۸۹)

۳) روایت میں نقل ہوا ہے کہ رحلت کے وقت رسولِ خداؐ کا سرِ مبارک علیؑ کے زانو پہ تھا۔

۴) روایت میں ہے کہ جب رسولؐ خدا کبھی غیض میں ہوتے تو کسی صحابی کی یا کسی عزیز و اقارب کی مجال نہیں تھی کہ ان سے کلام کرسکتا سوائے ایک علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے۔

۵) آنحضرتؐ رسول اکرم کے وقتِ اخیر آپ پر غشی طاری ہوگئی تو جنابِ فاطمہؑ رونے لگیں جب غش سے آنکھ کھلی تو فرمایا اے فاطمہؑ میرے قریب آؤ پھر آپ نے کوئی ایسی بات ان سے کہی کہ ان کے چہرہ سے خوشی محسوس ہوئی امام حسنؑ اور امام حُسینؑ نے نانا کو غش میں دیکھا تو رونے چلانے لگے اور بے تابی کے ساتھ رسولؐ اللہ سے لپٹ گئے۔ حضرت علیؑ نے چاہا کہ ان کو ہٹا دیں۔حضرتؐ نے آنکھ کھولی تو فرمایا اے علیؑ انہیں رہنے دو تا کہ میں ان کی بو سونگھوں یہ میرے لیئے ذریعۂ راحت ہیں۔اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ کو اپنی چادر کے اندر لیا اور اپنا مُنہ اُنکے مُنہ پر رکھ کر مرتے دم تک سرگوشی کی حضرتؐ نے علیؑ سے یہ بھی فرمایا جب میں مرجاؤں تو اپنے ہاتھ سے میرا سر اُٹھانا،اور ان ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لینا۔اور میرا رخ قبلہ کی طرف کر دینا اور میرے امر کے ولی ہونا،تم غسل دینا،کفن پنہانا تمہارے سواء میرے جسم پر نظر کرنا کسی کو جائز نہیں ہے اگر نظر کرے گا بینائی زائل ہوجائیگی اور سب سے پہلے میرے جنازے پر تم نماز پڑھنا اور مجھ سے جُدا نہ ہونا جب تک مجھے سپردِ خاک نہ کردو۔اور اپنے معاملے میں خدا سے مدد چاہنا،حضرت علیؑ نے آپ کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا۔

## علیؑ سے کسی کا مقائسہ نہیں

ایک ترتیبِ فضیلت ہوتی ہے ایک ترتیبِ خلافت۔علیؑ ترتیبِ خلافت میں چوتھے ہیں (سوائے اہلِ تشیع کے) اور ترتیبِ فضیلت میں پہلے۔اب سوال یہ ہوتا ہے

کہ جو ترتیبِ فضیلت میں پہلا ہوا اُسے ترتیبِ خلافت میں بھی پہلا ہونا چاہیئے۔تو اِس کا جواب یہ ہے کہ ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو ننانوے پیغمبروں کے بعد آنے والا سب سے افضل الانبیاؑء ہے مولاؑئے کائنات سے کسی کا مقائسہ نہیں ہے۔

# علیؑ ساری خلقت میں منفرد ہیں

تفسیرِ امام حسن عسکری علیہ السلام ص ۱۶ پر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے چچا عباس اور دیگر صحابہ کو دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور علیؑ کو اپنا دروازہ کھلا رکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔تو حضرت عباسؓ اور دیگر رشتہ داران آنحضرتؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ علیؑ کس لیئے مسجد میں سے آمد و رفت رکھتے ہیں۔آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی ہے۔تم کو چاہیئے کہ اس حکم کو تسلیم کرو اور جبرئیلؑ اس باب میں خدا کی طرف سے وحی لائے ہیں۔پھر آنحضرتؐ پر وہ حالت طاری ہوئی جو نزولِ وحی کے وقت ہوا کرتی تھی جب اس سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ اے عباسؓ اے عم! جبرئیل خدائے جلیل کی جانب سے خبر دیتے ہیں کہ علیؑ حالتِ تنہائی میں تم سے جدا نہ ہونگے اور عالمِ غربت میں تمہارے انیس اور جلیس ہونگے۔آپؓ بھی ان کو اپنی مسجد سے الگ مت کرو۔اے چچا اگر آپ علیؑ کو اُس وقت دیکھتے جبکہ وہ میرے بستر پر لیٹا ہوا میرے دشمنوں سے مقابلہ کر رہا تھا اور اپنی جان سے میری جان کی حفاظت کرتا تھا۔اور اس بات پر خوش تھے کہ وہ کافر بری طرح ان کو قتل کر ڈالیں۔تب آپ کو معلوم ہوتا کہ وہ میری طرف سے کرامت اور تفضّل کے اور خدا کی طرف سے تعظیم اور بزرگی کے مستحق وسزاوار ہے۔چونکہ علیؑ نے شبِ ہجرت کو بسترِ رسولؐ پر لیٹے اور اپنی جان کو رسولِؐ خدا کی جان کی سپر بنانے میں تمام خلقت سے منفرد ہوئے۔اس لیئے اللہ تعالےٰ نے بھی مسجدِ رسولؐ میں آنے جانے میں اُن کو تمام خلقت سے منفرد کیا۔

## علی علیہ السلام کا شمار اہلبیتؑ میں ہوتا ہے اصحاب میں نہیں ہوتا

مودّات میں ابووائل سے منقول ہے کہ مَیں نے عبداللہ ابنِ عمر کو سُنا کہ وہ پیغمبرِ اکرمؐ کے اصحاب کبار کو اس ترتیب سے شمار کرتے تھے۔ ا۔حضرت ابوبکر۲۔حضرت عُمر۔حضرت عثمان۔ اور امیرالمومنینؑ کو ان میں شمار نہ کیا۔ایک شخص نے اُن سے کہا۔ اے عبداللہ! آیا علیؑ مرتضٰی اصحاب کبار میں داخل نہیں ہیں۔؟ جو تم نے اُن بزرگوار کو شمار نہیں کرتے۔انہوں نے جواب دیا کہ علیؑ مرتضٰی اہلِ بیتؑ پیغمبرؐ میں سے ہیں اور رسولِؐ خدا کیساتھ مرتبہ اور نسبت میں صحابہ میں سے کسی کا قیاس اس بزرگوار پر نہیں ہو سکتا۔کیونکہ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ (کوکبِ دری صفحہ۵۹)

**"وَالَّذِيْنَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيْمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ كُلُّ امْرِءٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ"** (الطّور:۲۱)

ترجمہ:۔ یعنی جولوگ ایمان لائے ہم نے ان کے ایمان لانے اور ہماری طرف گرویدہ اور راغب ہونے کی وجہ سے ان کی ذُرِّیات کو ان کے ہمراہ کیا۔پس جنابِ فاطمہؑ سلام اللہ علیہا اور علیِؑ مرتضےٰ رسولؐ اللہ کے ساتھ ہیں۔

مودات ہی میں عبداللہ ابن احمد ابن حنبل سے منقول ہے۔عبداللہ کہتے ہیں کہ مَیں نے اپنے باپ سے سوال کیا کہ بہترین صحابہ کون کون ہیں۔؟ اس نے جواب دیا کہ ۔حضرت ابوبکر' حضرت عُمر اور حضرت عثمان اور خاموش ہوگئے۔مَیں نے کہا۔اے بابا تم نے علیؑ مرتضےٰ کا نام اپنی زبان پر جاری نہ کیا۔انہوں نے جواب دیا کہ اے فرزند۔!علیؑ مرتضےٰ بحکمِ آیۂ مباہلہ نفسِ پیغمبرؐ ہیں اور بحکمِ آیت: **اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰه** الخ اہلبیتِؑ رسولؐ میں سے ہیں۔اور آیہ:"**اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰه**"اور حدیث"**مَنْ كُنْتُ مَوْلَاه' فَعَلِيٌّ مَوْلَاه'**" ۔کے موافق مومنوں کے امیر اور مختار ہیں۔صحابہ میں سے کوئی شخص ان کی برابری اور ہمسری نہیں کرسکتا۔

# علیؑ اور تبلیغِ سورۂ برات

روضۃ الاحبابؔ، روضۃ الصفاؔ۔حبیب السیرؔ اور معارج النبوۃؔ میں منقول ہے کہ علمائے سیر و اخبار نے روایت کی ہے کہ ہجرت کے نویں سال آخر ماہ ذیقعدہ کے میں آنحضرتؐ نے حج کرنے کی خواہش کی۔لیکن جب سُنا کہ مشرکین رسمِ جاہلیت کے موافق موسمِ حج میں مکّہ معظّمہ میں آکر برہنہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اُن کے ساتھ شریک ہونا مکروہ خیال کر کے اس اِرادے کو منسوخ کیا اور حضرت ابوبکر کو تین سو اصحاب کا سردار مقرر کر کے فرمایا کہ مکّہ میں جا کر لوگوں کو مناسکِ حج کی تعلیم کرے اور سورۂ برات کی ابتدائی چالیس آیتیں سب کے سامنے پڑھکر سُنائے۔

یہ کام اتنا آسان نہ تھا جتنا آسان نظر آتا ہے۔مشرکین سے معاہدے ختم کیئے جارہے تھے۔حج اور مسجد الحرام میں داخلہ سے انہیں روکا جارہا تھا اس صورت میں ممکن تھا کہ وہ بغاوت اور سرکشی پر اُتر آتے یا در پردہ سازش کر کے درپئے ایذا ہوتے۔

جب حضرت ابوبکر مقامِ ذوالحلیفہ سے احرام باندھکر روانہ ہوگئے اس اثناء میں جبرئیل علیہ السلام نے حاضرِ خدمت ہوکر خدائے عزّ وجل کا یہ پیغام پہنچایا کہ کوئی شخص تبلیغِ رسالت اور ادائے پیغام نہ کرے لیکن آپ خود یا علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام اور ایک روایت میں ہے ''لیکن آپ یا وہ شخص جو آپ سے ہو'' چونکہ امیر المومنینؑ قرب و قرابت کی زیادتی کے سبب آنحضرتؐ سے شرفِ اختصاص رکھتے تھے۔آنحضرتؐ نے سارا حال اُن کو سُنا کر حکم دیا کہ ابوبکر کے پیچھے جایئے اور سورۂ برات ان سے لیکر حج کے موقع پر لوگوں کو پڑھکر سُنائے۔اور یہ چار کلمے بھی خلقت کو پہنچادے۔

۱۔ اوّل یہ کہ بہشت میں وہی شخص داخل ہوگا جو زیورِ اسلام سے مزیّن اور آراستہ ہوگا۔

۲۔ کوئی شخص کعبہ کا ننگا ہوکر طواف نہ کرے۔

۳۔ تیسرے کوئی مشرک اور کافر اس سال کے بعد حج نہ کرے

۔ چوتھے مشرکوں اور کفّار میں سے جن لوگوں نے خدا اور رسولؐ سے عہدِ موقت (میعادی عہد) رکھّا ہے۔اگر وہ مدّت مقررہ کے ختم تک مسلمان نہ ہونگے ان کا خون اور مال مباح ہوگا۔

جابر ابنِ عبداللہ انصاری کہتے ہیں ہم تین سو شخص حضرت ابوبکر کے ہمراہ آئے تھے جب منزل عرج پر پہنچے اور صبح کی نماز کا وقت ہوا۔ابوبکر ابھی نماز کے اِرادے سے آگے گئے کہ آنحضرتؐ کے ناقۂ خاص کی آواز ان کے کان میں آئی۔توقف کر کے کہا کہ یہ رسولِ خداؐ کے ناقہ کی آواز ہے ایسا معلوم ہوتا ہے آپؐ حج پر مامور ہوگئے ہیں۔ذرا توقف کرو۔تا کہ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ مل کر نماز ادا کریں اتنے میں علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام آنحضرتؐ کے ناقہ پر سوار وہاں آ پہنچے۔حضرت ابوبکر نے امیر المومنینؑ سے پوچھا کہ آمر (حاکم) بن کر آئے ہو یا مامور (محکوم وماتحت) ہوکر۔امیرؑ نے فرمایا۔! کہ فرمانِ واجب الادعان یہ صادر ہوا ہے کہ تم سورۂ برات میرے حوالے کردو تا کہ مَیں لے جا کر لوگوں کو سُناؤں اور یہ چار کلمات بھی ان کو پہنچاؤں۔

حضرت ابوبکر نے وہ آیات بینات امیر المومنینؑ کے سپرد کردیں۔اور امیرؑ کے پیچھے نماز ادا کی۔بعد ازاں امیر المومنینؑ نے اُٹھکر سورۂ برات کی چالیس آیتیں ابتدائی لوگوں کے سامنے پڑھ کر سُنائیں اور وہ چاروں کلمے ان کو پہنچائے۔اور موقف حج میں سے ہر ایک موقف میں خطبہ پڑھا۔اور احکام بیان فرمائے۔اور جس امر پر مامور ہوئے تھے اس کو ادا کیا۔

بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المومنینؑ مکّہ معظّمہ میں پہنچے تلوار کھینچ کر فرمایا۔! خدا کی قسم۔! کوئی شخص ننگا ہوکر طواف نہ کرے نہیں تو مَیں تلوار سے اس کی تادیب کروں گا۔تواریخ میں ہے کہ جب امیر المومنینؑ نے یہ کلمات لوگوں کو سُنائے اس وقت ایک شخص نے ان میں سے پُکار کر کہا اگر ہمارے اور تمہارے ابن عم کے درمیان جو عہد ہے۔وہ قسم پر قطع نہ ہو چکا ہوتا تو مَیں ضرور تجھ سے تلوار کے ساتھ ابتداء کرتا۔امیرؑ نے فرمایا۔! اگر رسول اللہؐ پر دشوار اور ناگوار نہ ہوتا کہ انہوں نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے واپس آنے تک ان سے کچھ نہ کہنا۔تو مَیں بیشک پیش قدمی کرتا۔

روایت میں ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ حضرت رسولؐ کے ناقہ پر سوار ہو کر بعجلت روانہ ہوئے اور مقامِ ذی الحلیفہ میں براویت دیگر روحا میں حضرت ابو بکر کے پاس پہنچے حضرت ابو بکر نے حضرت امیرؑ کو دیکھا بہت ڈرے اور حضرتؑ کے استقبال کو آکر کہا کہ اے ابوالحسنؑ کس کام کے لیئے آئے ہو۔فرمایا آنحضرتؐ نے مجھکو بھیجا ہے کہ سورۂ برات تم سے لیکر مکّہ میں جاؤں اور اہلِ مکّہ کے سامنے پڑھوں۔اور آپکو اختیار ہے کہ آپ مکّہ کو ساتھ جائیں یا مدینہ میں واپس پھر آئے۔حضرت ابو بکر نے مدینہ کی طرف مراجعت کی اور آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر کہا یا رسولؐ اللہ۔! آپ نے مجھے ایسے امر کا سزاوار کیا جسکے لیئے لوگوں نے اپنی گردنیں بلند کیں تھیں اور حد سے زیادہ اسکی خواہش رکھتے تھے مگر جب مَیں اس امر کے انجام دینے کو گیا آپ نے مجھکو معزول کر کے مدینہ میں بُلا لیا۔آیا اس معاملے میں کوئی آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔! جبرئیلِؑ امیں خداوندِ عالم کی جانب سے میرے پاس آئے اور کہا ''اس رسالت کو کوئی شخص ادا نہیں کر سکتا مگر آپ یا وہ شخص جو آپ سے ہو۔پس علیؑ مجھسے ہیں اور کوئی شخص میری رسالت کو علیؑ کے سواء ادا نہیں کر سکتا۔احادیثِ معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت امیرؑ سورۂ برات کی ابتداء کی دس آیتیں بہ آواز بلند مشرکوں کے سامنے پڑھیں اور اپنی تلوار کو میان سے باہر نکال کر نداء کرتے تھے کوئی عریاں و برہنہ خانۂ کعبہ کا طواف اور کوئی مشرک خانۂ کعبہ کا حج ادا نہ کرے۔

بہت سی حدیثوں میں بطریق خاصہ و عامہ منقول ہے کہ حضرت امیرؑ کے نام قرآن میں ''اذان'' ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔''وَ اذَانُ مِّنَ اللّٰهِ '' کہ حضرت امیرؑ خدا اور رسولؐ کی جانب سے ان احکام کا اہلِ مکّہ کے روبرو اعلان کرنے والے تھے۔ امیر المومنینؑ ایک کوہِ بلند پر جسکو شعب کہتے ہیں چڑھ کر تین بار لوگوں کو ندا کی کہ اے گروہِ مردم سُنو اور آگاہ ہو کہ مَیں حضرتؐ کا بھیجا ہُوا آیا ہوں بعد اسکے آیاتِ اوّل سورۂ برات کو مکرّر انکے سامنے پڑھا اس وقت حضرت امیرؑ اپنی تلوار ہلاتے اور برأت و بیزاری

کی ندا (جس میں خون کی بو آ رہی تھی) لوگوں کے درمیان دیتے تھے۔لوگوں نے پوچھا۔! یہ کون ہے جوتنِ تنہا ایسے مجمع میں ندا کر رہا ہے اور کچھ پرواہ نہیں رکھتا۔دوسروں نے جواب دیا کہ یہ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام ہیں اور جو کوئی حضرت امیرؑ کو پہچانتا تھا اسنے کہا یہ پسرِ عم پیغمبرؐ ہے اور حضرت محمدؐ کے خاندان کے سواء اور کوئی ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔سیّد ابنِ طاؤس نے لکھا ہے کہ ابنِ اشناس بزار نے روایت کی ہے کہ جب حضرت علیؑ سورۂ برات کی آیتیں مکّہ میں خراش اور شعبہ ابن عبدود یہ دونوں عمرو بن عبدود کے بھائی تھے جسکو حضرت امیرؑ نے جنگِ خندق میں قتل کیا تھا پس خراش نے علیؑ سے کہا تم ہی ہو کہ ہمکو چار مہینے کی مہلت دیتے ہو ہم تم سے اور تمہارے پسرِ عم سے بیزار ہیں اور ہمارے پاس تمہارے لیئے نیزہ اور ضرب شمشیر کے سواء اور کوئی بات نہیں۔شعبہ نے بھی ایسا ہی کہا اگر تم کو منظور ہو ابھی تم سے ابتداء کرتے ہیں اور تم کو قتل کرتے ہیں۔حضرتؑ نے فرمایا اگر تم کو منظور ہو تو آؤ اور پھر میری ضربت دیکھو۔سورۂ برات کی تبلیغ دلیلِ خلافتِ علیؑ ہے اور اس میں مصلحتِ الٰہی کارفرما ہے۔

## علیؑ میں انبیاء کی نوّے خوبیاں جمع کر دی ہیں

ینابیع المودۃ صفحہ ۱۴۱ جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ اسرافیل کی ہیبت' میکائیل کا مرتبہ' جبرائیلؑ کی جلالت' آدمؑ کا علم' نوحؑ کی خاصیّت' ابراہیمؑ کی خلّت' یعقوبؑ کا حُزن' یوسفؑ کا جمال' موسیٰؑ کی مناجات' ایوبؑ کا صبر' یحییٰؑ کا زہد' عیسےٰؑ کی عبادت' یونسؑ کا ورع اور محمدؐ کا حسب اور خلق دیکھنا چاہتا ہو تو اس کو علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کی طرف دیکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے علیؑ میں انبیاء کی نوّے خوبیاں جمع کر دی ہیں۔اور ان خوبیوں کو علیؑ کے سواء اور کسی میں جمع نہیں کیا۔اور ان تمام خوبیوں کو مولف کتاب جواہر الاخبار نے شمار کیا ہے۔

# علی علیہ السلام کا ملکِ یمن کو ہدایت کیلئے جانا

تہذیب المتین ص ۱۹۵ میں منقول ہے کہ ہجرت سے دسویں سال حضرت رسولِؐ خدا نے علیؑ کو ملکِ یمن کو روانہ کیا تا کہ ان لوگوں کو پند ونصیحت کر کے دینِ اسلام کی طرف مائل کریں اوران میں اصلاح فرمائیں اور جو جنگ وجدال سے پیش آئیں ان سے جہاد فرمائیں تین سو آدمی آپ کے ساتھ کیئے اور حکم دیا کہ موضع قبا میں توقف کریں تا اینکہ سپاہِ متعینہ آپ کے پاس جمع ہو جائے۔(اس سے قبل اس کام کیلئے اور لوگ بھی جا کر نامراد واپس ہوئے تھے) پس ایک علم علیؑ کیلئے ترتیب دیا اور عمامہ سر پر باندھا اپنے ہاتھوں سے جس کے دوسرے آگے اور پیچھے کی طرف چھوٹ رہے تھے پیچھے کا سرا بالشت بھر کا اور گلا کوئی ہاتھ بھر کا لمبا ہوگا۔ بعد ازاں فرمایا علیؑ مَیں تجھکو بھیجتا ہوں ہر چند تیری جدائی مجھ پر بہت شاق ہے۔تم ان کو کلمۂ شہادتین اور روزے نماز کی طرف ترغیب دو قبول کریں تو ان کی زکوٰۃ لیکر ان کے درمیان تقسیم کرو اور زیادہ معترض نہ ہو۔

نیز حضرت رسولِؐ خدا نے فرمایا یا علیؑ جبکہ عقبۂ اُفیق پر پہنچے تو وہاں کے شجر وحجر وزمین کو میری طرف سے سلام پہنچاؤ پس حضرت علیؑ روانہ ہوئے چلتے چلتے جب حوالیِ یمن میں عقبۂ اُفیق پر پہنچے تو دیکھا کہ اہلِ یمن سلاح وسلب سے آراستہ ہوکر مقابلے کو آمادہ ہیں حضرت نے با آوازِ بلند فرمایا۔"یَا شَجَرُ یَا مَدَرُ یَا ثَرىٰ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَقْرَؤُکُمُ السَّلَام.

"اے درختو اور شجر واور اے قطعاتِ زمین محمدؐ رسولِ خدا تم کو سلام پہنچاتے ہیں"۔

پس کوئی سنگ ودرخت اور ڈھیلا نہ رہا اِلَّا یہ کہ اس آواز کو سُنکر کانپنے لگا اور کہا محمدؐ رسول اللہ تم پر ہمارا سلام ہو۔اہلِ یمن نے جو یہ حال مشاہدہ کیا خوف سے ان کے دل سینوں میں دہل گئے اور حربے ہاتھوں سے گر پڑے۔حضرتؐ نے قریب پہنچکر صفِ جنگ راست کی پھر فرمانِ رسولِ خدا کو ان کے سامنے قرأت کیا قبیلۂ ہمدان کلامِ اعجاز نشان حضرت امیرِ موموناں سُنکر تمام قبیلہ کا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔حضرت امیرؑ نے یہ حال حضرت رسولِؐ خدا کی خدمت میں لکھا آپ بہت خوش ہوئے اور سجدۂ شکرِ حق سُبحانہ تعالیٰ کیا پھر فرمایا۔!

**السّلام و علیٰ همدان السّلام علیٰ همدان** کہ سلام ہو میرا ہمدان پر۔ یہ قبیلۂ ہمدان شیعہ مخلص و ہواخواہ حیدرِؑ کرّار رہے خاص کر جنگِ صفّین میں بجماعتِ امیر المومنینؑ سے کارِنمایاں ظاہر ہوئے۔

## ''علیؑ کے سواء کسی امام کو بھی امیر المومنین نہیں کہہ سکتے''

ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا! ''السلام علیکم یا امیر المومنین'' جیسے ہی اس شخص نے آپ کو امیر المومنین کہا تو آپؑ اچانک کھڑے ہوگئے اور اس سے فرمایا۔: رُک جاوَ۔ یہ نام حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کسی کے لیئے بھی درست نہیں ہے۔ اللہ نے یہ نام صرف ان کو ہی عطا کیا ہے ان کے علاوہ کسی دوسرے کا یہ نام نہیں رکھا۔ اور حضرتؑ کے علاوہ جو بھی اپنے لیئے یہ نام پسند کرے گا تو وہ لواطت شدہ شخص ہوگا۔ اور اگر وہ پہلے سے لواطت شدہ نہ بھی ہوا تو اس کا نام کو رکھنے کے بعد ضرور ہوجائے گا اور اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔

'' إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثاً وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَاناً مَّرِيداً '' (سورۂ النساء آیت ۱۱۷) ترجمہ:۔ ''وہ اس کو چھوڑ کر عورتوں کو پکار رہے ہیں اور وہ سرکش شیطان کو ہی پکار رہے ہیں''

راوی نے کہا مولاؑ! یہ بتائیں کہ آپ کے قائم علیہ السلام کو کس نام سے پکارا جائے۔!

آپؑ نے فرمایا۔! ان پر ان الفاظ سے سلام کیا جائے گا۔ ''**السلام علیک یا بقیه الله ، السلام علیکم یابن رسول الله**'' (تفسیر عیاشی، بحار الانوار، حلیۃ الابرار، معجزات آل محمد ص ۴۳)

## علیؑ سے سورج کا کلام کرنا

شیخ سلیمان قندوزی نے (بحذفِ اسناد) سلمانؓ ابوذرؓ ابن مسعودؓ ابن عباسؓ اور مولائے کائنات علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مکّہ کو فتح کرادیا تو رسولؐ اللہ نے ہوازن کا اِرادہ فرمایا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے علیؑ اٹھو اور اپنی وہ کرامت دیکھو جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کی ہے آفتاب سے گفتگو کرو۔ حضرت علی اُٹھے اور کہا! ''اے اپنے

رب کی اطاعت میں چکّر کا کاٹنے والے بندے تم پر سلام ہو"۔آفتاب نے اسطرح جواب دیا "ائے رسولؐ کے بھائی اور وصی اور زمین پر اللہ کی حُجّت تم پر سلام ہو"۔علیؑ اللہ تعالیٰ کے شکریہ کی خاطر سجدہ میں گر پڑے۔آنحضرتؐ علیؑ کو اُٹھا رہے تھے اور آپ کا چہرہ صاف کرتے تھے اور فرمایا "ائے میرے حبیبؑ تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ عرش اُٹھانے والوں اور آسمانوں میں رہنے والوں سے تیرے ذریعہ فخر ومباہات کرتا ہے"۔(عرفانِ ولایت امیر المومنینؑ ص:۳۲۲)

# علیؑ سے زمین کا کلام کرنا

معجزاتِ آلِ محمدؐ صفحہ ۴۷ پر ترکِ اسناد کے ساتھ اسماء بنت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے اُس نے کہا کہ۔!مَیں نے اسماء بنت عمیس خثعمیہ سے سُنا اُنہوں نے کہا مَیں نے حضرتِ سیدہؑ زہرا سلام اللہ علیہا سے سُنا اُنہوں نے فرمایا۔!ایک رات علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا کیونکہ مَیں نے دیکھا کہ زمین اُن سے ہمکلام تھی اور وہ زمین سے باتیں کر رہے تھے۔صبح کے وقت مَیں اپنے والدؐ کے پاس گئی اور اُن سے رات کا واقعہ گوش گداز کِیا۔آنحضورؐ نے یہ سُن کر ایک طویل سجدہ کِیا اور مجھ سے فرمایا۔!اللہ نے تیرے شوہر کو اپنی باقی مخلوق پر فضیلت دی ہے اور اللہ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے حالات سے اُنہیں آگاہ کرتی ہے(کتاب اقبال،سید ابن طاؤس:۵۸۵)

# علیؑ ملائکہ کی آوازیں سُنتے تھے

کوکبِ درّی سید محمد صالح کشفی نے فصل الخطاب سے حضرت امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز سیدِ کائناتؐ دولت سرا میں تشریف رکھتے تھے۔مجھ سے فرمایا! "خُذِ بالبَاب فَاِنَّ المَلٰئِکَۃَ عِندِیْ وَ یَا خذُوْنَ مِنّیِْ" یعنی ائے بھائی دروازہ بند کرلو۔کیونکہ فرشتے میرے پاس موجود ہیں۔اور مجھ سے تعلیم دین اور ارشادِ رہِ یقین حاصل کرتے ہیں۔پس گروہ گروہ ملائکہ آتے تھے اور آنحضرتؐ سے تعلیم لے کر جاتے تھے۔مَیں نے اُن کی آواز سُن کر معلوم کرلیا کہ تین سوتیس (۳۳۰) فرشتے ہیں جب

آنحضرتؐ تعلیم دینے سے فارغ ہوئے۔مَیں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ فرشتے جو آئے تھے تین سوتیس فرشتے تھے۔فرمایا۔ہاں! لیکن تم نے کیونکر معلوم کیا؟ مَیں نے عرض کی ''سَمِعتُ ثَلٰثِمَا ئَةٍ وَ ثَلٰثِیْنَ صَوْتاً فَعَلِمْتُ اَنَّھُمْ ثَلٰثِمائَةٍ وَثَلٰثُوْنَ'' یعنی مَیں نے تین سوتیس آوازیں سُنیں۔اس سے مَیں نے جانا کہ وہ تین سوتیس تن ہیں۔آنحضورؐ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھ کر فرمایا۔! ''زَادَکَ اللّٰہُ اِیمَانًا وَّ عِلمًا یَا عَلِی'' اے علیؑ خدا تیرے ایمان اور علم کو زیادہ کرے۔

## علیؑ مشیّتِ الٰہی

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَداً سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿۲۷﴾ (سورۂ انبیاء:۲۷۔۲۶)

''بلکہ وہ معزز اور مکرّم بندے ہیں بات پر اس پر سبقت نہیں کرتے اور اس کے امر کے موافق عمل کرتے ہیں''

ایک خارجی نے خصومت سے امیر المومنینؑ کے پاس آکر بلند آواز سے بات کی۔مولاؑئے کائنات نے اس کو بلند آواز سے پکارا وہ کتا بن گیا۔ایک شخص نے عرض کی یا امیر المومنینؑ! آپ نے اس شخص کو دھمکایا وہ کتا بن گیا۔آپؑ کو معاویہ کے دفع کرنے میں کونسی چیز مانع ہے۔

آپؑ نے فرمایا! اگر مَیں چاہتا تو معاویہ کو جنازے کے تختہ پر ڈالکر میرے سامنے لاتے۔اور ذرا بھی توقف نہ ہوتا۔لیکن ہم خازنانِ خدا ہیں۔یعنی جس چیز میں کوئی سِرّ خدا ہوتا ہے اس سے ہم متعرض نہیں ہوتے مندرجہ بالا آیۂ کریمہ کو پڑھکر فرمایا! کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب وعقاب سے بہت زیادہ ہے۔(کوکبِ دری۔ص:۳۶۱)

## علیؑ کا اور میرا ہاتھ عدل میں برابر ہے

حبشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا مَیں حضرت ابوبکر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔انھوں نے کہا جس سے رسولِ اکرمؐ نے کوئی لین دین کا وعدہ کیا ہو تو کھڑا ہو

جائے پس ایک آدمی اُٹھا اس نے کہا رسولِ اکرمؐ نے مجھے تین لپ بھر کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا حضرت ابوبکر نے کہا اس کو علیؑ کے پاس لے چلو۔ حضرت ابوبکر نے کہا! اے ابوالحسنؑ اس شخص کا کہنا ہے کہ رسولِ خداؐ نے اس سے تین لپ کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا پس مولائے کائناتؑ نے اس کو تین لپ بھر کھجوریں عطا فرمائیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا ان کو گنو۔ اس شخص نے کھجوروں کو گنا تو ہر لپ بھر میں ساٹھ کھجوریں تھیں کسی میں دوسری سے زیادہ نہ تھیں۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا! سچ فرمایا اللہ اور اسکے رسولؐ نے جب ہم نے غار سے نکل مدینہ جانے کا ارادہ کیا تو رسولؐ اللہ نے فرمایا! ''**كَفِّي وَ كَفُّ عَلِيٍّ فِي الْعَدْلِ سَوَاءٌ**'' کہ میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ عدل میں برابر ہیں۔ (نور الثقلین۔ص:۵۳)

# علیؑ کی آغوش میں نبیؐ کا سر تھا وقتِ آخر

حیات القلوب باب ۶۴ صفحہ ۱۰۱۱ جلد دوم پر علامہ مجلسیؒ نے شیخ طوسیؒ کی بسندِ معتبر امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں آنحضرتؐ کی بیماری کے زمانے میں حاضرِ خدمت ہوا تو مَیں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ آرام فرما رہے ہیں اور آپ کا سرِ اقدس ایسے شخص کی گود میں ہے جس سے زیادہ خوبصورت مَیں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ جب مَیں پہنچا تو اُس شخص نے کہا لیجئے اپنے بھائی کا سر اپنی گود میں کہ آپ مجھ سے زیادہ مستحق ہیں۔ اور آنحضرتؐ کا سر میری گود میں دیدیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا وہ شخص کہاں ہے وہ جبرئیل تھے جب میری تکلیف زیادہ بڑھی تو آ کر مجھسے باتیں کرنے میں مشغول ہوئے۔

# علیؑ نے رسولِ خداؐ کے غسل وکفن کو انجام دیا

حیاتؒ القلوب جلد دوم ص ۱۰۱۱ پر ابنؒ بابویہ نے روایت کی ہے کہ عبید اللہ ابن مسعود نے بیان کیا کہ مَیں نے جنابِ رسولؐ خدا سے پوچھا کہ جب رحلت ہوجائیگی تو آپ کو غسل وکفن کون دے گا۔؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ! ہر پیغمبر کو اس کا وصی غسل دیا

کرتا ہے۔مَیں نے پوچھا آپ کا وصی کون ہے۔؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ۔مَیں نے پوچھا وہ آپ کے بعد کتنے دنوں زندہ رہیں گے فرمایا تیس ۳۰ سال جیسا کہ یوشعؑ بن نون جنابِ موسیٰؑ کے وصی ان کے بعد تیس سال زندہ رہے۔اور صفرا دخترِ شعیبؑ نے جو حضرت موسیٰؑ کی زوجہ تھی ان پر خروج کیا اور کہتی تھی کہ اے یوشعؑ مَیں موسیٰؑ کی خلافت کی زیادہ مستحق ہوں۔اور یوشعؑ نے اس سے جنگ کی اور اسکے لشکر والوں کو قتل کیا اور اس کو گرفتار کیا پھر اس کا احترام کیا جسطرح علیؑ پر خروج کرنے والوں کو علیؑ گرفتار کیا اور احترام سے مدینہ بھجوا دیا۔ (حیات القلوب، جلد دوم ص ۱۰۱۱)

## علیؑ پر ملائکہ چوبیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے

تہذیب المتین صفحہ ۴۱۶ پر ایک واقعہ درج ہے کہ ملاّ حسینؒ واعظ کاشفی سبزواری اپنے شہر مالوف میں ایک روز جامع مسجد سبزوار میں وعظ کر رہے تھے اتفاقاً ملا حسینؒ کی زبان سے نکلا کہ جبرئیلِ امین حضرت رسولِؐ خدا پر بارہ ہزار مرتبہ نازل ہوئے بلا سوچے اگر کہتا ہوں کہ اگر علیؑ پر بھی جبرئیل نازل ہوئے تو ظاہراً خلافِ واقعہ ہے جو اس سے انکار کرتا ہوں صاحبِ سوال مقرر پر عصائے تعذیر سر پر لگائے گا۔پس حیران تھے کہ کیا کہیں آخر حسنِ عقیدت مِلا نے اُن کی امداد کی اور اُنہوں نے کہا کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ پر جبرئیلؑ چوبیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے۔بوڑھے نے کہا میری خوشامت کرتا ہے یا کوئی دلیل بھی رکھتا ہے۔ملاّ نے کہا دلیل اُس کی یہ ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: ''انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابہا'' پس جبرئیلؑ جب کہ بارہ ہزار مرتبہ شہر میں آئے تو امیر المومنینؑ کے پاس جو شہرِ عِلم کا دروازہ ہیں کیوں کر چوبیس ہزار مرتبہ نہ آئے ہونگے۔

## ''علی نفس اللہ''

'' ومن الناس من یشری نفسہ' ابتغاء مرضات اللّٰہ و اللّٰہُ رئوف بالعباد ''

ترجمہ: اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے جو بیچتا ہے اپنی جان کو رضا مندی خدا کیلئے اور خدا بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔

امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں جب ہجرت میں جنابِ امیر المومنینؑ آنحضرتؐ کے بسترِ مبارک پر سو رہے تھے تو خدا نے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کی جانب وحی کی۔ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ اور تم دونوں سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے۔ تم دونوں میں سے ہے کوئی جو اپنی عمر کا حصّہ اپنے دوسرے بھائی کو دیدے۔ دونوں نے اپنی عمر کی کمی کو گوارا نہ کیا۔ خدا کا حکم ہوا کہ تم دونوں علیؑ کے مثل ہرگز نہیں ہوسکتے۔ اس کو اپنے حبیب محمدؐ کا بھائی بنایا ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے اور اپنی جان کو میرے رسولؐ پر قربان کر رہا ہے۔ اور اپنی زندگی کو ان پر فدا کر رہا ہے۔ تم دونوں جا کر اس کو اس کے دشمنوں سے بچاؤ۔

جبرئیلؑ جنابِ امیرؑ کے سرِ مبارک کی طرف اور میکائیلؑ پاؤں کی طرف اُترے اور تمام رات ان کی حفاظت کرتے رہے اور پکارتے رہے شاباش' شاباش اے پسرِ ابوطالبؑ خدا اور اسکے فرشتے تیرے ساتھ فخر کرتے ہیں۔ پس خدا نے آنحضرتؐ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ (ارجح المطالب۔ص۸۸)

## "علیؑ نفسِ رسولؐ"

" فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ کُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ کُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْکَاذِبِیْنَ" (سورۂ آلِ عمران آیت ۶۱)

ترجمہ: (اے محمدؐ حجّت کرنیوالوں سے) کہہ دو کہ ہم اپنے بیٹوں کو بُلا لیں اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو بلا لیں اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں (جانوں) کو بلا لیں تم اپنے نفسوں (جانوں) کو پھر ہم سب گڑگڑا کر دُعا کریں۔ بعد ازاں جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں "عجیب شان ہے ذاتِ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میرا

نفس ہے اور محمدؐ فرماتے ہیں کہ میرا اپنا نفس ہے''

۱) جابر ابن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ **انفُسَنَا** سے مراد علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام اور **اَبنَائنَا** سے مراد حَسنؑ اور حُسینؑ اور **نِسَائنَا** سے جنابِ سیدہؐ مراد ہیں۔

۲) سعد بن وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیۂ (مباہلہ) نازل ہوئی تو رسالتمآبؐ نے علیؑ، وفاطمہؑ حَسنؑ وحُسینؑ کو بُلا کر کہا پروردگار یہ میرے اہلبیتؑ ہیں۔

(ارجح المطالب ص ۶۶، اخرجہ احمد ومسلم والترمذی والنسائی فی الخصائص)

۳) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نصارائے نجران سے چند آدمی جنابِ رسالتمآبؐ کی خدمت میں آ کر کہنے لگے کہ آپ ہمارے صاحب کے حق میں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا وہ کون ہیں؟ وہ بولے عیسیٰؑ جن کی نسبت آپ گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کے بندے ہیں۔حضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ ''میرا گمان بجا ہے''

پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ بہ تحقیق کافر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیحؑ ابن مریمؑ خدا ہیں بعدہٗ آیۂ مباہلہ نازل ہوئی۔پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اسلام نہیں لاتے تو خدا نے مجھے حُکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں۔پھر ان لوگوں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا۔جب صبح ہوئی تو رسالتمآبؐ علیؑ۔فاطمہؑ۔اور حَسنینؑ علیہم السلام کے ساتھ تشریف لائے۔

اسقت نے ان سے کہا واللہ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر خدا سے دُعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو خدائے تعالیٰ اس کو اس کی جگہ سے ہٹا دے گا۔تم ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔

''قُل لَّا أَسأَلُكُم عَلَيهِ أَجراً إِلَّا المَوَدَّةَ فِي القُربَى'' (سورۂ شورہ آیت ۲۳)

ترجمہ: اےئ رسولؐ آپ کہدیں کہ میں تم لوگوں سے اس ہدایت کے بدلے کچھ اجر طلب نہیں کرتا مگر قرابت داروں کی محبت۔

جب یہ آیت نازل ہوئی بروایت ابنِ عباسؓ لوگوں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ کون لوگ آپ کے قرابت دار مراد ہیں جن کی مودّت فرض کی گئی ہے۔

تو آپ نے فرمایا: علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے فرزند۔

دلائل الصدق، ینابیع المودۃ، صواعق محرقہ اور دُرِّ منشور وغیرہ متعدد کتابوں سے اس روایت کو مختلف الفاظ سے نقل کیا گیا ہے۔ مقصد سب سے یہی ہے کہ اس آیۂ وافی ہدایہ میں جن لوگوں کی مودّت فرض کی گئی ہے۔ وہ حضرت امیر المومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام اور جنابِ بتولِ معظّمہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ وسلام اللہ علیہا اور ان کی اولادِ طاہرین ہیں۔ اور مقدمہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی سے بھی اسی طرح منقول ہے گویا جنابِ رسالتمآبؐ کی تعلیمات کا اجر ہے مودّتِ آلِ رسولؐ تو جبتک مودّتِ اہلِ بیتؑ نہ ہوگی تعلیماتِ قرآن پر عمل کرنا ہی تصرف غاصبانہ ہوگا اور حرام ہوگا۔ جس طرح کہ عام کسی اجیر کی اُجرت ادا کیئے بغیر اس چیز کا استعمال ناجائز وحرام ہوتا ہے جس سے اس اُجرت کا تعلق ہو۔

اللہ تعالےٰ نے اسی ضمن میں سورۂ حمد کی تلاوت روزآنہ دس مرتبہ واجب گردانہ ہے ''غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ'' غاصبین وظالمین کی راہ پر نہ چلا (تفسیر انوار النجف ص ۲۲۲، مسند احمد بن حنبل)

۲) زاذانؒ جناب امیر المومنینؑ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ایک دفعہ آپ نے فرمایا ہم اہلبیتؑ کے متعلق سورۂ حٰمٓ میں ایک آیت ہے نہیں نگاہ رکھے گا کہ ہماری دوستی کو مگر ہر ایک مومن۔ پھر آپ نے اس آیۂ قُلۡ لَّآ اَسۡـَٔلُكُمۡ کو پڑھا

## کنیزِ علیؑ کا نور

طلحہؒ ابن احمدؒ ابن محمدؒ (ابو) زکریا نیشاپوری، شاہؒ بن عبد الرحمٰن، علی بن عبد اللہ بن

عبدالحمید، ہیثم بن بشیر، شعبہ بن الحاج، عدی بن ثابت، سعید بن جبیر ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ جب شبِ معراج وہ جنت میں داخل ہوئے تو اُنہوں نے ایک نور دیکھا جو بہت ہی چمکدار تھا تو مَیں نے جبرئیلؑ سے اُس کے متعلق دریافت کِیا، جبرئیلؑ نے جواب دیا یہ نور نہ تو سورج کا ہے اور نہ تو چاند کا بلکہ یہ نور علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی ایک کنیز کا ہے کہ جب وہ اپنے محل سے باہر آئی اور آپ کی طرف نظر کر کے مسکرائی تو جو نور آپ نے دیکھا وہ اُس کے دانت سے پھوٹا اور یہ اُس وقت تک جنت میں چہل قدمی کرتے رہیگی جب تک امیر المومنینؑ جنت میں داخل نہ ہو جائیں۔

(کفایۃ الطالب:۳۲۱، اِثباۃ الھداۃ، ج:۴، ص:۶۴/۴، ۴۸۲، خوارزمی فی مقتل الحسینؑ:۳۹، ابن حجر مکی، تہذیب التہذیب، ج:۷، ص:۳۵۹، غایۃ المرام ج:۱۸، ص:۱۸، کتاب المناقب:۲۲۷، بہ(اسناد ابن شاذاں)، سید ابن طاؤس، کتاب الیقین، باب:۶۱، ص:۸۳)

## علیؑ کو پانی پر موکل فرشتہ کا سلام کرنا

معجزاتِ آلِ محمدؐ صفحہ ۶۲ بحذفِ اسناد جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں فرات کے کنارے حضرت علیؑ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا کہ اچانک فرات سے ایک موج بلند ہُوئی اور اُس نے حضرت علیؑ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا آپؑ مجھے دکھائی نہ دیتے تھے پھر وہ موج واپس دریا میں چلی گئی اور حضرتؑ اپنی جگہ پر کھڑے تھے آپ کا لباس بھی گیلا نہیں ہُوا تھا یہ منظر دیکھ کر مَیں حیرت زدہ ہو گیا اور تعجّب کرنے لگا اور مَیں نے اُس کے متعلق آپؑ سے سوال کِیا تو آپ نے فرمایا تو نے اُسے دیکھا تھا۔؟ مَیں نے کہا جی ہاں۔! آپؑ نے فرمایا وہ پانی پر موکل فرشتہ تھا وہ پانی سے نکلا اور مجھ پر سلام کِیا اور مجھے گلے لگا لیا۔

(امالی شیخ طوسی جلد:۱، ص:۳۰۴، بحارالانوار بحوالہ امالی، ج:۳۹، ص:۱۰۹، حدیث:۱۱۶)

# باب:۱۰

# مولائے کائنات کے فضائل

## علیؑ کے فضائل کا احصاء ناممکن

قَال رسولؐ اللّٰہ :۔ مَعَاشرالنَّاس اَنّ فَضآئلَ عَلیٍّ ابن ابیطالبؑ عند اللّٰہ عزّ وَ جَلَّ کَثِیرٌ وَ قَد انزَلَھَا عَلیّ فِی القراٰن اَکثَرَ مِنَ اَنْ احصٰھَا فِی مکانٍ وّ احِدٍ فَمَنْ اَنبأکُم بِہَا وَ عَرّ فَہَا فصدِّقُوہُ۔

ترجمہ:۔لوگو۔!اللہ کے نزدیک علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے فضائل بہت ہیں اور جو کچھ اُس نے مجھ پر قرآنِ مجید میں نازل فرمائے ہیں وہ اُس سے کہیں زیادہ ہیں کہ مَیں کسی ایک مقام پر اپنے خطبے میں اُنکو بیان کرسکوں پس جو شخص بھی تم کو وہ فضائل جتلائے اور بتلائے تو تم اُسکی تصدیق کرنا۔ (خطبہ غدیر)

ینابیع المودۃ میں شیخ سلیمان قندوزی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اگر تمام باغات قلم ہوجائیں اور تمام سمندر سیاہی ہوجائیں اور تمام جنات حساب کرنے بیٹھ جائیں اور تمام انسان لکھنے لگ جائیں یہ سب لوگ فضائلِ علیؑ کا شمار نہیں کرسکیں گے۔ (ینابیع المودۃ ص ۳۸۷ حدیث ۷۰)

صدوقؒ نے امالی میں آئمہؑ اہلبیتؑ کے ذریعہ آنحضورؐ سے روایت کی ہے کہ

ذاتِ احدیت نے میرے بھائی کو اتنے فضائل کا مالک بنایا ہے کہ اِن کی حقیقت سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی آشنا نہیں ہے۔

جو شخص فضائلِ **علیؑ** میں سے ایک فضیلت بھی اِسی طرح پڑھے کہ اُس فضیلت

پر عقیدہ بھی رکھتا ہو اللہ اِس کے سابقہ اور لاحقہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

جو فضائلِ **علیؑ** میں سے ایک فضیلت بھی لکھّے جب تک اُس تحریر کی سیاہی موجود رہے گی اُس وقت تک ملائکہ اُس شخص کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔

جو شخص فضائلِ **علیؑ** میں سے ایک فضیلت بھی سُنے اللہ اُس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جو اُس نے کانوں سے کیے ہوئے ہوتے ہیں۔

جو شخص فضائلِ **علیؑ** میں سے لکھّی ہُوئی فضیلت دیکھ لے اللہ اُس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جو اُس نے آنکھوں سے کئے ہوئے ہوتے ہیں۔

چہرۂ **علیؑ** کی زیارت عبادت ہے۔ ذکرِ **علیؑ** عبادت ہے۔ کسی شخص کا ایمان اُس وقت تک قبول ہی نہ کِیا جائے گا جب تک وہ **علیؑ** سے محبت اور دشمنانِ **علیؑ** سے اعلانِ برأت نہ کرتا ہوگا۔۔۔۔۔۔

**اللہ اور علیؑ:** امالی ہی میں آئمۂ اہلبیتؑ کے ذریعہ سرورِ انبیاؐء سے مروی ہے کہ ارشادِ قدرت ہے۔

مَیں واحد لاشریک معبود ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ مَیں نے اپنی قدرتِ کاملہ سے مخلوق کو پیدا کِیا ہے۔ مَیں نے اپنی مرضی سے انبیاء کو مصطفیٰ کِیا ہے۔

مَیں نے تمام انبیاء سے **محمدؐ** کو اپنا حبیب بنایا ہے۔

مَیں نے **محمدؐ** کو اپنا خلیل اور صفی بنا کر مبعوث کِیا ہے۔

مَیں نے **محمدؐ** کے لئے اس کے بھائی **علیؑ** کو منتخب کِیا ہے۔

مَیں نے **علیؑ** کو **محمدؐ** کا بھائی۔ وصی۔ اور وزیر بنایا ہے۔

مَیں نے **علیؑ** کو بعداز **محمدؐ** پیغامِ **محمدؐ** پہنچانے پر مامور کِیا ہے۔

مَیں نے **علیؑ** کو بعداز **محمدؐ** اپنی مخلوق پر خلیفہ بنایا ہے۔

مَیں نے **علیؑ** کو بعداز **محمدؐ** اپنی کتاب کا مفسّر بنایا ہے۔

مَیں نے **علیؑ** کو بعداز **محمدؐ** اپنے احکام چلانے والا بنایا ہے۔

مَیں نے **علیؑ** کو گمراہی سے نکالنے والا ہادی بنایا ہے۔

مَیں نے **علیؑ** کو اپنا وہ دروازہ قرار دیا ہے جس سے گُزر کر مجھ تک آیا جا سکتا ہے۔

مَیں نے **علیؑ** کو اپنا وہ راستہ بنایا ہے جو اِس پر چلے مَیں کبھی اُس سے رو گردانی نہ کروں گا۔

مَیں نے **علیؑ** کو اپنی تمام روئے زمین کی مخلوق پر حجّت قرار دیا ہے۔

مَیں کسی بھی عامل کا کوئی عمل اُس وقت تک قبول نہ کروں گا جب تک ولایتِ **علیؑ** نہ ہوگی۔

**علیؑ** ہی میری مخلوق میں میرا دستِ کشادہ ہے۔

**علیؑ** ہی میری وہ نعمت ہے کہ جسے مَیں چاہتا ہوں اُسے ولایتِ **علیؑ** سے نواز دیتا ہوں۔

اپنی مخلوق میں سے جس پر میرا غضب ہوتا ہے اُسے مَیں ولایتِ **علیؑ** کی معرفت سے بے بہرہ کر دیتا ہوں۔

مَیں اپنی عزّت اور جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں میری مخلوق میں سے جو بھی **علیؑ** کا موالی ہوگا اُس کو جہنّم سے نکال کر داخلِ جنت کروں گا اور جو بھی بُغضِ **علیؑ** رکھتا ہوگا اُسے جنّت سے نکال کر جہنّم میں بھیج دوں گا۔

**اوصافِ انبیاء اور حضرت علیؑ:** امالی ہی میں مسلم ابن قیس سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔اوصافِ انبیاؑء اور حضرت علیؑ ۔

**علیؑ** میں جنابِ لوطؑ کی نرم مزاجی۔ جنابِ یحیٰؑ کا حُسنِ اخلاق۔ جنابِ ایوّبؑ کا زہد۔ جنابِ ابراہیمؑ کی سخاوت۔ جنابِ سلیمانؑ کا دبدبہ اور جنابِ داؤدؑ کی عظمت ہے۔

نامِ **علیؑ** جنت کے ہر دروازے پر مکتوب ہے۔

اللہ نے مجھے بشارتِ **علیؑ** سے نوازا تھا۔

**علیؑ** اللہ کے ہاں محمود ہے۔ملائکہ کے ہاں مزکی و پاکیزہ ہے۔میری خلوت وجلوت کا ہمنشین ہے۔

**علیؑ** میرا چراغ ہے۔**علیؑ** میرا مونس ہے۔**علیؑ** میرا رفیقِ سفر ہے۔

**علیؑ** مجھ سے ہے اور مَیں **علیؑ** سے ہوں۔
جس نے **علیؑ** سے طولیٰ کیا اُس نے مجھ سے طولیٰ کیا۔
ولایتِ **علیؑ** نعمت ہے اور اطاعتِ **علیؑ** فضیلت ہے۔
ملائکہ قُربِ **علیؑ** کے خواہش مند رہتے ہیں۔
جِن **علیؑ** کے گرد طواف کرتے ہیں۔
میرے بعد روئے ارض پر ہر طبقے والے کی نسبت **علیؑ** عزّت۔فخر اور راہنمائی کے اعتبار سے افضل اور برتر ہوگا۔
**علیؑ** نہ جلد باز ہے نہ کاہل وغافل۔
میرے بعد روئے ارض پر **علیؑ** سے افضل کوئی مولود نہیں ہوگا۔
جِس گھر میں **علیؑ** ہوگا وہاں برکتوں کا نزول ہوگا۔
اللہ نے **علیؑ** پر حِکمت وعِلم بارش کی طرح نازل فرمائے ہیں۔
ملائکہ **علیؑ** کے ہمنشین ہوتے ہیں۔
**علیؑ** زینتِ محفل ہے۔
**علیؑ** زیبِ لشکر ہے۔
**علیؑ** کی بدولت روئے ارض پر شادابی ہے۔
**علیؑ** کی وجہ سے فوج کا وقار ہوتا ہے۔
**علیؑ** کعبہ کی مانند ہے جس کی زیارت کو لوگ آتے ہیں لیکن وہ کسی کی زیارت کو نہیں جاتا۔
**علیؑ** ماہِ دو ہفتہ ہے جو تاریکیٔ ضلالت کو منوّر کرتا ہے۔
**علیؑ** دوپہر کا آفتابِ جواں ہے جس کی روشنی سے کُرّہ ٔارض منوّر رہے۔
**علیؑ** کی تعریف قرآن میں ہے۔
آیاتِ قرآن **علیؑ** کی قصیدہ خواں ہیں۔

**علیؑ** زندگی میں کریم اور موت میں شہید ہے۔

امالی صدوق ہی میں عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ جبرئیلؑ نے مجھے آ کر بتایا ہے کہ ارشادِ قدرت ہے

**علیؑ** میری محبت کو قائم کرنے والا ہے۔

**علیؑ** کے موالی کو کبھی عذاب نہ کروں گا۔

**علیؑ** کے دشمن کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔

آپؐ نے پھر فرمایا:

قیامت کے دن جبرئیلؑ میرے پاس لواء الحمد لائے گا جس میں ستّر ٹکڑے ہوں گے ہر ٹکڑا سورج سے بڑا ہوگا۔

مَیں جبرئیلؑ سے لے کر لواء الحمد **علیؑ** کے سپرد کردوں گا۔ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کِیا جب لواء الحمد اِتنا بڑا ہوگا تو **علیؑ** اِسے اُٹھائے گا کیسے۔؟

آنحضورؐ نے ناراض ہو کر فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ اُس دن **علیؑ** کی طاقت کیا ہوگی۔

اُس دن **علیؑ** میں جبرئیلؑ کی طاقت۔یوسفؑ کا جمال۔رضوانِ جنّت کا حِلم۔ اور جنابِ داؤدؑ کا لحن ہوگا۔

**علیؑ** پہلا وہ شخص ہوگا جو آپ سبیل سے سیراب ہوگا۔ **علیؑ** اور شیعیانِ علیؑ کے مراتب اِتنے ہونگے جن پر اوّلین و آخرین کے صالح افراد رشک کریں گے۔

امالی ہی میں ابنِ عباس سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ

اگر تمام لوگ محبتِ **علیؑ** پر جمع ہو جاتے تو مَیں آتشِ جہنّم پیدا ہی نہ کرتا۔

امالی صدوق میں سعید ابنِ جبیر سے مروی ہے کہ مَیں جنابِ عبداللہ ابنِ عباس کے پاس آیا اور اس سے حضرت علیؑ اور اُن میں لوگوں کے اختلاف کے سلسلہ میں پوچھا۔ جناب ابنِ عباس نے فرمایا۔!اے ابنِ جبیر تُو مجھ سے اُس ہستی کے بارے میں

پوچھ رہا ہے۔ جو بعد از رسولؐ افضلِ کائنات ہے۔

اے ابنِ جبیر تُو مجھ سے اُس ہستی کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ جس کی ایک رات میں تین ہزار فضائل تھے۔

اے ابنِ جبیر تُو مجھ سے اُس ہستی کے بارے میں سوال کرتا ہے جو وصیِ رسولؐ تھا۔ جو وزیرِ نبیؐ تھا۔ جو خلیفۂ رسولؐ تھا۔ جو حوضِ کوثر کا ساقی ہوگا۔ جو لواء الحمد کا حامل ہوگا۔ جو شفاعت کا مالک ہوگا۔ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ابنِ عباس کی جان ہے۔ اگر روئے ارض کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔۔ کُرّۂ ارض کے تمام درخت قلم بن جائیں۔ کُرّۂ ارض اور تمام آسمان کاغذ بن جائیں۔ جن وانس کاتب ہو جائیں۔ اور تخلیقِ ارض وسماء کے روزِ اوّل سے قیامت تک لکھتے جائیں تو جو فضائل اللہ نے **علیؑ** کو دیئے ہیں اُن میں سے عشرِ عشیر بھی نہ لکھ پائیں گے۔

اِس سلسلۂ سند سے ابنِ عباس سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے:

خداوندِ عالم بغضِ **علیؑ** کی بدولت ہی مخلوق کو معذب کرے گا۔ وہ علماء جو فضائلِ **علیؑ** اور عزّتِ علیؑ لوگوں سے چھپائیں گے۔ یقین رکھو۔! کُرّۂ ارض پر انبیاءؑ ومُرسلین کے بعد شیعیانِ **علیؑ** سے افضل چلنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ شیعیانِ **علیؑ** جو فضائلِ **علیؑ** نشر کرتے ہیں۔ اُن پر رحمتِ خدا کا سایہ رہتا ہے۔ ملائکہ اُن کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ فضائلِ **علیؑ** چھپانے والوں کے لئے ویل ہے۔ حیرت ہے وہ لوگ آتشِ جہنّم پر کیسے صبر کر رہے ہیں۔

امالی میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ آسمانِ دُنیا کے ملائکہ جب روئے ارض پر نظر کرتے ہیں اور اُنہیں کسی مقام پر ایک دو یا تین ایسے افراد نظر آجاتے ہیں۔ جو فضائلِ آلِ محمدؐ بیان کر رہے ہوتے ہیں تو وہ ایکدوسرے سے کہتے ہیں۔ ذرا اُن کی طرف بھی دیکھو جو اپنی عددی قلّت اور دشمن کی کثرت کے باوجود فضائلِ **علیؑ** اور آلِ علیؑ بیان کر رہے ہیں۔

دوسرے ملائکہ اِنہیں جواب دیتے ہیں:۔ذالك فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء واللّٰه ذوالفضل العظیم۔ یہ اللہ کی عنایت ہے۔جِسے چاہے عطا کردے وہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔

امالی ہی میں ام المومنین ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ مَیں نے آنحضورؐ سے سُنا فرمارہے تھے کہ۔

جب فضائلِ محمدؐ وآلِ محمدؐ کا تذکرہ کریں۔تو ملائکہ آسمان سے اُتر کر اِس محفل میں شریک ہوجاتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی چند افراد جمع ہوکر فضائلِ علیؑ وآلِ علیؑ ختم ہوجاتا ہے تو ملائکہ آسمان پر جاتے ہیں۔دوسرے ملائکہ اِن سے کہتے ہیں کہ تم سے ایسی خوشبو مہک رہی ہے جِس کی مثل ہم نے جنت میں نہیں دیکھی۔

وہ جواب دیتے ہیں کہ زمین پر فلاں جگہ ذکرِ فضائلِ علیؑ اور آلِ علیؑ ہورہا تھا۔ہم اُس میں شامِل ہُوئے ہیں یہ خوشبو وہیں سے ہے۔ وہ ملائکہ اُنہیں کہتے ہیں ۔ بہت پیاری خوشبو ہے ہمیں بھی وہاں لے چلوتا کہ ہم بھی اِس شرف سے مشرّف ہوجائیں۔تو وہ ملائکہ اُنہیں جواب دیتے ہیں کہ اب تو وہ مجلس ومحفل بھی ختم ہوچُکی ہے۔وہ سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں۔

امالی ہی میں امامِ صادقؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے اپنے ایک شاگرد میسرہ سے سوال کِیا۔

میسرہ تیرا اُن لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جو ہر عملِ صالح کرتے ہیں۔لیکن ہمیں وہ مقام نہیں دیتے جو اللہ نے دیا ہے۔؟

میسرہ نے عرض کِیا: قبلہ آپ کی موجودگی میں مَیں کیا عرض کرسکتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: وہ جنت میں نہیں جائیں گے۔

پھر فرمایا تیرا اُن لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے۔جو دیگر افراد کی طرح اِرتکابِ گناہ کرتے ہیں۔لیکن ہمارا مقام پہچانتے ہیں۔

اور جو مقام ہمیں اللہ نے دیا ہے اُس پر کسی اور کو تسلیم نہیں کرتے۔؟

مَیں نے عرض کِیا: قبلہ آپ کے سامنے مَیں کیا عرض کرسکتا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: وہ جنّت میں جائیں گے۔

اوراِس کی دلیل قرآن میں موجود ہے۔اِرشادِ ربُّ العزّت ہے۔

"إِن تَجْتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلاً كَرِيماً." (النساء:۳۱)

"اگر تم ان گناہانِ کبیرہ سے دور ہو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے دیگر گناہوں کو معاف کر کے تمہیں جنت میں مقامِ کریم دیں گے۔"

آیت میں گناہانِ کبیرہ سے مُراد ہمارے اعداء سے تولّیٰ ہے۔"مُدْخَلاً كَرِيماً" سے مُراد ولایتِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہے۔

بحار میں ابوسعید قدری سے مروی ہے کہ ایک دن ہم مسجد میں آنحضورؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک عرب جو دراز قد تھا۔ پرانی عبا اُس نے کندھے پر ڈال رکھی تھی اور بغل میں ترکش دبا رکھا تھا۔داخلِ مسجد ہُوا۔آنحضورؐ پر سلام کیا اور عرض کیا۔

اے محمدؐ! آپ کے دل میں علیؑ کا کیا مقام ہے۔؟

یہ سُن کر آپؐ کے آنسو بہنے لگے۔کافی دیر تک روتے رہے۔پھر منبر پر گئے اور فرمایا:

اے عرب مجھے اُس ذات کی قسم ہے! جس نے دانہ میں شگاف ڈالا۔اور جس نے کُرّہٴ ارض کو پانی پر بچھایا۔تُو نے مجھ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا ہے جو ہر کالے اور گورے کا سردار ہے۔

جو سب سے پہلا روزہ دار ہے۔

جس نے سب سے پہلے زکوٰۃ دی ہے۔ جس نے سب سے پہلے نماز پڑھی ہے۔ جس نے دوقبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ جس نے دو بیعتوں کا شرف حاصل کیا ہے۔ جس نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ جس نے دو علم اُٹھائے ہیں۔ جس نے بدر و حُنین فتح کیا ہے۔ جس نے پلک جھپکنے کے وقت تک کیلئے بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔

اِس کے بعد وہ عرب ہماری نگاہوں کے سامنے سے اوجھل ہوگیا۔آنحضورؐ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔

اے ابو۔! کیا جانتا ہے کہ یہ عرب کون تھا۔؟

مَیں نے عرض کِیا۔قبلہ اللہ اور اُس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا۔! یہ جبرئیلؑ تھا۔جو تم سے ولایتِ علیؑ کا عہد لینے آیا تھا۔اور تمہیں بتانے آیا تھا کہ علیؑ کون ہے۔؟

بحار میں شیخ طوسیؒ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبیٔ کریمؐ نے حضرت علیؑ کو ایک انگوٹھی دی۔اور فرمایا کہ جا کر اِس پر محمدؐ ابنِ عبداللہ کندہ کرا لاؤ۔

حضرت علیؑ نقاش کے پاس گئے۔اور اُسے انگوٹھی دے کر فرمایا کہ اِس پر محمدؐ ابنِ عبداللہ کندہ کر دو۔آپؑ واپس تشریف لائے۔کچھ دیر بعد نقاش کے پاس گئے۔اور انگوٹھی مانگی۔اُس نے انگوٹھی پیش کی اور معذرت کے ساتھ عرض کِیا۔کہ قبلہ مَیں نے کندہ تو کر دیا ہے۔لیکن غلطی ہوگئی ابنِ عبداللہ کی جگہ رسولؐ اللہ کندہ ہوگیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا۔!مَیں آنحضورؐ کے پاس لے جاتا ہوں۔اگر اُنہوں نے قبول فرما لیا تو خیر ورنہ تجھے اُجرت میں محمدؐ ابنِ عبداللہ کندہ کرنا ہوگا۔

نقاش نے عرض کیا۔قبلہ ٹھیک ہے۔جیسا حُکم ہوگا۔ویسا کر دوں گا۔

آپؑ وہ انگوٹھی لائے اور نقاش کی معذرت عرض کر دی۔

آپؐ نے فرمایا۔! کوئی بات نہیں۔مَیں محمدؐ ابنِ عبداللہ بھی ہوں اور محمدؐ رسول اللہ بھی ہوں۔آپؐ نے وہ انگوٹھی پہن لی۔دوسری صبح کو جب اُٹھے اور انگوٹھی کو دیکھا تو اُس پر محمدؐ رسول اللہ کے نیچے لِکھا ہُوا تھا۔علیؑ ولی اللہ۔

آپ حیران ہُوئے۔اِتنے میں جبرئیلؑ آیا۔آپؐ نے جبرئیلؑ کو واقعہ سُنایا۔جبرئیلؑ نے مُسکرا کے عرض کیا۔جو آپ چاہتے تھے وہ آپ نے لِکھوایا اور جو

ہم چاہتے تھے ہم نے لکھ لیا اِس میں حیرت کی کیا بات ہے۔

بحار ہی میں عبداللہ ابنِ سنان کے ذریعہ امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ جب مَیں شبِ معراج معراج پر گیا۔تو مقامِ قاب قوسین پر اللہ نے مجھ سے جو باتیں کہیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اللہ نے فرمایا۔

اے محمدؐ! علیؑ اوّل ہے۔علیؑ آخر ہے۔علیؑ ظاہر ہے۔علیؑ باطن ہے۔اور علیؑ ''ماكان وما يكون'' کا عالم ہے۔

مَیں نے عرض کِیا۔بارِ الٰہا یہ صفات تو تیری ذات کے نہیں ہیں۔؟

اللہ نے فرمایا۔! ہاں مَیں اللہ ہوں میرے سواء کوئی معبود نہیں۔مَیں مالک ہوں قدوس ہوں۔سلام ہوں۔مومن ہوں۔مہیمن ہوں۔عزیز ہوں۔جبّار ہوں۔متکبر ہوں۔لوگوں کے شرک سے منزہ ہوں۔

مَیں لاشریک معبود ہوں۔مَیں خالق ہوں۔مَیں باری ہوں۔مَیں مصوّر ہوں۔میرے اسمائے حُسنیٰ ہیں آسمان وزمین کی ہر شئے میری تسبیح کرتی ہے۔مَیں عزیز وحکیم ہوں۔

اے محمدؐ! مَیں لاشریک معبود ہوں۔مَیں اوّل ہوں مجھ سے پہلے کچھ نہیں تھا۔مَیں آخر ہوں میرے بعد کچھ نہیں ہوگا۔مَیں ظاہر ہوں۔میرے اُوپر کچھ نہیں۔مَیں باطل ہوں میرے تحت کچھ نہیں۔مَیں لاشریک معبود ہوں۔اور لكل شي عليم ہوں۔

اے محمدؐ! علیؑ اوّل ہے۔اِس نے تمام مخلوق سے قبل میرے ساتھ میثاق کِیا ہے۔

اے محمدؐ! علیؑ آخر ہے۔تمام آئمہؑ کے بعد مَیں علیؑ کی رُوح قبض کروں گا۔

اے محمدؐ! علیؑ ظاہر ہے۔جو کچھ مَیں نے تجھ پر وحی کی ہے وہ سب علیؑ کو بھی بتا دیا ہے۔لہٰذا تو بھی علیؑ سے کچھ نہ چُھپا۔

اے محمدؐ! علیؑ باطن ہے۔مَیں نے اپنے ہر راز سے علیؑ کو آگاہ کر دیا ہے۔

اے محمدؐ! علیؑ لكل شي عليم ہے۔حلال وحرام کا جو عِلم بھی مَیں نے

دیگر انبیاؑء کو دیا تھا۔علیؑ اُس سب کا عالم ہے۔

بحار میں اصبغؔ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ نے مجھے بتایا کہ مَیں ایک دن انتہائی غمگین اور پریشان تھا۔آنحضورؐ نے مجھے دیکھا تو فرمایا۔یاعلیؑ آج مجھے پریشان نظر آرہے ہو۔؟

مَیں نے عرض کیا۔قبلہ اُمّتِ مسلمہ کے بعض افراد کے حالات نے پریشان کررکھّا ہے۔

آپؐ نے فرمایا۔! آؤ مَیں تمہیں ایک ایسی بات سُناؤں جو جبرئیلؑ مجھے ابھی سُنا کر گیا ہے۔وہ بات سُن کر تم خوش ہو جاؤ گے۔

مَیں نے عرض کِیا فرمایئے قبلہ۔

آنحضورؐ نے فرمایا۔!یاعلیؑ جبرئیلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام انبیاؑء اور اوصیائے انبیاؑء کے منبر نصب ہو جائیں گے۔ ہر نبیؐ و وصی اپنے اپنے منبر پر تشریف فرما ہو جائے گا تو خازنِ جنت ایک مقامِ بلند پر کھڑا ہو کر اعلان کرے گا۔

اے اہلِ محشر! میری بات سُنو اور گواہ رہو۔اللہ نے جس دن سے جنت کو پیدا کِیا ہے۔اُس دن سے اللہ نے کلید ہائے جنت کا مجھے امین بنایا ہے اور مَیں آج تک اِس امانت کا امین رہا ہوں۔آج مَیں نے جنت کی چابیاں اللہ کے سپرد کی ہیں۔اللہ نے فرمایا ہے کہ خاتم الانبیاؐء کے حوالہ کردو۔جب مَیں آنحضورؐ کے پاس لے کر گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ علیؑ کو دیدو۔لو دیکھو مَیں جنت کی چابیاں علیؑ کے حوالہ کررہا ہوں۔اِس کے بعد داروغۂ جہنّم آئے گا اور وہ اِسی طرح کہہ کر جہنّم کی چابیاں تیرے حوالہ کردے گا۔

بحار میں عبدالملک ابن سلیمان سے مروی ہے کہ مَیں نے اپنے ایک سفر میں ایک قبرستان سے گزرتے ہُوئے ایک کھلی ہُوئی قبر کو دیکھا۔اچانک میری نگاہ ایک چمڑے کے ٹکڑے پر پڑگئی۔مَیں نے جھک کر وہ ٹکڑا اُٹھایا تو اُس میں سریانی زبان میں کچھ لکھا ہُوا تھا۔وہ لے کر مَیں ایک سریانی عالم کے پاس آیا جو عربی سے بھی واقف تھا۔اُسے وہ

تحریر دکھائی تو حیرت سے اُس کا مُنہ کُھلا رہ گیا۔

مَیں نے پوچھا کیا بات ہے۔؟

اُس نے کہا۔تعجّب ہے یہ تو حضرت موسیٰؑ کے صحابہ میں سے کسی صحابی کی تحریر ہے۔

مَیں نے پوچھا۔لکھّا ہُوا کیا ہے۔؟

اُس نے بتایا کہ اِس میں وہ واقعہ لکھا ہُوا ہے جِس میں حضرت موسیٰؑ جنابِ خضرؑ کے پاس پڑھنے کو گئے تھے۔

مَیں نے کہا۔ مجھے ویسے ہی ترجمہ کر کے سُنا دیجئے جیسے لکھا ہُوا ہے۔اُس نے وہ ترجمہ سُنایا۔ جو یوں تھا۔

جب حضرت موسیٰؑ جنابِ خضرؑ کے ساتھ کچھ عرصہ رہ کر واپس آئے تو جنابِ ہارونؑ نے پوچھا۔ جنابِ خضرؑ سے کیا سیکھ کر آئے ہو۔

جنابِ موسیٰؑ نے فرمایا:

ایسا عِلم تھا جِس سے جہالت نقصان دہ نہیں ہے۔البتّہ ایک اور حیرت انگیز واقعہ ہُوا ہے۔

جنابِ ہارونؑ نے پوچھا وہ کونسا۔؟

جنابِ موسیٰؑ نے فرمایا۔! جب مَیں اور جنابِ خضرؑ واپس آ رہے تھے۔ ہم دریا کے کنارے پر پہنچے تو ایک پرندہ کو دیکھا جِس نے چونچ میں پانی لیا اور اُس سے ایک قطرہ مشرق کی طرف ایک مغرب کی طرف۔ ایک شمال کی طرف۔ ایک جنوب کی طرف۔ ایک آسمان کی طرف اور ایک واپس دریا میں پھینک دیا۔

مَیں نے جنابِ خضرؑ سے پوچھا۔ پرندے کے اِس عمل کا کیا مطلب ہے۔؟

جنابِ خضرؑ نے کہا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہو رہا۔

اِتنے میں ایک ملکِ بصورت چرواہا ہمارے سامنے آیا۔ اور ہم سے پوچھا۔ کیا بات ہے آپ دونوں بڑے حیران دکھائی دیتے ہیں۔؟ ہم نے کہا: ہم اِس پرندے کے

اِس عمل سے حیران ہیں کہ یہ کیا کر رہا ہے۔؟

اُس چرواہے نے کہا۔ یہ تو اِتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پرندہ آپ کو بتا رہا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا جو خاتم الانبیاؑء ہوگا۔ اُس کی رسالت کا دائرۂ کار مشرق ومغرب، شمال وجنوب غرض پورے کُرۂ عرض پر ہوگا۔ اُس کا ایک وصی ہوگا۔ تم دونوں انبیاؑء کا عِلم اُس وصی کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے اِس آبِ دریا کے مقابلہ میں میری چونچ میں آنے والا پانی کا قطرہ۔

بحار میں عمّار یاسر سے مروی ہے کہ مَیں حضرت علیؑ کے ساتھ ایک جنگ میں جا رہا تھا۔ اتفاقاً ہم وادی النمل سے گزرے۔ مَیں نے چیونٹیوں کی کثرت کو دیکھ کر عرض کِیا۔

قبلہ وہ ذات کتنی بابرکت ہے جو اِن کی تعداد بھی جانتی ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔! نہیں عمّار اِسی طرح نہ کہہ۔ بلکہ یوں کہہ۔ پاک و بابرکت ہے وہ ذات جس نے اِن چیونٹیوں کو پیدا کِیا ہے۔

مَیں نے عرض کِیا۔ قبلہ کیا کوئی ایسی ہستی ہے جو اِن کی تعداد کو جانتی ہو۔؟

آپؑ نے فرمایا۔! کیا تُو نے قرآن میں ''**كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ**''۔ نہیں پڑھا۔؟

مَیں نے عرض کِیا: حضورؑ پڑھا تو ہے۔

آپؑ نے فرمایا: پھر کیا اِن چیونٹیوں کی تعداد کل شئي سے باہر ہے۔؟

مَیں نے عرض کِیا: نہیں تو۔

آپؑ نے فرمایا۔! پھر اِن کی تعداد کا عالم تو موجود ہے اور وہ امامِ مُبین ہے۔

مَیں نے عرض کِیا قبلہ۔ کیا آپؑ اِن کی تعداد جانتے ہیں۔؟

آپؑ نے فرمایا۔! نہ صرف اِن کی تعداد جانتا ہوں۔ بلکہ مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ اِن میں سے نَر کتنے ہیں اور مادہ کتنے ہیں۔ اب تک کتنی چیونٹیاں پیدا ہو کر مر چکی ہیں۔ اور کتنی چیونٹیاں قیامت تک اِس وادی میں پیدا ہونگی۔ (دمعۃ الساکبۃ)

# علیؑ کے فضائل کا شمار ناممکن

مناقبِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ میں ابنِ شاذان نے حُسینؑ ابنِ علیؑ سے وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ محمد مصطفیؐ نے فرمایا ہے! اۓ علیؑ اگر تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی میں تبدیل ہو جائیں اور تمام جن گنّنے والے اور تمام انسان لکھنے والے بن جائیں تو پھر بھی اس بات پر قدرت نہیں رکھتے کہ وہ علیؑ کے فضائل ومناقب کا احاطہ کر سکیں۔ رسولِ خدا نے فرمایا اللہ نے میرے بھائی علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کو کثیر فضائل عطا کیئے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں ہے اگر کوئی ان کی ایک فضیلت کا ذکر کرتا ہے اس پر ایمان رکھتا ہے تو اللہ اس کے آئیندہ و گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور اگر کوئی علیؑ کی ایک فضیلت لکھتا ہے تو فرشتے اسکی مغفرت کی دُعا کرتے ہیں جب تک وہ تحریر باقی رہتی ہے۔ اور اگر کوئی علیؑ کی ایک فضیلت سُنتا ہے اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جو اس نے کان سے سُنے اور اس پر عمل کیا۔ اور اگر کوئی علیؑ کے فضائل کے بارے میں کتاب پڑھتا ہے اللہ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیگا جو اس نے اپنی آنکھوں کے ذریعے انجام دیئے۔ پھر فرمایا علیؑ کو دیکھنا عبادت ہے۔ ان کا ذکر عبادت ہے اس پر ایمان رکھنا اور ان کی ولایت پر ایمان رکھنا عبادت ہے ساتھ ہی ان کے دشمنوں سے اظہارِ بیزاری کرنا بھی عبادت ہے اور سارا عمل عین عبادت ہے۔

# علیؑ کے فضائل کو پھیلانا

(فضائلِ امیرالمومنینؑ صفحہ ۳۲/۱۵۱ قم ایران) یحییٰ بصری کہتے ہیں محمد بن ذکریا جوہری نے محمد بن عمارہ سے اس نے اپنے والد سے اور اس نے امام صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد امام باقر علیہ السلام اور انھوں نے اپنے اجداد سے حدیث نقل کی ہے کہ رسولؐ اکرم صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: خداوندِ متعال نے میرے بھائی علیؑ

ابن ابی طالب علیہ السلام کے بے شمار فضائل بیان کیئے ہیں۔ جو بھی ان کے فضائل میں سے ایک فضیلت کو ذکر کرے اور ان کا اقرار کرے خداوند اسکے پہلے اور آئیندہ والے گناہ معاف کردے گا چاہے جتنے بھی بھاری گناہ کیونہ نہ ہوں اور جو بھی ان کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو لکھے گا جب تک اس کے لکھے کا لکھا ہوا باقی رہے گا ملائکہ اس کے لیئے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔ اور جو ان کے کسی ایک فضیلت کو سُنے گا تو خداوند اس کے کانوں سے کیئے ہوئے گناہ معاف کردے گا اور جو بھی ان کے لکھے ہوئے فضائل پر نگاہ کرے گا تو خداوند اس کے تمام گناہ جو اس نے آنکھوں سے انجام دیئے ہیں معاف کردے گا۔ اس کے بعد رسولِ اکرمؐ نے فرمایا۔ علی علیہ السلام پر نگاہ کرنا عبادت ہے۔ اور کسی شخص کے ایمان کو قبول نہیں کیا جائیگا مگر یہ کہ وہ ان کو دوست رکھتا ہو اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہو۔

## علیؑ کیلیئے اللہ کے طرف سے ہدیہ

مصابیح القلوب، کوکب دری ص:۲۱۵ سیر النبی اور کفایۃ المومنین میں امام حُسینؑ سے مروی ہے کہ ایک روز میرے والد بزرگوار دریائے فرات کے کنارے پر غسل کرنے کے لیئے پانی میں اُترے۔ ناگاہ ایک موج اُٹھی اور آپ کے پیراہنِ مبارک کو بہا کر لے گئی۔ جب پانی سے باہر تشریف لائے۔ تو ایک ہاتفِ غیبی نے آواز دی۔ ''اُنظُر عَن یمِنیکَ وَخُذمَا تَریٰ۔'' (یعنی اپنی دائیں طرف نظر کرو اور جو ملے لیلو) جب حضرت نے دائیں طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک پیراہن دیبا کے پارچے میں لپٹا ہوا ہے۔ آپؑ نے اسکو لے لیا۔ ایک پارچہ اُس کے گریبان سے گرا جس پر لکھا تھا۔ ''بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم. ھٰذِہٖ ھَدِیَّہ'' مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیزُالْحَکِیم اِلیٰ عَلِیّ ابنِ اَبِیطَالِبؑ ھٰذَا قَمِیصُ' یَورِثُ' عِمرَان کَذٰالِکَ اَورَثنَاَ ھَا قَوماً اٰخِرِینَ۔'' یعنی یہ تحفہ خداوندِ عزیز حکیم کی طرف سے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی طرف ہے۔ یہ ھدیہ قمیص ہے۔ جو عمران کو میراث میں دی گئی ہے اسی طرح ہم اس کو دوسرے لوگوں کو میراث میں دیتے ہیں۔

# علیؑ کو ایسی عزّت ومنزلت بخشی جو کائنات میں کسی کو نہیں دی

حافظ رجب برسی علیہ الرحمہ نے مشارق انوار الیقین میں صاحب امالی کی ابن عباس یہ حدیثِ رسولؐ بیان کی ہے کہ ''اے علیؑ! اللہ نے تم کو ایسی عزت وکرامت بخشی جو کائنات میں کسی کو نہیں دی اپنے عرش پر فاطمہ زہراؑ سے تمہارا عقد زواج کیا اور دوسری کرامت یہ کہ تمہارے محبین کو بغیر حساب جنت میں داخل کرے گا۔ اور تمہارے شیعوں کے لئیے وہ کچھ رکھا ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے اُسکے بارے میں سُنا۔ اور تیرے شیعہ تیری امامت پر راضی ہیں۔ پس طوبیٰ ہو جو تجھ سے محبت کرے اور ویل ہو اُس پر جو تجھ سے بغض رکھے۔ اے علیؑ تیری مودت رکھنے والے کے ماں باپ محفوظ ہیں۔ اے علیؑ تیرے شیعہ آسمان والوں کے لئیے ایسے چمکتے ہیں جیسے زمین والوں کے لئیے رات میں ستارے فرشتے ان سے خوشی پاتے ہیں۔ جنت اُنکی مشتاق رہتی ہے۔ شیطان اُن سے بھاگتا ہے۔ اے علیؑ تیرے شیعہ فردوس اعلیٰ میں اللہ کے پڑوسی ہونگے۔ اے علیؑ میں تجھ سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہوں۔ اور تجھ سے دشمنی رکھنے والوں کا دشمن ہوں۔

اے علیؑ تیری جنگ وامن میری جنگ وامن ہے۔ اے علیؑ اپنے دوستوں کو یہ خوشخبری سنا دے کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا ہے۔ کیونکہ وہ تجھ سے راضی ہیں۔ اے علیؑ تیرے شیعہ فوجِ الٰہی ہیں اور یہ لوگ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ اے علیؑ میں پہلا وہ فرد ہوں جو قبر سے اُٹھوں گا اور لباس زیبِ تن کرونگا۔ اور اسی طرح تم بھی میرے بعد اُٹھو گے اور لباس زیبِ تن کرو گے۔

اگر کوئی قیامت تک زندگی گذارے۔ ہزار حج کرے، دن میں روزے رکھے، رات نماز میں گذارے، اور اسکی نیکیاں درخت کے پتوں کی تعداد کے برابر ہوں، اطاعت ریت کے ذروں کی ہم وزن ہوں، اچھائیاں بارش کے قطروں کے برابر ہوں، نیکیاں قرآن کے حرفوں کے برابر ہوں اور ہر حرف کے ساتھ ہزار حرف کے برابر اس نے تمام کتابیں پڑھی

ہوں۔اور ہر خطابِ الٰہی پر عمل کیا ہو۔علم کے ساتھ نبیوں اور مُرسلوں کی صحبت اختیار کی ہو۔ صاحبانِ صفاء کے ساتھ قیام کیا ہو۔رُکن اور مقام کے درمیان قتل ہو کر شہادت کی موت مرا ہو۔اوران سب کے باوجود اگر فضلِ علیؑ میں ایک حرف کا بھی انکار کرے گا یا شک کرے گا یا اُسے چھپائے گا تو اسے قیامت کے دن سعادت نصیب نہ ہوگی۔اور وہ مسلسل اللہ کی رحمت سے دور ہوتا رہے گا۔(مشارق انوار الیقین ص ۲۵۴)

## علیؑ کے فضائل کی تحریر

مشارقِ انوار الیقین ص ۵۷ پر ارشادِ گرامی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ''جس کسی نے علیؑ کی کوئی فضیلت لکھی جب تک وہ تحریر باقی ہے فرشتے اُسکے لئے دعا مغفرت کرتے رہتے ہیں۔اور جس نے فضیلت بیان کی اُس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوئے۔علیؑ کی محبت وولایت کے بغیر کسی بندے کا ایمان مکمل نہیں ہوتا' اور بشر کیا فرشتے علیؑ کی محبت کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔اور جو ہمارے شیعوں میں سے چالیس حدیثیں فضائلِ علیؑ کی یاد کرے گا اللہ اسے قیامت کے دن بخشش شدہ فقہاء کی صف میں کھڑا کرے گا۔

## ''علیؑ کو تین فضیلتیں ایسی مِلی''

عبیداللہ امرتسری نے ارجح المطالب باب چہارم ص ۵۰۳ پر تحریر کیا ہے کہ ابو ہریرہ سے ''عن ابی هریره عن عمر ابن الخطاب قال لقد اعطی علی ثلا ثة خصال لا ان یکون لی واحدة منهن احب الی من اعطی حمر النعمه فسئل ماهی قال زوجة ابنة فاطمہؑ اسكناه فی المسجد لایحل لی فه مایحل له .''

حضرت عمر ابن خطاب کہتے ہیں علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کو تین ایسی فضیلتیں عطا ہوئیں اس میں ایک بھی مجھکو مل جاتی تو وہ سرخ اونٹوں سے زیادہ تھی اول فاطمہؑ سے تزویج دوسری سب کے

دروازے مسجد نبوی میں بند ہوئے اور علیؑ کا دروازہ کھلا رہا تیسرے خیبر میں علم کا دینا۔

(۱) کتاب غدیر'' مولانا ابوالحسن امینیؒ نے ص ۱۲۱ پر تحریر فرمایا ہے کہ عبداللہ بن علاء نے زہری سے سوال کیا:'' شام میں علیؑ پر سب وشتم ہوتا ہے۔ وہاں یہ حدیث کیوں نہیں کرتے۔؟ جواب میں عبداللہ بن علاء نے کہا:

خدا کی قسم! میرے پاس فضائلِ علیؑ میں اس قدر احادیث ہیں کہ اگر بیان کروں تو قتل کر دیا جاؤں۔ اس روایت کو مشائخ ثالاثہ نے بیان کیا ہے (غدیر ص ۱۱۸)

(۲) غدیر جلد اول ص ۱۲۶ میں عبدالرحمٰن بن سالط سے مروی ہے کہ سعد نے کہا: ایک محفل میں لوگوں نے علیؑ کی مذمت کی اس نے کہا حدیثِ رسولؐ ہے کہ علیؑ کی تین فضیلتیں ایسی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی ملتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے عزیز ہوتی، ان میں اول حدیث منزلت، دوم خیبر میں علم پانا اور تیسرے حدیثِ غدیر''

(۳) غدیر جلد اول ص ۱۲۶ پر ہے کہ ایک مرتبہ معاویہ حج کے لیئے روانہ ہوا وہاں سعد سے ملاقات ہوگئی، معاویہ نے علیؑ کے لیئے نامناسب باتیں کہیں سعد برافروختہ ہوگئے اور کہا کہ تم اس شخص کے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہو جس کے لیئے رسولؐ نے غدیر میں اعلانِ ولایت کیا اور حدیثِ منزلت فرمائی اور خیبر میں اس کے ہاتھوں میں خود علم دیکر محبوبِ خدا ہونے کا اعلان کیا۔

(۴) غدیر جلد اول ص ۱۲۷ پر علامہ امینیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ کو تین فضیلتیں ایسی ملی ہیں کہ ان کی ایک بھی میرے لئے دنیا و مافیھا سے بہتر تھی'۱) غدیر میں ولایت کا اعلان' خیبر میں آشوب زدہ آنکھوں میں لعابِ دہن لگا کر علم حوالے کرنا' اور مسجد سے سب کو نکالکر علیؑ کو ٹھہرنے کا حکم۔

## علیؑ کی چار فضیلتیں

☆ عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب علیؑ مرتضےٰ علیہ السلام میں

چار ۴/ صفات ایسی ہیں جو انکے سواء کسی اور میں نہیں وہ عرب وعجم میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے جنابِ رسولخداؐ کے ساتھ پہلی نماز اسلام کی پڑھی۔ دوسرے ۲/ یہ کہ ہر ایک جنگ میں آنحضرتؐ کا علم اُن کے ہاتھ میں تھا۔ تیسرے ۳/ یہ کہ انہوں نے کسی جنگ میں فرار نہیں کیا حالانکہ تمام صحابہ اکثر جنگ میں بھاگ گئے۔ چوتھے ۴/ یہ کہ اُن ہی نے آنحضرتؐ کو آخری غسل دیا اور قبر میں اُتارا۔ (البلاغ المبین ص ۱۷۶)

☆ الغدیر جلد اول ص ۱۲۷ (بحذف اسناد) حارث بن مالک کا بیان ہے کہ میں مکّہ آیا اور سعد سے ملاقات کر کے ایک فضیلت سننے کی فرمائش کی انہوں نے کہا: میں نے علیؑ کی چار فضیلتیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں کہ اگر مجھے نصیب ہوتی تو دنیا بھر کی نعمتوں سے بہتر تھیں تفصیل کے ساتھ چار باتیں

(۱) سورۂ برأت کا ابو بکر سے لے کر خود مکّہ جانا
(۲) مسجدِ رسولؐ سے سب کو نکالنا اور علیؑ کو قیام کا حُکم دینا
(۳) خیبر کے دن علیؑ کو علم ملنا
(۴) غدیرِ خم میں رسولؐ نے فصیح و بلیغ خطبے میں علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا

(حافظ گنجی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ ابن ماجہ، ترمذی وغرہم)

☆ علامہ ابن عبدالبر رقمطراز ہیں علیؑ کی چار فضیلتیں ایسی ہیں جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ایک تو یہ کہ آپ نے سب سے پہلے رسولؐ کے ساتھ نماز پڑھی دوسرے یہ کہ ہر جنگ میں رسولؐ کے علمدار رہے، تیسرے یہ کہ جس دن رسولؐ کو سب چھوڑ کر بھاگ گئے تھے آپ تنہا رسولؐ کے ساتھ رہے چوتھے یہ کہ آپ نے رسولؐ کو غسل دیا اور قبر میں اُتارا۔

## "علیؑ کی پانچ خصوصیات"

ینابیع المودۃ ص ۳۴۵ حدیث ۱۹۔ شیخ سلیمان قندوزی نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ علیؑ کو پانچ فضیلتیں عطا کی گئی ہیں وہ

میرے لئے دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔پہلی یہ ہے کہ علیؑ اللہ کے سامنے میرا تکیہ ہوں گے حتّیٰ کہ اللہ تعالیٰ حساب سے فارغ ہو جائے گا۔دوسری یہ ہے کہ لواء الحمد علیؑ کے ہاتھ ہوگا۔حضرت آدمؑ اوران کی اولاد جھنڈے کے نیچے ہوگی۔تیسری یہ ہے کہ آپؑ میرے حوض کے کنارے کھڑے ہوں گے۔میری اُمّت کے اس شخص کو پانی پلائیں گے جس کو آپ جانتے ہوں گے۔چوتھی بات یہ ہے کہ میری شرمگاہ کو ڈھانپیں گے۔اور مجھے ربّ جلِ علا کے سپرد کر دیں گے۔پانچویں بات یہ ہے کہ مجھے اس بات کا ہرگز خوف نہیں ہے کہ آپ شادی کے بعد زانی ہو جائیں گے۔اور ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائیں گے۔

## علیؑ کی پانچ فضیلتیں

الخصال ص ۱۶۱ حارث بن ثعلبہ سے منقول ہے کہ میں نے سعد بن ابی وقاص سے پوچھا کیا تم نے فضائل ومناقبِ علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے کچھ مشاہدے کیا ہے۔؟ اس نے کہا ہاں۔! چار فضیلتوں پر میں گواہ ہوں اور پانچویں فضیلت تو یقیناً میں اس پر گواہ ہوں اس لیئے کہ ان میں سے ہر ایک فضیلت میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔(۱) پہلی فضیلت یہ ہے کہ رسولؐ اللہ نے ابوبکر کو سورۂ برأت کی تبلیغ کے لیئے روانہ کیا پھر پیچھے سے علیؑ کو بھیجا اور انہوں نے ابوبکر سے سورۂ برأت لے لیا۔(۲) دوسری فضیلت یہ ہے کہ رسولؐ اللہ نے سب کے دروازے مسجد میں بند کروا دیئے اور علیؑ کا دروازہ چھوڑ دیا۔(۳) تیسری فضیلت یہ ہے خیبر میں نبیؐ نے فرمایا کل علم ایسے شخص کو دوں گا جو مرد ہوگا۔اللہ ورسولؐ کو دوست رکھتا ہوگا سب لوگ خواہش مند ہوئے اور آپ نے علم علیؑ کو دیا۔(۴) چوتھی غدیر کے دن ارشاد فرمایا جس جس کا میں مولاؑ ہوں یہ علیؑ اُسکے مولا ہیں (۵) پانچویں فرمایا تمہاری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔

## علیؑ کی سات ۷ مخصوص فضیلتیں

ینابیع ص۳۹۳ حدیث ۶۷ علی بن ہلال اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آپؐ کے مرض کے وقت حاضر ہوا۔ فاطمہؑ رورہی تھیں آپؐ نے کہلوایا فاطمہ کیوں رورہی ہیں۔؟ عرض کیا گیا۔! مجھے آپ کی وفات کا خوف ہے۔

فرمایا اے میری پیاری بیٹی۔! اللہ نے تمام روئے زمین پر ایک دفعہ نگاہ انتخاب دوڑائی اس سے تمہارے باپ کو منتخب کیا اور ان کو رسالتؐ کے درجہ پر فائز کیا۔ دوسری مرتبہ نگاہ دوڑایا اس سے تمہارے شوہر کو چنا اور مجھے وحی کی کہ تمہارا نکاح اُن سے کردوں۔ اے فاطمہؑ ہم لوگ اہل بیتؑ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں سات فضیلتوں سے نوازا ہے۔ یہ فضیلتیں ہم سے پہلے آنے والوں کو عطا کی نہ ہم سے بعد آنے والوں کو عطا کرے گا۔ میں خاتم الانبیاءؐ ہوں تمام انبیاء سے زیادہ عزّت والا اللہ کے نزدیک تمہارا باپ ہے۔ میرا وصی تمام اوصیاء سے بہتر تمام اوصیاء سے اللہ کے نزدیک تمہارا شوہر زیادہ محبوب ہے۔ ہمارا شہید شہداء سے افضل ہے تمام شہداء سے اللہ کے نزدیک تمہارے باپ کے چچا حمزہؓ اور تیرے شوہر کے چچا زیادہ محبوب ہے۔ ہم میں سے وہ شخص جس کے دو پر ہیں جن کے ذریعہ وہ فرشتوں کے ساتھ جہاں جہاں بہشت میں جہاں بھی چاہتے ہیں اُڑتا رہتا ہے وہ تمہارے باپ کے چچا کے بیٹے اور تمہارے شوہر کے بھائی جعفرؓ ابنِ ابی طالبؑ ہیں۔ ہم میں سے اسی اُمّت کے دو سبط ہیں وہ دونوں حسنؑ اور حُسینؑ ہیں جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ یہ دونوں تمہارے فرزند ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی کے جس نے مجھے حق کے ساتھ نبیؐ بنا کر بھیجا۔ مہدیؑ (عجل اللہ فرجۃ) تیرے فرزندوں میں سے ہوگا۔ جس طرح زمین ظلم وستم سے پُر ہوگی اسی طرح اس کو عدل وانصاف سے بھردے گا۔

## علیؑ کی سات (۷) فضیلتیں

☆ ایک دن رسولِ خدا صلیٰ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے علیؑ کے کندھے پر ہاتھ لگاتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! تم میں ایسی سات خصلتیں پائی جاتی ہیں کہ قیامت کے دن کوئی بھی ان کے بارے میں آپ سے اظہارِ ناراضگی نہیں کرے گا۔تم پہلے فرد ہو جو خدا پر ایمان لائے ہو۔اورتم دوسروں سے زیادہ وعدہ خدا کے وفادار ہو اور دوسروں سے بہتر خدا کے فرمان کی اطاعت کرتے ہو، اور دوسروں کی نسبت رعیت کے ساتھ بہت زیادہ مہربان ہو اور مساوات کی دوسروں سے بہتر رعایت کرتے ہو اور قضاوت کرنے میں دوسروں سے زیادہ عقل مند ہو اور قیامت کے دن تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہوگا۔

(فضائل امیر المومنین ۱۹۳ / حلیۃ الاولیاء ۱/ ۱۰۶)

## علیؑ کی دس فضیلتیں ایسی ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی کسی کو حاصل نہیں

ینابیع المودۃ ص ۶۶ حدیث ۱۶ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ علیؑ کی دس فضیلتیں ایسی ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ابن عباسؓ نے کہا

(۱) حضرت علیؑ نے شبِ ہجرت اپنی جان بیچ ڈالی تھی اور رسول اللہؐ کی چادر اوڑھکر اُنکے بستر پر سو گئے۔(۲) فتحِ خیبر کے روز رسول اللہؐ نے جس کے حق میں فرمایا تھا کل (کفار کے مقابلہ میں) کل ایسے شخص کو روانہ کروں گا جس کو اللہ تعالیٰ نے کبھی رسواء نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اس کو اللہ اور رسول دوست رکھتے ہیں اس شرف کے لیئے کئی اکابر صحابہ خواہش کیئے تھے۔علیؑ کی آنکھیں آشوبِ چشم کی وجہ سے دکھتی تھیں اور آپ دیکھ نہیں سکتے تھے حضرتؐ نے اپنا لعبِ دہن آپکی آنکھوں

میں لگایا۔ پھر حضرتؐ نے علمِ فوج کو تین مرتبہ لہرایا اور حضرت علیؑ کو دیدیا۔ (۳) رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت ابوبکر کو سورۂ برات دے کر روانہ کیا آپ کے جانے کے بعد پیچھے سے حضرت علیؑ کو مکہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اور فرمایا اس سورہ کو وہ شخص لے جاسکتا ہے جو مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔ (۴) رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تھا ذوالعشیرہ کے موقع پر تم میں کون میرا دنیا و آخرت میں ساتھ دے گا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا میں آپ کا ساتھ دونگا رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا لوگوں میں سب سے پہلے علیؑ مجھ پر ایمان لائے تھے۔ (۵) رسولؐ اللہ نے علیؑ فاؑطمہ حسنؑ حُسینؑ کو اپنی چادر میں لے لیا جب آپ کو ضعف بدن تھا ان کے حق میں کہا بارالہا هٰؤُلاءِ اهلبيتي۔ پروردگار عالم نے بزمِ ملائکہ میں ناز کرنے لگا۔ **ھم فاطمة و ابوها و بعلها و بنوها**۔ اس چادر میں جبرائیل بھی اجازت لیکر داخل ہو گئے یہ آیت إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً۔ الخ۔

(۶) رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جنگِ تبوک کے موقع پر جب لشکر تیار فرما کر جانے لگے حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ تم مدینہ میں رہو میرے خلیفہ بن کر علیؑ رو پڑے تھے تو رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس وقت یہی مناسب ہے کہ میں جہاد پر چلا جاؤں اور تم میرے قائم مقام ہو (۷) رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیئے تھے لیکن علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا تھا۔ آپ مسجد میں جنب کی حالت میں آتے جاتے رہتے تھے۔

(۸) رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حجِ آخر کے موقع پر غدیرخم کے مقام پر ایک لاکھ پچیس ہزار کے مجمع میں علیؑ کو ہاتھوں پر بلند کر کے فرمایا جس جس کا میں مولا ہوں آج سے

اُس اُس کے علیؑ مولا ہیں۔(۹) رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے فرمایا۔(۱۰) رسول اللہ صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے روزِ خندق فرمایا علیؑ کی ایک ضربت روزِ خندق ثقلین کی قیامت تک کی عبادتوں سے افضل ہے۔

## ''علیؑ کی دس (۱۰) خصوصیات''

☆ زید بن علیؑ نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے اپنے اجداد اور انہوں نے علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھے رسولِ خداؐ سے ایسی دس خصوصیات حاصل ہوئی ہیں کہ میں دوست نہیں رکھتا کہ ان میں ایک کو ان تمام کے مقابلے میں جن پر خورشید کی شعاعیں پڑتی ہیں دے دوں۔پیغمبرؐ نے مجھ سے فرمایا: یا علیؑ! تم اس دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو اور قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے قریب ٹھہرنے والے تم ہو اور بہشت میں میرا گھر آپ کے گھر کے سامنے ہوگا اس طرح جیسے دو دینی بھائیوں کا گھر ایک دوسرے کے سامنے ہوتا ہے اور تم میرے دوست' وزیر اور وصی ہو اور میرے خاندان میں سے اور مال کے مسئلے میں بھی اور جہاں پر میں مسلمانوں کے درمیان نہیں ہوں تم میرے جانشین ہو تم دنیا اور آخرت میں میرے علمدار ہو تمہارا دوست میرا دوست اور تمہارا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے (فضائل امیر المومنین ۱۹۲' المطالب ۶۵)

## ''علی کے تین ہزار مناقب صرف ایک رات میں ظاہر ہوئے''

مشارق انوار الیقین ص ۵۷ کتاب امالی میں سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ ابن عباس سے مولا علیؑ کے بارے میں اُمت کے اختلاف کا پوچھا۔تو ابن عباس نے کہا محمدؐ کے بعد اس امت کے داعی ہیں اور تم اس شخص کے بارے میں پوچھتے ہو جس کی تین ہزار مناقب صرف ایک رات شبِ فدیہ میں ظاہر ہوئیں جو کہ رسولؐ کا وصیؑ وخلیفہؑ اور حوض وعلم کا وارث ہے۔پھر ابن عباس نے کہا اس ذاتِ مقدس کی قسم جس نے محمدؐ

کی خاتم المرسلینؐ کے عہدے پر فائز کیا اگر زمین میں اُگنے والے گھاس پودے اور درخت قلموں میں تبدیل ہوجائیں اور تمام دنیا والے دنیا کے پہلے دن سے لیکر قیامت تک لکھتے رہیں تو علیؑ کے فضائل کا دسواں حصّہ بھی نہیں لکھ سکتے جو کہ اللہ نے مولاؑ کو عطا کیا ہے۔

نبیؐ فرماتے ہیں میں انبیاء کا سردار اور علیؑ اوصیاء کے سردار ہیں اللہ نے آدمؑ کو وحی کی کہ اے آدم مَیں نے نبیوں کو شرفِ نبوت سے نوازا اور اُنکے لیئے اوصیاء بنائے اور انکو اپنی مخلوق میں سب سے بہتر بنایا۔ پس اپنے بیٹے شیثؑ کو اپنا وصی قرار دے۔ اور شیثؑ سنانؑ کو اور سنانؑ محلثؑ کو اور محلثؑ محوقؑ کو اور محوقؑ غمی ثاؑ کو' اور غمیثاؑ ادریسؑ کو اور اخنوع باحورکو' باحور نوحؑ کو اور نوحؑ سامؑ کو اور سامؑ عابرؑ کو عابرؑ براعثا کو اسی طرح یہ سلسلہ عیسیٰؑ تک پھر مجھ محمدؐ کو وصایت سونپی اور اس وصایت کو اے علیؑ تجھے دے رہا ہوں۔ (مشارق انوار الیقین ص ۵۸)

# علیؑ کے فضائل بیان کرنے کا حُکم

**فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَأَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِينَ** (سورہ الحجر آیت:۹۴)

آپ کو جو حُکم دیا گیا ہے اس کا اعلان کر دیجیئے۔ اور مشرکین کی پرواہ نہ کیجیئے۔

شواہد التنزیل ج ۱ ص ۳۲۵ پر علامہ حسکانیؒ نے سدی کے ذریعہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے آنحضورؐ کو حُکم دیا تھا کہ جس طرح قرآن کا ببانگِ دہل اعلان کیا ہے۔ اسی طرح فضائلِ آلِ محمدؐ بھی کسی کی پرواہ کیئے بغیر اعلان کر دیجیئے۔ (علی فی القرآن ۲۳۰)

# علیؑ میں تمام خصائل وفضائلِ حمیدہ وپسندیدہ جمع تھے

ہر ایک کمال جو کسی ایک فردِ بشر میں پایا جاسکتا ہے' ہر ایک صفت جو جانشینِ رسولؐ آخر الزمان کے لیئے ضروری ہوسکتی ہے۔ جو فضائل وخصائلِ حمیدہ وپسندیدہ کہ کسی ایک انسان میں جمع ہو سکتے ہیں۔ وہ کمال وصفت علیؑ میں بدرجہ اتم موجود ہے اور اس طریقہ سے فرمایا کہ صحابہ میں سے کسی اور کے اندر اُن صفات وفضائل کا اجتماع سوائے علیؑ

کے ناممکن ہے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ ان صفات میں انبیاء سلف میں سے کسی نبی سے کم نہیں ہیں۔ بلکہ ہر ایک نبی کے درجۂ کمال کو اگر دیکھنا ہو تو علیؑ کی طرف دیکھو۔ اس میں وہ صفات بدرجۂ کمال پاؤ گے۔

اس کے بعد بھی اگر کسی غصبی و کند ذہن شخص کے دل میں حضور کے جانشین کی طرف سے شبہ رہ جائے تو اس امکان بعیدی کو زائل کرنے کے لیئے بھی آپ نے بتصریح مختلف مواقع پر فرمایا کہ علیؑ کی نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ کے ساتھ تھی فرق صرف اتنا ہے کہ موسےٰؑ کے بعد نبی تو آسکتا ہے اور آیا لیکن مشیّتِ ایزدی اب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ آوے۔ اور اگر کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ علیؑ ہوتا۔ اس کو حدیث منزلت کہتے ہیں۔ جو مشہور حدیثِ رسولؐ ہے ۔

"یا علیؑ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی"

اس حدیث کا بغور مطالعہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنابِ رسولِؐ خدا کا کیا مقصد و منشاء تھا۔ آپ نے بتا دیا کہ حضرت علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت و رفعت و منزلت کتنی عالی ہے اور دیگر صحابہ سے کس قدر بالاتر ہے جو شخص کے نبیوں سے اور ابنیاءِ اولوالعزم کی خاص صفات کا حامل ہو جسکی مماثلت انبیاء سے کیجا وے وہی شخص خاتم النبین کا خلیفہ و جانشین ہوسکتا ہے۔ تا کہ آخری نبی اور دیگر تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کا ابتک کا کیا ہوا کام اسی طرح چلتا رہے جیسا کہ وہ خود کر سکتے تھے۔ (البلاغ المبین)

## علیؑ کے ہاتھوں پر لوہے کا موم ہونا۔

معجزاتِ آلِ محمدؐ ص ۲۵۱ پر ایک جماعت سے روایت ہے کہ انہوں نے خالد بن ولید سے روایت کی۔ اس نے کہا: میں نے علیؑ کو دیکھا کہ وہ اپنی زرہ کی کڑیوں کو ہاتھ سے توڑ کر انہیں درست کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ لوہا تو حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں میں موم ہوا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: خالد! اللہ نے ہماری طفیل داوٗدؑ کے لیئے لوہے کو موم بنایا تھا۔ ہماری تو بات ہی اور ہے۔ (معجزات آلِ محمدؐ ۱۵۱، مناقب ابن شہر آشوب ۳۲۵)

# علیؑ سے ذوالفقار کا ہمکلام ہونا

راوندیؔ رقم طراز ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب جنگِ خندق میں امیر المومنین علیہ السلام نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو آپ نے اپنی تلوار ذوالفقار اپنے فرزند امام حسنؑ کے حوالے کی اور ان سے فرمایا : اس تلوار کو اپنی والدہٗ محترمہ کے پاس لے جاوٗ اور ان سے کہو کہ اس تلوار کو صاف کریں

امام حسنؑ ذوالفقار لے گیئے اور حضرت سیدہؑ سلام اللہ علیہا نے اسے پانی سے دھویا۔ پھر امام حسنؑ تلوار لے کر حضرت امیر المومنینؑ کے پاس لائے۔ اس وقت آپؑ رسولِ خداؐ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ نے دیکھا تو تلوار کے درمیان خون کا ایک نقطہ لگا ہوا تھا جو کہ صاف نہیں ہوا تھا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کیا اسے آپ کی والدہ نے نہیں دھویا تھا؟ امام حسنؑ نے عرض کیا: اباجان ! میری والدہ ماجدہ نے اسے بھی صاف کیا تھا۔

پھر آپؑ نے فرمایا۔ ! پھر یہ خون کا چھینٹا باقی کیوں رہ گیا ؟

رسولِ اکرم صلیّ اللہ عُلیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا :تم یہی سوال ذوالفقار سے کروہ وہ تمہیں اس کا جواب دیگی۔

آپؑ نے ذوالفقار کو حرکت دی اور فرمایا! کیا تجھے طاہرہؑ نے دھویا نہیں تھا اللہ تعالےٰ نے تلوار کو بولنے کی قوت عطا کی اور وہ کہنے لگی۔! جی ہاں ! طاہرہؑ نے مجھے اچھی طرح سے دھویا تھا لیکن آج آپ نے میرے ذریعہ سے جس لعین کے خون کا ایک قطرہ پی لیا اور یہ میرا حصّہ تھا۔ آپؑ جس وقت بھی مجھے بے نیام کریں گے تو فرشتے اس قطرہ کو دیکھکر خوش ہوں گے اور وہ آپ پر درود پڑھیں گے۔ (مدینۃ المعاجز ۲۵۷، الخرائج، ج۱، ص ۲۱۵)

## علیؑ نے سب سے پہلے سجدۂ شکر ادا فرمایا

شیخ طوسیؒ نے بسند ہائے معتبر ہند بن ابی ہالہ اور عمارؓ بن یاسر وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جبرئیل حضرت رسولؐ اکرم کے پاس آئے اور قریش نے حضرتؐ کے قتل کرنے کے لیئے جو تدبیر کی تھی اس سے آگاہ کیا اور حقِ تعالےٰ کی جانب سے مدینہ کیطرف ہجرت کرنے کا حُکم حضرتؐ کو دیا۔ اوسوقت آنحضرتؐ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو طلب کیا اور فرمایا یا علیؑ! اس وقت روح الامیں خدا کی جانب سے میرے پاس آئے اور مجھکو خبر دی کہ قریش نے میرے قتل پر اتّفاق کیا ہے اور خدا نے مجھکو ہجرت کرنے کا حُکم دیا ہے اور فرمایا ہے۔ آج کی رات میں غارِ ثور میں جا کر پنہاں رہوں اور تمکو حکم دوں کہ میری جگہ سو رہو کہ قریش میرے جانے سے آگاہ نہ ہوں۔ پس تم اس بارے میں کیا کہتے اور کیا کرتے ہو۔؟

امیر المومنین علیہ السلام نے کہا! یا رسولؐ اللہ! اگر میں آپ کی جگہ سو رہوں تو آپ زندہ سلامت رہینگے۔ فرمایا ہاں۔! حضرت امیر علیہ السلام یہ سُنکر شاد و خنداں ہوئے اور حضرتؐ کی سلامتی اور اپنی جان حضرتؐ پر فدا کرنے کے سبب سجدۂ شُکر ادا کیا۔ یہ پہلا سجدۂ شُکر تھا جو اس اُمّت میں واقع ہوا۔ اور حضرت علیؑ نے اپنے دونوں رخسارے زمین پر رکھے تھے جب سجدہ سے سر اُٹھایا حضرت رسولؐ سے عرض کی۔ حق تعالےٰ نے آپکو جس طرف جانے کا حُکم دیا ہے وہاں تشریف لیجایئے۔ میری جان و گوش وچشم و سویدائے دل آپ پر فدا ہوں۔ اور جو کچھ آپ کو منظور ہو مجھسے فرمایئے کہ یہ جان و دل اسکو قبول کروں اور آپکی مرضیٔ مبارک کے مطابق بجالاؤں۔

## علیؑ سے تمام کفّار محبت کریں تو بہشت میں داخل کرے گا

تفسیر امام حَسن عسکری علیہ السلام میں ص ۱۱٦ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلیٰ اللہ عُلیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلب سے ارشاد

فرمایا کہ اے چچا اگر آپ دیکھتے کہ خدا کے نزدیک علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی قدر ومنزلت کس قدر عظیم ہے اور ملائکہ مقرّبین کے نزدیک ان کا مرتبہ کس قدر بزرگ ہے اور اعلیٰ علّتین میں ان کی شان وشکوہ کس قدر جلیل ہے تو ان کی اس قدر ومنزلت کو جو آپ دنیا میں دیکھ رہے ہیں نہایت ہی کمتر خیال کرتے۔

اے چچا علیؑ کی نسبت کسی برائی کو ہرگز اپنے دل میں راہ نہ دینا کہیں ایسا نہ ہو اپنے بھائی ابولہب کی طرح ہو جاؤ۔ کیونکہ آپ دونوں حقیقی بھائی ہوائے چچا اگر تمام آسمان و زمین کے باشندے علیؑ سے بغض رکھیں تو اللہ تعالیٰ ان سب ان سے بغض رکھنے کے سبب ہلاک اور جہنّم واصل کرے۔ اور اگر تمام کفّار علیؑ سے محبت کریں تو وہ علیؑ کی محبت کے باعث ان سب کی عاقبت نیک کرے کہ پہلے تو ان کو ایمان کی توفیق عطا کرے اور پھر اپنی رحمت سے بہشت عنبر سرشت میں داخل فرمائے گا۔

## علیؑ کی مثال ایسی ہے جیسے قرآن میں سورۂ قل ھواللہ

(۱) ینابیع المودۃ ص ۲۰۰ باب ۴۱ موٰلّس ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: اے علیؑ! تمہاری مثال لوگوں میں ایسی ہے جیسے قرآن میں سورۂ قل ھواللہ احد کی ہے۔ جس نے قل ھواللہ احد کو ایک مرتبہ پڑھا گویا اس نے قرآن کا تیسرا حصّہ پڑھ لیا جس نے سورۂ قل ھواللہ احد دو مرتبہ پڑھا ایسا ہے کہ جیسا کہ قرآن کو دو حصّے پڑھ لیئے ۔جس نے قل ھواللہ احد کو تین مرتبہ پڑھا گویا اس نے پورا قرآن پڑھ لیا اے علیؑ! اسی طرح تم ہو۔ جس نے تمہیں دل کے ساتھ دوست رکھا اس نے تیسرا حصّہ ایمان کا حاصل کرلیا۔ جس شخص نے تمہیں دل اور زبان کے ساتھ دوست رکھا اس نے ایمان کے دو حصّے حاصل کرلیئے ۔جس شخص نے دل، زبان اور عمل کے ساتھ دوست رکھا اس نے تمام ایمان جمع کرلیا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اگر تمہیں تمام زمین کے رہنے والے اس طرح دوست رکھتے جس طرح تمام آسمان والے تمہیں دوست رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کسی ایک کو آگ کا عذاب نہ دیتا۔؟ (ینابیع المودۃ ۲۰۱)

(۲) امام صادقؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا! تمہاری مثال ''قل ھواللہ احد'' کی مانند ہے جس نے اس کو ایک بار پڑھا گویا اس نے ایک سوم قرآن کو پڑھا' اور جس نے اس کو دو مرتبہ پڑھا گویا اس نے دوسوم قرآن کو پڑھا۔ اور جس نے تین مرتبہ پڑھا' گویا اس نے پورا قرآن پڑھا۔ اسی طرح اگر کوئی تمہیں دل سے دوست رکھتا ہوگا ایسے لوگوں کے اعمال کی ایک سوم جزا ملے گی' اور اگر کوئی تمہیں دل سے دوست رکھتا ہوگا اور زبان سے مدد کرے گا' ایسے لوگوں کے اعمال کی دوسوم جزا ملے گی' اور اگر کوئی تمہیں دل سے دوست رکھے گا اور زبان اور ہاتھ سے مدد کرے گا گویا اس نے لوگوں کے پورے اعمال کا ثواب حاصل کرلیا۔ (المحاسن/۱۵۳' فضائل/۲۲۴)

فضائلِ امیرالمومنینؑ صفحہ ۲۲۸ پر ابوبصیرؒ سے روایت ہے کہ میں نے امامِ صادقِ آلِ محمدؐ علیہ السلام سے سُنا آنحضرتؐ اپنے والد سے اُنہوں نے اپنے اجداد سے حدیث نقل کی ہے کہ ایک دن رسولِ خداؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔! تم میں کون پوری عُمر روزے رکھتا ہے ۔سلمان نے عرض کی۔! یارسولؐ اللہ مَیں ۔! رسولؐ اللہ نے فرمایا۔! تم میں سے کون پوری رات بیدار رہتا ہے۔؟ سلمان نے عرض کی یارسولؐ اللہ مَیں ۔! آنحضرتؐ نے فرمایا۔! تم میں سے کون روزآنہ ختمِ قرآن کرتا ہے۔؟ سلمان نے عرض کی یارسولؐ اللہ مَیں ۔!

اُس وقت رسولِؐ خدا کے اصحاب میں سے ایک صحابی نے غصّہ میں آکر کہا اے رسولؐ خدا۔! سلمان ایرانی ہے اور وہ ہم پر فخر کرنا چاہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔! تم میں سے کون ساری عُمر روزے رکھتا ہے۔؟ اُس نے کہا مَیں ۔ بلکہ وہ اکثر اوقات میں کھانا کھاتا ہے اور آپؐ نے فرمایا تم میں سے کون روزآنہ ختمِ قرآن کرتا ہے۔؟ اُس نے کہا مَیں ۔ بلکہ

وہ دن کو اکثر خاموش رہتا ہے۔رسولِؐ خدا نے فرمایا۔! اے شخص خاموش ہو جا۔! تم کہاں اور شیعۂ لقمان حکیم کہاں۔! اُس سے خود پوچھو تاکہ تم کو بتائے۔اُس شخص نے سلمان سے کہا۔! اے خدا کے بندے۔! تم نے کہا ساری عُمر روزے رکھتے ہو۔سلمان نے کہا جی ہاں۔! اُس شخص نے کہا۔! مَیں نے اکثر تمکو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔! سلمان نے کہا۔! جیسے تم فکر کر رہے ہو ویسے نہیں ہے۔مَیں ہر مہینہ میں تین روزے رکھتا ہوں۔ خداوند نے فرمایا! جو شخص نیکی کریگا تو دس گنہ ثواب عطا ہوگا۔اور مَیں شعبان کے روزے کو ماہِ رمضان سے ملاتا ہوں یہ روزہ پوری عُمر کا روزہ ہے۔اُس شخص نے کہا۔! تم اکثر رات کو سوتے ہو۔سلمان نے کہا۔! جیسے تم فکر کر رہے ہو ویسے نہیں ہے۔مَیں نے اپنے حبیبؐ رسولخدا سے سُنا آنحضرتؐ نے فرمایا۔! جو شخص باوضو سوئے گا گویا کہ وہ ساری رات بیدار رہا ہے۔اور مَیں ہر رات باوضو سوتا ہوں۔اُس شخص نے کہا۔! تم نے کہا روز آنہ قرآن ختم کرتے ہو۔سلمان نے کہا جی ہاں۔! اُس شخص نے کہا۔! اکثر اوقات خاموش رہتے ہو۔ سلمان نے کہا۔! جیسے تم فکر کر رہے ہو ویسے نہیں ہے۔مَیں نے اپنے حبیبؐ رسولخدا سے سُنا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا۔! یا ابوالحسنؑ میری اُمّت میں تمہاری مثال ایسے ہے جیسے **قُل ھو اللہُ اَحد** کی قرآن میں جو شخص اسکو ایک مرتبہ پڑھیگا حقیقت میں اُس نے ایک ثلث قرآن کو پڑھا ہے۔اور جو اسکو دو مرتبہ پڑھیگا حقیقت میں اُس نے دو ثلث قرآن کو پڑھا ہے۔اور جو اسکو تین مرتبہ پڑھیگا حقیقت میں اُسنے پورا قرآن پڑھا ہے۔

بس جو کوئی بھی تمہیں زبان سے دوست رکھیگا اُسکا ایک سوم ایمان کامل ہوگا۔اور ہر وہ شخص جو تمہیں زبان و دل سے دوست رکھیگا اُسکا دو ثلث ایمان کامل ہوگا۔اور ہر وہ شخص جو تمہیں زبان اور دل سے دوست رکھے گا اور ہاتھ سے تمہاری مدد کریگا بس اُسکا ایمان کامل ہوگیا۔یا علیؑ۔! مجھے اُسکی قسم جسنے مجھے برحق پیغمبر انتخاب کیا۔اگر زمین پر لوگ تمہیں اہلِ آسمان کی طرح دوست رکھتے تو کوئی بھی دوزخ کی آگ میں نہ جاتا اور مَیں

(قُل ھو واللّٰہُ احد) کو ہر روز تین مرتبہ پڑھتا ہوں اُسوقت یہ شخص ایسے خاموش ہوکر اُٹھّا جیسے کسی نے اُس کے مُنہ میں پتھر رکھا ہو۔ (معانی الاخبار ص ۲۲۲' فضائلِ امیر المومنینؑ ص ۲۲۸)

## علیؑ کے فضائل ومناقب جوسکونِ نفس اوراطمینانِ قلب کا موجب ہیں

کتاب شرح نہج البلاغہ (مولفہ ابن ابی الحدید معتزلی) میں بیان کیا گیا ہے کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے اگر مناقب اور فضائل اس فصاحت کے ساتھ ذکر کئے جائیں جو فصاحت اللہ تعالیٰ نے آپ کو تفویض کی تھی اور وہ فصاحت آپ ہی کا حصّہ تھی۔ اگراس بات کی کوشش تمام فصحاءِ عرب کریں تو جو مدح آپ کی نبیٔ اکرم صلیؐ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کی تھی اسکے عشرِ عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ جس میں مشہور حدیث مثلاً حدیثِ غدیر' حدیثِ طوبیٰ' قصّۂ سورۂ برأت اور حدیثِ خیبر' حدیثِ شعبِ بنو ہاشم اور کعبہ کی چھت سے بت گرانے کا ذکر ہے۔ ان سے ہٹ کر بھی جو حدیث علیؑ کی شان میں مختلف راویوں کی زبانی ہمیں ملتی ہیں وہ بھی سکونِ قلب اور اطمینان کا باعث ہے۔

(۱) اۓ علی۔! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی زینت سے مزیّن کیا ہے کہ اپنے بندوں کے لیئے اس کے نزدیک اور کوئی اچھی زینت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ زینت نیک بندوں کی ہے۔ اۓ علیؑ دنیا میں زہد اختیار کرنا' اور آپ کا مساکین سے محبت کرنا۔ اگر مومنین علیؑ کی اتباع پر راضی ہیں تو علیؑ بھی تمہارے امام ہونے پر راضی ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء حافظ ابونعیم)

(۲) رسولؐ اللہ نے ثقیف کے وفد سے فرمایا۔! انہیں مسلمان ہوجانا چاہئیے ورنہ میں تمہارے پاس ایک آدمی کو روانہ کروں گا جو مجھ سے ہوگا۔ یا فرمایا میرے نفس کے مانند ہوگا وہ تمہاری گردنیں اُڑا دے گا۔ اور تمہاری اولاد کو قیدی بنالے گا اور تمہارا مال لے لیگا۔ آپ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہیں۔

(مسند امام احمد حنبل' ینابیع المودۃ)

(۳) رسولؐ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علیؑ کے بارے میں عہد کیا ہے کہ اس کے ہاتھ میں ہدایت کا علم ہوگا۔ میرے اولیاء کے امام ہیں۔ جس شخص نے میری اطاعت کی وہ اس کے لیئے نور ہیں۔ آپ وہ کلمہ ہیں جس کو متقین نے لازم پکڑا ہے جس نے اس کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ جس نے اس کی اطاعت کی اس نے میرا اطاعت کی۔ اس کو اس بات کی بشارت دیدو۔ مَیں نے عرض کیا! اے میرے رب اس کو اس بات کی بشارت دیتا ہوں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔! مَیں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس علیؑ کے حق میں دُعا کی۔ اے میرے اللہ اس کے دل کو اپنا بنا۔ اور اس کو اپنے نزدیک ایمان کی چراگاہ قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ مَیں نے یہ بات کردی ہے لیکن مَیں اس کو ایسے مصائب میں مبتلا ہونے میں مخصوص کیا ہے کہ مَیں نے اپنے اولیاء میں سے کسی کو ایسے مصائب کے ساتھ مخصوص نہیں کیا۔ مَیں نے عرض کی اے میرے رب! یہ میرے بھائی ہیں۔ میرے ساتھی ہیں۔! اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بات میرے علم میں طئے ہوگئی ہے کہ وہ ضرور ان مصائب میں مبتلا ہونگے۔ اور انہیں جھیلیں گے۔ (حلیۃ الاولیاء ینابیع المودۃ ۵۰۲)

(۴) رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا۔! جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ میری جیسی زندگی بسر کرے اور میری موت جیسی موت مرے اور اس یاقوت والی چھڑی کو پکڑے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اس سے کہا ہو جا وہ ہوگئی تو اسے چاہیئے علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی ولایت کے ساتھ متمسک ہو جائے۔

## علیؑ کے فضائل لِکھنا ‘سُننا ‘ بیان کرنا

خطب خطباء خوارزم نے کتاب مناقبِ امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ؎

”انَّ اللّٰہ تعالیٰ جَعَلَ لِاَخِیْ عَلِیٍ فضائلَ لا تحصٰی کَثرَۃِ فَمَنْ ذَکرَ فَضِیْلَۃً مِنْ فضائِلِہٖ مُقِرّاً بھا عَفُو اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمُ مِن ذنبد وَمَا تاخّرَ ومن کَتبَ فِضِیْلَۃً مِن

فَضَائِلَه لَم تزِلِ الْمَلائكة تَستَغفِرلَهُ مَا بَقِيَ لِتلكَ الكِتابَةِ اِسمُ، وَمَن اسَّمعَ فَضِيلَةً مِنْ فَضائِلِهٖ غفر الله له الذُنُوبَ الَّتِي النبها بآلاستماعِ وَمَن نظر اِلىٰ كِتَابٍ مِنْ فَضائِلِهٖ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ الذُنوبَ الَّتِيْ اكْتَسَبَهَا بالنظر۔"

اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علیؑ کے لیئے وہ فضائل قرار دیئے ہیں جو کثرت کی وجہ سے شمار نہیں کیئے جاسکتے پس جو کوئی اسکی کسی فضیلت کو صدقِ دل سے ذکر کرے۔اللہ تعالیٰ اسکے گذشتہ اور آئیندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جو کوئی اسکی کسی ایک فضیلت کو لکھے فرشتے اسکے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کے اس تحریر کا ایک لفظ باقی رہے اور جو کوئی اس کی کسی ایک فضیلت کو سُنے اللہ تعالیٰ اسکے ان تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے جو سُننے سے حاصل کئے ہیں اور جو کوئی اس کے فضائل کی کتاب میں نظر کرے۔خدا اسکے اُن تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جو اس نے نظر سے کسب کیئے ہیں۔

نیز خوارزم کی مناقب میں عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ؎

لَو اَنَّ الرِّيَاضَ اقلامُ والبَحرِمِدَادُ، و الجِنَّ حِسَابُ، و الانسَ كِتَابُ، مَآاحصٰى فَضَائِلِ عَلِيٍّ ابنِ ابِيطَالِبٍ۔

یعنی! اگر تمام نباتات قلم بن جائے اور تمام سمندر سیاہی ہو جائیں اور جن حساب کرنے والے ہوں اور انسان لکھنے والے ہوں تو بھی ہرگز علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے فضائل شمار میں نہیں ہو سکتے۔

## علیؑ کو نبیؐ کی وراثت عطا ہوئی

مودات میں امام محمدِ باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز مرض الموت کی حالت میں رسولؐ اللہ کا سرِ مبارک امیر المومنین علیؑ کی آغوشِ متبرک میں تھا۔اور مہاجر و انصار سیّد المرسلینؐ کے دولت سرا میں جمع تھے اس وقت جنابِ امیرؑ کی طرف

مخاطب ہوکر فرمایا۔! اے بھائی۔! کیا تم میری وصیّت قبول کرتے ہو۔؟ اور میرے وعدے بجالاؤ گے۔؟ جنابِ امیرؑ نے عرض کی۔! یا رسولؐ اللہ! ہاں۔ یہ کہکر رقّت طاری ہوئی اور اس قدر روئے کہ کثرتِ گریہ سے بیہوش ہو گئے۔

بعدازاں رسولِؐ خدا نے بلالؓ سے فرمایا اے بلال۔! میری تلوار، خُود، زرہ، اور میرا گھوڑا اور ناقہ اور وہ پارچہ (کپڑا) جس کو فاقہ کے دِنوں میں عبادتِ خدا کے وقت پیٹ پر باندھا کرتا تھا لے آؤ۔ جب بلالؓ نے حسبِ ارشاد سب چیزیں لاکر سامنے حاضر کر دیں۔ تو آنحضرتؐ نے اپنی انگوٹھی انگشتِ مُبارک سے نکال کر فرمایا۔ اے بھائی۔! یہ میرا خاص اسباب سب تم سے تعلق رکھتا ہے۔ ان چیزوں کو لے جا کر اپنے گھر رکھ آؤ۔ تاکہ کسی شخص کو میرے بعد ان امور میں تم سے مضائقہ نہ ہو۔ امیر المومنینؑ نے ان متبرّک چیزوں کو سر اور آنکھوں سے لگایا۔ اور مہاجر اور انصار کے روبرو اپنے گھر لے گئے۔

## علیؑ کی فضیلتیں

(۱) کفایت المومنین میں محمّد بن سنان سے مروی ہے کہ مَیں ایک روز امام جعفرِ صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص چین سے آیا۔ امامؑ نے فرمایا کیا چین کے آدمی ہم کو پہچانتے ہیں۔؟ اس نے عرض کی۔ اے فرزندِ رسولؐ! ہاں پہچانتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک درخت ہے جس کو فصلِ بہار میں ہر روز دو دفعہ پھول نکلتے ہیں اور کلیاں کھلتی ہیں۔ ہر دن کے شروع میں اس کے پھول پر لکھا ہوا دیکھتے ہیں ''لَآ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ'' اور شام کے وقت پھول پر لکھا ہوا دیکھتے ہیں ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَلِیٌّ خَلِیْفَةُ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

(۲) کفایت المومنین میں سعید بن ابی خالد سے روایت کی گئی ہے کہ ایک دِن سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تپِ محرقہ عارض ہوا۔ جب امیر المومنینؑ، رسولِؐ خدا

کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔! ائے بھائی۔! مجھکو تپ نے پریشان کر رکھا ہے۔ امیر المومنینؑ نے اپنا دایاں ہاتھ حضرتؐ کے سینۂ مبارک پر رکھکر یہ کلمات فرمائے

''یَا دَاءُ اُخرُجِیُ فَاِنَّهُ عَبُدُ اللّٰهِ وَرَسُوُلُه''۔

''ائے بیماری نکل جا کیوں کہ آنحضرتؐ خدا کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں'' راوی کہتا ہے کہ آنحضرتؐ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔! ائے بھائی اللہ تعالیٰ نے جو فضائل تم کو عطا فرمائے ہیں اُن میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ تمام دردوں اور بیماریوں کو تمہارا مطیع فرمانبردار بنایا ہے۔

(۳) ینابیع المودة میں (بحذف اسناد) ام سلمہ سے روایت ہے کہ جب رسولؐ اللہ ناراض ہوتے تھے تو علیؑ کے سواء آپ سے بات کرنے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

(۴) ینابیع المودة صفحہ ۴۵۸ پر روایت درج ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ جب کوفہ میں تشریف لائے تو عرب کا ایک حکیم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا خدا کی قسم! امیر المومنینؑ! آپ نے خلافت کو زینت عطا کی ہے اور خلافت نے آپ کو زینت نہیں دی۔ اور آپ نے خلافت کو بلندی کا درجہ عطا کیا ہے اور خلافت نے آپ کو کوئی بلندی نہیں دی۔ اور خلافت یہ مدارج طئے کرنے کے لیئے تیری بہت زیادہ محتاج تھی۔

(۵) ینابیع المودة صفحہ ۴۵۸ میں روایت ہے اطیوریات میں حافظ بیعی نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ مَیں نے اپنے باپ سے حضرت علیؑ اور ان کے دشمنوں کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ائے میرے فرزند! علیؑ کے بہت دشمن تھے اور وہ آپ کے عیوب کی تلاش میں کوشش کرتے تھے لیکن انہوں نے آپ میں کوئی عیب نہ پایا۔ آپ کے پاس آئے اور آپ سے جنگ کی اور آپ کو قتل کر دیا۔ اور مکر و فریب کے ذریعہ آپ کو الگ کر دیا۔

# علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کی سب سے بڑی فضیلت

احتجاج تبرسی میں ہے کہ جنابِ امیرالمومنین علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اے مولاؑ۔! اپنی بڑی سے بڑی فضیلت بیان فرمایئے۔پس اُن جنابؑ نے اِس آیت کی تلاوت فرمائی ؎ ''اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ'' (سورۂ ھود)

اور ارشاد کیا کہ جنابِ رسولِ خداؐ کا شاہد مَیں ہوں۔اُسی کتاب کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جنابِ امیرالمومنینؑ سے ایک زندیق نے کہا کہ مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ اپنی کتاب میں خبر دیتا ہے کہ ہمارے نبیؐ کے بعد ایک شاہدِ الٰہی سے اُن کا قائم مقام ہوگا اور جو شخص آنحضرتؐ کے بعد اُنکی جگہ بیٹھا۔اُس نے تو مُدّت تک بُت پرستی کی تھی کیا وہی جنابِ رسولِ خداؐ کا شاہد ہے۔حضرتؑ نے جواب دیا۔قولِ باریٔتعالیٰ ''وَ یتلُوہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ'' سے مُراد خدا کی حُجّت ہے جس کو خدا نے اپنی مخلوق پر مقرر کیا ہے اور یہ بات اُن کو جتلادی کہ نبیؐ کی جگہ کا حقدار ایسا شخص ہے جو اُنکا قائم مقام ہو سکے اور اُنکے بعد ایسا شخص اُنکا نائب ہوگا جو مثلِ جنابِ رسولِ خداؐ کے پاک و پاکیزہ ہوتا کہ اُس شخص کو جو نجاستِ کفر سے کسی وقت آلودہ ہو چکا ہے۔ جنابِ رسولِ خداؐ کی جگہ بیٹھنا جائز نہو اور ظُلم و گناہ کی اعانت کرنیوالوں کو لاعلمی کے عذر کا موقع نہ ملے۔کیونکہ خداوندِ عالم نے اُس شخص پر جو کافر رہ چُکا ہے عہدۂ نبوت وولایت کو حرام فرمادیا ہے۔جیسا کہ خدائے تعالےٰ نے جنابِ ابراہیمؑ کے جواب میں ارشاد فرمایا ؎ ''لَا یَنَالُ عَھْدِیْ الظّٰلِمِیْنَ'' اس آیت میں ظالمین سے مُراد مشرکین ہیں کیونکہ ظُلم بھی شرک ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ'' پس جب حضرت ابراہیمؑ کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ خدائے تعالےٰ کا یہ منصب بُت پرستوں کو نہیں مل سکتا تو درگاہِ باری میں عرض کی ؎ ''وَ اجْنُبْنِی وَ بَنِیَّ اَنْ نعبدَ الاَصْنَام'' آگاہ ہو جاؤ کہ جس نے منافقوں پر سچّوں اور

کُفّار کو مومنوں پر ترجیح دی اُسنے خدا پر بہت بڑا افتراء کیا اور بڑی تہمت لگانے کا وبال سمیٹا۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنابِ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میرے لیئے مسندِ قضاء بچھادی جائے تو مَیں اس پر بیٹھکر توریت والوں کو توریت کے موافق فتوٰے دونگا۔ انجیل والوں کا مقدمہ انجیل کے مطابق فیصل کرونگا۔ قرآن والوں کے بکھیڑے قرآنِ مجید سے طئے کرونگا۔ یہ میرے روشن فیصلے خدا کے پاس پہنچیں گے۔ خدا کی قسم جتنی آیتیں قرآن میں نازل ہُوئیں ہیں خواہ وہ دن میں آئی ہوں یا رات میں اُتری ہوں مجھے اُن سب کی شانِ نزول معلوم ہے۔ قریش میں کوئی مرد ایسا نہیں ہے جس کے سر پر اُسترا چلا ہو مگر یہ کہ اُسکے بارے میں کوئی نہ کوئی آیت قرآنِ مجید میں ضرور نازل ہوئی۔ خواہ وہ آیت اُسے جنّت میں لیجائے یا جہنّم میں پہنچائے۔ یہ سُن کر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا امیر المومنینؑ بتلایئے آپ کی شان میں کونسی آیت نازل ہُوئی ہے۔؟ حضرتؑ نے فرمایا۔! کہا قولِ باریٔ تعالےٰ افَمَن کانَ علیٰ بیّنۃُ الخ نہیں سُنا۔ پس جنابِ رسولِؐ خدا اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل پر تھے اور مَیں اُن حضرتؐ کی عترت سے ہوں۔ (امالی شیخ مفیدؒ احتجاج طبرسیؒ)

ابن مغازلیؒ شافعی لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جنابِ رسولِؐ خدا نے فرمایا۔! مَیں اپنے پروردگار کی واضح دلیل پر ہوں اور علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام میرے گواہ ہیں۔

سلیمؒ بن قیس ہلالی کی کتاب سے وہ گفتگو جو قیسؓ بن سعد بن عبادہ اور معاویہ کے درمیان ہُوئی۔ قیسؓ بن سعد نے کہا کہ انصار میں سے قریش میں سے عرب میں سے عجم میں سے کوئی بھی اس عہدہ کا مستحق نہ تھا بلکہ منصبِ خلافت سِوائے علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام اور ان کے بعد اُنکی اولاد کے اور کسی کا حق نہ تھا۔ یہ سُنکر معاویہ نے غضبناک ہو کر کہا کہ اے پسرِ سعد ابنِ عبادہ یہ مضمون تو نے کس سے لیا۔ یہ روایت اس سے سُنی جو میرے باپ سے بھی بہتر ہے اور میرے باپ کی بہ نسبت اسکا حق مجھ پر زیادہ ہے۔ معاویہ نے پوچھا وہ کون ہے؟ قیسؓ نے جواب دیا۔ وہ اِس اُمّت کے عالمِ ربّانی اور

صدّیق اور فاروق علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام ہیں۔جن کی شان میں خداتعالیٰ فرماتا ہے۔''قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ'' معاویہ نے یہ سُن کر کہا کہ یہ تو دوسرے کی شان میں نازل ہوئے۔قیسؓ نے کہا اس آیت کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جسکی شان میں یہ آیت ''اِنَّمَا اَنْتَ مَنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿﴾'' نیز یہ آیت ''اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ یتلُوْهُ شَاهِدٌ مِنْهُ﴿﴾'' اور وہ شخص جسکو رسولِ خداؐ نے غدیرِخم میں اپنے خلیفہ مقرر کیا تھا۔اور فرمایا تھا کہ اےعلیؑ تم کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو جنابِ موسیٰؑ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ آئیگا۔

# علیؑ کے فضائل۔سلمانؑ کی زبانی

سلمانؓ نے ایک اعرابی کو جسنے علیؑ کے بارے میں سوال کیا بتلایا کہ اے اعرابی علیؑ وہ ہیں جو قرآن اور احادیثِ نبیؐ کے موافق رسولِ خداؐ کے وصی ہیں۔یہ وہ ہیں جس کے بارے میں رسولؐ نے فرمایا۔! ''اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا۔'' اور فرمایا۔''اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی۔'' نیز ارشاد فرمایا۔''عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ مَنْ اَبیٰ فَقَدْ کَفَرَ'' اور علیؑ ہی وہ ہیں کہ جو غروب شدہ آفتاب کو اس کی خاطر سے واپس لایا گیا کہ اس کی نماز فوت نہ ہو۔اور علیؑ وہ ہیں کہ مسجدِ سیدِ ابرارؐ کے صحن میں صغار و کبار اور مہاجرین و انصار کے روبرو آفتاب نے سات بار اس جناب کو سلام کیا۔علیؑ ہی وہ ہیں جنہوں نے رسولِ خداؐ کے ہمراہ دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔اور رسولِ خداؐ سے دو بیعتیں کیں ہیں۔ (۱)بیعتِ عقبہ (۲)بیعتِ شجرہ۔اور کسی بیعت میں آنحضرتؐ سے تخلف اور روگردانی نہیں کی۔یہ وہ جوہر ہے جو آلِ رسولؐ کا معدن اور بتولؑ کا شوہر ہے۔علیؑ وہ ہیں جس کے باب میں آنحضرتؐ نے فرمایا۔! اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو اور جوڑ نہ تھا۔علیؑ وہ بزرگوار ہے جس کے حق میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔''اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَسِقًا لَا یَسْتَوْنَ۔'' نیز ان ہی کی شان میں ہے

۔ ''اَجَعَلْتُمْ سِقَيَةَ الحَاجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُنَ عِنْدَه ''۔ نیز علیؑ کی شان میں فرمایا ۔ وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۔'' علیؑ وہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے غدیرِ خم کے روز ان کے حق میں یہ آیت بھیجی ۔ ''يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۔'' نیز روزِ مباہلہ۔علیؑ وہ ہیں جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ ''لَا يَسْتَوِىْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ۔'' نیز علیؑ کے اہلبیتؑ کی شان میں فرمایا ۔ ''اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهِ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ الخ''۔ یہ وہ بزرگوار ہیں جس نے رکوع کی حالت میں انگوٹھی سائل کو عطا کی اور یہ آیت اس کی شان میں نازل ہوئی ۔ ''اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ ۔''

## علیؑ کی فضیلت کے بارے میں حضرت سلمانِ فارسی کا خطبہ

کتاب احتجاجِ طبرسیؒ میں امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ سلمانِ فارسی نے رسولؐ اللہ کی وفات کے تین دن بعد خطبہ کہا ایّہا الناس! اگر مَیں فضائلِ امیر المومنینؑ جو مجھے معلوم ہیں بیان کروں تو بعض تمسے کہیں گے کہ سلمانؓ دیوانہ ہوگیا ہے اور بعض کہیں گے کہ خداوند قاتل سلمان کی مغفرت کر آگاہ ہو کہ تمہارے لیئے منایا (موتیں ہیں) جنکے شدائد و بلایا و آفات شامل ہیں آگاہ رہو کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے پاس عِلمِ منایا اور بلایا اور میراث وصایا اور فصل خطاب واصل نساب ہے جیسا کہ ہارونؑ وصیِ موسیٰؑ کے پاس تھا۔ کیونکہ رسولِؐ خدا نے فرمایا ''یاعلیؑ انت وصی فی اھلی و خلیفتی و فی امتی بمنزلة ھارونؑ من موسیٰؑ ''۔ ''اےعلیؑ تو میرا وصی ہے میرے اہل میں اور میرا خلیفہ ہے میری اُمّت پر ٹھیک ویسا ہی جیسا کہ ہارونؑ وصیِ موسیٰؑ تھے'' مگر تم لوگوں نے بنی اسرائیل کی طرح قبولِ حق سے انکار کیا اور حذر و النعل بالنصل

انکی پیروی کی قسم ہے اس پروردگار کی کہ سلمانؓ کی جان اِسکے قبضۂ قدرت میں ہے کہ اگر تم علیؑ کو خلیفہ بناتے تو دین و دنیا دونوں میں نفع پاتے اور حالت تمہاری یہ ہوتی کہ اگر مرغانِ ہوا و ماہیانِ دریا کو طلب کرتے تو وہ تمہاری اجابت کرتیں۔ دوستانِ خدا فقر و فاقہ میں مبتلا نہ ہوتے اور فرائضِ خدا کامل طور سے انصرام پاتے جیسے کہ دو شخص بھی احکامِ خدا میں مختلف نہ ہوتے' مگر تم نے اِس سے انکار کیا اور اغیار کو ولیِ امر بنایا۔ پس بشارت ہو تمکو ساتھ مصیبت و بلا و نا امیدی از افاہ ورخا کے پس مَیں صاف اور ظاہر کہتا ہوں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رشتۂ محبت وولا منقطع ہوا۔ پھر کہا لوگو! اہلبیتِؑ رسولِ خداؐ کا دامن پکڑو بہ تحقیق کہ وہی بروزِ قیامت راہ نمائے جنت ہونگے اور علی علیہ السلام کی اطاعت کرو کیونکہ ہم نے ایک بار نہیں بار بار رسولؐ اللہ کے سامنے حضرتؑ کو امارت و ولایتِ مومنین کے ساتھ سلام کیا ہے اور وہ حضرتؐ ہمیشہ اسکا حکم دیتے اور تاکید کرتے رہتے ہیں کیا ہوا ان لوگوں کو کہ انکی فضیلت کو جان بوجھ کر ان پر حسد کرتے ہیں جیسا کہ قابیل نے حابیل پر حسد کیا اور اِسے مار ڈالا' اور جسطرح اُمّتِ موسیٰؑ اسی حسد کے سبب سے دین سے پھر گئی۔ ایّہا الناس! کدھر جاتے ہو ہمکو ابوفلاں اور فلاں سے کیا کام ہے۔ دیدہ و دانستہ کیوں جاہل بنے جاتے ہو قسم خدا کی تم کافر ہو جاؤ گے اور ایک دوسرے کو مار ڈالو گے۔ ناجی کو ہلاک اور ہلاک شوندہ کو نجات یافتہ بندہ کہنے لگو گے۔ آگاہ رہو کہ مَیں نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا۔ مَیں تابع ہوں اپنے مولیٰؑ کا اور مولائے ہر مومن و مومنہ کا علیؑ امیر المومنین و سیّد الوصیین اور قایٔد الغرالمحجلین و امام الصدیقین و شہداءِ صالحین ہیں۔ (حضرت سلمان بڑے راسخ العقیدہ کامل الایمان تھے مسجد میں بیعت کی ہلڑ میں انکی گردن میں چوٹ آئی جس سے گردن میں کجی رہ گئی تھی حضرت عمرانؑ سے کہا کرتے تھے بنی ہاشم اگر بیعت سے تخلف کریں تو انکو شایاں ہے کیونکہ قرابتِ رسولؐ اللہ کا فخر رکھتے ہیں مگر تو کس لئیے اکڑتا پھرتا ہے وہ کہتے مَیں بھی ان کا دوست اور شیعہ ہوں)

# حضرت علیؑ کے فضائل بلالؓ کی زبانی

حیاتُ القلوب جلد ۔۲، صفحہ ۲۳، ۲۴ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ بلالؓ کو حضرت ابوبکر ابنِ قحافہ نے دو غلامِ حبشی کے عوض خریدی کیا۔ جب وہ جنابِ رسولِ خداؐ کی خدمت میں آئے تو جنابِ امیر المومنین علیہ السلام کی ان سے زیادہ تعظیم کی جس قدر وہ ابوبکر کی کیا کرتے تھے تو مفسدوں کی ایک جماعت نے کہا۔ اے بلال تم نے کفرانِ نعمت کیا ہے اور حضرت ابوبکر کی فضیلت کو گھٹایا ہے جو تمہارے آقا ہیں اور تم کو خرید کر آزاد کیا اور کافروں کی قید وسختی سے رہائی بخشی حالانکہ علیؑ نے تمہارے ساتھ کوئی اس قسم کا احسان نہیں کیا ہے۔ اور تم ان کی عزّت وتوقیر اور تعظیم ابوبکر سے زیادہ بجالاتے ہو یہ کفرانِ نعمت ہے جو ان کے متعلق ظاہر کرتے ہو۔

بلالؓ نے کہا کیا مجھ پر لازم ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ کی تعظیم سے زیادہ حضرت ابوبکر کی تعظیم کروں۔ ان لوگوں نے کہا معاذ اللہ! ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے زیادہ حضرت ابوبکر کی تعظیم کرو تو بلال نے کہا یہ تمہاری بات پہلی گفتگو کے خلاف ہے جو تم نے کہا میرے لیئے ابوبکر سے زیادہ علیؑ کی تعظیم جائز نہیں اس لیئے کہ حضرت ابوبکر نے مجھے خرید کر آزاد کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا جنابِ رسولِ خداؐ اور علیؑ برابر نہیں کیونکہ رسولؐ تمام خلائق سے افضل ہیں۔ بلالؓ نے کہا علیؑ بھی پیغمبرِ خداؐ کے بعد خدا کے نزدیک بہترین خلق اور محبوب ترین خلق ہیں۔ اس لیئے کہ جس وقت پیغبرؐ کے لیئے مُرغِ بریاں لایا گیا حضرتؐ نے دُعا کی! خداوندِ الٰہی سب سے زیادہ محبوب مخلوق کو میرے پاس بھیجدے تا کہ وہ اس مُرغ کو کھانے میں میرے ساتھ شریک ہو تو علیؑ آئے۔ اور اُس مُرغ کو کھانے میں شریک ہوئے۔ اور مخلوقِ خدا میں سب سے زیادہ رسولِ خداؐ سے مشابہ ہیں کیونکہ خدا نے ان کو رسولؐ کا دینی بھائی قرار دیا ہے۔ لہٰذا حضرت ابوبکر کو مجھ سے وہ امید نہ رکھنا چاہیئے جو تم لوگ امید دلاتے ہو کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ علیؑ اُن سے افضل ہیں اور مجھ پر علیؑ کا حق

ان سے زیادہ ہے کیونکہ علیؑ نے مجھکو عذابِ الٰہی سے رہائی بخشی اوران کی محبت اوران کو دوسروں سے افضل سمجھنے کے سبب میں بہشت کی ابدی نعمتوں کا مستحق ہوا ہوں۔

## مولائے کائناتؑ کے بارے میں حضرت ابوبکر کا کلام

احتجاجِ طبرسی ص ۱۶۲ پر احمد بن علی ابن ابی طالب نے عامر شعبی سے روایت کی ہے' اس نے عروہ ابن زبیر' انہوں نے زبیر ابن عوام سے کہ جب ابوبکر منصبِ خلافت پر فائز ہوئے کچھ منافقین نے کہا علیؑ ابنِ ابیطالبؑ پر ابوبکر مقدم ہو گئے اور ابوبکر اس خلافت کیلئے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے اولویت رکھتے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے جب یہ بات سُنی تو کہا کہ وہ خاموش ہوجائے جو راہِ دین سے منحرف ہوگیا جسے اپنی رفتار و گفتار کا خیال نہیں ہے۔' آدابِ محبت و شرائط مودّت ک رعایت نہیں کرتا' اس جماعت سے مجبوراً ایمان کا اظہار کیا ہے اور نفاق و عداوت کو دلوں میں پوشیدہ کر رکھا ہے۔ وہ سب شیطان کے پیرو ہیں۔ تم ایسا سمجھتے ہو کہ یہ میرا اعتقاد ہے کہ منصبِ خلافت کیلئے میں علیؑ ابنِ ابی طالبؑ سے بہتر و برتر ہوں۔

میں ایسا دعویٰ کیسے کرسکتا ہوں' جبکہ جو سبقت اور قرابت ان کیلئے ہے میرے لیئے نہیں ہے' انہوں نے اس وقت ایمان قبول کیا اور خدا کی عبادت کی جب میں کافر تھا۔ اس وقت وہ پیغمبرِ ؐاسلام کے دوست و موافق تھے جب میں دشمن اور مخالف تھا۔ انہوں نے سعادت وخوش بختی میں مجھ پر سبقت کی اگر میں تسامح کر کے غفلت کروں پھر بھی ممکن نہیں کہ ان تک پہنچ سکوں۔ بخدا قسم! علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام پروردگار کی محبت اور تعلق و قرابتِ رسولِؐ اکرم' بلندیٔ ایمان کے اعتبار سے ایسا مقام رکھتے ہیں کہ گذشتہ و آئیندہ میں سے کوئی بھی کتنی کوشش کرے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔

انہوں نے راہِ خدا میں جان دینے سے کبھی دریغ نہیں کیا' اپنے چچازاد بھائی رسولؐ خدا سے بے انتہا محبت کرتے ہیں تمام حادثات' مشکلات و مصائب کو مسلمانوں سے مخلصانہ و دوستانہ برطرف کرتے ہیں۔

وہ شبہات کو دور کرنے والے ہیں' وہ مخالف ہدایت کے راستوں کو مسدود کرنے والے ہیں' وہ ہمیشہ شرک ونفاق سے مقابلہ کرکے حقیقت کو روشن کرتے ہیں' وہ دوسروں سے پہلے رسولِ خداؐ سے ملحق ہوئے' وہ سب سے پہلے میدانِ جنگ میں قدم رکھتے' علم وفہم ان کے وجود میں جمع ہے' صفاتِ حسنہ' معارف وحقائق ان کے قلب میں جاگزیں ہیں جو کچھ ان کے دست وسینہ میں ہے اس کو انفاق اورصرف کرتے ہیں۔

کیسے کوئی ان کے مقام ومنزلت کی آرزو کرسکتا ہے جبکہ اس خدا اور اسے خدا اور اس کے رسولؐ نے ولایتِ مومنین اور امامتِ امّت کیلئے نصب ومعین کیا ہے۔ میں نے خود رسولِ خداؐ کو فرماتے سُنا ہے کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہیں۔ جو ان کی پیروی واطاعت کرے ہدایت وخوشی اس کا نصیب ہے جو ان کی مخالفت ونافرمانی کرے وہ ہلاکت سے نزدیک ہوگا' جو علیؑ کو دوست رکھّے وہ سعادتمند ہے جو علیؑ سے دشمنی رکھّے وہ رحمتِ خدا سے دور ہے۔

اگر کوئی علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کو دوست نہیں رکھتا تو نہ رکھّے لیکن ان سے دوستی کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ انہوں نے کبھی بھی خدا کی مخالفت نہیں کی' خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کی۔ اور لوگ وفاتِ رسولؐ کے بعد ان کے محتاج ہیں' ان کی محبت کے وجوب کے اسباب کا کوئی شمار نہیں ہے' علیؑ ابنِ ابیطالبؑ رسولؐ کے نزدیکی رشتہ دار اور اہلِ بیتؑ میں سے ہیں۔ وہ تمام چھوٹے بڑے موضوعات کا عالم ہیں۔ وہ ہر حال میں راضی وخوشنود ہیں۔ وہ حادثات وواقعات کے مقابل صابر وتحمل ہیں وہ لوگوں سے برابری ومساوات کا سلوک کرتے ہیں وہ صاحبِ لواءِ حمد ہیں' وہ روزِ قیامت کے ساقی ہیں ان میں تمام خوبیاں اور سارے علوم جمع ہیں' وہ خدا اور رسولؐ کی قربت کا وسیلہ ہیں۔ ان کے صفات و مقاماتِ حدود وشمار سے باہر اور درک و وصف سے بالاتر ہیں آگاہی رکھنے والے تمنّا کرتے ہیں کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے قدموں کی خاک پاک ہوجائیں۔ (احتجاجِ طبرسی ۱۶۲)

# علیؑ کے بارے میں حضرت عمر کا کلام

علامہ ابن جوزیؒ نے تذکرۃ الخواصؒ ص:۱۶۷پر تحریر کیا ہے کہ امام احمدؒ ابن حنبل کی کتاب فضائلؒ میں ابی مسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرابنِ خطاب کہا کرتے تھے کہ خدا سے پناہ مانگتا ہوں اُس مشکل سے جس کے حل کرنے کیلئے ابوالحسنؑ نہ ہوں

ابنِ مسیبؒ کہتا ہے کہ حضرت عمرؒ کے اِس قول کا ایک سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ بادشاہِ رومؒ نے حضرت عمر کی جانب ایک خط لِکھا اور اُن سے کچھ مسائل پوچھے (جب حضرت عمر مسندِ خلافت پر مامور تھے۔) اِن مسائل کو حضرتِ عمرؒ نے تمام صحابہ کے سامنے پیش کیا لیکن کسی سے جواب نہ مِل سکا پھر حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں پیش کیا تو امیر المومنین حضرت علیؑ نے اِن مسائل کے مدلّل اور مسکت جوابات دیے۔

# علیؑ کے فضائل کی معاویہ کے دربار میں گونج

امالی شیخِ مفیدؒ میں جناب علی بن عاصم نے شعبیؒ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جب شداد بن اوس معاویہ بن ابوسفیان کے دربار میں قاصد بن کر آیا تو اس نے شداد کی عزّت کی اور اس کو اچھے انداز میں خوش آمدید کہا اور اس کو کسی کے بارے میں عتاب نہ کیا۔ پھر اس سے حال احوال جاننے کے بعد اس کو آرام وسکون سے کہا۔ پھر اس کو اس دن حاضر ہونے کا حکم دیا جب بہت زیادہ لوگ اس کے پاس جمع تھے۔ پس اس نے کہا! اےئ شداد اُٹھو اور لوگوں کے سامنے علیؑ کے عیب بیان کروتا کہ مجھے تمہاری اپنے ساتھ محبت کا پتہ چل سکے۔

پس شداد نے کہا کہ اےئ معاویہ! مجھے اس سے معاف فرما کیونکہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ اس دنیا سے اپنے رب کے پاس جاچکے ہیں۔ اور وہ اپنے عمل وعِلم کے حساب سے جزا پاچکے ہیں۔ پس تمہاری جو اُنکے بارے میں کوشش ہے اس کو روک دو۔ معاملہ

اب صرف تیرے لیئے بچ گیا ہے۔ پس ایسی چیز کا مطالبہ اور التماس نہ کر۔ پس معاویہ نے اس سے کہا کہ تجھے ضرور کھڑا ہونا پڑے گا اور جو مَیں نے حکم دیا ہے اس کو انجام دینا پڑے گا ورنہ تیری نیت میں کوئی فتور وعیب پایا جاتا ہے

پس شدّاد بن اوس کھڑے ہوگئے اور یوں شروع ہوئے: ساری تعریفیں صرف اللہ کے لیئے جس کی اطاعت اپنے بندوں پر واجب ہے اور اس نے اپنی رضا اور خوشی کو اہلِ تقویٰ کے لیئے قرار دیا ہے اور اس کی رضا اور خوشنودی کا اثر اس کی اوّل وآخر سب مخلوق پر ہوتا ہے۔ اے لوگو۔! تحقیق آخرت کا وعدہ سچّا ہے کہ جس میں ایک مالک اور قادر حکم فرمائے گا اور یہ دنیا موجودہ زندگی ہے جس سے نیک و بد دونوں استفادہ کر رہے ہیں۔ پس جو سُننے والا سُن کر اللہ کی اطاعت کرے گا اس پر کوئی اللہ کی طرف سے کوئی حجت نہیں ہوگی اور جو سامع بن کر اللہ کی نافرمانی کریگا اس کے پاس اللہ کیلئے کوئی حجت و دلیل باقی نہیں رہے گی۔ تحقیق جب اللہ اپنے بندوں پر خیر کا ارادہ کرتا ہے تو ان کے حاکم نیک لوگوں کو قرار دیتا ہے اور ان کے درمیان قاضی فقہاء کو بناتا ہے اور دولت ان کے سخیوں کے پاس قرار دیتا ہے۔ اور جب اللہ اپنے بندوں سے ناراضگی ظاہر کرتا ہے تو ان کے حاکم بے وقوفوں اور ظالموں کو قرار دیتا ہے اور اُن پر قاضی نا اہل لوگوں کو بنا دیتا ہے۔ اور ان کی دولت بخیلوں کے پاس قرار دیتا ہے

بہ تحقیق کہ حکام کی اصلاح میں سے یہ ہے کہ ان کا نصیحت کے ساتھ ملا ہونا ہے اے معاویہ! نصیحت وہ کرے گا جو تجھے حق سُنا کر غضب ناک کر رہا ہے اور وہ شخص تجھے دھوکہ دے رہا ہے جو باطل اور گمراہی کیلئے تجھے خوش کر رہا ہے۔ اور مَیں تجھے نصیحت کرتا ہوں اس کے بارے میں جو تو آگے بھیج رہا ہے اور مَیں حق کے خلاف بات کر کے تجھے خوش نہیں کر سکتا۔ پس معاویہ نے شداد سے کہا! بس کرو بیٹھ جاؤ پس شداد بیٹھ گیا۔ معاویہ نے اِسے مالِ دنیا دینا چاہا مگر اس نے انکار کیا اور چلا گیا

# علیؑ نے راہبوں کو اپنے مختلف نام بتلائے

ابن عباسؓ، عمار یاسرؓ، جابر انصاریؓ، مالک اشترؓ اور مقداراسود کندی سے منقول ہے کہ امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام شام کی طرف تشریف لے جارہے تھے۔ایک روز راستے میں باگ پھیرلی۔اور ایک ساعت ہر طرف دیکھتے رہے۔آخر کار گھوڑا ایک طرف کو ہنکایا۔اصحاب نے عرض کی۔! یا امیرالمومنینؑ ! کیا وجہ ہے کہ راہِ شام سے باگ موڑلی۔اور اس جنگل کا رُخ کیا۔فرمایا۔جو کچھ مَیں دیکھ رہا ہوں وہ تم کو نظر نہیں آتا۔اور شاہدِ غیب تم کو رونما نہیں ہوتا۔ایک جنگل میں ایک دیر ہے اور اس میں ایک نصرانی دینِ عیسیٰؑ پر کاربند ہے۔زنّار کمر پر باندھے، ناقوس بجانے پر تیار ہے۔مَیں چاہتا ہوں کہ اس کا زنار توڑوں۔اس کا ناقوس تکڑے تکڑے کروں۔اگر تم بھی میری موافقت کرتے ہو تو آؤ۔ میرے ساتھ چلو۔اصحاب امیرالمومنینؑ کے ہمرکاب ہو کر دیر کی طرف روانہ ہوئے۔جب لشکرِ ظفر اثر دیر کے قریب پہنچا تو اس نصرانی نے دیر سے سر باہر نکال کر شاہِؑ ولایت کو دیکھا۔ لشکریوں میں اس طرح نظر آرہے تھے جیسے چاند ستاروں میں حال دریافت کرنے کی غرض سے پوچھا۔؟ اۓ جوان کہاں سے آرہے ہو۔اور کس طرف کا ارادہ ہے۔شاہِؑ ولایت پناہ نے فرمایا۔! مَیں مدینہ سے آتا ہوں۔جہاد کی غرض سے شام کو جارہا ہوں۔

شاہِؑ ولایت کی زیارت سے نصرانی کے دل میں ایمان کا نور جلوہ گر ہوا۔اور اس کو ولایتِ اسلام کی سرحد میں داخل کرلیا۔پھر اس نے سوال کیا۔؟ اۓ جوان ! تو فرشتہ ہے یا انسان۔؟ امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔! مَیں انسانوں اور جنوں کا مقتداء اور فرشتوں کا پیشواء ہوں۔نصرانی نے کہا۔! مَیں انجیل پڑھتا ہوں۔اور اس میں طابَ طاب پڑھتا ہے۔اۓ آفتابِ عالمقاب کیا وہ جناب کا نام ہے۔؟ فرمایا۔طابَ طاب محمّدِ مصطفیٰؐ کا نام ہے اور میرا نام شنطیا ہے۔عرض کی۔! توریت میں میت میت آپؐ کا نام ہے۔؟ فرمایا۔! میت میت حضرت مصطفیٰؐ کا نام ہے۔اور میرا نام ایلیا ہے نصرانی بولا۔! کیا

آپ مسیح ہیں کہ آسمان سے اُترے ہیں۔تا کہ اہلِ عالم کے رنج وعناد کو دُور کریں۔ فرمایا۔! مَیں عیسیٰؑ نہیں ہوں۔لیکن عیسیٰؑ میرے دوستوں اور محبوں میں سے ہے۔نصرانی نے کہا۔کیا آپ موسیٰؑ ہیں۔؟ کہ یہ بیضاء اور عصاء لیکر آئے ہیں۔تا کہ خلقت کو معجزات دکھلاؤ۔فرمایا۔! مَیں موسیٰؑ نہیں ہوں۔لیکن وہ بھی میرے دوستوں اور ہوا خواہوں میں سے ہے۔بولا۔اپنے معبود کا واسطہ اپنا نام اور نسب ظاہر کیجئیے۔

فرمایا۔! ہر قوم اور ہر گروہ میں میرا نام جُدا جُدا ہے۔چنانچہ عرب میں مجھ کو ھَلَ اَتَیٰ کہتے ہیں اور مجھ کو اس نام سے تلاش کرتے ہیں۔اور طائف والے مجھکو تحمید کہتے ہیں اور اہلِ ملّہ مجھکو بابُ البلد جانتے ہیں۔اہلِ آسمان میرا نام احد لکھتے ہیں۔تُرک مجھکو بلیا کہتے ہیں۔اور زنگی مجیلان اور ہندو کشن کشن کہتے ہیں اور فرنگی حامی عیسیٰ۔اہلِ خطا یا بولیا کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔اور عراق میں امیر الخل کے نام سے مشہور ہوں اور خراسان میں حیدر کے نام سے نامزد ہوں۔اور آسمانِ اوّل میں میرا نام عبدالحمید ہے اور دوسرے آسمان میں عبدالصمد۔اور تیسرے آسمان میں عبدالمجید اور چوتھے آسمان میں میرا نام ذوالعلیٰ ہے۔اور پانچویں آسمان میں میرا نام علی اعلیٰ ہے۔حضرت ربّ العزّت نے مجھ کو امارت کی مسند پر بٹھایا ہے اور امیر المومنینؑ نام رکھا ہے۔اور محمّدِ مصطفٰےؐ نے مجھکو ابوترابؑ فرمایا ہے۔اور میرے باپ نے میری کنیّت ابوالحَسَنؑ رکھی ہے اور میری ماں نے ابوالعشر کنیت مقرر کی ہے۔

نصرانی ان حکایات کو سُن کر ناقوس بجانے کی طرف متوجہ ہوا۔اور اُس بے زبان نے آواز نکالی۔شاہِ ولایت پناہ نے فرمایا تجھے کچھ معلوم ہے کہ تیرا ناقوس کیا کہتا ہے۔اس نے جواب دیا۔مَیں خاک کا پتلا ہوں خاک کا سنی کی زبان کیا جانتا اور اندھا خط کیوں کر پڑھے۔امیر المومنینؑ نے فرمایا۔سلیمانؑ پرندوں اور چیونٹیوں کی زبان جانتے تھے اور ان کی تشریح کر سکتے تھے اور مَیں محمدِ مصطفٰےؐ کا وصی ہوں اگر مَیں بیان کروں کہ تیرا ناقوس کیا کہتا ہے تو کچھ بعید نہیں ہے۔پھر فرمایا کہ ناقوس

''سُبُوح'' قُدُّوس، سُبحَانَّ رَؤف اَنتَ حَقٌّ اَنتَ حَقٌّ'' کہتا ہے بعدازاں ناقوس کی آواز سے ایک تسبیح تعلیم کی۔ جب نصرانی نے یہ بات مولائے کائناتؑ سے سُنی اپنے آپ کو دیر کی بلندی سے گرادیا اور کبوتر کی طرح پلٹیاں کھانے لگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرشتہ کو حکم دیا کہ اس کی خبر لے اور اس کو ہوا میں پکڑ کر زمین پر پہنچا دے۔ جب وہ زمین پر پہنچا تو جگر سے ایک نعرہ مارا۔ جو آسمان پر پہنچا۔ اور چارسو نصرانی جو اس دیر میں تھے۔ جب انہوں نے اس کا نعرہ سُنا۔ اس کی طرف دوڑے اور اس سے حال پوچھا اُس نے کہا مَیں نے انجیل میں پڑھا ہے کہ ایک خوبصورت اس دیر میں آئے گا۔ وہ مدح وثنا کا سزاوار ہوگا۔ جو کوئی اس پر ایمان لائے گا نجات پائے گا۔ اور جو کوئی اس کی اطاعت نہ کرے گا۔ وہ دوزخ میں جائے گا۔ جب نصارا نے یہ بات راہبوں سے سُنی۔ امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔ (کوکبِ دری)

## علیؑ کے فضائل دوسروں تک پہنچانے کا حکم

''فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ مِنکُم الغَائِب'' ''لازم ہے کہ حاضر غائب تک پہنچادے''

شرف النبی میں مذکور ہے کہ رسولؐ اللہ نے منبر پر جا کر حمد وثنائے الٰہی کے بعد چند باتیں ارشاد فرمائیں۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا! علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کہاں ہے۔؟ امیرالمومنینؑ نے بہت جلدی سے آگے بڑھ کر عرض کی یارسولؐ اللہ۔! مَیں حاضر ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔! میرے پاس آؤ۔ جنابِ امیرؑ نزدیک گئے۔ رسولِؐ خدا نے آپ کو بغل میں لیا۔ اور ان کا سینہ اپنے سینے سے لگالیا۔ اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور آنسو جنابؐ کی دونوں آنکھوں سے بہہ کر سینۂ مبارک پر جاری ہوئے۔ بعدازاں باآوازِ بلند فرمایا۔! اۓ گروہِ مسلمان۔! یہ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام ہے۔ یہ مہاجرین وانصار کا پیشواء اور مقتداء ہے۔ یہ میرا بھائی ہے۔ یہ میرا پسرِ عم اور داماد ہے۔ یہ میرا خون اور گوشت اور بال ہے۔ یہ سبطین حسنؑ اور حُسینؑ کا باپ ہے۔ جو بہشتی جوانوں کے سردار

ہیں۔ یہ وہ شخص ہے جو غموں کو مجھ سے دُور کرتا ہے۔ خدا کا شیر اور خدا کے دشمنوں پر خدا کی تلوار ہے۔ خدا کی لعنت اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت اُس شخص پر جو اِس کو دشمن رکھّے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں سے بیزار ہے۔ اور مَیں بھی اُن سے بیزار ہوں۔ پس جو شخص خدا تعالےٰ اور مجھ سے بیزار ہونا چاہے وہ اِس سے بیزار ہو۔ لازم ہے کہ حاضرین اس بات کو اُن لوگوں تک پہنچا دیں۔ جو اِس مجلس میں موجود نہیں ہیں۔ (کوکبِ دری:۱۴۹)

# علی علیہ السلام کے فضائل سُنّی علماء کی کتابوں سے

ینابیع صفحہ ۲۴۴ پر ابوعثمان عمر بن حافظ بصری متزلی صاحبِ کتاب البیان المبین نے اپنے رسالۂ میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر ہم لوگ حضرت علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے فضائل شریف مقاماتِ بزرگ، بلند درجات اور روشن فضائل کو شمار کرنا چاہیں تو اس بارے میں بڑی لمبی، چوڑی مجلدات اور دفاتر ختم ہو جائیں گے۔ آپؑ آدم علیہ السلام کی صحیح جڑ ہیں۔ آپ کا نسب بے عیب ہے۔ آپ کی ولادت گاہ ایک بلند مقام (خانۂ کعبہ) ہے۔ آپ کی نشو نما مبارک اور بزرگ ہاتھوں میں ہوئی۔ آپ کی منزل بلند اور اعمال زیادہ ہیں۔ آپ کے عِلم کی وسعت زیادہ ہے۔ آپ کی مثال اور ہمسری کوئی آدمی نہیں کر سکتا۔ آپ بلند ہمّت اور قوّتِ کاملہ کے مالک تھے۔ آپ کا طرزِ تکلّم معجزانہ اور زبانِ مبارک خطیبانہ تھی۔ آپ کا سینہ (عِلم کے لحاظ سے) بہت کشادہ اور فراخ تھا۔ آپ کے اخلاقِ حمیدہ آپ کی فطرت میں سموئے ہُوئے تھے۔ آپ کی گفتگو آپ کی بزرگی پر گواہ ہے۔ آپ کے تمام فضائل کا احصاء کر لینا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ جب کہ ہماری کتابیں آپ کے تمام ارشادات کی تفسیر کو اپنے دامن میں جگہ دینے سے قاصر ہیں تو ہم کماحقّہ آپ کی حقیقت بالتفصیل کیسے بیان کر سکتے ہیں۔

آگے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ کو یہ شرف اور بزرگی باپ کی جانب سے عطا ہوئی ہے کہ آپ کے چچا کے فرزند محمدِ مصطفیٰؐ ہیں جو اوّلین و آخرین کے سردار ہیں۔ آپؑ کے بھائی حضرت جعفرؑ ہیں کہ جن کو قدرت نے دو پَر عطا کیئے ہیں۔ آپکی زوجہ محترمہ فاطمۃ

الزہراؑ سلام اللہ علیہا تمام کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔آپ کے دونوں فرزند جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔آپ آباء واجداد کے سلسلۂ نسب کے لحاظ سے رسولؐ اللہ کے ساتھ متحد ہیں۔ نیز آپ اولاد کے بارے میں بھی رسولؐ اللہ متحد ہیں۔ (آپ کے فرزند حسنینؑ رسولؐ اللہ کے فرزند ہیں) حضرت علیؑ رسولؐ اللہ کے اصول وفروع دونوں باتوں میں رسولؐ اللہ سے مِلے ہُوئے ہیں۔آپ کا گوشت اورخون رسولؐ اللہ کے گوشت اورخون سے مِلا ہُوا ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں حضرات کے نور کو پیدا کِیا اُس وقت سے یہ دونوں آپس میں ساتھ ساتھ رہے۔ حضرت عبداللہؑ اور حضرت ابوطالبؑ میں آکر یہ نور (دونوں بھائیوں میں آکر) الگ الگ ہوگیا رسولؐ اللہ اور علیؑ کی ماں ایک ہیں (رسولؐ اللہ علیؑ کی والدہ کو اپنی ماں کہتے تھے) جنابِ عبداللہؑ کے صُلب سے انبیاء کے سردار اور جناب ابوطالبؑ کی پُشت سے اوصیاء کے سردار پیدا ہُوئے۔

# علیؑ کی شان میں علمائے اہلِ سُنّت کا کلام

امامِ شافعی اہلِ بیتؑ کی مداحی پر فخر کیا کرتے تھے چنانچہ ان کا قول ہے

☆ لَوْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فَلْیُشْہَدِ الثَّقَلان اَنِّی رَافِضٌ
(اگر آلِ محمدؐ کی محبت رفض ہے تو دونوں عالم (جن وانس) گواہ رہیں کہ مَیں رافضی ہوں)

امام شافعیؒ

(۱) لَو اِنَّ الْمُرْتَضیٰ اَبدَ مَحِلَّہ لَکَانَ الخَلْقُ طُوًّ اسُجّدً ا لَّہ

ترجمہ:۔ اگر مرتضیٰؑ اپنا مرتبہ ظاہر فرماتے۔تو تمام مخلوق ان کو سجدہ کرنے لگتی۔

(۲) کَفیٰ فِیْ فَضْلِ مَولَانَا عَلیّ وَقُوْعُ النَّکّ فِیہِ اَنَّہُ اللّٰہُ

ترجمہ:۔ ہمارے خداوند علیؑ کی فضیلت میں یہ شک واقع ہونا ہی کافی ہے کہ وہ خدا ہے۔

(۳) وَمَانَ الشَّافِعِیُّ وَلَیْسَ یَدرِیٰ عَلِیٌّ رَبُّہ اَمْ رَبُّہُ اللّٰہُ

ترجمہ:۔ اور شافعی مر گیا اور اس کو یہ معلوم نہ ہوا کہ علیؑ اس کا رب ہے یا اللہ اس کا

ایک دوسرے موقع پر امام شافعی نے کہا ؎ ترجمہ:۔
ا: مجھے کسی نے کہا کہ علیؑ کی مدح کرو۔علیؑ کا ذکر جلانے والی آگ کو بجھا دیتا ہے۔
ب: مَیں نے کہا کہ مَیں ایسے آدمی کی مدح نہیں کروں گا۔جس کے بارے میں عقل گمراہ ہو کر اس کی عبادت کرنے لگ گئی۔
ج: شبِ معراج جب نبی مصطفیٰؐ کو اللہ تعالیٰ نے اوپر اُٹھایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میری پشت پر رکھکر فرمایا(اے محمدؐ) کیا تمہارا قلب کچھ ٹھنڈک محسوس کرتا ہے۔
د: علیؑ نے اس جگہ اپنے قدم رکھے تھے جس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ رکھا تھا۔
امام شافعی فرماتے ہیں۔

"اِلیٰ مَاالْاَلُمُ وحتّٰی مَتیٰ ۔۔۔ أُعاتِبُ فِیُ حُبِّ ہٰذا الْفَتیٰ
فَھَلَ زُوِّجَتُ فَاطِمَۃَ غَیُرَہ' ۔۔۔ وَفِیُ غَیُرِہٖ ہَلُ اتیٰ ہَلُ اَتیٰ"

"اس جوان کی محبت میں مجھے کب تک لوگ ملامت کریں گے۔کیا فاطمہؑ کا شوہر ان کے سواء کوئی اور ہے کیا ان کے سوا کسی اور کی شان میں بھی سورۂ ہل اتیٰ نازل ہوا۔

## علی علیہ السلام کے گھوڑے کی تعریف قرآن میں

"وَالْعَادِیَاتِ ضَبحاً ﴿۱﴾ فَالْمُورِیَاتِ قَدْحاً ﴿۲﴾ فَالْمُغِیرَاتِ صُبحاً ﴿۳﴾ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعاً ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعاً ﴿۵﴾" (سورۂ والعادیات آیت:۱تا۵)
"مجھے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی قسم! مجھے ان کے پاؤں سے اُڑتی ہوئی چنگاریوں کی قسم! جنہوں نے صبح کے وقت حملہ کیا غبار اُڑایا اور دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔"
تاریخِ طبری، حبیب السیّر اور معارج النبوۃ میں ہے کہ یہ آیات حضرت علی علیہ السلام کے جنگ ذات السلاسل کو فتح کرنے کے موقع پر نازل ہوئیں۔پیغمبرِؐ اسلام فتح کی خبر سُن کر خوش خوش علیؑ کی پیشوائی کو باہر نکلے۔جب حضرت علیؑ پر نظر پڑی تو فوراً گھوڑے سے اُتر آئے اور

فرمایا۔! اے علیؑ! ''اگر مجھے امت کے گمراہ ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہارے بارے میں وہ بات کہتا جس سے لوگ تمہاری خاکِ پا کو بطورِ خاکِ شفا لے جاتے''۔

## '' علیؑ کا رخسار کو مٹی پر رکھنا ''

ینابیع المودۃ باب ۱۵/ص ۱۳۳ (بحذف اسناد) امام جعفرِ صادق علیہ السلام اپنے آباءِ طاہرینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صبح کے وقت جبرائیل نے فرحاں اور شاداں صورت میں نازل ہوکر کہا! اے محمدؐ! میری آنکھ اس عزّت افزائی کے باعث ٹھنڈی ہوگئی جو اللہ نے تمہارے بھائی اور تمہارے وصی اور آپ کی امّت کے امام علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو عطا کی ہے'' میں نے کہا اے جبرئیلؑ وہ اللہ تعالیٰ کی کونسی عزت افزائی ہے جو میرے بھائی کو عطا ہوئی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ کل رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں' فرشتوں اور عرش اُٹھانے والے فرشتوں پر فخر کر رہا تھا اور کہا تھا اے میرے فرشتو! میری زمین میں میری حجّت کو دیکھو۔ میری عظمت کے اظہار کی خاطر اپنے رخسار کو مٹی پر رکھا ہوا ہے۔ (اے فرشتو) میں تمہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میری مخلوق کے امام اور میری تمام کائنات کے مولا ہیں۔ (ینابیع المودۃ باب ۱۰/ص ۱۳۳)

## ''علیؑ بت شکن'' علیؑ نے دوشِ نبیؐ پر چڑھ کر بتوں کو توڑا''

''وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً'' (سورۂ بنی اسرائیل آیت:۸۱)

''کہہ دو حق آیا اور باطل کو بھاگنا ہے یقیناً باطل کو بھاگنا ہوگا''

علامہ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ ابوبکر شیرازی نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں جو قرآنِ مجید کی آیات نازل ہوئیں ہیں اُسے قتادہ کی روایت سے جمع کیا ہے۔ قتادہ نے مسیّب سے روایت کی ہے۔ مسیّب نے ابو ہریرہ سے۔ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے جابر ابن عبداللہ انصاری علیہ الرحمہ نے ذکر کیا کہ ہم جناب رسولِ خداؐ کے ساتھ شہرِ مکّہ اور حرمِ کعبہ میں پہنچے تو کعبۃ اللہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ/۳۶۰ بت

موجود تھے۔آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضٰی علیہ السلام کو ان کے توڑنے کا حکم دیا اور بیتُ اللہ کے اوپر ایک بڑے اونچے قد کا بت تھا جسکا نام ہُبل تھا۔پس آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضٰے کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے علیؑ میری پُشت پر سوار ہو جاؤ تاکہ ہُبل کعبۃ اللہ کے اوپر سے گرا دیا جائے۔علی مرتضٰی علیہ السلام نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ حضور میری پُشت پر سوار ہو جائیں۔پس جیسے ہی آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضٰے علیہ السلام کی پُشت پر قدم رکھا تو وہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ ثقل رسالت کے سبب میں آنحضرتؐ کو نہ اُٹھا سکا۔اور میں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! میں ہی آپکی پُشت پر سوار ہو جاؤں گا۔بس آنحضرتؐ نے تبسّم فرمایا۔اُتر آئے اپنی پُشتِ مبارک جھکا دی۔میں آنحضرتؐ کے دوشِ مبارک پر سوار ہو گیا۔اسی کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا اگر میں یہ چاہتا کہ آسمان کو چھولوں تو میں اپنے دونوں ہاتھوں سے آسمان کو چھو سکتا تھا۔

پس میں نے کعبہ کی چھت پر سے ہُبل کو پھینک دیا اور اسی کے بارے میں خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

☆ مناقب ابن شہر آشوب/ایک خطبہ میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں نے بتوں کو توڑا ہے۔میں نے اسلامی پرچموں کو بلند کیا ہے۔میں اسلام کی بنیاد ہوں مجھ سے اسلام کی رسّیاں مضبوط ہوئیں میں نے قوموں کے بتوں کو توڑا۔ابن نباتہ نے کہا ایمان باقی ہے آپ کے اقوال سے مقامِ ابراہیمؑ کو تمام پتھروں پر اس لیئے فضیلت ہے کہ اس پر قدم ابراہیم علیہ السلام نے رکھا پس کیا ٹھکانہ ہے قدمِ علیؑ کی عظمت کا جو مہرِ نبوت اور دوشِ رسالت پر رکھا گیا۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

اسماعیلؔ بن محمد کوفی نے حدیثِ طویل میں ابنِ عباسؓ سے اسی واقعہ کو بیان کر کے لکھا ہے جب حضرتؑ خانۂ کعبہ سے کودے تو آپ ہنسے رسولِ اکرمؐ نے سبب پوچھا عرض کیا کہ مَیں اس تعجب میں ہوں کہ اتنی بلندی سے مَیں کودا مگر میرے ذرا چوٹ نہ آئی۔فرمایا۔! اے علیؑ ایسا کیوں ہوتا جبکہ محمدؐ نے تمھیں اُٹھایا اور جبریلؑ نے تمھیں اُتارا۔

☆ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کے بہتّر ۷۲ دروازے ہوں گے ان میں سے اکہتر سے میرے شیعہ اور میرے اہل بیتؑ داخل ہوں گے اور ایک سے باقی سب لوگ۔ (مناقب شہر آشوب ۲۳۹/۲)

☆ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام یومِ صفّین صفوں کے درمیان کرتا پہنے گشت کر رہے تھے۔ امام حسن علیہ السلام نے کہا یہ جنگ کا موقع ہے فرمایا بیٹا تمہارا باپ اس کی پروہ نہیں کرتا کہ وہ موت پر جا پڑے یا موت اس پر آپڑے۔

☆ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علیؑ نے اپنی محنت کی کمائی سے خرید کر ایک ہزار غلام آزاد کیئے۔

ایک اور روایت میں تفسیر برہان میں ہے کہ علامہ ابن بابویہ قمیؒ نے بسلسلۂ اسناد خود محمد بن حرب الہلالی امیر مدینہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی یا بن رسولؐ اللہ ! میرے دل میں ایک بات ہے جو حضرت سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔! کہ تمہارا جی چاہے تو میں تمہاری وہ بات تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی بیان کر دوں اور جی چاہے تم خود ہی بیان کرو۔

میں نے عرض کی یا بن رسولؐ اللہ بھلا آپ نے میرے دل کی بات میرے سوال کرنے سے پہلے کیسے جان لی۔؟

فرمایا "تو شمُ و تفُرّس" کے سبب سے۔ کیا تم نے خدائے تعالےٰ کا یہ قول نہیں سُنا کہ وہ فرماتا ہے" اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ ۝ "اور جناب رسولؐ خدا کا یہ قول نہیں سُنا۔ اِتّقو فراسَۃَ المومنِ فِانّہ' ینظُر بنُور اللّٰہ"

محمد ابن حرب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا بن رسولؐ اللہ۔ ! اچھا جو میرے دل میں بات ہے بتا دیجیئے۔ ؟

حضرت نے ارشاد فرمایا تم مجھسے یہ دریافت کرنا چاہتے تھے کہ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام میں ایسی قوّت موجود تھی کہ مُلکِ خیبر میں قلعہ قموص کا دروازہ اکھیڑ

لیا۔ اور پسِ پشت پھینکا۔ تو چالیس ہاتھ کے فاصلہ پر جا کر گرا۔ حالانکہ چالیس آدمی اُسے نہیں اٹھا سکتے تھے۔ مگر کعبہ کی چھت پر سے بتوں کے گرانے کے دن جناب رسولِ خداؐ کو اپنے کندھے پر نہ اُٹھا سکے۔ حالانکہ جناب رسولؐ خدا اونٹ پر بھی سوار ہوتے تھے، گھوڑے پر بھی سوار ہوتے تھے، گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے اور شبِ معراج براق پر بھی سوار ہوئے تھے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ ان جانوروں کی قوت کو جناب امیر المومنین علیہ السلام کی قوت سے کوئی مناسبت ہی نہیں۔

## علیؑ کی زیارت کے لئیے ایک فرشتہ کا آنا

امالی شیخ مفیدؒ صفحہ ۵۰ پر تحریر ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے رسولِ خداؐ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا۔ ائے حذیفہ۔! کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو ابھی میرے پاس آیا تھا۔؟ مَیں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسولؐ اللہ۔ مَیں نے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔! یہ وہ فرشتہ تھا جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا۔ اس نے بارگاہِ خدا سے علی علیہ السلام کو سلام کرنے کے لئیے اجازت طلب کی تھی۔ اور اللہ نے اس کو اجازت عطا فرمائی پس اس نے علیؑ کو سلام کیا اور پھر مجھے بشارت دی ہے کہ تحقیق حَسنؑ وحُسین علیہم السلام دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور تحقیق فاطمہؑ سلام اللہ علیہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

## علیؑ کے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے

(بحذفِ اسناد) امالی شیخ طوسیؒ میں تحریر ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ رسولِ خداؐ نے مجھے بُلایا اور فرمایا! یا علیؑ! آپ کو ابنِ مریمؑ کے ساتھ ایک شباہت حاصل ہے۔ نصاریٰ نے ان سے محبت کی اور ان کو اس مقام پر رکھا جس کے وہ اہل نہیں تھے (یعنی ابن اللہ یا اللہ کا بیٹا قرار دیا) اور یہودیوں نے ان سے بغض رکھا حتّیٰ کہ ان کی مادرِ گرامی پر تہمت لگا دی۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا! میرے بارے میں بھی دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے وہ محبّ جو مجھے خدا کہہ دیں وہ بغض رکھنے والا جو کو میری دشمنی آمادہ کرے کہ وہ مجھ پر بہتان لگا دے۔

# علیؑ مصداقِ مِنَ الْعَالِیْنَ

"أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِيْنَ" (سورۂ ص' آیت:۷۵)

حدیث : حیات القلوب جلد اوّل ص ٦٦ حدیثِ معتبر میں منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے پیغمبروں کے اجسام وقلوب کو طینت علین سے خلق کیا اور مومنوں کے دلوں کو بھی اِسی مٹّی سے پیدا کیا اور اِنکے جسموں کو اِسی مٹّی سے بنایا جو اِس سے پست تر تھی اِس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں۔

حدیثِ معتبر میں منقول ہے کہ ابوسعید خدری نے رسولِ خدا سے قولِ خدا کی تفسیر پوچھی کیا اِس نے ابلیس سے فرمایا تھا ۔

"أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِيْنَ" (سورۂ ص' آیت:۷۵) یعنی "تو نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے تکبّر کیا یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہوگیا۔" پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں جو ملائکہ سے بلند تر ہیں۔رسولِ خدا نے فرمایا! وہ بلند ہستیاں علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حُسینؑ ہیں۔ہم آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال قبل پردۂ عرش میں تھے اور خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ملائکہ ہماری تسبیح سُن کر اِسی طرح سے تسبیح کرتے تھے۔جب خدا نے آدمؑ کو خلق کیا فرشتوں کو حُکم دیا کہ اِنکو سجدہ کریں اور ہم لوگوں کو سجدہ کا حُکم نہ دیا۔شیطان کے سواء سب فرشتوں نے سجدہ کیا خدا نے فرمایا کہ آیا تو نے تکبّر کیا یا بلند رُتبہ لوگوں سے ہے یعنی اِن پانچ ہستیوں میں سے جنکے نام عرش کے پردہ پر لکھے ہوئے ہیں۔(حیات القلوب جلد۱' ص۸۲)

# علیؑ کا نام ذرّے ذرّے پر لکھا ہوا ہے

نامِ علیؑ ایسا اسمِ اعظم ہے جو پتھروں پر درختوں کے پتّوں پر لکھا ہوا ہے فرشتوں کے پروں پر لکھا ہوا ہے حجب الجلال پر لکھا ہوا ہے۔عزّ وجل کے سراوقات پر لکھا ہوا ہے۔جنت دوزخ کے دروازوں پر لکھا ہوا ہے۔عرش وافلاک پر لکھا ہوا ہے پرندوں کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔

اس نام سے پرندے تسبیح کرتے ہیں اوران کے شیعوں کے لئے گہرے سمندروں میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں۔اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی اس سے وحدانیت کا اقرار لیا اور پاکیزہ ذرّیت کا اقرار لیا۔اور انکے دشمنوں سے برأت کا اقرار لیا اور عرش اس وقت تک حالتِ استقرار میں نہیں آیا جب تک کہ اس پر نور نہ لکھ دیا گیا ''لا اله الا الله محمد الرسول الله علی ولی الله و وصیه'' (عرفانِ ولایت امیرالمومنین صفحہ ۳۴۸)

## علیؑ کے لیئے نبیِ اکرمؐ کی دُعا

قَالَ النَّبِی صلّی اللّٰهُ علیهِ و آلهِ و سلّم :. ''اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتنِی حَتّی تُرِیَنِی عَلِیاً. ''

ترجمہ: صحیح ترمذی اور مشکوٰۃ' کوکب دری ص:۱۶۱ پر تحریر ہے یہ روایت کہ رسولؐ اللہ نے امیرالمومنینؑ کو ایک جہاد میں بھیجا۔اور روآنہ کرنے کے وقت غایت شوق اور زیادتیِ محبت کی وجہ سے جو اُنکی ملاقات کی آنحضرؐت کو دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی۔اےُ بارِ خُدا! مجھکو موت نہ دینا اسوقت تلک کہ تو علیؑ کو مجھے پھر نہ دکھائے۔

## علیؑ کے گھر میں طوبیٰ ہوگا

''اَلَّذِیْنَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ طُوبَى لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ﴿﴾ فتلقی آدم ربه کلمات'' (رعد۲۹-۱۳)

علامہ ثعلبی نے جعفر جعفی سے آپ حضرت ابوجعفر امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ سے اللہ کے اِس قول اَلَّذِیْنَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ الخ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا (طوبیٰ) جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑ میرے گھر میں ہے اس کی شاخ اس جنت پر سایہ فگن ہوگی۔آنخضورؐ سے پوچھا گیا کہ ہم اس کی جڑ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔آنخضرتؐ نے فرمایا۔! اِس درخت کی جڑ علیؑ کے گھر میں ہے اور اِس کی شاخ اہلِ جنت پر سایہ کر رہی ہوگی فرمایا کل کو میرا اور علیؑ کا گھر ایک جگہ میں واقع ہوگا

اصبغ بن نباتہ امیرالمومنینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ حروفِ ابجد کی تفسیر بیان کی۔

فرمایا طا سے طوبیٰ مراد ہے۔طوبیٰ ایک درخت کا نام ہے جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے لگایا اِس میں اپنی رُوح کو پھونکا۔ اِس کی شاخ جنت کے کوٹ سے باہر دکھائی دیتی ہونگی۔ جس سے زیور اور پوشاکیں پیدا ہونگی۔ اِس کے پھل اہلِ جنت کے مُنہ کے سامنے لٹک رہے ہونگے۔ اہلِ جنت زیور، پوشاک، پھل میں سے جو چیز بھی چاہیں گے وہ اِن کو پیش کردے گا۔ جو چیز بھی طوبیٰ سے لے لی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ پھر سے اُس پر موجود کردے گا۔ (ینابیع:۱۵۸)

# علیؑ میزان یومِ قیامت

''وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ''(سورۃ الانبیاء:۴۷) ''یعنی۔!ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو قائم کریں گے۔''

جو علیؑ کا حق نہیں جانتا اُس کے اعمال کی ردّی تو لنے کی ضرورت نہیں اور یہ فرمانِ الٰہی'' اللَّهُ الَّذِیْ أَنزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ'' ( سورۃ الشوریٰ:۱۷)''اللہ وہ ہے جس نے کتابِ حق اور ترازو نازل کیا''

آیت میں کتاب سے مراد قرآن اور میزان سے مراد ولایتِ علیؑ ہے۔اور علی ابنِ ابراہیم تفسیرِ قمی جلد ۱ صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ''کتاب بھی علیؑ ہے اور میزان بھی علیؑ ہے۔کیونکہ اگر کسی کے پاس ولایت نہیں ہے تو دین اور کتاب دونوں سے تہی دست ہے ۔کیونکہ ولایت دین کو تکمیل کرتی ہے اور دین پر یقین کو قائم کرتی ہے۔لہٰذا ولایت ہی میزان ہوگا بندوں کے لئے قیامت کے دن، جس دن آسمان اور زمین کے بیچ اچھے بُرے اعمال اور دوسرے پلڑے میں ''لا اِلٰہ الاّ اللہ'' رکھا جائے گا تو کونسی چیز ہے جو اُس کے مدِ مقابل وزن رکھ سکے اعمال کی خفت اس وقت ظاہر ہوجائیگی لیکن جب اعمال کے پلڑے میں ولایت رکھی جائیگی۔''علیؑ ولی اللہ'' تو اعمال کا پلڑا بھاری ہوجائے گا۔کیونکہ ولایت توحید و نبوت دونوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ (مشارق انوار الیقین:۷۰)

# باب:۱۱ مولائے کائنات کے اوصاف

## علیؑ کے مناقبِ حُلیۂ جسمانی

تمام محدثین ومورخین گواہ ہیں کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ حُسن و جمال میں بدرِ کامل تھے۔''اَنَّهُ کَانَ حَسَنَ الوَجهِ ' کَانَّهُ قَمَر لَیلَةِ البَدْرِ '' (حلیۃ الاولیاء ج:۱ص:۸۲)

آپ کا مقدس جسم حُسن وزیبائی میں اپنی مثال آپ تھا' آپ کی گردنِ مبارک چاندی کی طرح ضوفشاں تھی۔ (استیعاب ج:۲ص:۴۶۹)

ہروقت آپ کے مبارک ہونٹوں پر دلنشین تبسّم بکھرا رہتا تھا جسوقت آپ تبسّم فرماتے تھے تو آپ کے دندانِ مبارک ایسے معلوم ہوتے جیسے مروارید ہوں۔

آپ کی مدح سرائی میں ابوالاسود دُئلی کا کلام پیش کرتے ہیں ۔

اِذا اَستَمبلتُ وَجهَ أَبِی تُرَاب    رَأَیتُ اِلبَدرَ حَارًا لَنا ظَرِینًا

حدودَ الفَتَی اِذَالم یَنا لُوا افضلَه'    فَالنَّاسُ أَعدَاءُ لَه' وَخُصُوماً

کَفَرائِرِ الحَسَنَاءَ قُلَن لِوَجُهِهَا    حَسَدًا وبُغُضا اَنَّه' لَا مِیمُ

''جس وقت تو امیر المومنینؑ کے مبارک چہرے کی طرف دیکھے گا تو ایسے معلوم ہوگا کہ اُن کا چہرہ اِس طرح نُور بکھیرتا ہے جس طرح چودھویں ماہ کا چاند' جسے دیکھکر دیکھنے والے حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔ اُن لوگوں نے آپ سے حسد کیا' جن کے دامن میں کوئی فضیلت نہ تھی' کیونکہ وہ لوگ آپ کی عظمت کی کوہ گہرائیوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے اِس لئے آپ کے دشمن ہوگئے۔'' (تذکرۃ الخواص ص:۱۰۴)

یہ خاندانی حُسن وجمال کا سلسلہ نورانی سلسلہ کی طرح ہی سے حضرت ھاشمؑ' عبدالمطلّبؑ اور ابوطالبؑ سے ہوتا ہوا بدرِ کامل کی طرح اِس چودھویں کے چاند کے رُخِ انور میں سما گیا۔ یہ

وہی شاہکار ہیں محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ جنہیں قدرت نے اپنی خوبصورت ترین خلقت سے نوازا۔

ابی الحجاج کہتے ہیں کہ بعد رسالت مآبؐ علیؑ حُسنِ صورت میں تمام عرب میں مشہور تھے ۔ارجح المطالب میں عبید اللہ امرتسری نے علامہ ابن عبدالبر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے علیؑ کے اوصاف کیا خوب لکھے ہوئے دیکھے ہیں

''میانہ قد' گندمی رنگ' بڑی بڑی سیاہ آنکھیں' چہرہ چودھویں کا چاند' چاندی کی طرح چمکتی ہوئی صراحی دار گردن' ہتھیلیاں سخت کلائیاں ٹھوس' شکم بھرا ہوا' کندھوں کی ہڈیاں شیر کے کندھوں کی طرح چوڑی' داڑھی گھنی' جب راستہ چلتے تو جھک کر اور جب جنگ میں جاتے تو بڑی پھرتی اور ٹھنڈے دل سے کسی کی کلائی پکڑ لیتے تو اس کا دم گھٹنے لگتا اور بہادر ایسے کہ جس سے بھی لڑے فتحیاب ہوئے۔ (ارجح المطالب)

# علیؑ کا روحانی حلیہ

ارجح المطالب ص ۱۲۵ حضرت علیؑ کی روحانی تصویر کے سلسلہ میں ابن حجر مکی رقمطراز ہیں۔

معاویہ نے ضرار صدائی سے کہا کہ میرے سامنے علیؑ کے اوصاف بیان کرو ضرار نے کہا۔ائے امیر مجھے معاف کر۔معاویہ نے کہا ائے ضرار تمہیں معاف نہیں کیا جا سکتا۔ضرار نے کہا اگر مجبور کیا جا رہا ہے تو سُن ۔!علیؑ بڑے دور کے کام کرنے والے اور بڑی قوتوں والے انسان تھے۔ان کی باتوں میں بزرگی احکام میں عدل زبان پر حکمت ،اور دل میں علم کا دریا موجزن تھا۔علیؑ دنیا اور دنیا کی دلفریبیوں سے گریز کرتے تھے اور اندھیری رات اور اس کی وحشت سے مانوس تھے وہ فکر کی گہرائیوں میں ڈوبے رہتے تھے۔چھوٹا کپڑا پسند اور کھانے میں کرخت چیز مرغوب تھی وہ ہم میں ہمارے جیسے تھے۔ہم جب اُن سے کوئی بات پوچھتے تھے تو جواب دیتے اور جب انہیں بلاتے تھے تو ہمارے یہاں آجاتے تھے۔

خدا کی قسم باوجود ان کے قرب کے ان کی ہیبت وجلالت کی وجہ سے ہم ان سے کلام نہیں کر سکتے تھے۔وہ اہلِ دین کی تعظیم کرتے تھے اور مسکینوں کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ان کے

خوف سے نہ کوئی زبردست شخص اپنے دل میں بیجا خواہش لاسکتا اور نہ کمزور ان کے عدل سے ناامیدی کا منہ دیکھتا میں نے انہیں بعض مقامات پر دیکھا جبکہ رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور ستارے سیاہی میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنی ریشِ مبارک کو پکڑے ہوئے آہستہ آہستہ جھوم رہے تھے اور نرم آواز سے گریہ کناں تھے اور فرمارہے تھے اے دنیا میرے سواء کسی اور کو فریب دے، تو میرے سامنے کیوں آئی ہے اور مجھ سے کیوں شوق رکھتی ہے افسوس افسوس میں نے تمہیں تین طلاقیں دی ہے جسمیں ہرگز رجعت کی گنجائش نہیں عمر بہت تھوڑی ہے اور تیرے دکھ بہت بڑے ہیں۔آہ آہ تھوڑا زاد ہے اور دور کا سفر ہے۔امیر معاویہ یہ سن کر رونے لگے اور کہنے لگے ! خدا ابوالحسنؑ پر رحم کرے واللہ وہ ایسے ہی تھے۔اے ضرار انکے مرنے سے تمہیں کیسا رنج ہوا ہے۔ضرار نے کہا ایسا رنج کہ جس طرح کسی کی گود میں اسکا بیٹا ذبح کیا جائے۔ (ارجح المطالب،استیعاب،کنز العمال)

# علیؑ کے اخلاق وعادات

آپ نہایت خوش اخلاق تھے۔یتیم نواز' فقیروں میں بیٹھ کر خوشی محسوس کرتے تھے۔مومنوں میں اپنے کو حقیر اور دشمنوں میں اپنے کو بارعب رکھتے تھے۔مہمانوں کی خدمت خود کیا کرتے تھے۔کارِ خیر میں سبقت اور ہر مستحق کی اِمداد فرماتے تھے۔میدانِ کارزار میں پیش پیش رہتے۔اپنے عیال واطفال کو امورِ خانہ داری میں مدد دیتے تھے۔ضروریاتِ زندگی بازار سے خود خرید کر لاتے۔اپنے لباس کو بدستِ خود پیوند لگاتے تھے۔اپنی اور نیز رسولِ کریمؐ کی جوتی خود ٹانکتے تھے۔(ارجح المطالب۔ص:۲۰۱) میں ہے کہ حضرت علیؑ حضورِ اکرمؐ کی طرح کشادہ رُوح اور خوش طبع تھے۔

تربیتِ رسولؐ کا یہ اثر ہوا کہ آپؑ میں تمام وہی صفات نظر آئے تھے جو رسالت مآبؐ میں موجود تھے۔آنکھ میں مروّت' مزاج میں سخاوت' دل میں رحم' طبیعت میں انکسار' میدانِ جنگ میں سخت' بزمِ احباب میں نرم دل' غیروں میں خوددار' اپنوں میں معتدل بے

تکلفی، کفار پر شدید، سنگ دلوں پر سخت مزاج، مشرکین کے لیئے عذابِ خدا، بے ایمانوں کے لیئے قہرِ الٰہی، بے کسوں پر رحم، کمزوروں پر مہربان، یتیموں کے ہمدرد، بیواؤں کا سہارا، ایمانداروں کیلئے رحمتِ خدا تھے۔ باتیں کم کرتے، کرتے تو آہستہ نرم لہجہ میں موقع محل کا لحاظ رکھتے، مشوروں میں بے جھجک رائے دیتے، طرزِ ادا میں آداب لاتے، خلوص جمع روح علم، اقوال عین حکمت، خطبوں میں وعظ و نصیحت، الفاظ و فصیح اشعار فلسفہ کی جان، معرفت کا دفتر، عبرت کا خزانہ، فقرے لطافت خیز اظہارِ مقصد پُر لطف، ادائے مطلب پر پوری قدرت، بات میں اثر، گواہی میں عدالت کا لحاظ، فیصلہ بے لاگ، معاد میں معاش کا خیال، تمدّن دین کا پابند، شگفتہ طبع بے تکلّف صحبتوں میں ادب کے پابند، برجستہ فقروں سے مُنہ سے پھول جھڑتے کلام اس انداز سے کرتے کے اصحاب کا دل موہ لیتے۔

مبالغہ سے نفرت، فخر ومباہات ناپسند، جھوٹ سے زبان نا آشنا، حیلہ بہانہ مکرو فریب سے قلبی نفرت، ہر قدم پر آخرت کا خیال، سیاست تمدّن، تدبّر کو اس خوبی سے برتاؤ کہ دین کو دنیا پر ترجیح، فانی کو باقی سے بدل کر حکومت کو قانونِ شریعت سے جدا نہیں کیا۔

میدانِ جنگ میں جب گئے تو تیز، کوئی یہ نہ سمجھے کہ ڈرتے ہوئے آرہے ہیں واپس ہوئے تو بے پروائی کے ساتھ جھومتے ہوئے جیسے پھوار پر شیر چلتا ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ بھاگتے ہوئے جارہے ہیں۔ احکام میں استحکام، ارادے میں استقلال، عدالت میں سخت، انصاف میں فرد، نفس کشی میں مرو تھے ذاتی معاملہ میں لا پروہ، خدا پر بھروسہ راضی بہ رضا؛ صابر تھے مگر تحفظِ ایمان میں شجاع، اظہارِ حق میں دلیر، ارادے میں مضبوط، جہاد میں مطمئن، مقابلہ میں نڈر رہتے، تلوار سے ہمیشہ جہاد پسند فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تین چیزیں مجھے پسند ہے، تلوار سے جہاد، گرمی میں روزہ، مہمان کی خاطر مدارت، آپ کے پہلو سے عِلم کے سوتے پھوٹتے۔

کلام کے گوشوں سے حکمت و دانائی کے نغمے گونجتے، دنیا اور اس کی رونق سے وحشت کھاتے تھے۔ رات بھر گریہ وزاری کرتے ہوئے عبادت کرتے، اکثر فکر و

سوچ میں ڈوبے رہتے' لباس وہ پسند کرتے جو معمولی ہوتا' کھانا روکھا سوکھا ہوتا' اصحاب کا کہناہیکہ وہ ہم میں ایک عام آدمی کی طرح رہتے سہتے ہم کچھ پوچھتے تو جواب دیتے اور کچھ دریافت کرتے تو بتاتے۔ خدا کی قسم! باوجود قرب کے ان کی ہیبت وجلال کے سامنے ہمیں لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اہلِ دین کی تعظیم کرتے' مسکینوں میں بیٹھنے کو پسند فرماتے' طاقتور کو یہ توقع نہ ہوئی کہ بے راہ روی میں ان کی ہمدردی حاصل کر سکے۔ کمزور کوان کے انصاف سے مایوسی نہ ہوئی تھی۔

رات کے پردے آویزاں اور ستارے تنہا ہوتے تھے انہیں دیکھا کہ اپنی ریشِ مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوتے اور اسطرح تڑپتے تھے جسطرح کوئی مارگزیدہ تڑپتا ہے اور اسطرح روتے جیسے کوئی غمزدہ روتا ہے۔ ہمیشہ فرماتے اۓ دنیا جا کسی اور کو فریب دے کیا میرے سامنے اپنے کو لاتی ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے مَیں تو تین بار تجھے طلاق دے چُکا ہوں۔ (علیؑ تو علیؑ ہے)

## علیؑ کے اوصافِ حمیدہ

ینابیع المودۃ صفحہ ۳۵۲ میں ضرار جنابی سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ خواہشات سے دور رہتے تھے۔ مضبوط جسم والے تھے۔ بات دوٹوک فرماتے۔ انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتے۔ آپ کے دونوں پہلو سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے۔ دونوں پسلیوں سے دانائی کے سمندر بہتے تھے۔ دنیا اور دنیا کی زیبائیش سے آپ کو نفرت تھی رات اور رات کی تنہائی آپ کو پسند تھی۔ خدا کے خوف میں زاروقطار رونے والے بہت بڑے منکسر المزاج آپ کو چھوٹا موٹا لباس پسند تھا بہت گھٹیا کھانا آپ کو بے حد مرغوب تھا۔ جب ہم آپ سے سوال کرتے تھے تو ہمارے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ہمیں جواب دیتے۔ اگر ہم آپ سے کوئی خبر دریافت کرتے تو آپ آگاہ فرماتے۔ خدا کی قسم! باوجود یکہ ہم آپ سے قریب تھے اور آپ کا قرب ہمیں حاصل تھا لیکن آپ کے رعب و دبدبے کی وجہہ سے ہم آپ سے بات کرنے کی جرأت نہیں کرسکتے تھے۔ آپ دیندار لوگوں کی عزّت کرتے تھے غرباء کو اپنے قریب رکھتے۔ طاقت ور آدمی چھوٹی بات

منوانے کی آپ کے ہاں جسارت نہیں کرسکتا تھا۔ کمزور انسان آپکے انصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا۔ مَیں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ مَیں نے آپ کو بعض اوقات اس حالت میں دیکھا کہ رات نے اپنی تاریکی کے پردے ڈال دیئے تھے اور اسکے ستارے بھرپور نکلے ہوئے تھے آپ محرابِ عبادت میں اپنی ریشِ مبارک کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے مارگزیدہ کی طرح تڑپ رہے تھے اور غم رسیدوں کی طرح رو رہے تھے اور فرماتے تھے اے دنیا۔! مجھ سے دور ہو۔ اپنے آپ کو میرے سامنے لائی ہے یا میری دلدادہ اور فریفتہ بن کر آتی ہے تیرا وہ وقت نہ آئے۔ مَیں تو تمہیں تین بار طلاق دے چکا ہوں جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں، تیری عمر تھوڑی اور تیری زندگی ذلیل، پست، تیرا نقصان بہت بڑا تیرا لطف بہت کم، تیرے چاہنے والے ذلیل ورسواء۔ افسوس افسوس زادِ راہ تھوڑی ہے اور سفر لمبا اور پرخطر ہے۔

## علیؑ کے چہرے سے ظاہر تھا کہ وصی وجانشینِ رسولؐ ہیں

عرفانِ ولایتِ امیر المومنینؑ صفحہ ۱۷۲ پر مفصّل درج ہے اور ینابیع المودة میں صفحہ ۲۷۴ پر تحریر ہے کہ لوگوں نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ۔! ۔

آیت ''وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ '' سورۂ آلِ عمران ۱۰۳ کی تفسیر ذرا کھولکر بیان فرمائیے کہ مندرجہ قول خدا میں حَبل سے کیا مراد ہے۔؟ فرمایا قولِ خدا خود اس کا مفسر ہے۔ امّا بحبل من اللّه و حبل من النا پس حبل من الناس سے مراد میرا وصی ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! آخر وہ آپ کا وصی ہے کون۔؟ فرمایا وہی جسکے بارے میں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ ''أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَى عَلَى مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ ''(سورہ الزمر آیت :۵۶) لوگوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ جنب اللہ کیا چیز ہے۔؟ فرمایا وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

''وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلاً ''(سورہ الفرقان آیت: ۲۷)

فرمایا وہی میرا وصی ہے جو میرے بعد مجھ تک پہنچانیکا راستہ ہے۔اس پر لوگوں نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ۔! آپ کو اسی کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے آپ ہمیں اپنے وصی کو دکھا دیجئیے۔ ہم تو اسکی زیارت کے بہت ہی مشتاق ہو گئے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو متوسمین (فراست سے پہچاننے والوں) کے لیئے نشانی قرار دیا۔پس اگر تم اس کو اس شخص کی سی نظر سے دیکھو گے جس کی شان میں خدا نے فرمایا ؂

''لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ''(سورہ ق آیت:۳۷)

تو تم اس کو پہچان لو گے کہ وہی میرا وصی ہے جیسے کہ تم نے پہچان لیا کہ مَیں ہی تمہارا نبیؐ ہوں۔پس اب تم صفوں میں چلے چلو پھر واور چہروں کو غور سے دیکھو بھالو۔ پس جس طرف تمہارے دل کھنچیں سمجھ لو کہ وہی ہے اس لیئے کہ خدا تعالےٰ اس کے بارے میں اپنی کتاب میں (دعائے ابراہیم کو نقل) فرماتا ہے ؂

''فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيٓ إِلَيْهِمْ''(سورہ ابراہیم آیت:۳۷)

اس میں ''ضمیرُ ہِم'' سے مراد خود میرا وصی ہے اور اسکی وہ اولاد ہے جو معصوم ہے اور لائقِ دُرود و سلام ہے

جابرؔ فرماتے ہیں کہ اس پر قبیلۂ اشعریین میں سے ابن عامر اشعری اور قبیلۂ خولانیین میں سے ابوغرہ خولانی اور طبیان اور عثمان ابن قیس اور قبیلۂ دوسین سے غریر دوسی اور لاحق ابن علاقہ کھڑے ہوئے صفوں کے اندر انہوں نے گشت لگائی چہروں کو دیکھا بھالا اور علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کرنے لگے کہ یارسولؐ اللہ! ہمارے دل اس کی طرف کھنچتے ہیں۔اس پر جنابِ رسولِؐ خدا نے فرمایا کہ جب تم نے رسولؐ خدا کے وصی کو پہچان لیا قبل اس کے کہ تم اسے جانتے ہو تو تم خود برگزیدہ ہو گئے۔

رسولؐ اکرم نے فرمایا۔! بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم نے پہچانا کس کے ذریعہ سے کہ وہی ہیں۔؟ اس پر وہ لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اور عرض کرنے لگے کہ یارسولؐ اللہ۔!

ہم نے سب ہی لوگوں کی طرف نظر ڈالی تو ہمارے دل پر ان کا کوئی اثر نہ ہوا۔لیکن جب ہم نے اس بزرگ کی طرف دیکھا پہلے تو ہمارے دل کانپ گئے۔ پھر ہمارے نفس مطمئن ہوگئے پھر ہمارے جگر پانی ہوگئے۔اور ہماری آنکھیں بھر آئیں۔ ہمارے سینے نورانی ہوگئے۔اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا یہ ہمارے باپ ہیں اور ہم انکے بیٹے۔رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ ''**وما یعلمُ تاویله الا اللّٰه والراسخون فی العلم.**'' تمہاری اس سے وہی منزلت ہے جو تم بیان کر چکے۔اسی منزلت کے سبب سے نیکی تمہارے حق میں پہلے ہی طے ہو چکی اور تم جہنّم سے دور رہو گے۔

جابرفرماتے ہیں کہ یہ بزرگوار جن کے نام لیئے گئے زندہ رہے۔تا آنکہ جناب امیرالمومنینؑ کے ساتھ جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں حاضر ہوئے اور سب کے سب نے شہادت پائی۔

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے سلمان سے کہا کہ رسولؐ اللہ سے دریافت کرو کہ آپ کے بعد آپ کے وصی کون ہیں۔؟ سلمانؓ نے آپ سے دریافت کیا' فرمایا۔! ائے سلمانؓ میرے وصی' میرے وارث' میرے خلیفہ میرے فرض کو ادا کرنے والے اور وعدوں کو پورا کرنے والے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہیں۔ (ینابیع المودۃ صفحہ۴۷۳' عرفانِ ولایتِ امیرالمومنینؑ)

# علیؑ کی جدوجہد کسبِ حلال کے لئے

آپؑ کے نزدیک کسبِ حلال بہترین صفت تھی جس پر آپ خود بھی عمل پیرا تھے۔آپؑ روزی کمانے کو عیب نہیں سمجھتے تھے اور مزدوری کو نہایت اچھی نگاہ سے دیکھتے تھے۔محدث دہلوی کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک دفعہ کنوے سے پانی کھینچنے کی مزدوری کی اور اُجرت کے لئے فی ڈول ایک خرمے کا فیصلہ ہُوا آپ نے سولہ ڈول پانی کھینچا اور اُجرت لے کر سرورِ کائنات کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور دونوں نے مِل کر تناول کیا۔

اِسی طرح آپؑ نے مٹّی کھودنے اور باغ میں پانی دینے کی بھی مزدوری کی۔علامہ محبّ الدین طبری کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ نے باغ سینچنے کی مزدوری کی اور

رات بھر پانی دینے کے لئے جَو کی ایک مقدار طئے ہُوئی۔ آپ نے حسبِ فیصلہ ساری رات پانی دیکر صبح کی اور جو حاصل کر کے گھر تشریف لائے جَو فاطمہ زہراؑ کے حوالے کِیا۔ اُنہوں نے اِس کے تین حصّے کر ڈالے اور تین دن کے لئے علٰحدہ رکھدیا۔ اِس کے بعد ثلث حصّہ کو پیس کر شام کے وقت روٹیاں پکائیں اِتنے میں ایک یتیم آگیا اُسے سب نے اپنی اپنی روٹی دے ڈالی پھر دوسرے دن ثلث کی روٹیاں تیار کی گئیں ایک مسکین نے آ کر سوال کِیا وہ اُسے دیدی گئیں۔ پھر تیسرے دن روٹیاں تیّار ہُوئیں ایک اسیر نے آواز دی تو اُس کو ساری روٹیاں دے ڈالی۔ یہ سب کے سب تینوں دن بھوکے ہی رہے اِس کے بعد اِنعام میں خدا نے ھل اتی نازل فرمائی (بعض روایات میں ھل اتی کے نزول کے متعلق روایات ہُوئیں ہیں۔) (ریاض النظرہ، ج:۲، ص:۲۳۷)

# علیؑ کی معمول کی زندگی

علماء نے لکھا ہے کہ آپ نہایت خوش اخلاق، روشن رُو اور کشادہ پیشانی رہا کرتے تھے، یتیم نواز تھے، فقیروں میں بیٹھ کر خوشی محسوس کرتے تھے، مومنوں میں اپنے کو حقیر اور دشمنوں میں اپنے بارُعب رکھتے تھے۔ مہمانوں کی خدمت خود کِیا کرتے تھے۔ کارِ خیر میں سبقت کرتے تھے۔ جنگ میں پیش پیش رہتے تھے۔ ہر مستحق کی اِمداد فرماتے تھے، ہر کافر کے قتل پر تکبیر فرماتے تھے۔ جنگ میں آپ کی آنکھیں خون کی مانند ہوتیں تھیں۔ مصلّے پر انتہائی خضوع و خشوع کی وجہہ سے بے حس معلوم ہوتے تھے۔ ہر رات ہزار رکعت نوافل ادا کرتے۔

اپنے عیال و اطفال کو امورِ خانہ داری میں مدد دیتے تھے۔ ضروریاتِ زندگی بازار سے خود خرید کر لاتے تھے۔ اپنے لباس کو بدستِ خود پیوند لگاتے تھے۔ ہر روز دنیا کو تین بار طلاق دیتے تھے۔ وہ غلام اپنی مزدوری سے خرید کر آزاد کرتے تھے۔ (جنّاۃ الخلود)۔ کتاب ارجح المطالب صفحہ ۲۰۱ پر ہے کہ حضرت علیؑ حضورِ اکرمؐ کی طرح کشادہ رُو، ہنسنے والے اور خوش طبع تھے اور مزاح بھی فرمایا کرتے تھے۔

# باب:۱۲ مولاؑ ئے کائنات کی مشکل کشائی

## علیؑ کی مشکلکشائی ''سِرًا و عَلانیة''

کتب معتبرہ اور صحیح اور متواتر روایات سے وارد ہوا ہے کہ اور پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ امیرالمومنینؑ بعثتِ سیّد المرسلینؐ سے پہلے اپنی ماں کے شکم میں آنحضرتؐ کے ساتھ ہم کلام ہوتے اور آپ کی نبوّت اور رسالت کا اقرار اور اظہار فرمایا کرتے تھے۔ سیّدِ کائنات علیہ افضل الصّلوات و اکمل التحیات والتسلیمات کے ساتھ عشقِ مادرزاد بیشک کیوں کر نہ ہو عشق۔ جبکہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ۱۴ ہزار سال (الوہیت) پہلے آنحضرتؐ کے ساتھ عینیت کی نسبت رہی ہو اور یقین ہے کہ اربابِ مصارف و عرفان اور اصحابِ حقائق وایقان اور مومنین کے نزدیک عشق اورزاد اور چالیس سال تک جہالت میں بسر کرنے کے بعد اسلام لانے میں بہت بڑا فرق ہے

علیؑ نے ہر نبیؐ اور مرسل کی پوشیدہ امداد کی ہے اور ختمیؐ مرتبت کی علانیہ امداد کی ہے۔ نبیِ اکرمؐ نے چالیس برس تک خاموش زندگی گذاری اور جب علیؑ دس برس کے ہوگئے تو آپ نے کارِ رسالت کا آغاز کیا۔

## موسیٰؑ اور ہارونؑ کی مدد کرنے والا سلطان کون تھا؟

''وَنَجعَلُ لَكُمَا سُلْطَاناً فَلا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا بِآيَاتِنَا أَنتُمَا'' الخ (سورۂ قصص:۳۵)

''ہم تم دونوں کیلئے سلطان مقرر کریں گے فرعون اور اسکے پیرو ہماری آیات کی بدولت تم تک نہ پہنچ پائینگے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' يا علیٌ ان الله ايديک النبنين سِرّاً

وایدنی بک جھراً'' ''یا علیؑ! اللہ تعالیٰ نے باقی انبیاء کی تائید آپ کے ذریعے سے پوشیدہ طور پر کرائی اور میری تائید آپ کے ذریعے کھلم کھلا کرائی''

رجب برسی مشارق انوار الیقین میں لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کو حُکم دیا کہ فرعون کو جا کر تبلیغ کریں۔ حُکمِ الٰہی پا کر دونوں بھائی دربارِ فرعون کی طرف روانہ ہوئے اور دونوں دل ہی دل میں گھبرا رہے تھے کہ نہ جانے فرعون ہم سے کیا سلوک کر بیٹھے۔ اتنے میں انہوں نے دیکھا کہ ایک سوار ان کے آگے آیا جس نے زربفت کا لباس پہنا تھا اور اسکے ہاتھ میں سونے کی تلوار تھی

اس سوار نے فرعون کے پاس پہنچ کر فرعون سے کہا۔ ان دونوں بزرگواروں کی اطاعت کر ورنہ میں تجھے قتل کردوں گا۔

فرعون یہ دھمکی سن کر گھبرا گیا اور پھر وہ سوار ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

فرعون نے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ سے کہا کہ تم کل میرے پاس آنا اور جو کچھ تمہیں کہنا ہو مجھ سے کہنا۔

جب موسیٰؑ و ہارونؑ وہاں سے چلے گئے تو فرعون نے اپنے دربانوں سے کہا۔! تم نے اس شاہسوار کو میری اجازت کے بغیر کیوں آنے دیا۔؟

دربانوں نے کہا ! ہمیں آپ کی عزّت کی قسم! ہم نے کسی شاہسوار کو یہاں سے گزرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ہمارے سامنے سے تو صرف یہی دو بھائی گزر کر آپ کے پاس آئے ہیں۔

وہ شاہسوار اور کوئی نہیں ''علیؑ'' ہی تھے جس کے ذریعے سے اللہ نے انبیاء کی چھپ کر تائید کرائی اور محمد مصطفےٰ کی کھلم کھلا تائید کرائی کیونکہ علیؑ ہی اللہ کا وہ کلمۂ کبریٰ ہے جسے اللہ نے اپنے اولیائے الٰہی کی ہر ادوار میں مختلف صورتوں میں بھیجا اور علیؑ نے اولیاءِ الٰہی کی ہر دَور میں مدد کی اور اس کلمۂ کبریٰ کا واسطہ دیکر اولیائے الٰہی نے خدا سے دعائیں کیں۔ اللہ نے انکی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور انہیں مشکلات سے نجات دی اور

قرآنِ مجید کی اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا۔
ابن عباس نے کہا: ان دونوں کیلئے شاہسوار آیتِ کبریٰ اور سلطان علیؑ ہی تھے۔

(مشارق انوار الیقین ص۸۱)

## سلمانؓ کی مشکل کشائی

احسن الکبار، کوکبِ دری صفحہ ۲۳۷ میں مرقوم ہے کہ ایک روز شاہِ ولایت ونورِ ہدایت ستائیس سال کی عُمر میں بالا خانے پر بیٹھے خرما تناول فرما رہے تھے۔ سلمانؓ اس بالا خانے کے نیچے خرقہ سینے اور فقر وفنا کی تعلیم پانے میں مصروف تھے۔ شاہِ ولایت پناہ نے ایک گھٹلی کھجور کی اوپر سے ڈال کر سلمان کو اس دولت سے مشرف فرمایا سلمانؓ بولے مَیں ضعیف بڈھا عالمِ آخرت کی طرف راہی ہوں اور آپ ابھی بچّے ہیں۔ آپ کا اس طرح مجھ سے پیش آنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔! ائے سلمان تم اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو اور مجھ کو چھوٹا کہتے ہو شایئد فراموشی اور بھول غالب ہوگئی ہے۔ اور ''دشت اژرنہ'' کے خوفناک حالات تمہارے دل سے محو ہو گئے ہیں اور تم کو یہ معلوم نہیں رہا کہ کس شخص نے نجات اور خلاصی کا دروازہ کھولکر تم کو شیر کی شرارت سے بچایا۔ اور ازسرِ نو تازہ زندگی عطا کی تھی۔؟ سلمان نے حیرت زدہ ہو کر عرض کی۔! یا امیر المومنینؑ دشتِ اژرنہ اور شیر کا قصّہ بیان فرمایئے۔ اور آپ کی زبانِ اقدس سے میرے دل کو جلا بخشیئے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔! ائے سلمان تم پانی کے اندر شیر کے خوف سے جزع وفزع کر رہے تھے اور اس وقت تم نے نہایت گریہ وزاری سے درگاہِ باری میں اپنی رہائی کے لیئے دُعا کی تھی۔ تمہاری دُعا قبول ہوئی۔ مَیں اس وقت جنگل سے گذر رہا تھا۔ مَیں ہی وہ سوار تھا جس کے کندھے پر زرہ پڑی تھی۔ اور ہاتھ میں تلوار لیئے تھا۔ اور شیر کو دو ٹکڑے کر کے تم کو اس کے پنجہ سے نجات دی۔ سلمانؓ نے عرض کی۔! کوئی اور نشان بھی ذکر فرمایئے۔ اور میری حیرت کو زیادہ کیجیئے۔ امیر المومنینؑ نے ایک نہایت تر وتازہ پھولوں

کا گلدستہ آستینِ مبارک سے نکال کر ارشاد فرمایا۔! یہ تھا تمہارا تحفہ اور نذرانہ جو تم نے اس سوار کو دیا تھا۔ سلمان اور بھی متحیّر ہوئے، اور کچھ سوچتے رہے۔

ناگاہ ایک ہاتفِ غیب نے آواز دی۔! اے پیرِ متّقی! جا کر پیشواِ انبیاء اور مقتدائے اصفیاء محمدِ مصطفیٰؐ صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں جا کر سارا حال عرض کیجئیے۔ یہ آوازِ غیب سُن کر سلمان سیّدالمرسلین رسولؐ الثقلین کی خدمت میں روانہ ہوئے وہاں جا کر سارا حال یوں عرض کیا کہ مَیں نے انجیل میں آپ کی تعریف پڑھی اور دل سے حضورؐ کا شائق اور عاشق ہو گیا سب دینوں سے دستبردار ہو کر آپ کا دین اختیار کیا لیکن میرا باپ کسی طرح اس حال سے واقف ہو گیا اور میرے قتل کے درپے ہوا اور مجھ کو دُکھ دینے شروع کیئے لیکن میری ماں کی خاطر سے میرے قتل کرنے سے پرہیز کیا اور اس تدبیر میں رہا کہ کسی بہانے مجھ کو قتل کر ڈالے۔ آخر تنگ ہو کر مَیں نے وطن چھوڑ دیا اور سفر اختیار کیا اسی اثناء میں میرا گذر دشتِ اژرنہ میں ہُوا۔ وہاں اتّفاقاً مجھے نہانے کی ضرورت ہوئی تو غسل کرنے کے لیئے ایک چشمے پر گیا جب مَیں نہا رہا تھا تو یکا یک ایک شیرِ مردم خور نمودار ہُوا اور میری طرف آیا۔ اور چشمے کے کنارے آ کر میرے کپڑوں کے پاس کھڑا مَیں نے اس حال میں قاضی الحاجات کی طرف توجہ کی۔ اور نہایت تضرع وزاری کے ساتھ یوں دُعا کی کہ اے ارحم الراحمین مجھ کو اس شیر کے پنجے سے نجات عطا فرما۔ اتنے میں ایک سوار نمودار ہُوا۔ اور اپنی تیغِ آبدار سے اُس شیر کے دو ٹکڑے کر ڈالا۔ مَیں نے پانی سے باہر آ کر اس کی رکاب کو بوسہ دیا۔ چونکہ بہار کا موسم تھا اور جنگل گلزار بنا ہوا تھا پھولوں کا ایک گلدستہ تیّار کر کے اس سوار کی نذر کیا۔ اتنے میں وہ سوار غائب ہو گیا۔ اور ہر طرف تلاش کیا اور بہت دوڑ دھوپ کی لیکن کہیں پتہ نہ لگا۔ اس واقعہ کو تین سو/۳۰۰ سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے اور اب تک مَیں نے کسی سے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ اب آپؐ کے پسرِ عم نے اس واقعہ کو مجھ پر ظاہر کیا اور مجھ کو حیرت کے دریا میں ڈال دیا

یارسولؐ اللہ اس نے علمِ غیب کس سے سیکھا ہے؟ اور یہ اسرار لاریب کہاں سے حاصل کیئے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔! اےئ سلمان۔! ایسی باتیں میرے بھائی سے عجیب نہ جان۔ کیونکہ مَیں نے اس سے بھی زیادہ عجیب باتیں اس سے مشاہدہ کی ہیں۔ اےئ سلمان جب مَیں معراج کو گیا اور سدرۃ المنتہٰی سے گذر کر اس مقام پر پہنچا کہ جبرئیلِ امین میرا ساتھ دینے سے عاجز رہ گئے ہیں مَیں اکیلا عرشِ مجید کی طرف روانہ ہُوا اور عالمِ وجود سے بالکل الگ ہوگیا۔ خدا سے راز کہتا اور جواب سُنتا تھا۔ اسی عالم میں ایک شیر اپنے سامنے کھڑا دیکھا جب غور سے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسداللہ الغالب علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام ہے۔ جب مَیں معراج سے واپس آکر اپنے بستر پر پہنچا۔ تو علیؑ نے نہایت احترام اور تحیت وسلام کے ساتھ اندر آکر کہا اےئ خیرالانامؐ عنایاتِ ملکِ علّام آپ کو مبارک ہوں بعدازاں کہ جو راز کہ مجھ میں اور پروردگار میں ہُوئے تھے لفظاً لفظاً بیان کردیئے

اےئ سلمان آدمؑ کے زمانے سے لیکر اب تک انبیاؑ ٔ، اولیاء، صلحا، اور اتقیا میں سے جو کوئی کسی بلا یا تکلیف میں مُبتلا ہوتا ہے۔ مشکلکشائی علیؑ فرماتے ہیں اور ان کو نجات دیتے ہیں۔ چنانچہ حدیثِ قدسی اس بیان کی شاہد ہے۔

"یَا اَحْمَدُ اَرْسَلْتُ عَلِیًّا مَعَ کُلِّ نَبِیٍّ سِرًّا وَمَعَکَ سِرًّا وَ عَلَانِیَۃً"

"اےئ احمدؐ مَیں نے علیؑ کو ہر ایک نبی کے ساتھ پوشیدہ طور پر بھیجا ہے اور تیرے ساتھ پوشیدہ اور ظاہر دونوں طرح۔"

علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام فرماتے ہیں نصرت الانبیاۤء سرًّا و نصرتِ مُحَمَّدؐ جھراً (علانیہ) مَیں نے تمام الانبیاؑ ء کی پوشیدہ طور پر نصرت کی ہے نوحؑ کی کشتی کو بچایا۔ ابراہیمؑ کو آگ سے بچایا، یوسفؑ کو کنویں سے نکالا، اور محمدؐ کی ہر میدان میں کھلّم کھلّا مدد کی۔ امیرالمومنینؑ اپنے خطبۂ رجعیہ میں فرماتے ہیں۔! بیشک میرے لیئے دُنیا میں بار بار آنا اور رجعت کرنا ہے۔ مَیں رئیسِ قضا وقدر و ولی الامر ہوں۔ مَیں قوّتِ خدا کا آہنی سنگ ہوں۔ مَیں وہ ہوں جس کے لیئے بادل، گرج، بجلی، تاریکیاں،

روشنیاں، ہوائیں، پہاڑ، سمندر، ستارے اور چاند اور سورج مسخر کر دیئے گئے ہیں مَیں ہی خلقِ خدا کو اس کی طرف ہنکانے اور چلانے والا ہوں، اور مَیں ہی وہ ہوں جس نے ہر شئے کو گن گن کر احصاء کیا ہے۔مَیں امیر المومنینؑ، الیعسوب المتّقین۔ آیۃ السابقین، لسان الناطقین، خاتم الوصیّین، وارث النبیّین اور خلیفہٗ ربُّ العالمین اور اسکی صراطِ مستقیم ہوں۔ اسکی میزانِ حق و باطل اور تمام زمین وآسمان و مافیہا پر اُسکی حجّت ہوں

## یا علیؑ مدد کہنا جائز ہے

''أَحْيَـــاءٌ'' الخ سورۂ بقرہ ۱۵۱ یعنی وہ لوگ جو راہِ خدا میں قتل کیئے جاتے ہیں وہ بظاہر مردہ سمجھے جاتے ہیں لیکن حقیقتاً وہ زندہ ہیں ان کی زندگی کو سمجھنا ہماری عقل وفہم سے باہر ہے وہ ایک خاص قسم کی زندگی ہے۔ ایسے لوگ شہید کہلاتے ہیں۔ ان کے مدارج مختلف ہیں خاص کر جو معصوم شہید ہوتے ہیں ان کے مراتب عام شہیدوں سے بالاتر ہوتے ہیں وہ اپنے اجسامِ مثالیہ میں جہاں چاہے جاسکتے ہیں اور جس کی چاہے مدد کر سکتے ہیں ورنہ ان میں اور عام شہیدوں میں فرق کیا ہو۔ ہم ان سے اسی طرح مدد مانگتے ہیں جسطرح بحالتِ زندگی ان سے طالبِ امداد ہوتے تھے۔ احمق ہیں وہ لوگ جو ''یا علیؑ مدد'' کہنے کو کفر کہتے ہیں جب خدا کہتا ہے کہ وہ زندہ ہیں تو پھر مدد مانگنا کیوں کفر ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ خدا کے سواء کسی اور سے مدد مانگنا کفر ہے۔ تو اس کفر سے تو دنیا میں کوئی آدمی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ کسی کا کام بغیر دوسرے کی مدد کے چل ہی نہیں سکتا۔ پس یا تو یہ مانو کہ شہیدانِ راہِ خدا زندہ نہیں مردہ ہیں تو یہ مفہوم آیت کے خلاف ہے۔ اور اگر زندہ ہیں تو زندہ سے مدد مانگنا کفر کیوں ہے۔ ہمارا ان حضراتِ معصومینؑ سے مدد مانگنا درحقیقت اس قادر و قیوم سے مدد مانگنا ہے جس نے اس کو مرنے کے بعد زندہ رکھا ہے۔ جب صبر وصلواۃ سے مدد مانگنے کا خداوندِ تعالیٰ کا حکم قرآن میں موجود ہے تو پھر خدا کے ان مخصوص بندوں سے کیوں نہ مدد مانگی جائے۔ جو صبر وصلواۃ کی تعلیم دینے کیلئے یہاں بھیجے گئے ہیں۔ (تفسیر قرآن جلد اوّل، سید ظفر حسن صاحب)

# باب:۱۳۰ مولائے کائناتؑ کا زُہدوتقویٰ

مناقب ابن شہر آشوب جلد۲ صفحہ۲۱۱ پر تحریر ہے کہ معاویہ نے ضرار بن ضمرہ سے کہا علیؑ کے اوصاف مجھ سے بیان کرانہوں نے کہا سُن ۔

وہ زیادہ صائم النہار اور قائم الیل ہیں۔لباس موٹا اور کھرّ ا پسند کرتے ہیں کھانا بہت معمولی کھاتے ہیں۔جب ہمارے درمیان بیٹھتے ہیں تو اگر نہیں پوچھتے تو خود بتاتے ہیں اور جب ہم سوال کرتے ہیں تو جواب دیتے ہیں۔سب پر برابر تقسیم کرتے ہیں۔رعایا کے درمیان انصاف کرتے ہیں۔کمزور کو ان سے ظلم کا خوف نہیں اور قوی ان کو اپنی طرف مائل کرنے کی خواہش نہیں کرتا۔واللہ میں نے ان کو رات کی تاریکیوں میں محرابِ عبادت کے اندر تڑپتے اور بلبلا کے روتے دیکھا ہے،اس طرح کہ ان کے رخسارے آنسوؤں سے تر بتر ہیں اور وہ اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے دنیا سے خطاب کررہے ہیں کیا تو میری شائق ہے۔؟ کیا تو مجھے اپنا بنانا چاہتی ہے۔ میں نے تجھے طلاّق دیدی جس کے بعد رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔تیرا عیش کوتاہ ہے فائدہ تجھ سے کم ہے۔آہ۔! زادِراہ میرے پاس کتنا کم ہے، اور سفر کتنا طولانی ہے اور راستہ کتنا وحشت ناک ہے

روایتوں میں ہے کہ سوید ابن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ ایسی سوکھی روٹی کھارہے تھے جس کو زانو پہ سے دبا کر توڑا تھا اور ایسے باسی دودھ میں چور کر کھارہے تھے جس سے کھٹی بو آرہی تھی۔انہوں نے فضّہ سے کہا تم حضرت کے بارے میں خدا سے نہیں ڈرتی ہو۔کم سے کم آٹے کو چھان لیا کروتا کہ بھوسی تو دور ہو جایا کرے۔فضّہ نے کہا ۔! امیرالمومنین نے منع فرمایا ہے کہ ایسا نہ کرنا۔ میں نے چھنا ہوا کھانا نہیں کھایا اور گیہوں کی روٹی شکم سیر ہو کر نہیں کھائی اور مرتے دم تک یہی طریقہ رہے گا۔ میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ اس سے زیادہ سوکھی روٹی کھاتے تھے اور اس سے زیادہ موٹا کپڑا پہنتے

تھے۔پس اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے حضرتؐ سے ندامت ہوگی۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرتؑ نے پانچ برس حکومت کی لیکن کبھی اینٹ پر اینٹ نہ رکھی نہ کوئی شئے ذخیرہ کی اور نہ زینت پر زینت رکھی حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے تھے اے سونے اور چاندی میرے غیر کو دھوکہ دینا۔

غزالی نے الاحیاء میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بیت المال سے کچھ نہ لیتے تھے آپ نے اپنی تلوار تک وقتِ ضرورت فروخت کردی تھی آپ کے پاس ایک قمیص کے سواء کچھ نہ تھا۔

زُہدوتقویٰ سے متعلق آپ کے واقعات کثرت سے ہیں اُصولِ اسلام کی پابندی کرنے میں آپ بہت سخت اور اپنے ہر قول وفعل میں نہایت شریف وآزاد تھے آپ کا کُل اعتماد اور بھروسہ صرف سچّائی اور حق پر تھا۔ چنانچہ آپ کے زُہد اور فقیرانہ زندگی کی مثال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے جسوقت رسولِ اکرمؐ کی اکلوتی صاحبزادی سے شادی کی تو آپ کے پاس فرش کی قسم سے کوئی چیز نہیں تھی۔سوائے دنبہ کی ایک کھال کے اُسی پر دونوں شب کو سورہتے تھے اور دن کے وقت اُسی چمڑے پر اپنے اُونٹ کو دانہ کھلاتے تھے۔آپ کے پاس ایک ملازم بھی نہ تھا جو آپ کی خدمت کرتا۔آپ ایسے کپڑوں کا لباس پہنتے جو سردی سے ذرا بھی محفوظ نہیں رکھ سکتا تھا۔اپنے اوڑھنے کی چادر میں کھجوریں اُٹھا کر خود لاتے جس کو ایک درھم میں خریدا تھا۔اپنے اہل وعیال کا بوجھ خود اُٹھاتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز علیؑ برازوں کے بازار میں آئے اور ایک دوکان دار سے کہا مجھے دو کپڑوں کی ضرورت ہے اس نے کہا۔اے امیرالمومنینؑ میرے پاس آپ کی خواہش کے مطابق موجود ہیں چونکہ اس نے حضرتؑ کو پہچان لیا تھا لہٰذا آپ نے اس سے خریدنا مناسب نہ جانا آگے بڑھ گئے اور ایک دوکاندار سے جولڑکا تھا دو پیراہن خریدے ایک تین درہم کا اور دوسرا دو/۲ درہم کا۔قنبر سے آپ نے فرمایا۔یہ تین درہم والا تم لے لو۔انہوں نے کہا اے امیرالمومنینؑ یہ تو آپ ہی کے لیئے زیبا ہے کیونکہ آپ منبر پر بیٹھکر خطبہ بیان فرماتے ہیں۔فرمایا تم جوان ہو تمہارے اندر جوانی کی امنگیں ہیں مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ اپنے نصیب کو تم پر ترجیح دوں میں نے رسولؐ

اللہ سے سُنا غلاموں کو ایسا کھلاؤ جیسا تم خود کھاتے ہو اور ویسا ہی پہناؤ جیسے تم پہنتے ہو۔

عید کے روز حضرت علیؑ کے سامنے ایک خوان تھا جس میں باسی روٹی رکھی تھی اور ایک پیالے میں دودھ تھا۔سوید نے کہا اے امیر المومنینؑ عید کے روز اور باسی روٹی۔ فرمایا۔! ''یہی عید ہے'' اس شخص کی جس کے گناہ بخش دیئے جائیں۔ابن عباسؓ کہتے ہیں ایک دن آپ کے پاس فالودہ پیش کیا گیا آپ نے نہ کھایا انہوں نے عرض کیا۔! مولا کیا یہ حرام ہے۔؟ فرمایا حرام تو نہیں ہے مگر میں اس اپنے نفس کو ایسی چیز کا خوگر کرنا بُرا سمجھتا ہوں جس کو آنحضرتؐ نے نہ کھایا ہو۔

عمر ابن عبد العزیز سے زاہدوں کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا علیؑ دنیا میں سب سے زاہد انسان ہے۔قبصیہ کہتے ہیں کہ ہم نے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے زیادہ زاہد کسی کو نہیں دیکھا۔

آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ! خدا نے تمہیں ایسی زینت سے مزیّن کیا ہے جس سے بہتر کسی کو زینت نہیں دی گئی۔اور وہ زہد سے جو اللہ کے نزدیک نیک بندوں کی زینت ہے۔دنیا سے تمہیں اور تمکو دنیا سے کچھ نہ ملا۔تمہیں مسکینوں کی محبت دیکر ان کا امام بنایا اور اس پر تمہیں راضی کیا اور ان کو تمہیں امام ہونے سے خوش کیا ہے

سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ایک پرانے بوریئے پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا! یا امیر المومنینؑ ۔! آپ مسلمانوں کے خلیفہ اور حاکم ہیں آپ بیت المال کے مختار ہیں تو مونکے ایلچی آپ کے پاس آتے ہیں۔لیکن آپ کے گھر میں اس پرانے بوریئے کے سواء کچھ نہیں ہے۔حضرتؑ نے فرمایا۔! اے سوید عاقل ایسے گھر سے انس نہیں کرتا جس سے منتقل ہونا پڑے۔ہماری آنکھوں کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اس میں منتقل کر چکے ہیں اور عنقریب ہم بھی اس کی طرف کوچ کرنے والے ہیں۔سوید عرض کرتے ہیں بخدا آپ کے ارشاد نے مجھے رولا دیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے کہا گیا کہ یا حضرتؑ آپ اپنی قمیص میں پیوند کیوں لگاتے ہیں۔؟ حضرتؑ نے فرمایا۔! اس سے مومن کا دل نرم ہوتا ہے۔اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔

# باب:۱۴ مولائے کائناتؑ کی قناعت

ینابیع المودۃ صفحہ ۲۳۶ میں عدی بن حاتم طائی سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کی خدمت میں سادہ جو کی روٹی کے ٹکڑے اور نمک موجود تھا۔ مَیں نے عرض کیا اے امیرالمومنینؑ آپ سارا دن ریاضت اور مشقت میں بسر کرتے ہیں (عبادت کیلئے) ساری رات جاگنے کی کوفت میں گذارتے ہیں۔ پھر کھانے پینے کے معاملے میں آپ کا یہ طور طریقہ ہے۔" فرمایا مَیں قناعت کی پابندی سے نفس کی بیماریوں کو دُور کرتا ہوں۔ ورنہ نفس تو بقدرِ کفایت سے زیادہ طلب کریگا۔"

دنیا سے بے تعلقی تھی کہ آپ کو سید الزہاد کہا جاتا ہے۔ آپ نے پیٹ بھر کر کھانا کبھی نہ کھایا اور آپ تمام لوگوں سے زیادہ خستہ حالت کا کھانا اور لباس پہنا کرتے تھے۔ اور آپؑ فرماتے تھے کہ اپنے شکموں کو حیوان کی قبریں نہ بنایا کرو۔ آپ کا سالن سرکہ یا نمک ہوتا تھا۔ اور اگر اس سے زیادتی کی تو زمین کی سبزی میں سے کوئی چیز ہوتی تھی۔ کبھی تھوڑی مقدار میں اونٹھ کا دودھ ساتھ ہوتا تھا۔

## علیؑ کے گھر میں فاقے

جنابِ علی مرتضےٰ، شیرِ خدا علیہ السلام کی مالی حالت ہمیشہ کمزور رہی غربت، ناداری، مفلسی اور عسرت خانہ اہلبیتؑ میں ہمیشہ مہمان رہا کرتی تھی۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کو کہیں اجرت پر کام نہ ملا۔ اس مجبوری سے اس دن کا آزوقہ بھی دستیاب نہ ہوا۔ اور گھر پر چوبیس پہر کا فاقہ گزر گیا۔ شام کے وقت مدینہ میں کوئی تاجر آیا اور بہت سا تجارت کا اسباب اپنے ساتھ لایا۔ اسباب اُتروانے کے لیئے اسے ایک مزدور کی ضرورت ہوئی۔ جنابِ علیِ مرتضےٰؑ نے اُجرت پر اس کا سب مال اُتارنے کو قبول کرلیا۔

اوراس کا سب مال واسباب اُتار دیا۔تاجر نے ایک درہم مزدوری میں دیا۔آپ نے اسکو بڑی خوشی سے لے لیا۔رات زیادہ ہوگئی تھی شہر کی قریب قریب تمام دوکانیں بند ہو چکی تھیں مگرتاہم کہیں سے آپ نے تھوڑے سے جوخرید لیئے اوران کو باندھ کر گھر لائے جنابِ سیّدہؑ آپ کے انتظار میں بیدار تھیں۔اور بھوکے بچّے شام سے روتے روتے سوگئے تھے۔اسی اثناء میں علیؑ آئے اورآپ نے دق الباب کیا۔گوش برآواز بی بیؑ نے اُٹھکر دروازہ کھولدیا۔اورنہایت مسرّت کے ساتھ شوہر کے دوشِ مبارک سے غلّہ کی گھڑی اُتارلی۔کھولی تو اس میں جو بندھے دیکھے۔جَو کے دانے اس وقت کی موجودہ حالتِ ضرورت میں موتیوں کے دانہ سے زیادہ بیش قیمت معلوم ہوئے۔اُن کے پاتے ہی شوہراوربچّوں کے فاقے اورمحنت کا خیال کرکے اپنی بھوک پیاس بالکل بھول گئیں۔ فوراً اُٹھیں۔چکّی میں جواسی وقت پیسے،آگ جلائی اورروٹی پکائی۔پھربچّوں کو جگایا اور اُن کوکھلایا پلایا۔جب جنابِ علیِ مرتضےٰؑ اور حَسنین علیہم السلام سیر ہوکر کھا چکےتو آپ اپنے حصّے کی روٹی لیکرتناول فرمانےلگیں۔جنابِ علی مرتضےٰؑ علیہ التحیۃ الثناءاُن کی یہ حُسنِ خدمت اورمحبت دیکھکرفرمانے لگے۔ائے سیّدہؑ۔! مجھےاس وقت آپ کے والد بزرگوار کا یہ ارشاد کہ یاعلیؑ۔! فاطمہؑ تمام دنیا کی بہترین عورت ہے۔بیساختہ اور برجستہ یادآ گیا اورمَیں اپنی اس خوش قسمتی پر خدائے سبحانہ وتعالےٰ کاشُکر بجالاتا ہوں اورتمہاری ہراداا ور ہرانداز پرارشادِ رسالتؐ کی پوری تصدیق پاتا ہوں۔　(الزہراؑ ص۱۷۲)

عدی بن حاتم نے دیکھا کہ حضرتؑ کے سامنے ایک کاسہ میں پانی ہےاوراس میں جو کی روٹی کے ٹکڑے اورنمک ہے۔عدیؔ نے کہا ائے امیر المومنینؑ میرے اوپر بہت شاق ہے کہ دن میں آپ فاقہ کریں رات بھرعبادت کریں اور پھرغذا کھائیں تو ایسی۔ فرمایا قناعت میں راحتِ نفس ہے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۱۵ مولائے کائناتؑ کی عدالت

تاریخ النسائی اور قضایائے امیر المومنینؑ خصوصاً تاریخ اسلامی میں جناب رسولِ خداؐ کے بعد جامع ترین وہمہ گیر شخصیت حضرت علی علیہ السلام کی ہے۔علم وادب اور دین و مذہب کو آپ سے لامتناہی فائدے پہنچے۔ الٰہیات' کلام وفلسفہ وسیاست واخلاق و معاشرت وتفسیر وحدیث وفقہ ولغت ونحو وخطابت وانشاء وقضا کے شعبوں کو آپ نے اسالیب سے مالا مال فرمایا۔خصوصاً شجاعت وخطابت و بلاغت وعدل وقضاعت میں آپ کی انفرادیت وشہرت اس درجہ پر پہنچ گئی کہ اسے ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہوگئی۔عہدِ رسالت کی تاریخ آپ کے زرّیں خدمات پر نازاں ہے۔عہدِ خلفاء میں آپ حلاّلِ مشکلات تھے۔اسلام کے انقلاب انگیز ۵۳ سال آپ کے سامنے گذرے۔

علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے فیصلوں کی تاریخ میں دھوم رہی ہے۔تمام اسلامی فرقوں کی احادیث وسیرت وتاریخ کی کتابوں میں آپ کے شاندار فیصلے ملتے ہیں آپ کے قضایا (عدل وانصاف کے فیصلوں) پر مستقل کتابیں بھی مرتب کی جاتی رہی ہیں۔عربی اور فارسی میں کئی کتابیں امیر المومنینؑ کے فیصلوں پر شائع ہوگئی ہیں۔

عرب قبلِ اسلام میں کوئی باقاعدہ وذمہ دار حکومت نہ تھی البتہ روم وایران وقدیم مصر میں قضاء کا شعبہ دوسروں کے مقابلہ میں منظّم تھا۔اور کچھ قومیں اور قبائل میں بھی قضا کے قوانین مرتب کیئے تھے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ طبقاتی کشمکش' زبان ورنگ ونسل کے تعصّب نے ذہنوں کو اتنا آلودہ کر رکھا تھا کہ صحیح عدول وانصاف کے تصور سے ان قوموں کی ذہن تنگی کرنا تھا۔عرب شہری ہو یا وحشی اس کا احساس آزادی' غرور وعلحدگی پسندی' نظم وضبط جسکی وجہ سے سفاہت کے درجہ پر پہنچ گیا تھا کوئی حکومت نہ تھی جو امن ونظم کی حفاظت کرتی مجرم کو جرم سے روکتی اور سزا دیتی۔ ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا تھا جو ان میں

نسبتاً ہوشیار و تجربہ کار اور جنگ آزما ہوتا تھا وہی ان کے جھگڑوں کو اپنے طور پر فیصلہ کرتا تھا۔قاضی کو حکیم اور قضاء کو حکومت کہتے تھے۔

عدل وانصاف معمولی خدمت نہیں ہے۔نزاعوں کے فیصلے کا کام بہت ہی پیچیدہ اور مشکل ہے۔علمِ وسیع اور ذہانت وتقویٰ کے بغیر یہ نہایت مشکل ترین امر ہے۔ نبیؐ اور امامِؑ معصوم ہوتے ہیں۔ نبی اور امام کو وحی اور الہام کی تائید علمِ لدّنی کی دولت حاصل ہوتی ہے وہ دنیا کی ہواو ہوس کی آلودگی سے پاک ہوتا ہے۔اس کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہوتا ہے۔اسکے فیصلے میں رضائے الٰہی شامل ہوتی ہے۔اسکے فیصلے سے فریقین بھی راضی ہوتے ہیں خدا بھی خوش ہوتا ہے۔

حضرت داؤدعلیہ السلام وسلیمان علیہ السلام نبی بھی تھے اوران کو دنیاوی اقتدار بھی حاصل تھا اوران کواسی لئیے قضاء میں حصّہ لینے کا موقع بھی مِلا۔قرآنِ مجید میں ان دونوں کی قضاء کا ذکر آیا ہے ؎

''یَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیفَةً فِی الْأَرْضِ فَاحْکُم بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ '' (سورۂص آیت:۲۶)

''اے داؤدہم نے زمین پر تم کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔تم لوگوں میں ٹھیک فیصلہ کرنا اور خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرنا ورنہ یہ پیروی تمہیں خدا کے راستے سے بہکا دے گی۔''

اس آیت سے پہلے بحیثیت قاضی کے حضرت داؤد کا ایک فیصلہ بھی مذکور ہوا ہے۔''اے رسول کیا تم کو ان دعویداروں کی خبر بھی پہنچی ہے کہ جب وہ حجرۂ عبادت کو پھاند پڑے اور حضرتِ داؤدؑ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ان سے داؤد خوفزدہ ہو گئے ان لوگوں نے کہا آپ ڈریں نہیں ہم دونوں ایک مقدمہ کے فریق ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے آپ ہمارا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیجئیے۔روداد یہ ہے کہ یہ شخص میرا بھائی ہے اوراس کے پاس ۹۹/دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے اس پر بھی یہ مجھ سے کہتا ہے کہ یہ بھی مجھے دیدو اور گفتگو میں مجھ پر سختی کرتا ہے داؤدؑ نے (بغیر مدعا علیہ سے کچھ سوال کئیے ) کہہ دیا کہ جو تیری دنبی مانگ کر اپنی دُنبیوں میں ملانا چاہتا ہے تم پر ظلم کرتا ہے۔اور اکثر شرکاء ایک دوسرے پر ظلم کیا کرتے ہیں مگر جو مومن اور عملِ صالح کے

بجالانے والے ہیں ایسا نہیں کرتے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ یہ سُن کر دونوں چلے گئے۔ اور اب داؤدؑ نے سمجھا کہ ہم نے ان کا امتحان لیا اور وہ نا کام رہے۔ پھر تو اپنے پروردگار سے بخشش کی دُعا مانگنے لگے اور سجدہ میں گر گئے اور میری طرف رجوع کی تو ہم نے ان کی لغزش معاف کردی (سورۂ ص آیت: ۲۵)

حضرت داؤدؑ پیغمبر تھے اور معصوم تھے ان کی آزمائش ہوئی دو فرشتے مقدمہ کے فریق بن کر آئے مدعی کا بیان سُنا اور مدعا علیہ سے کچھ سوال نہیں کیا اور مدعی سے فرمایا کہ یہ تم پر ظلم کیا گیا ہے۔ یہ آدابِ قضا کے خلاف عمل تھا۔ یہ حضرت داؤدؑ کا ترکِ اولیٰ تھا۔ جس پر بہت ندامت ہوئی آدابِ قضاء کے خلاف مدعا علیہ کا بیان سُنے بغیر صرف مدعی کا بیان سُن کر مدعی کے حق میں فیصلہ کیا۔ لیکن علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے کسی بھی فیصلہ میں ترکِ اولیٰ بھی صادر نہیں ہُوا۔

عدل وانصاف پر زندگی کا قیام ہے۔ اور قضاء بے حد نازک اور مقدس فریضہ ہے اس لیئے پروردگارِ عالم نے اپنے پیغمبرؐ کے ایک قضائی ترکِ اولیٰ کا ذکر قرآن میں کردیا تا کہ غیر معصوم قاضی ہر ہر قدم پھونک کر رکھیں اور اس منصب کی نزاکت کو ہر وقت مدِّ نظر رکھّیں۔ قرآن وسنّت نے بے ریا اور پاک فیصلوں پر زور دیا۔ ظلم کی سخت مذمّت کی۔ عدل وانصاف کو سب عبادات سے بالاتر قرار دیا رشوت وغیرہ کو جو عدل وانصاف کے دشمن ہیں نہایت سخت گناہ قرار دیا۔

عہدِ رسالت میں حضرت علیؑ نے بہت سے فیصلے کیئے خصوصاً یمن کے چند روزہ قیام میں معرکتہ الآرا فیصلے کیئے جن کے چرچے آج تک ہیں۔ رسولخداؐ کے زمانۂ حیات میں بعض مقدمات علیؑ کے سپرد کرتے تھے آپ فیصلہ فرماتے تھے اگر کوئی دوبارہ رسولخداؐ سے نظرِ ثانی کی گذارش کرتا تو فرماتے کہ علیؑ نے جو فیصلہ کیا ہے وہی خدا اور رسولؐ کا فیصلہ ہے۔ حضرت ابوبکر کے زمانے میں بھی بعض نزائی مسائل کو آپ نے حل فرمایا۔ حضرت عمر کے زمانے میں تو کافی نزاعات پیش ہوتے تھے اور وہ اپنا حکم بھی جاری کرتے پھر اگر وہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے رجوع ہوتا تھا تو آپ اسی فیصلے کو قبول فرماتے

اور کہتے ''لولا علیؑ لھلک عمر'' اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا یہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ سیکڑوں دفعہ فرمایا ہے اب ہم چند واقعات وفیصلے رقم کرتے ہیں۔

(۱) حضرت عمر کے پاس ایک لڑکے نے آکر شکایت کی کہ میری ماں نے مجھے پیٹ میں ۹ ماہ رکھا دوسال دودھ پلایا جب میں بڑا ہوا تو اس نے میری فرزندی سے انکار کردیا کہتی ہے مَیں تجھے پہچانتی بھی نہیں۔ حضرت عمر نے اس عورت سے کہا یہ لڑکا کیا کہتا ہے۔اس نے اللہ ورسول کے حق کی قسم کھا کر کہا کہ مَیں اسے نہیں جانتی مَیں نے شادی بھی نہیں کی مَیں کنواری ہوں مجھے رسواء کرنا چاہتا ہے۔حضرت عمر نے اس لڑکے کو قید خانے میں بند کرنیکا حکم دیا اور کہا ہم گواہوں سے پوچھیں گے۔اگر گواہیاں تمہارے خلاف ہوئیں تو تہمت لگانے کی سزادی جائیگی لڑکے کو قید خانہ لیئے جارہے تھے کہ راستے میں امیر المومنین علیؑ سے ملاقات ہوگئی اس نے فریاد کی اپنی مظلومیت کی روداد سُنائی حضرت امیر المومنینؑ نے حضرت عمر سے تجدیدِ نظر کی خواہش کی اور فرمایا کہ اگر کہے تو مَیں اس کا فیصلہ کردوں۔حضرت عمر نے بخوشی اسے منظور کیا۔حضرت علیؑ نے اس عورت سے پوچھا کیا تمہارے گواہ ہیں۔اس نے چالیس گواہ پیش کردیئے۔حضرت علیؑ نے کہا وہ فیصلہ کردوں گا جو مرضیِ خدا کے مطابق ہوگا اس کی تعلیم مجھے میرے حبیب رسولِؐ خدا نے دی تھی۔حضرت علیؑ نے پوچھا اس عورت سے تمہارا کوئی ولی ہے؟ اس نے اپنے بھائیوں کو پیش کیا۔امیر المومنینؑ نے فرمایا! مَیں جو فیصلہ کروں اسے تم لوگ اور تمہاری بہنیں مان لے گی۔؟ ان لوگوں نے کہا ہاں۔

حضرت امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام نے کہا مَیں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور حاضرین کو کہ مَیں نے چارسو درہم پر اس عورت کا نکاح اس لڑکے سے کردیا مہر مَیں خود ادا کرتا ہوں۔ یہ فیصلہ سُن کر وہ عورت چیخنے لگی۔جہنم! جہنم! اے رسولؐ کے بھائی آپ میرے لڑکے سے میری شادی کیئے دیتے ہیں۔ یہ میرا لڑکا ہے۔میرے بھائیوں نے ایک غیر کفو سے میری شادی کردی تھی جس سے یہ لڑکا پیدا ہوا۔تو ان لوگوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ مَیں اسکی ولدیت سے انکار کردوں۔بخدا یہ میرا بیٹا ہے حضرت عمر نے یہ

فیصلہ سُن کر کہا۔ واعمراه لولا علي لهلك عمر. (کلینی' طوسی' قضایائے امیر المومنینؑ صفحہ۳۰)

راکس بن زید مسیحی عراقی اس فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اللہ نے امام کوعلم وذکاوت کی جو دولت بخشی تھی وہ معجزہ کی حد تک پہونچ گئی تھی اگر امام نے محسوس کرلیا تھا کہ عورت کے معاملے میں کوئی بعید ہے۔ اگر اس کے دل میں ایمان اور نسائیت کا کوئی ذرہ ہوگا تو اپنے لڑکے سے شادی قبول نہ کریگی۔ آپ کے علم وذکاوت نے اس پیچیدہ مقدمہ کی گرہیں کھول دیں''

(۲) قضایائے امیر المومنینؑ صفحہ۱۳۲ پر ابن مقری کی شرح بدیعینہ سے مذکور ہے کہ جو شخص سترہ ۱۷ اونٹوں کے متعلق جھگڑتے ہوئے امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک شخص نصف اونٹوں کا دعویدار تھا۔ دوسرا تہائی ۱/۳ اونٹوں کا اور تیسرا نویں حصّہ کا۔ مشکل یہ تھی کہ سترہ اونٹوں کو ان کے دعوؤں کے مطابق تقسیم کرنے میں کسر لازم آرہا تھا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ ان سترہ اونٹوں میں ایک اپنا اونٹ بڑھادوں اور پھر تم لوگوں کے دعوے کے مطابق اونٹوں کی تقسیم کردوں۔ سب نے کہا ہاں۔ آپؑ نے ایک اونٹ اپنی طرف سے ان اونٹوں میں ملا دیا۔ اب انکی تعداد اٹھارہ ہوگئی۔ آپ نے پہلے شخص کو اس کے دعوے کے مطابق آدھے یعنی ۹/اونٹ دیدیئے دوسرے شخص کو اس کے دعوے کے مطابق تہائی یعنی ۶/اونٹ دیدیئے۔ تیسرے شخص کو اس کے دعوے کے مطابق نواں حصّہ یعنی دو۲/اونٹ دیدیئے۔ اس طرح سترہ اونٹ تقسیم ہوگئے اور ایک اونٹ بچ رہا۔ جو امیر المومنینؑ نے اپنی طرف سے ملایا تھا وہ واپس لے لیا۔

(۳) قضایائے امیر المومنینؑ میں جناب کلینیؒ اور شیخ مفیدؒ کی روایت درج ہے کہ دو شخص سفر میں ساتھ ساتھ تھے صبح کے وقت کھانا کھانے اکٹھا بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں دوسرے کے پاس تین روٹیاں۔ جب کھانا چن دیا گیا تو ایک تیسرا شخص ادھر سے گذرا۔ اس نے ان لوگوں کو سلام کیا۔ ان دونوں نے کہا آؤ تم بھی بیٹھ کر کھاؤ۔ وہ شخص بیٹھ گیا اور اس نے بھی ان دونوں کیساتھ کھایا اور سب نے مل کر آٹھوں روٹیاں ختم

کر دیں۔ پھر وہ تیسرا شخص (یعنی مہمان) اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے آٹھ درہم نکال کر ان دونوں کو دیئے اور کہا مَیں جو آپ کے کھانے میں شریک ہوا اس کے عوض میں یہ آٹھ ۸ر درہم قبول فرمایئے۔ اس پر وہ دونوں شخص باہم جھگڑنے لگے جس کی پانچ روٹیاں تھیں اس نے کہا میرے پانچ درہم ہوئے اور تمہارے تین درہم ہوئے اور تین روٹیوں والا کہتا تھا کہ نہیں برابر برابر دونوں میں تقسیم ہونے چاہئیں۔ تم بھی چار درہم لو اور مجھے بھی چار درہم دو۔ یہاں تک کہ وہ دونوں یہ جھگڑا حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں لیکر پہنچے۔ اور آپ سے سارا ماجرا عرض کیا۔ امیر المومنینؑ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ یہ شخص اپنی مرضی سے تین درہم دے رہا ہے اس کی روٹیاں تمہاری روٹیوں سے زیادہ بھی تھیں تم تین درہم لینے پر راضی ہو جاؤ۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم! مَیں راضی نہیں ہوسکتا میرا تو جتنا حق ہے اس پر راضی ہوں گا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اپنا حق پوچھتے ہو تو تمہارا حق تو بس ایک درہم ہوتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اس نے کہا آپ صاف صاف واضح فرمایئے کہ میرا حق کتنا ہوتا ہے۔ مَیں اسے بخوشی قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو تم دونوں ملکر آٹھ روٹیاں تھیں۔ ۸ر روٹیوں کے ۲۴ر ٹکڑے (فی روٹی ۳ کے حساب سے ہوئے) تم تین شخص تھے یہ پتہ نہیں کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ لہٰذا لامحالہ ماننا پڑے گا کہ تم تینوں نے برابر ہی کھایا۔ لہٰذا تم نے بھی بقدر حصّہ رسدی ۸ر ٹکڑے کھائے۔ تمہارے تین روٹیاں تھیں ان تین روٹیوں کے ۹ر ٹکڑے ہی ہوئے تھے جس میں تم آٹھ کھا گئے تھے اور تمہارے ساتھی نے ۸ر ٹکڑے کھائے جس کی پانچ روٹیاں تھیں جس کے پندرہ ۱۵ر ٹکڑے ہوئے تھے۔ اس نے پندرہ میں سے آٹھ کھائے۔ سات ٹکڑے اس کے بچ رہے۔ اس تیسرے شخص نے تمہارے حصّے سے فاضل ایک ٹکڑا کھایا اور تمہارے ساتھی کے حصّے سے فاضل سات ٹکڑے کھائے۔ اس نے آٹھ ۸ر درہم دئے اس ۸ر درہم میں سے اک درہم ایک ٹکڑے کے عوض ہوا۔ جو تمہارے حصّے سے فاضل تھا اور ۷ر درہم ان ٹکڑوں کے عوض ہوئے۔ جو اس کے حصّے سے فاضل تھے۔ اس شخص نے کہا اب میں راضی ہوں

(۴) ایک غلام نے اپنے آقا کی آقائی سے انکار کر دیا بلکہ خود آقا ہونے کا مدعی ہوا۔ دونوں نے کوفہ میں حضرت علیؑ کی عدالت میں اپنا مقدمہ دائر کیا۔ دونوں اپنے آقا ہونے اور دوسرے کے غلام ہونے کے مدعی تھے۔ دونوں اپنے دعوی کی سچائی پر قسم کھاتے اور ایک دوسرے کو جھٹلاتے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا آپس میں میل کر لو ورنہ کل میرے پاس آؤ صبح کو امیرالمومنین علیہ السلام نے کہا کہ دیوار میں دو سوراخ کر دو جب اس مقدمہ کی شہرت ہوئی تو لوگ فیصلہ سُننے کیلئے ٹوٹ پڑے وہ دونوں بھی آ گئے امیرالمومنینؑ نے حکم دیا اِن دونوں دیوار کے سوراخ میں اپنی اپنی گردنیں ڈالیں۔ اور قنبر سے فرمایا کہ رسولؐ خدا کی تلوار لاؤ اور غلام کی گردن اُڑا دو۔ غلام نے جب یہ آواز سُنی گھبرا کے سوراخ سے اپنی گردن کھینچ لی۔

(۵) ارشاد شیخ مفیدؒ میں مروی ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں دو عورتوں نے ایک بچّہ کے متعلق دعویٰ کیا۔ ہر ایک مدعی تھی کہ یہ بچّہ میرا ہے مگر ثبوت و شاہد کسی نے پیش نہیں کیا نہ تیسرے شخص نے کوئی دعویٰ کیا۔ حضرت عمر کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا فیصلہ کریں۔ آپ نے امیرالمومنینؑ سے مدد چاہی آپ نے دونوں عورتوں کو طلب کر کے وعظ و نصیحت فرمائی ڈرایا دھمکایا مگر دونوں اسی طرح جھگڑے پر تلی رہیں آپ نے جب دیکھا کہ یہ کسی طرح نہیں مانتیں تو آپ نے خنجر طلب کیا۔ دونوں نے پوچھا حضور خنجر سے کیا کیجیئے گا۔ آپ نے فرمایا بچّہ کو آدھا آدھا کاٹ کر دونوں کے حوالے کر دوں گا۔ ایک عورت تو خاموش رہی مگر دوسری سے چُپ رہا نہ گیا۔ اس نے کہا مَیں خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر ایسا کرنا ضروری ہی ہے تو مَیں اپنا حصہ اس عورت کو دیتی ہوں' آپ اسے کاٹئے نہیں بلکہ زندہ اس کے حوالے کر دیجئے۔ امیرالمومنینؑ نے باآواز بلند تکبیر کہی اور فرمایا یقیناً یہ تیرا لڑکا ہے۔ (قضاہائے امیرالمومنینؑ صفحہ ۵۵)

(٦) ایک مرتبہ ایک مقدمہ آیا دونوں کے یہاں ایک ہی دن میں ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی ولادت ہوئی۔ دونوں لڑکے کی مدعی تھیں اور لڑکی کو کوئی پوچھتا نہ تھا اور کوئی ثبوت نہ تھا۔ حضرت علیؑ نے حکم دیا دونوں عورتوں کا دودھ ایک برابر کی شیسی میں وزن کرایا۔ جس کا دودھ

وزنی تھا اسے لڑکا دیدیا اور جس کا دودھ ہلکا تھا اسے لڑکی حوالے کردی۔

ابنائے عدل وانصاف میں امیر المومنینؑ کا صرف یہ امتیاز تھا کہ مسلمانوں کے قانون وانصاف وعدل کے صرف ماہراعظم تھے بلکہ وہ اس عہد کے بین الاقوامی مصادر قانون کے بھی ماہراعظم تھے انہوں نے اس عہد کے معاشرے کے سامنے دعویٰ کیا۔اس عہد کے مسلم وغیر مسلم اقوام کے کانوں تک دعویٰ کی یہ آواز پہنچی کسی نے آپ کی صلاحیت سے انکار نہیں کیا۔فضائل ومناقب وتاریخ کی کتابوں میں آپ کا ذیل کا دعویٰ مذکور ہے۔

''اگر میرے لئیے مسند بچھادی جائے تو مَیں توراۃ والوں میں توراۃ سے اور انجیل والوں میں انجیل سے اور زبور والوں میں زبور سے اور فرقان والوں میں فرقان سے فیصلہ کرسکتا ہوں'' (مطالب السوٴل ابن طلحہ شافعی صفحہ ۲۶)

رسولِؐ خدا کے بعد اس زمانے سے آج تک علیؑ کا کوئی حریف پیدا نہیں ہوا۔قرآن کی شانِ نزول، ناسخ ومنسوخ وغیرہ پر حضرت علیؑ کی واقفیت واطلاع کا کسی سے مقابلہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔اصولِ فقہ میں جو علم وعدل وانصاف کی اساس ہے۔امیر المومنینؑ کا امتیاز معاصرین پر اس طرح تھا جیسے سورج کا امتیاز ٹمٹماتی ہوئی شمع پر۔حدیث کا بھی یہی حال تھا رسولِؐ خدا کے ۲۳رسالہ زمانۂ نبوت میں حلال وحرام واجب وسنّت ومکروہ کے تمام تدریجی مدارج حضرت علیؑ کی نگاہ کے سامنے طئے ہوئے۔

## (۷) علیؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جھٹلانے والے کو قتل کرڈالا

امالی شیخ صدوق علیہ الرحمہ اور کوکبِ درّی صفحہ ۳۲۱ میں طویل اسناد کیساتھ ابو عبداللہ امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک اعرابی نے پیغمبرؐ پر ایک ناقہ کی قیمت کی بابت ستّر درہم کا دعویٰ کیا۔! آنحضرتؐ نے فرمایا۔! اے اعرابی! کیا تو مجھ سے پوری قیمت نہیں لے چکا۔؟ وہ بولا نہیں۔آنحضرتؐ نے فرمایا۔! مَیں ناقہ کی قیمت تجھ کو دے چکا ہوں۔اعرابی نے کہا۔! ایک شخص کو منصف مقرر کیجئے۔جو مجھ میں اور آپ میں

حکم مقرر کرلے۔آنحضرتؐ نے اعرابی کی اتّفاق رائے سے حضرت ابوبکر کو حکم مقرر کیا۔ ابوبکر نے کہا۔! اے اعرابی۔! تیرا پیغمبرؐ پر کیا دعویٰ ہے۔اعرابی نے کہا کہ ناقہ کی قیمت کے ستّر درہم۔ پھر آنحضرتؐ سے پوچھا۔! یا رسولؐ اللہ۔! آپ نے اس کے ناقہ کے لینے کا اقرار تو کرلیا ہے اب اپنی بات کے ثبوت کیلئے کہ (ستّر درہم آپ نے دے دیئے ہیں) دو گواہ پیش کیجئے۔ یا ستّر درہم اس کے حوالے کیجئے۔اسی اثناء میں حضرت عمر ابن خطاب بھی آگئے۔آنحضرتؐ نے اعرابی کی اتفاق رائے سے عمر کو حکم (منصف) بنایا۔عمر نے بھی بعینیہ ابوبکر کی طرح فیصلہ کیا۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ غضب آلود ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرماتے تھے مَیں اس شخص کو چاہتا ہوں جو حکمِ خدا کے مطابق فیصلہ کرے

پس اعرابی کی اتفاق رائے سے امیر المومنین علیہ السلام کو حکم مقرر کیا گیا۔امیر المومنینؑ نے پوچھا۔! اے اعرابی۔! رسولِؐ خدا پر تیرا کیا دعویٰ ہے۔وہ بولا ناقہ کی قیمت کے ستّر درہم۔ پھر پیغمبرِؐ اکرم سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے رسولِؐ خدا آپ کیا فرماتے ہیں۔؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں ناقہ کی قیمت دے چکا ہوں۔ بعدازاں علیؑ نے اعرابی سے کہا کہ پیغمبرِؐ اکرم فرماتے ہیں کہ مَیں ناقہ کی قیمت دے چکا ہوں کیا وہ سچ کہتے ہیں۔؟ اعرابی بولا۔نہیں! امیر المومنینؑ نے تلوار میان سے نکال کر اعرابی کی گردن اُڑا ڈالی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔! اے بھائی۔! تم نے اعرابی کو کیوں قتل کیا۔؟

عرض کی اس لیئے کہ اُس نے رسولِؐ خدا کی تکذیب کی اور جھوٹا بتایا۔اور جو کوئی آپ کی تکذیب کرے اس کا قتل کرنا حلال ہے۔اور اس کو مار ڈالنا واجب ہے آنحضرتؐ نے فرمایا۔! مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے صدق اور راستی کے ساتھ پیغمبرؐ بنا کر بھیجا ہے۔کہ اے بھائی۔! تم نے اعرابی کے قتل کرنے کے باب میں حکمِ خدا کی خلاف ورزی نہیں کی۔یعنے جو کچھ خدا کی رضا مندی تھی تجھسے ظہور میں آئی۔

(اِس حدیث اور واقعہ کی بنیاد پر آیۃ اللہ خمینی نے سلمان رشدی ملعون کے قتل کا فتویٰ دیا۔)

☆ فرائد السمطین اہلسنّت کے عالم ابراہیم بن محمد جوینی نے تریسٹھواں

باب میں روایت امام علیؑ ابنِ موسیٰ رضاؑ سے انہوں نے اپنے آباء سے انہوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر کے پاس لایا گیا' لانے والوں نے کہا ہم نے اس شخص سے پوچھا ہے کہ تمہاری صبح کیسی ہوئی تو اس شخص نے کہا میری صبح ایسی حالت میں ہوئی ہے کہ مَیں فتنہ سے محبت کرتا ہوں' حق کو ناپسند کرتا ہوں اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہوں اور اس پر ایمان رکھتا ہوں جسکو مَیں نے نہیں دیکھا۔اور جو چیز ابھی پیدا نہیں ہوئی اس کا اقرار کرتا ہوں۔مسئلہ کافی اُلجھا ہوا تھا تو حضرت عمر نے حضرت علیؑ کو بُلایا۔آپ تشریف لائے۔تو آپ نے سُن کر یہ فرمایا یہ شخص سچ کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَاعلَمُوا أنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ '' (انفال) ''کہ بے شک تمہارے اموال واولاد فتنہ ہیں۔اور یہ شخص جو حق کو ناپسند کرتا ہے اس سے مراد موت ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَجَاءَ تْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ '' (ق) ''موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ آئی۔اور جو یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ '' (البقرہ) ''اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی رستے نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کسی راہ پر نہیں۔اور یہ اس پر ایمان رکھتا ہے کہ جسے اس نے دیکھا نہیں۔اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور جو چیز ابھی پیدا نہیں ہوئی اس کا اقرار کرتا ہے۔اس سے مراد قیامت ہے۔

تو حضرت عمر نے کہا ''لو لا عَلِيٌّ لَهلک عُمَر '' اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا (یہ ایک موقع نہیں بارہا انہوں نے کہا علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا) (نور الثقلین' ترجمہ فرائد السمطین' ص:۱۹۶)

سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت عمر کو کہتے سُنا ''اللّٰم لا تبقی لِمعضِلة لَیسَ ابن ابیطالب صیا '' اے اللہ مجھے ایسی مشکل کیلئے باقی نہ رکھ جسکے لئیے علیؑ زندہ نہ ہوں۔ انہیں سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا۔ ''اعوذ باللّٰہ مِن معضلة لیس لها ابوالحَسن '' مَیں ایسی مشکل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جسکے حل کیلئے ابوالحسنؑ نہ ہوں (فرائد السمطین۔ص:۲۰۰)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۱۶ مولائے کائنات کے معجزات

## علیؑ کا نام اسمِ اعظم ہے (علیؑ کے نام کی تاثیر)

حافظ رجب برسی نے کتاب مشارق انوار الیقین میں عیون اخبار الرضا سے ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ امیر المومنینؑ کہیں جارہے تھے کہ راستے میں ایک وادی آئی جو سیلاب کے پانی سے بھری پڑی تھی اس یہودی نے پانی پر اپنی چادر بچھائی اور اس پر سوار ہوا جیسے کشتی چلتی ہے۔ اس طرح وہ چادر پانی پر تیرتی ہوئی یہودی کو دوسرے کنارے تک لے گئی۔جبکہ مولاؑ وہیں اپنی جگہ کھڑے اُسے پانی کی وادی عبور کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔

جب یہودی دوسری طرف پہنچ گیا تو اس نے مولاؑ کو ان الفاظ میں آواز دی۔اےئ شخص اگر تو بھی وہ جانتا ہوتا۔! جو مَیں جانتا ہوں تو میری طرح تو بھی اس آبی وادی کو عبور کرلیتا۔ یہ سُن کر امیر المومنینؑ نے اُسے بلند آواز سے کہا۔! ٹھہرا رہ اپنی جگہ پر چلا نہ جانا یہاں سے'' اور پھر مولاؑ نے پانی کی طرف اشارہ کیا تو وہ جم گیا اور مولاؑ اس پر چلتے ہوئے یہودی کے پاس دوسرے سرے پر آ گئے۔

یہ حیرت ناک منظر دیکھکر یہودی بیساختہ مولاؑ کے قدموں پر گر پڑا اور بولا! اےئ جواں مرد تو نے کیا کیا کہ پانی پتھر میں تبدیل ہوگیا۔مولاؑ نے فرمایا۔! پہلے تو بتلا تو نے کیا پڑھا تھا کہ پانی عبور کر گیا۔! یہودی بولا۔!مَیں نے اللہ کو اسکے اسمِ اعظم سے پُکارا تھا۔ مولاؑ نے فرمایا۔''وہ اسمِ اعظم کیا ہے۔؟'' یہودی بولا مَیں نے محمدؐ کے وصی کے نام کا واسطہ دیکر اللہ سے درخواست کی تھی کہ مَیں عبور کر جاؤں مولاؑ نے فرمایا۔!مَیں محمدؐ کا وصی ہوں۔'' یہودی نے کہا آپ نے حق فرمایا ہے پھر مسلمان ہوگیا۔

(اخبار عیون الرضا' مشارق انوار الیقین ص ۲۲۱)

# علیؑ اور نصیری کا واقعہ (اُسے قتل کرنا اور زندہ کرنا)

کفایت المومنین اور نوحات القدس نیز کوکبِ درّی باب ششم ص ۳۹۷ علی حجازی سے مروی ہے کہ جب علیؑ ابنِ ابیطالبؑ، عمّارِ یاسر اور نصیر اور دیگر اصحاب کے ہمراہ بغداد سے واپس ہوکر حلّہ کی طرف متوجّہ ہوئے۔ اور فرات کے کنارے پر پہنچے۔ نصیر کے دل میں خیال گذرا کہ ہم فرات کو کس راہ سے عبور کریں۔ اور کون سے گھاٹ کی طرف متوجہ ہوں۔ شاہِؑ ولایت نورِ فراست سے اس کے دلی خیال پر آگاہ ہوگئے۔ اور فرمایا کہ اے نصیر۔! فرات کے کنارے پر جا کر بلند آواز سے کہہ کہ اے جمجمہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ دریافت کرتا ہے کہ ہم کس گھاٹ کی طرف جائیں اور فرات کو کہاں سے عبور کریں۔؟ جب نصیر نے دریا کے کنارے پر جا کر آواز دی اور جمجمہ کو پُکارا تو سات ہزار جمجمہ نام شخصوں نے جواب دیا کہ فرات میں جمجمہ نام اشخاص بہت ہیں شاہِؑ دُلدل سوار کس جمجمہ کو چاہتے ہیں۔ نصیر نے شاہِؑ وِلایت سے عرض کی فرمایا۔! جمجمہ ابنِ کُرکُرہ کو چاہتا ہوں۔ نصیر نے پھر آواز دی۔ حضرتؑ جمجمہ بن کرکرہ کو طلب کرتے ہیں۔ فرات سے آواز آئی کہ کُرکُرہ بھی بیحد بیشمار ہیں۔ جمجمہ بن کُرکُرہ جناب کو مطلوب ہے۔ نصیر نے جو سُنا تھا عرض کیا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ کُرکُرہ بن مرمرہ کو چاہتا ہوں۔ جب نصیر نے جمجمہ بن کُرکُرہ بن مرمرہ کو پُکارا تو ایک شخص نے لبّیک کہا۔ اور بولا۔ اے غلام بیان کر کہ امیر المومنینؑ کیا حُکم دیتے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں۔ فرات کا گذر گاہ کہاں سے ہے۔ اور خلقِ خدا کے عبور کرنے کا مقام کونسا ہے۔ بولا۔ اے لڑکے کیا تیری عقل جاتی رہی، اور دیوانہ ہوگیا ہے۔ بھلا جو شخص میرا اور میرے باپ دادا کا نام جانتا ہے اُسے اتنی خبر نہیں کہ فرات کا گھاٹ کہاں ہے۔ تو کس لیئے اس کے حالات سے غافل ہے۔ اور اپنی نادانی سے خوارج کی طرح جاہل ہے۔ اے نصیر! تجھ کو معلوم رہے کہ مَیں ایک ہزار سات سو برس سے اس دریا میں رہتا ہوں اور پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ نصیر نے جب یہ باتیں سُنیں تو نہایت بے کل اور بیقرار

ہوا۔اور حاضرِ خدمت ہوکر عرض کی۔کہ جُمجُمہ کے زندہ ہونے کی دُعا فرمایئے وصیِ رحمتُ اللعٰلمینؐ کی ابھی دُعا ختم نہ ہوئی کہ جُمجُمہ زندہ ہوکر دریا سے نکلا۔اور آکر حضرتؑ کی رکاب کو بوسہ دیا۔جب نصؔیر نے یہ عجیب وغریب واقعہ مشاہدہ کیا تو بولا یا علیؑ آپ خدا ہے۔اور رہنما ہے اور کریم ورحیم تو ہی ہے اور جبّار وستّار تو ہی ہے۔

امیر المومنینؑ نے جب اُسکی زبانِ سے یہ کلمات سُنے تو ذوالفقار سے اس کا سرتن سے اُڑادیا۔اور پھر دُعا فرما کر زندہ کیا۔راویؔ کا بیان ہے کہ امیر المومنینؑ نے ستّر دودفعہ نصیر کو قتل کیا۔اور پھر زندہ کیا۔امیر المومنینؑ کے خطبہ الّسان میں مذکور ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔"یعنی مَیں ہوں وہ شخص جو دوبار قتل کرتا ہوں اور دوبارہ زندہ کرتا ہوں۔

# علیؑ کا مُردوں کو زندہ کرنا

اُمِ فرؔوا انصاریہ، سامؔ بن نوحؑ وادیٔ برہوت اِس طرح کے کئی واقعات تواریخ میں مُردوں کو زندہ کرنے کے اور مرنے والے کی حیات میں اضافہ کرنا یہ اہلبیتؑ علیہم السلام کے عام معجزات میں سے ہیں۔حضرت نبیٔ اکرمؐ کے واقعات میں اور جنابِ سیدہؐ صلواۃ اللہ علیہا کے یہودیوں کی شادی کی تقریب میں مرنے والوں کو زندہ کرنا اور ہر ایک امام کا اپنے دَور میں مرنے والوں کو زندہ کرنے کے واقعات کی روایتیں تاریخ میں موجود ہیں اور علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے تو ہزار ہا ایسے واقعات تواریخ میں مِلتے ہیں۔مُردے کو زندہ کرنا، پتھروں کو اور کنکریوں کو اور درندوں کو قوّتِ گویائی دینا یہاں تک کہ لوگوں نے اِن اعجازات سے متاثر ہوکر دعوٰائے سلونی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کئی بار آزمائشیں بھی کیں۔مرنے والے کو لاکر زندہ کرنے کی خواہش، کبھی کوئی زندہ کو لاکر نمازِ جنازہ پڑھانے کی خواہش کی جب آپ نے تین بار اُن سے اِجازت لے کر کہدیا کہ کیا مَیں اِس کی نمازِ جنازہ پڑھاؤں جو زندہ تھا وہ مرگیا۔(اور وہ راز فاش ہوگیا)

اِسی طرح کی ایک روایت عیسیٰ خلفان سے ہے کہ مَیں نے امام جعفرِ صادقؑ سے سُنا کہ آپ نے اِرشاد فرمایا بنی مخزوم کے ساتھ امیرالمومنینؑ کی رشتہ داری تھی، ایک مرتبہ ایک جوان آیا اُس نے آپ سے کہا۔! ماموں جان۔! میرا بھائی مرگیا ہے اور مَیں اُس کے غم میں نڈھال ہوں۔آپ نے فرمایا۔! کیا تو اپنے بھائی کو دیکھنا چاہتا ہے۔؟ اُس نے کہا جی ہاں۔! حضرت علیؑ نے فرمایا۔! تم مجھے اُس کی قبر پر لے چلو۔آپؑ رسولِ خداؐ کی چادر اوڑھ کر اُس کے ساتھ آئے جب آپ اُس قبر پر پہنچے تو آپ نے زیرِ لب کچھ کلمات اِرشاد فرمائے پھر آپ نے اُس کی قبر پر ٹھوکر ماری تو وہ شخص قبر سے برآمد ہُوا اور ''وَ میکا وَ میکا'' کہتا ہُوا باہر آیا۔ آپ نے فرمایا۔! تو عربی تھا یہ کونسی زبان بول رہا ہے۔؟ اُس نے کہا جی ہاں لیکن مَیں فلاں کی سُنّت پر مرا اِسی لئے میری زبان بدل گئی۔

(اصولِ کافی، ج:۱، ص:۴۵۶، ثباۃ الھداۃ، ج:۲،ص:۲۰۵، بصائر الدرجات،ص:۲۷۳، مناقب ابن شہر آشوب، ج:۲،ص:۳۴۰، بحار،ج:۲۷،ص:۳۰، ثاقب المناقب،ص:۲۲۸، ارشاد القلوب، ویلمی، ج:۲،ص:۲۸۴)

## علیؑ کا معجزہ حکیم یونانی کا رسولِ خداؐ کے معالجہ سے کیئے آنا

تہذیب المتین فی تاریخ امیرالمومنین ص ۳۴۷ احتجاجِ طبرسی کی روایت منقول ہے امام حَسن عسکری علیہ السلام سے کہ امیرالمومنینؑ ایک روز بیٹھے تھے کہ ایک مرد یونانی کہ مدعی طب وحکمت تھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا مجھے آپ سے رسولِ خداؐ کا حال معلوم ہوا مَیں علاج کے لیئے آیا تھا مگر یہ معلوم ہوا کہ انکا انتقال ہوچُکا ہے۔سُنا ہے کہ آپ اِن کے چچازاد بھائی اور داماد ہو۔مَیں آپ کا رنگ زرد پاتا ہوں اور آپ کی پنڈلیاں پتلی اور باریک ہیں۔اِس قابل نہیں کہ آپ کے جسم کے بوجھ کو اچھی طرح اُٹھا سکیں اس زردی رنگ کی تو میرے پاس دوا ہے لیکن پنڈلی کو موٹا کرنے کا علاج میرے سمجھ میں نہیں آتا۔امیرالمومنینؑ نے اسی سے دریافت کیا کہ آیا کوئی ایسی دوا بھی

ہے تیرے پاس جو بجائے نفع کے ضرر کرے۔؟اس نے ایک دوا بتلا کر کہا کہ یہ وہ دوا ہے اگر وہ آدمی جس کا رنگ زرد ہوا سکو کھائے تو اسی وقت ہلاک ہو جائے۔

حضرتؑ نے اس مضر دوا کو اُٹھا لیا اور فرمایا اسکی مقدار خوراک کیا ہے۔؟اس نے کہا کہ دو مشقال اسکا سم قاتل ہے اور ایک حبّہ بھی انسان کے مارنے کیلئے کافی ہے۔ حضرتؑ نے اس کو اُٹھا کر مُنہ میں رکھ لیا اور چبا کر نگل گئے۔ یہ دیکھکر یونانی حکیم کانپ گیا کہ اب پسرِ ابوطالبؑ کے خون میں پکڑا جاتا ہوں۔لوگ یہی کہیں گے کہ تو نے انہیں قتل کیا۔ یہ کوئی نہیں کہے گا کہ انہوں نے آپ اپنے تئیں مارا ہے۔ حضرتؑ یونانی کا اضطراب دیکھکر متبسّم ہوئے اور فرمایا۔! اے بندۂ خدا! مَیں اب پہلے سے زیادہ تندرست ہوں۔ پھر فرمایا کہ تو اپنی آنکھوں کو بند کر لے۔ پھر فرمایا۔! کھول لے تو دیکھا کہ لب گلاب کے پھول کی مانند ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا میری یہ دونوں ساقین (پنڈلیاں) جسکو تو کمزور بتلاتا ہے۔طبِّ خدا تیرے طلب کے خلاف ہے یہ کہکر ستونِ کلاں پر جسکے اوپر وہ چھت تھی جسکے نیچے بیٹھے تھے اور اس کے اوپر ایک حجرہ اور حجرہ کے اوپر ایک اور حجرہ تھا ہاتھ مارا اسکو حرکت دی اور اسکو بزورِ یدُ اللّٰہی اُٹھا لیا کہ اسکے ساتھ ہی دیواریں اور چھت اور دو منزلہ مکان تمام اُٹھ کھڑے ہوئے یونانی کو یہ دیکھکر غش آ گیا۔ جب ہوش آیا تو بولا قسم بخدا کہ مَیں نے آجتک ایسی عجیب طاقت نہیں دیکھی۔

# علیؑ کے ہاتھ پر کنکریوں کا کلمہ پڑھنا

امالی شیخ طوسی ص ۳۴۷ پر حضرت سلمانؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا! مَیں رسولِ خداؐ کی خدمتِ اقدس میں موجود تھا کہ حضرت علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔نبیِ اکرمؐ نے آپ کو چند کنکریاں عطا فرمائیں اُن میں سے کوئی کنکری ایسی نہیں تھی جو علیؑ کے ہاتھ پر آئی ہو مگر یہ کہ بولی نہ ہو اور یہ کلمہ نہ پڑھا ہو۔"لا اله الاّ اللّٰه محمّد الرّسول اللّٰه رضيت باللّٰه ربًا و محمّد نبيًا بعلى

ابن ابی طالب ولیًا۔‘‘اس کے بعد نبیِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا! جو شخص تم میں سے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور میرے نبیؐ ہونے پر اور علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے ولی ہونے پر راضی ہوگا خدا اُسکو اپنے خوف اور عذاب سے امان میں رکھے گا۔

## علی علیہ السلام نے گُرز کو حملہ آور کے گلے کا ہار بنا دیا

محترم سید محمد صالح کشفی ترمذی سُنّی حنفی نے اپنی کتاب کوکبِ دری کے بابِ نہم ص ۴۹۵ پر تحریر کیا ہے کہ ایک روز جناب امیر المومنینؑ جنگل میں تشریف لے گئے تھے۔ خالد بن ولید ایک لشکر لیئے جا رہا تھا۔ جب علیؑ کو دیکھا تو ایک گرزِ آھنی جو اس کے ہاتھ میں تھا اُٹھا کر سر پر مارنا چاہا۔ امیر المومنینؑ چوکے اور ہاتھ بڑھا کر گرز اس سے چھین لیا اور اس کو موڑ کر قلاوہ یعنی گردن بند کی طرح اس کی گردن میں ڈال دیا۔ سب لوگ پریشان ہو گئے لاکھ تدبیریں کیں اور لوہاروں کو جمع کیا کہ اس کے نکالنے کی تدبیر کریں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک اس لوہے کو آگ میں نہ ڈالیں نکال نہیں سکتے۔ اور جب آگ میں ڈالیں گے تو یہ ہلاک ہو جائے گا۔ اس کا علاج وہی شخص کر سکتا ہے جس نے اس کو تیری گردن کی ہنسلی بنایا ہے۔ آخر مجبور ہو کر خالد نے چند اصحاب مستطاب کو واسطہ بنایا کہ امیر المومنینؑ سے سفارش کریں۔ اصحاب خالد کو امیر المومنینؑ کے پاس لے گئے' اور سیدِ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کی رُوحِ پُر فتوح کی قسم دی کہ خالد پر رحم فرمایئے۔ اور بہت تضرع وزاری اور منت وسماجت کی پس امیر المومنینؑ نے اپنی دو ولایت نما انگلیوں سے خالد کو بلائے بے درماں سے نجات دی۔

## علیؑ کا ایک معجزہ اور قنبر کی حیرانی

کوکبِ دری صفحہ ۳۹۶ جب امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام نہروان سے فتح پا کر واپس آئے راستے میں دوراہہ آیا۔ ایک راستہ کہ نہرِ عیسیٰ کو جاتا تھا اور ایک

دوسری نہر کو۔ایک راستہ میں تو پانی تھا اور دوسرا راستہ پانی سے خالی تھا۔حضرتؑ اپنے لشکر کو لے کر بن پانی والی راہ سے روانہ ہوئے۔اور نہایت تیزی سے اس دشتِ بے آب کو طے کیا۔چونکہ ہوا نہایت گرم تھی۔اہلِ لشکر پر پیاس نے غلبہ کیا اور کثرتِ حرارت سے ان کے منہ اور لب خشک ہو گئے۔بعض منافقوں نے طعن و ملالت شروع کی۔مومن ان کی باتوں سے آزردۂ خاطر ہوئے۔اور حضرتؑ کی خدمت میں ان کی سخت کلامی کا ذکر کیا اور بے آبی سے شعلۂ آتش کی طرح فریاد کی۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔! سب اہلِ لشکر حاضر ہوں اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیں۔حضرتؑ کے خیمے کے آگے ایک پشتہ تھا۔آپ کے حُکم سے قنبر نے اُس کو کھودا۔ نیچے سے ایک بھاری پتھر نکلا۔حضرتؑ نے بہ نفسِ نفیس اس پتھر کو اُٹھا کر دور پھینکا ایک زینہ ظاہر ہوا۔قنبر سے فرمایا۔اندر جاؤ۔اور ہر طرف دیکھ بھال کر کے ساری کیفیت بیان کرو۔ قنبر حسب الارشاد اندر گئے۔اور واپس آکر عرض کی کہ جب مَیں پینتیس ۳۵/زینے نیچے اُترا تو پتھر کا ایک دروازہ نظر آیا۔جس پر قفل لگا ہوا ہے۔معلوم نہیں اس کی کنجی کہاں ہے اور ویسے اس دروازے کا کھولنا مشکل نہیں بلکہ محال معلوم ہوتا ہے۔حضرتؑ نے اپنے عمامے میں سے ایک کنجی نکال کر قنبر کے حوالے کی۔اور فرمایا۔! دروازے کی طرف جاؤ اور پانی کا ایک پیالہ لاؤ۔جب دروازہ کھولا تو پانی کا ایک حوض دیکھا اور اُس کے کنارے پر ساقیِ کوثر علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کو پایا۔یہ دیکھکر اس کو حیرت پر حیرت ہوئی امیرالمومنینؑ نے پانی سے بھر کر ایک پیالہ اس کو دیا۔اور فرمایا۔! اے قنبر۔! پانی لے جاؤ اور پیاسوں کی حاجت روائی کرو۔قنبر پانی کا پیالہ لے کر باہر آیا۔امیرالمومنینؑ کو اپنی جگہ کھڑا دیکھا۔ چاہا کے کچھ زبان سے کہے۔اور راز کو فاش کریں جنابِ امیرؑ نے فرمایا۔! کہا تو نے دشتِ اژرر کا قِصّہ نہیں سُنا۔جو یہاں تعجب کرتا ہے۔پھر حضرتؑ اِس پانی کے پیالے سے تمام اہلِ لشکر کے سارے حیوانات کو سیراب فرمایا اور پھر وہ پیالہ اسی طرح پانی سے بھرا ہوا تھا۔

# علیؑ کا وعدۂ رسولؐ کے تحت ابوالصمصام عبسی کو اسّی اونٹنیاں دینا

معجزاتِ آلِ محمدؐ (مدینۃ المعاجز) کا ترجمہ میں آیت اللہ ہاشم البحرانی قدس سرہ ثاقب المناقب سے ابن عباس کی روایت نقل کی ہے کہ ابوالصمصام عبسی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا۔ جب اعرابی نے رسولؐ اللہ سے کچھ آیتیں سنی تو اُس نے کہا: آپ ہاتھ بڑھائیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

پھر اُس نے کہا ! اگر میں اپنے خاندان اور اپنی قوم کو مسلمان کر دوں تو آپ مجھے کیا انعام دیں گے۔؟

رسولِؐ خدا نے فرمایا ! میں تجھے اسّی اونٹنیاں دوں گا جن کی پشت سُرخ پیٹ سفید، آنکھیں سیاہ اور ان پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہوں گی

اعرابی نے کہا ! بہتر ہے آپ اس معاہدہ کو تحریری شکل دے دیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: ابوالحسنؑ ! تم یہ تحریر لکھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بذریعہ تحریر ہذا ابوالصمصام عبسی سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر اس نے تبلیغ کے ذریعے سے اپنے خاندان اور قوم کو مسلمان بنادیا تو پھر میں اسے اسّی اونٹنیاں دوں گا جن کی پشت سُرخ۔ شکم سفید اور آنکھیں سیاہ ہوگی اور ان پر یمن کی پالان اور حجاز کی مہار ہوگی۔

یہ تحریر لے کر ابوصمصام اپنے وطن چلا گیا اور وہاں اس نے اپنی قوم کو تبلیغ کی اور کچھ عرصہ بعد اس قوم نے اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد ابوصمصام اپنا انعام حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ آیا۔ اور جب وہ مدینہ پہنچا تو اس وقت رسولؐ اکرم کی وفات ہو چکی تھی۔ جب اس نے آپؐ کی وفات کے بارے میں سُنا تو

اُسے شدید صدمہ ہوا۔ پھر اس نے پوچھا کہ رسولؐ خدا نے اپنا جانشین کسے مقرر کیا تھا۔

لوگوں نے بتایا کہ آنحضرتؐ نے کسی کو بھی اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا البتہ لوگوں نے ان کے بعد حضرت ابوبکر کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

ابوصمصام عبسی مسجد میں آیا اور اس نے حضرت ابوبکر سے کہا:

خلیفہ رسول! رسولِؐ خدا نے مجھ سے اسّی (۸۰) اونٹنیوں کا وعدہ کیا تھا جن کی پُشت سُرخ' شکم سفید اور آنکھیں سیاہ ہونگی ان پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہونگی

حضرت ابوبکر نے کہا: بھائی عرب! تو نے مافوق العقل مطالبہ کیا ہے۔ رسولِؐ خدا کوئی سونا' چاندی چھوڑ کر نہیں گئے۔ آپ نے ذلول نامی ایک خچر اور فاضلہ نامی ایک زرہ چھوڑی تھی اور وہ دونوں چیزیں بھی علیؑ کے پاس ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے فدک چھوڑا تھا اور اس پر ہمارا حق بنتا ہے اسی لیئے ہم نے اس پر قبضہ کرلیا کیونکہ انبیاء کی وراثت ہی نہیں ہوتی۔

یہ سُن کر سلمان فارسی نے کہا:

کردی و نکردی و حق امیر ببردی باز گزار ابن کار بکسی که حق اوست

ترجمہ: ''تم نے کیا اور کچھ نہ کیا اور تم نے حضرت امیرؑ کے حق پر قبضہ کیا۔ یہ معاملات اس کے سپرد کرد و جوان کا اہل ہے۔''

پھر سلمان'' نے ابوصمصام عبسی کے ہاتھ کو پکڑ کر اور اسے حضرت علی علیہ السلام کے دروازے پر لے آئے' اس وقت آپ نماز کے لیئے وضو کر رہے تھے۔ سلمان نے دروازے پر دستک دی تو آپ نے فرمایا: سلمانؓ! ابوصمصام کو لے کر اندر آجاؤ۔ ابواصمصام نے بڑے تعجب سے کہا: ربِّ کعبہ کی قسم! یہ بڑی عجیب بات ہے جس نے بن دیکھے مجھے پہچان لیا ہے

حضرت سلمان نے کہا یہ وہ ہے جس کے متعلق رسولِؐ خدا نے فرمایا:۔

" انا مدينة العلم و علی بابها فمن اراد العلم فليات الباب "
''میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔جسے علم کی ضرورت ہو دروازے سے آئے''
اور کئی حدیثیں اور کئی آیتیں شانِ مرتبت میں سُنائیں

پھر حضرت سلمانؓ نے ابوصمصام سے فرمایا کہ اندر چلو اور حضرت کو سلام کرو ابوصمصام اندر آیا اور حضرتؑ پر سلام کرنے کے بعد کہا:

رسولِ خداؐ نے مجھ سے اسّی اونٹنیوں کا وعدہ کیا تھا،جن کی پُشت سُرخ، پیٹ سفید، آنکھیں سیاہ اور جن پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہوں گی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے پاس رسولِ خداؐ کی تحریر ہے؟ اس نے کہا! جی ہاں۔پھر اس نے آنحضرتؐ کا لکھا ہوا وثیقہ پیش کیا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے سلمان سے فرمایا کہ سلمان! تم شہرِ مدینہ میں جاؤ اور اس شہر کے ہر کوچے اور ہر گلی میں جا کر اعلان کرو کہ جس نے بھی رسولِ خداؐ کے وعدہ کی تکمیل کو دیکھنا ہو تو کل شہر سے باہر آجائے۔

یہ اعلان سُن کر منافق ایکدوسرے سے کہنے لگے: بھلا علیؑ رسولِ خداؐ کے وعدہ کو کیسے پورا کرے گا۔جب کہ اس کے پاس تو دولت کا نام ونشان نہیں ہے بے چارہ شرمندہ ہوگا۔

دوسرا دن ہوا حضرت علیؑ اپنے فرزندوں اور اپنے چاہنے والوں کو لے کر شہر سے باہر آئے اور پورے شہر کے لوگ یہ منظر دیکھنے کے لیئے جوق در جوق اکھٹے ہوگئے۔آپؑ نے راستہ میں اپنے فرزند حسنِؑ مجتبےٰ کے کانوں میں کچھ بات کہی اور اس کے بعد آپ نے ابوصمصام سے فرمایا: تم میرے فرزند حسنؑ مجتبیٰ کے ساتھ ریت کے ٹیلے پر جاؤ۔

ابوصمصام، اِمام حسنِ علیہ السلام کے ساتھ ٹیلے پر گیا۔وہاں جا کر امام حسن علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا کی۔اور آپ نے زمین سے کچھ کلمات کہے جو حاضرین کی سمجھ سے بالا

تھے۔ پھر آپ نے زمین پر رسولِؐ خدا کا عصا مارا۔ آپؑ نے جیسے ہی عصا مارا تو ریت ہٹ گئی اور ایک چکنی چٹان نمودار ہوئی۔ جس پر نور کی یہ سطریں لکھی ہوئی تھیں

**بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم**

**"لا الٰہ الاّ اللہ محمد الرسول اللہ علیؑ ولی اللہ"**

پھر آپ نے اُس چٹان پر عصاء مارا۔ چٹان سے ناقے کی مہار ظاہر ہوئی آپ نے ابوالصمصام سے فرمایا یہ مہار پکڑو اور چلتے جاؤ۔ ابوالصمصام چلتا رہا اور اُس کے پیچھے اونٹنیاں برآمد ہوتی گئیں یہاں تک کہ پوری اسّی اونٹنیاں برآمد ہوگئیں۔ (معجزاتِ آلِ محمدؐ "مدینۃ المعاجز")

# علیؑ کا پتّھر کے نیچے سے چشمہ کا برآمد کرنا

روایت میں ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ جنگِ صفین سے واپس جاتے ہوئے ایک صحرا سے گذرے۔ شدّتِ گرمی کی وجہ سے آپ کا لشکر بے اِنتہا پیاسا تھا۔ آپ سے پانی کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے صحرا میں نظر دوڑائی ایک بہت بڑا پتّھر نظر آیا آپ اُس پتّھر کے پاس گئے اُس کو حکم دیا کہ "بتا کہ پانی کہاں ہے" اُس نے بقدرتِ خدا جواب دیا کہ "میرے نیچے" آپ نے لشکر کو حُکم دیا کہ اِس پتّھر کو ہٹاؤ لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ آپ نے اُس پتّھر کو ہٹایا پانی کا چشمہ برآمد ہوا پورا لشکر سیراب ہوا۔ دوبارہ آپ نے پتّھر کو اُسی مقام پر نصب فرمادیا۔

# علیؑ کا نابینا حبشی خاتون کو بینائی عطا کرنا

عبداللہ بن یونس کا بیان ہے کہ مَیں ایک سال حجِ بیتُ اللہ کے لئے روانہ ہوا راستہ میں ایک نابینا حبشی خاتون کو دیکھا کہ وہ ہاتھوں کو اُٹھائے اس طرح دُعا کررہی تھی اے اللہ! مجھے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے صدقے میں بینا بنادے۔ یہ دیکھکر مَیں اُس کے قریب گیا اور اُس سے پوچھا۔! کیا واقعی تو علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے بہت محبت رکھتی ہے۔؟

اُس نے کہا بیشک، مَیں اُن پر صد ہزار جان سے قربان ہوں۔ یہ سُن کر مَیں نے اُس کو کافی دام و درہم دیئے جسکو اُس نے یہ کہکر لینے سے اِنکار کر دیا کہ مجھے دینار و درہم نہیں ''آنکھیں چاہیئے''۔ پھر مَیں وہاں سے مکّہ روانہ ہوا اور حج سے فراغت پا کر اُسی راستے سے واپس آیا۔تو حبشی خاتون سے ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ اُس کی آنکھیں روشن ہو چکی ہیں۔مَیں نے اُس سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔؟ اُس نے بتایا کہ مَیں بدستور دُعا کرتی تھی ایک دِن حسبِ معمول دُعا میں مشغول تھی ناگاہ ایک مقدّس ترین عالم بزرگ ظاہر ہوئے اور اُنہوں نے مجھ سے پوچھا کیا واقعی تو علیؑ کو دوست رکھتی ہے۔؟ مَیں نے کہا کہ ہاں۔! ایسا ہی ہے۔ یہ سُن کر اُنہوں نے کہا۔! خدایا۔! اگر یہ عورت دعوائے محبت میں سچّی ہے تو اِسے بینائی عطا فرما دے۔ اِن الفاظ کا زبان پر جاری ہونا تھا کہ میری آنکھیں چشمِ بینا میں تبدیل ہو گئیں ۔ اور مَیں اُن کے قدموں پر گر پڑی۔ پوچھا۔! آپ کون ہیں تو فرمایا۔! وہی جس کے واسطے سے دُعا کر رہی تھی۔ (امیر المومنینؑ کا قرآن میں ذکر:۱۸)

## علیؑ کے معجزے سے ایک قوم اور قبیلے کا اسلام لانا

عبداللہ ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ ایک دن نمازِ صبح کے بعد حضرت رسولِ خداؐ مسجد میں ابوذرؓ، سلمانؓ و مقدادؓ اور دوسرے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ناگاہ مسجد کے باہر ایک شور اُٹھا۔ شور سُن کر لوگ مسجد سے باہر گئے تو دیکھا کہ چالس گھوڑ سوار کھڑے ہیں اور اُن کے آگے خوبصورت نوجوان ہے۔

حذیفہؓ نے رسولِ اکرمؐ کو حالات س آگاہ کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ کو بُلاؤ۔ حذیفہؓ علیؑ کو بُلانے گئے تو جنابِ امیر المومنینؑ رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے اِن کا تعارف کروایا۔ حضرت علیؑ نے اُس مردِ خوبرو سے کہا۔! اے حجّاج بن خلج ابن ابی العصف بن سعید بن ممتنع بن علاق بن وہب بن صحب، بتا تیری کیا حاجت ہے۔؟ اُس نے جب اپنا نام اور حسب سُنا تو حیران رہ گیا

اور کہا کہ حضور میرے بھائی کو شکار کا بہت شوق ہے اُس نے ایک دن شکار کھیلتے ہوئے ایک جانور کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور اُس پر تیر چلا دیا۔ اُس کے فوراً بعد اُس کا نصف حصّہٴ بدن شل ہو گیا۔ بہت علاج کرایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

آپ نے فرمایا اِسے میرے سامنے لاؤ۔ وہ شتر پر لایا گیا۔ حضرت نے اُسے حکم دیا اُٹھ بیٹھو۔ چنانچہ وہ فوراً تندرستی کے ساتھ اُٹھ بیٹھا یہ دیکھ کر اُس کے قبیلے اور قریہ کے ستّر ہزار نفوس مسلمان ہو گئے۔ (ریحانۃ المودت' القطرہ من البحار:۱۳۲)

# علیؑ کے قدموں کی خاک سے سامری کا معجزہ

جب موسیٰ علیہ السلام تین دن کے لئے کوہِ طور پر گئے وہاں اُنکو مزید ۱۰ دن ٹھہرنا پڑا جب آپ کے آنے میں تاخیر ہوئی۔ قومِ سامری نے بچھڑے کی پرستش شروع کردی۔ موسیٰؑ اپنی قوم پر غصّہ کرتے ہوئے محزون واپس ہوئے۔ اور فرمایا کہ لوگو خدا نے تم سے بہتر وعدہ نہ کیا تھا؟ کیا تم پر وعدے دراز ہو گئے؟ کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے غضب نازل ہو کیونکہ تم نے میرے وعدے کے خلاف عمل کیا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدہ کے خلاف نہیں کیا۔ لیکن چونکہ فرعونیوں کی دولت وزیورات سے ہم لوگوں نے بہت کافی مال' دولت و سونا پایا تھا۔ لہٰذا اُس کو آگ میں ڈال کر پگھلایا۔ سامری نے جو بھی جو کچھ اُس کے پاس تھا اُسی میں مِلا دیا۔ پھر اُس نے اِس سے سونے کا بچھڑا بنایا جس میں سے آواز نکلتی تھی تو اُن لوگوں نے کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰؑ کا خدا ہے اور فراموش ہو گیا کہ موسیٰؑ خدا کی ملاقات کے لئے طور پر گئے ہیں۔ حضرت ہارونؑ نے اُنہیں لاکھ سمجھایا اُن پر اِس کا کوئی اثر نہ ہوا اُنہوں نے کہا کہ ہم اِس بچھڑے کی پرستش ترک نہیں کریں گے۔

پھر موسیٰؑ نے سامری سے کہا کہ تیرے ایسا کرنے کا سبب کیا ہے۔ اُس نے کہا مَیں نے وہ دیکھا جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا۔ جس وقت بنی اسرائیل دریائے نیل عبور کر رہے تھے

اور پیچھے فرعون کا لشکر آ رہا تھا ایک نوجوان کو دیکھا کہ جس جگہ اس کے گھوڑے کا سُم پڑتا تھا اُس جگہ راستہ بنتا جا رہا ہے اور خاک متحرک ہو رہی ہے تو مَیں نے ایک مٹھّی وہ خاک اُٹھالی تھی وہ اس بچھڑے میں ڈال دیا تو یہ بولنے لگا۔ یہ میرے نفس نے مجھے پسند کرایا۔ موسیٰؑ نے کہا جا تجھ کو دنیا کی زندگی میں یہی نصیب ہوگا کہ تجھکو کوئی نہ چھوئے گا نہ تیرے نزدیک آئیگا اور آخرت میں تیرے لئیے عذاب ہے۔ (حیات القلوب۔۳۔۴۵۳)

# علیؑ کا یہودیوں کو پتھر پر انبیاء کے نام دکھلانا

القطرہ، جلد۲، صفحہ۱۳۲ پر روایت ہے کہ عمّار یاسر نے فرمایا! مَیں امیر المومنینؑ کے ساتھ کوفہ سے باہر نکلا جب ایک جگہ جسکو نخلہ کہتے ہیں پار کی جو کوفہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے تو وہاں پچاس یہودی نکلے، اور پوچھا۔! آپ امام علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہیں؟ آپ نے فرمایا! مَیں وہی ہوں۔ اُنہوں نے عرض کی! ہماری کتابوں میں ایک چٹان کا ذکر ہے جس پر چھ انبیاء کے نام ہیں اور ہمیں اُس چٹان کی تلاش کر دیں۔ آپؑ نے فرمایا۔! میرے پیچھے آؤ۔ عمّار کہتے ہیں قومِ یہود آپ کے پیچھے ایک دریا کے کنارے پہنچے۔ جہاں ایک بہت بڑا ریت کا پہاڑ تھا۔ تو مولاؑ نے فرمایا۔! ''ائے ہوا چٹان سے ہوا کو اُڑا دے'' ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ ہوا نے چٹان سے ریت کو اُڑا دیا' اور چٹان ظاہر ہوگئی۔ آپؑ نے فرمایا۔! یہ رہی آپکی چٹان۔ اُنہوں نے عرض کیا۔! اِس پر چھ انبیاء کے نام کا تذکرہ جو ہم نے پڑھا نظر نہیں آتے۔ آپؑ نے فرمایا۔! نام اس کی اُس جانب ہے جو زمین کی طرف ہے۔ تمام یہودی آگے بڑھے اور اسکو چمٹ گئے مگر اُس کو پلٹ نہ سکے۔ آپؑ نے فرمایا۔! اس سے پیچھے ہٹو' اور اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور اُسکو اُٹھا کر پلٹ دیا۔ پس اِس پر چھ صاحبِ شریعت انبیاء کے نام پائے: آدمؑ۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور محمد مصطفیٰؐ تو یہودیوں نے کہا ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ سواء کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے

رسول ہیں اور آپ امیر المومنینؑ اور سید الوصیین ہیں اور زمین پر اللہ کی حُجّت ہیں جس نے آپ کی معرفت حاصل کی وہ خوش نصیب ناجی ہے اور جس نے آپ کی مخالفت کی وہ گمراہ وہلاک ہُوا۔ (القطرہ، ج:۲، ص:۱۳۲)

## علیؑ کا ایک ہی وقت میں چالیس (۴۰) مقامات پر موجود ہونا

کلمۃ الحق ص:۶۰۸ جسٹس حامد بن شبیر نے تحریر کیا ہے کہ ایک روز جنابِ امیرؑ کو چالیس مختلف اشخاص نے مختلف مقامات پر دعوت دی (یعنی اپنے اپنے گھروں میں) اور آپ نے ہر ایک کی دعوت قبول فرمائی ایک ہی وقت چالیس مختلف اشخاص کے پاس دعوت میں شریک رہے دوسرے روز صبح لوگوں میں ذکر ہوا کہ حضرتِ امیرؑ میرے پاس تشریف لائے تھے دوسرے نے کہا نہیں بلکہ اُسوقت تو میرے پاس تھے تیسرے نے اپنا ادعاء پیش کیا، اِس طرح جب سب کو خبر ہوئی چالیسوں نے اپنے اپنے پاس آنا بیان کیا، اور ہر ایک قسم کھانے لگا۔ سب نے کہا چلو خود آنحضرتؐ سے ہماری صداقت کا تصفیہ کرالیں۔ ہر ایک آپ سے کہتا تھا کہ مولاؑ کیا آپ اسوقت میرے پاس تشریف فرما نہ تھے۔ آپ نے فرمایا۔! ہاں، پھر دوسرے نے وہی کہا، اور حضرت نے فرمایا۔! ہاں اسی طرح چالیسوں کو جواب دیا تب سب نے کہا کیا آپ چالیسوں جگہ تھے۔؟ آپ نے فرمایا۔! ہاں چالیسوں جگہ تھا۔ بات نزعی ہوگئی سب حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں تشریف لائے۔ نبیِ اکرمؐ نے فرمایا۔! علیؑ میرے پاس دعوت میں موجود تھے۔ اسی اثناء میں جبرئیلِ امینؑ تشریف لائے اور بعد تحفۂ درود وسلام فرمایا۔! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کل اُسوقت علیؑ میرے پاس موجود تھے۔ (کلمۃ الحق:۶۰۸)

## علیؑ کا کلمہ پڑھنے والا سونے کا پرندہ

امام علی النقی علیہ السلام سے عمّار بن زید نے عرض کی: کیا آپ آسمانوں پر جا کر کوئی ایسی شئے لاسکتے ہیں جو زمین پر نہ ہو اور ہمیں اِس بات کا عِلم نہ ہو۔ آپ امام علی النقی

علیہ السلام ہَوا میں بلند ہُوے اور نظروں سے غائب ہوگئے پھر ایک سونے کا پرندہ لئے واپس تشریف لائے اور اِس کے کانوں میں سونے کی بالیاں تھیں اور چونچ اور پنجوں میں موتی اور وہ جب بولتا تھا ''لا الٰہ اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ'' آپؑ نے فرمایا۔! یہ جنت کے پرندوں میں سے ہے اور اک پرندہ ہے۔ پھر اِسے واپس کردیا اِسے اِس کے مقام پر پہنچادیا گیا۔ (الدامۃ الساکبہ: ج:۱،ص:۳۳۴)

# علیؑ اور سونے کی دیوار

بحارالانوار میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ گھر تشریف لائے اور جنابِ سیدہؑ سے فرمایا۔! کچھ کھانے کو ہے۔؟ بی بیؑ نے عرض کِیا۔! آپ کو معلوم ہے تین دن سے کچھ نہیں کھایا۔ مولائے کائنات نے فرمایا۔! اچھا ایسا کرو کوئی شئے دے دو تاکہ کسی کے رہن رکھکر کچھ کھانے کو لاؤں۔ بی بیؑ نے ایک چادر پیش کی۔ حضرت علیؑ نے اُسے لیکر اپنے پڑوسی یہودی کے پاس آئے اور فرمایا۔! یہ چادر رکھ کے ہمیں کچھ جَو دیدے۔ یہودی نے چادر رکھلی اور جَو دیدیئے۔ پھر ازراہِ طنز کہا۔!

یاعلیؑ تمہارا نبیؐ تو بڑے بڑے کام کرتا ہے۔ اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ اللہ کا اِنتہائی مقبول بندہ ہے۔ جو دُعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔ کیا اس سے اِتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ تم کو پیٹ بھر کھانے کی دُعا مانگے تاکہ تم روز آنہ در بدر نہ پھرو۔ اور اطمینان سے کھانا کھالیا کرو۔

مولائے کائناتؑ نے فرمایا۔! یہودی ایسی بات نہیں ہے۔ ہمارا آقا تو بہت عظمت کا مالک ہے۔ اگر مَیں بھی چاہوں اور اِس دیوار کو حکم دوں کہ سونے کی ہوجا تو یہ دیوار سونے کی ہوجائے گی۔ یہودی نے دیکھا تو دیوار سونے کی ہوگئی۔ حضرت علیؑ نے دیوار سے فرمایا۔! مَیں تو ویسے بات کررہا تھا۔ مَیں نے تجھے حکم نہیں دیا۔ دیوار سے آواز آئی۔ یاعلیؑ آپ اُولی الامر ہیں اور کائنات آپ کے تابعدار

ہے۔ یہودی نے اُسی وقت کلمہ پڑھ لیا۔ مولاؑ نے فرمایا۔! ہم دنیا اِس لئے نہیں چاہتے کہ اِسے اللہ پسند نہیں کرتا۔ (الدامۃ الساکبہ: ج:۱،ص:۳۳۴)

## علیؑ نے جنت وجہنّم دکھلائے

خرائج میں امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت علیؑ کے صحابہ نے عرض کیا مولا۔! آپ ہمیں ایسا معجزہ دکھائیں جس سے ہم مطمئن ہو جائیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔! دیکھو معجزہ دکھانا کوئی مشکل نہیں ہے لیکن تم ہضم نہ کر پاؤ گے اور مجھے جادوگر کہنے لگو گے۔ اُنہوں نے عرض کیا مولاؑ۔! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟ جب ہم خود مطالبہ کر رہے ہیں تو پھر جادوگر کیسے کہیں گے۔ آپؑ نے فرمایا۔! اچھا جسے کچھ دیکھنا ہو تو جب مَیں نمازِ عشاء پڑھ کے باہر نکلوں میرے پیچھے آ جائے، تمہیں معجزہ دکھا دوں گا۔ ستّر آدمی نمازِ عشاء کے بعد حضرت علیؑ کے پیچھے چلے اِن ستّر میں میثمِ تمّار بھی تھے۔ جب بیرونِ کوفہ پہنچے تو حضرت علیؑ نے ایک مرتبہ پھر کہا۔! مَیں تمہیں اُس وقت تک معجزہ نہیں دکھا دوں گا جب تک تم سے یہ عہد نہ لے لوں کہ تم معجزہ دیکھنے کے بعد مجھے جادوگر نہیں کہو گے' کیونکہ جنابِ ابراہیمؑ تک ہمارے آباء واجداد میں جادوگری کا نام' کام کی کوئی چیز نہیں رہی، مَیں جو کچھ بھی دکھاؤں گا صرف اس عِلم کی بنیاد پر دکھاؤں گا جو نبیِ کونین ؐ نے مجھے عنایت کیا ہے

تمام لوگوں نے وعدہ کیا' قسمیں کھائیں اور عہد کیا کہ اس قسم کی کسی بھی شیطانی وسوسے کو ذہن میں نہیں آنے دینگے۔ عہد ہو جانے کے بعد آپؑ نے فرمایا۔! اب ذرا مُنہ دوسری طرف پھیرو۔ سب نے مُنہ دوسری طرف پھیر لئے۔ حضرت علیؑ نے کچھ دُعائیں تلاوت کیں جو عبرانی زبان میں تھیں پھر فرمایا۔! اب اِدھر دیکھو جب اُنہوں نے دیکھا تو حیرت سے ان کے مُنہ کُھلے رہ گئے۔ کیونکہ اُن کے ایک طرف جنت کے سرسبز و شاداب باغات تھے دوسری طرف جہنّم کے لپکتے شعلے تھے۔ اور یہ سب جنت وجہنّم کے

درمیان کھڑے تھے۔ ایک طرف جنت سے مہکتی ہَوا کا جھونکا آتا تو دوسری طرف سے جہنّم کے دہکتے شعلوں کی گرم زبان آگے بڑھتی آتی۔

یہ دیکھکر کہنے لگے کہ یا علیؑ ہم سُنا کرتے تھے اب تصدیق ہوگئی کہ آپ بہت بڑے جادوگر ہیں۔ صرف دو آدمی بچ گئے جو اپنے عہد پر پختہ تھے۔ آپؑ نے اُن دو کو فرمایا۔! تم نے ان کی بات سُن لی اُنہوں نے کہا۔! مولا! سُن لی اور ہم گواہ ہیں۔ پھر آپؑ نے کچھ پڑھا جس سے وہ ختم ہوگیا۔ اور ان دو کے سواء سب کو واپس بھیج دیا ان کے جانے کے بعد آپ دو کو واپس مسجد میں لائے۔ جب مسجد میں پہنچے تو آپؑ نے وہاں ایک دُعا پڑھی جس سے مسجد میں موجود تمام کنکریاں دُرِّ آبدار بن گئے آپؑ نے دونوں سے فرمایا۔! دیکھو مسجد میں کیا ہے' دونوں نے عرض کیا۔! مولا موتی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا! اگر تم میں سے کسی نے کچھ اُٹھالیا تو بھی پشیمان ہوگا جنابِ میثمِ تمّار کے ساتھ جو دوسرا تھا اُس نے چپکے سے ایک موتی اُٹھا کر جیب میں ڈال لیا صبح جب اُٹھ کر اسے دیکھا تو رات کی بہ نسبت زیادہ چمکدار تھا۔ آپ کے پاس لے آیا اور عرض کیا مولاؑ۔! رات مَیں نے ایک موتی اُٹھالیا تاکہ دیکھوں یہ کب تک موتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔! پھر کیا ہے۔؟ اس نے عرض کیا۔! قبلہ ابھی تک تو موتی ہے' آپؑ نے فرمایا۔! یہ قیامت تک موتی رہے گا۔ البتہ ایک بات بتا دوں اگر اِسے مسجد میں رکھدے تو تجھے جنت مِلیگی اور اگر اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو تیری محبت کے اعمال کا یہ معاوضہ ہوگا اور مرنے کے بعد تو جنت کی بو تک نہ سونگھ سکے گا۔ اُس نے کہا۔! دنیا تو جیسے تیسے گذر جائے گی مَیں واپس کرتا ہوں وہ موتی مسجد میں رکھتا ہوں اِسی وقت وہ کنکر بن گیا۔ اور کہنے لگا کہ یا علیؑ۔! آپ واقعاً جادوگر ہیں۔ اِن ستر میں سے صرف میثمِ تمّار اپنے ایمان اور عہد پر قائم رہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۱۷ مولائے کائناتؑ کی سخاوت

’’ الَّـذِيـنَ يُـنـفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرّاً وَعَلاَنِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِـمْ وَلاَ خَـوْفٌ عَـلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ‘‘ (البقرہ:۲۷۴) ’’جولوگ رات کو دن کو چھپا کے یا دکھا کے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو انکے رب کے پاس اس کا اجر قیامت میں ہے نہ اُنکو کوئی خوف ہوگا نا رنج۔‘‘

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے الاختصاص میں اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے سوال کیا کہ یا علیؑ تم نے آج کی رات میں کوئی عمل کیا ہے۔انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ حضرتؐ یہ سوال کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا۔! تمہارے بارے میں اللہ تعالےٰ نے چار معنی نازل فرمائے ہیں۔

عرض کی یارسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوجائیں میرے پاس چار درہم تھے۔میں نے ان میں سے ایک درہم رات کو خیرات کیا اور ایک دن میں اور ایک درہم چھپا کر دیا اور ایک ظاہر بہ ظاہر۔فرمایا۔اسی سبب سے خدائے تعالیٰ نے تمہارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

ابنِ عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولائے کائناتؑ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے پاس کُل چار درہم تھے کہ آپ نے ایک درہم رات کو خیرات کیا اور ایک دن کو ایک چھپا کر اور ایک دکھا کر اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر فرمان علیؑ تفسیر کشاف، دُرِ منشور، سیوطی جلد اوّل)

’’لَـن تَـنَـالُـواْ الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللّهَ بِهِ عَلِيمٌ‘‘ (سورۂ آلِ عمران، آیت:۹۲)’’لوگو!جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے کچھ راہِ خدا میں خرچ نہ کروگے ہرگز نیکی کے درجہ پر فائز نہیں ہوسکتے اور تم کوئی سی بھی چیز خرچ کرو۔خدا تو اس کو ضرور جانتا ہے۔‘‘

ایک روایت میں ہے کہ جنابِ امیرالمومنینؑ نے ایک دفعہ کوئی کپڑا بہت چاہ سے خرید کیا اور پھر راہِ خدا میں اُسے دیدیا اور فرمایا کہ حضرت رسولِؐ خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی پسندیدہ چیز میں اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دیگا اُسے خدا بہشت میں ترجیح عطا کرے گا۔" (تفسیر فرمان علی)

علمائے اہلِ تشیع اور علمائے اہلسنّت سبھی مفسرین سے روایت ہے کہ ان سب نے اپنی اپنی تفسیروں میں یہ مضمون لکھا ہے کہ جنابِ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے پاس چار درہم چاندی کے تھے پس ایک آنحضرتؐ نے رات میں خیرات کیا اور ایک دن میں ایک پوشیدہ خیرات کیا اور ایک ظاہر بظاہر پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"انفِرُواْ خِفَافاً وَثِقَالاً وَجَاهِدُواْ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ" (التوبہ:۴۱) "تم نہتّے ہو یا مسلّح بہرحال تم کو حکم دیا جائے تو چل کھڑے ہو اور اپنی جانوں اور مالوں سے راہِ خدا میں جہاد کرو اگر تم جانتے ہو تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔"

اور رسولؐ اللہ نے فرمایا! "اجر الناس من جاو ننفسه فی سبیل الله" ہے اور یہ بھی فرمایا نہیں برابر ہے تم میں سے وہ شخص جس نے قبلِ فتحِ مکہ انفاق فی سبیل اللہ کیا اور قتال کی ان کے درجات بہت بلند ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے بعد میں انفاق کیا۔

"الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ ثُمَّ لاَ يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُواُ مَنّاً وَلاَ أَذًى لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ" (البقرہ:۲۶۲)

"جولوگ اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرنے کے بعد کسی پر احسان نہیں جتاتے اور نہ جس پر احسان کیا ہے اُسے ستاتے ہیں تو اِنکا اجر وثواب اللہ کے پاس ہے آخرت میں اِنکو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔"

ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

"لِلْفُقَرَاء الَّذِينَ أُحصِرُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ لاَ يَسْتَطِيعُونَ ضَرْباً فِي الأَرْضِ

يَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ أَغۡنِيَاء مِنَ التَّعَفُّفِ تَعۡرِفُهُم بِسِيۡمَاهُمۡ لاَ يَسۡأَلُونَ النَّاسَ إِلۡحَافاً وَمَا تُنفِقُواۡ مِنۡ خَيۡرٍ فَإِنَّ اللّهَ بِهِ عَلِيۡمٌ'' (البقرہ:۲۷۳)

''خاص اُن حاجت مندوں کے لئے جو خدا کی راہ میں دشمنوں میں گھر گئے ہوں اور وہاں سے جانا چاہیں تو نکل نہیں سکتے ناواقف لوگ اُنکو سوال نہ کرنے کی وجہ سے امیر سمجھتے ہیں لیکن تم اُنکی صورت دیکھتے ہی جان جاؤ گے کہ محتاج ہیں وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔تم جو کچھ نیک کام میں خرچ کرتے ہو (اور ایسے لوگوں کو دیتے ہو خدا اُسکو ضرور جانتا ہے۔''

ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے بہت سے دینار اصحابِ شفہ کو بھیجے جن سے وہ غنی ہوگئے۔اور علی علیہ السلام نے ایک بوری چھواروں کی بھیجی تاریکیٔ شب میں تو یہ خدا کے نزدیک پہلے صدقے سے زیادہ محبوب ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی کسی نے رسولؐ اللہ سے پوچھا راہِ خدا میں کون سا صدقہ افضل ہے۔فرمایا جو نادار کی طرف سے ہو۔

تاریخ بلاذری اور فضائل احمدی میں ہے کہ علیؑ کے پاس چالیس دینار کا غلہ تھا۔آپ نے وہ سب راہِ خدا میں دیدیا۔ایک تلوار کو فروخت کیا اور فرمایا اگر رات کا کھانا میرے پاس ہوتا تو اسے فروخت نہ کرتا۔

علمائے اہلِ تشیع اور علمائے اہلسنّت سبھی مفسرین سے روایت ہے کہ ان سب نے اپنی اپنی تفسیروں میں یہ مضمون لکھا ہے کہ جنابِ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے پاس چار درہم چاندی کے تھے پس ایک آنحضرتؐ نے رات میں خیرات کیا اور ایک دن میں ایک پوشیدہ خیرات کیا اور ایک ظاہر بظاہر پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

'' الَّذِيۡنَ يُنفِقُونَ أَمۡوَالَهُم بِاللَّيۡلِ وَالنَّهَارِ سِرّاً وَعَلاَنِيَةً'' الخ ''

ابن عباس اسدی المجاہدٔ کلبی اور بے شمار راویوں نے اپنی اپنی تفسیر میں لکھا ہے

# علیؑ کا بغیر افطار کیئے تین دن تک مسلسل خیرات کرنا

## (سورۂ ھل اتیٰ کا نزول)

"یُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُونَ یَوْماً كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيراً" (الدھر : ۷)

"یہ لوگ ہیں جو نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہیں اور اس کی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو تم کو بس خالص خدا کے لیئے کھلاتے ہیں ہم نہ تو تم سے بدلے کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے۔"

مجاہد حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حُسین علیہم السلام بیمار ہو گئے اور دونوں شہزادوں کے نانا رسولؐ اللہ دونوں کی عیادت کیلیئے تشریف لائے اور بعض اصحاب نے بھی دونوں شہزادوں کی بیمار پرسی کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یا ابوالحسنؑ آپ اپنے دونوں فرزندوں کے لیئے کوئی نذر مان لیں ۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر میرے فرزند اس بیماری سے تندرست ہو گئے تو میں تین روزے اللہ تعالیٰ کے شکرانے کی خاطر رکھوں گا۔ حضرت فاطمہؑ الزہرا صلواۃ اللہ، سلام اللہ علیہا نے بھی یہی نیّت مانی اور ان کے گھرانے کی کنیز حضرت فضّہ نے بھی دونوں حضرات کے ساتھ نیّت مانی اور بچّوں نے بھی کہا کہ ہم بھی تین روزے نیّت کے رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں شہزادوں کو خیر وسلامتی کے لباس سے ملبوس کیا لیکن ان حضرات کے پاس خرچ کرنے کے لیئے تھوڑی بہت کوئی چیز بھی موجود نہ تھی ۔حضرت علیؑ ایک یہودی کے پاس گئے جس کا نام شمعون ابن حابا تھا۔ حضرتؑ نے اس سے کہا کہ ایک اون کی اٹی مجھے دے وہ جس کو تمہاری خاطر رسولؐ اللہ کی بیٹی کاٹے گی اور اس کے عوض میں تم مجھے تین صاع جو کے دو۔ اس نے کہا ہاں منظور ہے۔

الغرض جنابِ فاطمہؑ سلام اللہ علیہا نے جو کے ایک صاع کو پیس کر آٹا تیار کیا اوراس کی پانچ روٹیاں تیار کیں۔تاکہ ہر ایک فرد کو ایک ایک روٹی حصّہ میں میسر آسکے۔ حضرت علیؑ نے مغرب کی نماز رسولؐ اللہ کی اقتداء میں ادا فرمائی جب گھر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ناگاہ ایک مسکین نے دروازے پر کھڑے ہوکر کہا السّلام علیکم یا اہلِ بیتِ محمد صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم میں ایک مسکین آدمی ہوں مجھے کھانے کے لیئے کوئی چیز خیرات کی جائے۔سب حضرات نے اس کو اپنا اپنا کھانا دے دیا۔اور سادہ پانی سے افطار کیا جب دوسرا روز آیا افطار کے وقت جب کھانے کے لیئے تشریف فرما ہوئے ایک یتیم نے آواز دی اے اہلبیتِ رسولؐ میں یتیم ہوں اور بھوکا ہوں۔سب حضرات نے اپنی اپنی روٹی کو اسے دیدیا اور سادہ پانی سے افطار کیا جب تیسرا روز آیا اور افطار کرنا چاہتے تھے ایک اسیر نے دروازے پر آکر سلام کیا اور کہا کہ اے اہلبیتِ رسولؐ میں اسیر ہوں اور بہت بھوکا ہوں سب حضرات نے اس کو اپنا اپنا کھانا دے دیا ان حضرات نے تین دن تک سادہ پانی کے سواء کوئی چیز نہ کھائی۔

چوتھے دن ان حضرات نے اپنی نذر کو پورا کر دیا تھا۔حضرت علیؑ کے دائیں دستِ مبارک سے امام حسنؑ کا ہاتھ اور بائیں دستِ مبارک سے امام حُسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں روآنہ ہوئے۔اور یہ دونوں صاحبزادے پرندے کے بچّوں کی مانند بھوک کی شدّت کی وجہ سے کانپ رہے تھے۔جب رسولؐ اللہ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو اپنی بیٹی فاطمہؑ کے پاس تشریف لائے۔اور حسنینؑ علیہم السلام اور علیؑ مرتضٰے جناب سیّدہؑ کے پاس آگئے جنابِ سیّدہؑ محرابِ عبادت میں نماز ادا فرما رہیں تھیں اور شدّتِ بھوک کی وجہ سے دونوں آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔جب رسولؐ اللہ نے اپنی پارۂ جگر کی بھی یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو بے ساختہ رسولؐ اللہ کی زبان سے یہ کلمہ جاری ہوا ۔ اے اللہ !فریاد ہے محمدؐ کے اہلبیتؑ بھوک سے مر رہے ہیں جبرائیل نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر سورۂ ھل اتی

"هَلُ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئاً مَّذْكُوراً" (الدھر:۱)اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ تین رات مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھانا دے دیا اور خود بھوکے رہے جس کے بارے میں سورۂ کی آیتیں نازل ہوئیں۔

اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ تین رات مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھانا دیدیا اور خود بھوکے رہے جس کے بارے میں سورۂ دہر کی آیتیں نازل ہوئیں۔

"وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً ﴿﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُوراً ﴿﴾ (الدھر:۹-۸)

بالخصوص اسیروں پر جو دشمنِ دیں تھے مہربانی کرنا اور اپنے منہ کا لقمہ ان کو دینا معمولی بات نہ تھی

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ مدینہ میں قحط پڑا میں نے ایک رات اور ایک دن کچھ نہ کھایا تھا۔ میں نے ایک بڑے صحابی سے ایک آیت کے متعلق پوچھا جس کی تاویل میں ان سے بہتر جانتا تھا میں ان کے ساتھ انکے دروازے تک گیا مگر انہوں نے میری احوال پُرسی نہ کی اور میں بھوکا واپس آیا۔ صبح کو یہی صورت دوسرے صحابی کے ساتھ پیش آئی مگر انہوں نے بھی کچھ نہ کیا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا۔ آپ نے آیت کے معنی بھی سمجھائے اور مجھے دو روٹیاں اور روغن کھانے کے لیئے دیا۔ جب میں سیر ہو گیا تو حضرت رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں آیا۔ آنحضرتؐ مجھے دیکھکر مسکرائے اور فرمایا تم کہو گے یا میں۔؟ پھر آنحضرتؐ نے تمام واقعہ بیان کر دیا اور کہا جبرئیل نے مجھے اس واقعہ کی خبر دیدی ہے۔

## علیؑ کا جعفرؑ طیار کے تحفہ کا خیرات کرنا:

ایک روایت میں ہے کہ جعفرؑ ابن ابو طالبؑ نے حضرت رسولِؐ خدا کو ایک چادر بطور تحفہ دی، آپ نے وہ حضرت علیؑ کو عنایت کر دی انہوں نے اس کو ایک ہزار مشقال میں فروخت کر دیا۔ اور وہ سب رقم فقراء مہاجرین پر تقسیم کر دی حضرت رسولؐ خدا

مع حذیفہ یمانی وعمّار، سلمان ومقداد حضرت علیؑ سے ملے آنحضرتؐ نے ان سے کھانا مانگا۔ حضرت علیؑ نے انکار سے شرماتے ہوئے اقرار کرلیا۔ پس یہ سب خانۂ علیؑ میں داخل ہوئے تو ایک ظرف کھانے سے لبریز پایا۔

## علیؑ کا نبیؐ کے بھیجے ہوئے سائل کو سیراب کرنا:

فقیر ابو یوسف یعقوب ابن ابوسفیان اور مجاہد وغیرہ نے اپنی اسناد سے ابن عباسؓ وابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسولِؐ خدا کے پاس آیا اور بھوک کی شکایت کی آنحضرتؐ نے ازواج کے پاس اسے بھیجا۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس پانی کے سواء کچھ نہیں تب آنحضرتؐ نے کہا کون ہے کہ جو آج کا کھانا محتاج کو دے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ میں اسے دوں گا۔ آپ اُسے لیکر گھر آئے اور جنابِ سیّدہؑ سے پوچھا گھر میں کچھ کھانے کو ہے۔؟ انہوں نے کہا ایک بچّے کے کھانے کا ہے۔ لیکن ہم اپنے مہمان کو ترجیح دینگے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔! اے بنتِ محمدؐ بچّوں کو سُلا دو اور چراغ گُل کردو اور وہ تھوڑا سا کھانا ایک ظرف میں رکھکر لائے۔ آپ بھی ظاہری طور پر کھانے میں اسکے ساتھ شریک ہوگئے۔ جب وہ کھانا چکا تو سیدہؑ نے چراغ روشن کیا دیکھا کہ وہ ظرف کھانے سے لبریز ہے۔ صبح کو جب رسولِؐ خدا نماز ادا کر چکے تو امیر المومنین کی طرف دیکھا۔ اور رونے لگے اور فرمایا۔! اے امیر المومنین کل رات کے تمہارے عمل نے خدا کو خوش کیا اور یہ آیت نازل کی۔:

"وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (الحشر: ۹)

"اور اُن لوگوں کے لئے بھی حصّہ ہے جو مہاجرین کی آمد سے پہلے بھی ایمان لاکر دارِ ہجرت میں مقیم تھے یہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کرکے اُن کے پاس آئے اور جو کچھ اُنکو دیدیا جائے اُسکی کوئی حاجت تک اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی

ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں چاہے خود اپنی جگہ محتاج ہوں اور جو کوئی اپنے کو نفس کی حرص سے بچالیا ایسے ہی لوگ اپنی مرادیں پائینگے۔''

## علیؑ کا قرض لیا ہُوا دینار مقدادؓ کو عطا کرنا:

اور یہ آیت ہے ''یُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ'' یعنی: علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حُسینؑ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُون''

ابوالطفیلؒ کہتا ہے میں نے دیکھا کہ علی علیہ السلام یتیموں کو بلا کر شہد کھلا رہے ہیں۔ یہ دیکھکر بعض اصحاب نے کہا کاش ہم بھی یتیم ہوتے۔

اسی آیتِ مذکورہ کے ذیل میں امام جعفرِؑ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ (مناقب ابن شہر آشوب/۱۹۹) ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز علی علیہ السلام بھوکے تھے آپؑ نے جنابِ سیدہؑ سے کچھ کھانا مانگا۔ انہوں نے کہا میرے پاس تو صرف اتنا ہی تھا جو اپنے حسنؑ و حُسینؑ کو کھلا دیا۔ فرمایا تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں تاکہ میں کہیں سے کچھ لاتا۔ جنابِ سیدہؑ نے کہا مجھے خدا سے حیا آتی ہے کہ تمہیں ایسے کام کی تکلیف دوں جس پر قابو نہیں۔ پس حضرت علیؑ نکلے اور رسولِ خداؐ سے ایک دینار قرض لیا اور کچھ خریدنے چلے۔ راہ میں مقدادؓ سے ملاقات ہوئی ان کی حالت فاقے سے غیر پائی وہ دینار ان کو دیدیا۔ آپ مسجد میں آئے بھوک کے غلبہ سے بے ہوشی سی ہوگئی آنحضرتؐ وہاں پہونچے اور حضرت علیؑ کو اس حال میں دیکھا تو جگا کر پوچھا۔ اے علیؑ اس دینار کا کیا کیا آپؑ نے ماجرا بیان کیا۔

حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا یا علیؑ جو کچھ تمہارے پاس ہے کہ میں تمہارے ساتھ چلکر افطارِ صوم کروں۔ حضرتؑ نے سر جھکا لیا۔ اور حیا سے کوئی جواب نہ دیا خدا نے اپنے رسولؐ پر وحی کی میں تمہارے ساتھ چل کر کھانا کھاؤں۔ چنانچہ آنحضرتؐ معہ حضرت علی علیہ السلام خانۂ فاطمہؑ سلام اللہ علیہا میں داخل ہوئے۔ وہ اپنے مصلّے پر تھیں اور ان

کے پسِ پشت ایک پیالے میں کھانا گرم گرم بھرا ہوا تھا۔حضرت جنابِ سیدہؑ نے وہ کھانا دونوں کے سامنے رکھدیا۔حضرت علیؑ نے پوچھا یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا۔فرمایا یہ اللہ کا فضل اوراس کا رزق ہے وہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔یہ سُن کر رسولِ خداؐ نے علیؑ کے شانے پر ہاتھ رکھکر فرمایا۔اے علیؑ یہ تمہارے دینار کا بدل ہے۔یہ کہہ کر حُضورؐ کی آنکھوں میں آنسو آئے اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے مرنے سے پہلے مجھے وہ دکھایا جو زکریاؑ کو مریمؑ کے متعلق دکھایا تھا۔امام جعفرِ صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کے متعلق خدا نے یہ آیت نازل کی۔ ''يُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ''

## علیؑ کی سخاوت کے بارے میں معاویہ کا بیان:

جناب امیرؑ کی سخاوت کے دشمن بھی قائل تھے چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص نے معاویہ سے کہا کہ میں بخیل ترین انسان کے یہاں سے آرہا ہوں تو معاویہ نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے تو ایسے شخص کو بخیل کہہ رہا ہے کہ اگر ایک گھر سونے کا ہو اور ایک انجیر کا اور اسے (علیؑ کو) مالک دیا جائے تو انجیر کے گھر سے پہلے سونے کا گھر ختم ہو جائے۔(یعنی علیؑ راہِ خدا میں دیدے)۔امام شعلبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ جود وسخا کو اتنا محبوب رکھتے تھے کہ کبھی کسی سائل کیلئے اپنی زبان سے نہیں نہیں کہا۔حضرت خود اپنے ہاتھوں سے مدینہ کے یہودیوں کے نخلستان سیراب کرتے تھے یہاں تک کہ ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور اپنی محنت ومشقّت کی گاڑھی کمائی اللہ کی راہ میں خیرات کردیتے تھے اور خود پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ لیتے تھے۔

زید بن سحام نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا انہوں نے فرمایا حضرت علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے ہزار غلاموں کو خرید کر آزاد کیا

ایک جنگ میں حضرت ایک کافر سے نبرد آزما تھے دونوں لشکر کے سپاہی صف باندھے کھڑے تھے مسلمانوں کی تعداد کم اور کفّار دس ہزار کے قریب تھے۔ایک

کافر نے جو مدمقابل پر لڑ رہا تھا اس نے کہا! اے علیؑ اپنی تلوار مجھے دیدیجئیے۔آپ نے تلوار کافر کو دیدی اس نے تلوار ہاتھ میں لے کر کہا۔اب آپ خالی ہاتھ (نہتے) ہیں مجھ سے کیونکر بچ سکیں گے۔حضرتؑ نے فرمایا جب تو بھیک مانگنے والوں کی طرح سے ہاتھ بڑھا دیا تو میری مروّت نے گوارہ نہ کیا کہ میں ہاتھ روک لوں چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو۔
یہ سُن کر وہ کافر مسلمان ہو گیا

عبیداللہ امرتسری ارجح المطالب ص۱۸۳ پر تحریر کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت گریہ کر رہے تھے لوگوں نے گریہ کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ آج تین روز سے کوئی مہمان میرے پاس نہیں آیا مجھے خوف ہے کہ کہیں خدا نے مجھے حقیر نہ کر دیا ہو

## علیؑ کا حالتِ رکوع میں انگوٹھی خیرات کرنا:

ایک دفعہ امیر المومنین علی علیہ السلام نماز نوافل پڑھنے میں مصروف تھے کہ ایک سائل نے آ کر صدا دی۔آپ نے اُسے انگلی کا اشارہ کیا۔اور وہ اشارہ پا کر آیا اور آپ کی انگشتری اُتار لی۔ابھی وہ سائل درِ مسجد سے باہر نہیں گیا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآنِ مجید کی یہ آیت نازل فرمائی ؂ ''إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ'' (المائدہ:۵۵) ''مسلمانو! تمہارا ولی بس اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ اہلِ ایمان تمہارے ولی ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔'' (بحار الانوار)

## علیؑ کی یتیم پروری:

بحار الانوار ۴۱/۵۲ پر تحریر ہے کہ ایک دن حضرت علی علیہ السلام کا راستے سے گذر ہوا انہوں نے ایک عورت کو دیکھا جس نے پانی کی مشک اُٹھائی ہوئی تھی حضرت علیؑ نے اس سے مشک لے کر اسے اس کی منزل تک پہنچایا اور اسی ضمن میں اس سے احوال پرسی

بھی کی، عورت نے کہا ! حضرت علی علیہ السلام نے میرے شوہر کو ایک سرحد کی حفاظت پر بھیجا وہ وہاں قتل ہو گیا۔ اس وقت میرے پاس چند یتیم بچے ہیں جن کی دیکھ بھال کر رہی ہوں۔ اور میری مالی حالت بہت خراب ہے۔ مجبور ہوں لوگوں کی خدمت کروں۔

علی علیہ السلام گھر واپس آئے اس رات سے لے کر صبح تک پریشان تھے صبح ہوئی جس ٹوکری میں کھانا رکھا ہوا تھا اس کو اُٹھایا اور اس عورت کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں کسی نے حضرتؑ سے کہا ٹوکری مجھے دے دیں میں اُٹھاؤں گا فرمایا ! قیامت کے دن کون میرا بھاری وزن اُٹھائے گا۔؟ علیؑ نے اس عورت کے گھر پہنچ کر دستک دی۔ عورت نے کہا کون ہو۔؟ علیؑ نے کہا میں وہی ہوں جس نے کل تمہاری مدد کی اور مشک کو گھر تک پہنچایا: دروازہ کھولیں۔ فرمایا۔! میں بچّوں کیلئے کچھ لایا ہوں۔ عورت نے کہا خدا تم سے راضی ہو میرے اور علیؑ کے درمیان فیصلہ کرے۔ علیؑ گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا۔ : مجھے ثواب کمانا بہت پسند ہے ان دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرو یا آٹا گوندھ کر روٹی پکاؤ یا بچّوں کی دیکھ بھال کرو اور میں روٹی پکاؤں۔ عورت نے کہا میں روٹی پکانے میں ماہر ہوں۔ جب وہ پکانے سے فارغ ہوئی اس نے دیکھا علیؑ کو گوشت اور کھجور کے لقمے بنا کر بچّوں کو کھلا رہے تھے اور ہر لقمہ کھلاتے وقت فرما رہے تھے۔ بچّو۔! اس مشکل کا بھی آپ کو سامنا کرنا پڑا علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو معاف کرو۔ اُسی دوران ایک عورت جو حضرت علیؑ کو پہچانتی تھی گھر میں داخل ہوئی گھر کی مالکہ سے کہا ! حیف ہو تم پر یہ امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ عورت بہت شرمندہ ہوئی، لیکن حضرت علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ائے خدا کی کنیزہ مجھے تم سے شرمندہ ہونا چاہیئے کیونکہ مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے۔

”وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً ٥“

سورۂ ھل اتیٰ ایک ایسا سورہ ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے علیؑ کی سخاوت ،ایثار، صبر، وعدہ وفائی، نذر اعہد پورا کرنا مسکین، یتیم، اسیر پر شفقت۔ اپنے منہ کا نوالہ دوسروں کو کھلانا، اسی سورہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ”پرہیز گار لوگ ایسا جام نوش فرماتے

ہیں جو خوشی سے مفطر ہے اور وہ چشمہ جس سے خدا کے خاص بندے سیراب ہوتے ہیں اس کو جس جگہ پر چاہیں جاری کر سکتے ہیں (پرہیز گار لوگ) اپنی نذر کی وفا کرتے ہیں اور اس دن کے خوف زدہ ہیں جس دن شر آشکار اور ظاہر ہو گا۔ مساکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلانا انہیں بہت پسند ہے (وہ کہتے ہیں) ہم فقط خدا کی رضایت کی خاطر تم کو کھانا کھلاتے ہیں اور تم سے اس کا کوئی اجر وغیرہ نہیں چاہتے اور ہم اپنے پروردگار کے سخت اور دردناک دن سے خوفزدہ ہیں۔ بس ان کا پروردگار انہیں اس کے دن کے شر سے محفوظ رکھے گا اور ان کو تازگی اور خوش دلی عطا فرمائے گا۔ اور ان کے صبر کے بدلے بہشت اور ریشم کی پوشاک عطا فرمائے گا۔

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے تمام اسباب وسامان راہِ خدا میں بخش دیا اور آپ کا وہ باغ جو ہر سال دس ہزار دینار میں فروخت ہوتا تھا اس کی کل رقم گھر تک پہونچنے میں فقراء کو تقسیم فرمادیتے یہ تو مالی دنیا کی سخاوت تھی اصل سخاوت جان کی ہے۔ جو آپ نے شبِ ہجرت بسترِ رسولؐ پر بے خوف لیٹ کر پیش کی۔ کیا اس سے زیادہ بھی کوئی سخی ہوسکتا ہے۔ (نورِامامت)

## علیؑ کا روٹی کے سائل کو اُونٹوں کی قطار دینا:

ہدایۃ السعداء میں مرقوم ہے کہ ایک دن ایک سائل نے امیر المومنینؑ کے پاس آکر ایک روٹی طلب کی حضرتؑ نے قنبر سے فرمایا۔ اس درویش کو روٹی دے۔ اس نے عرض کی۔! یا امیر المومنینؑ۔! روٹی اونٹ پر ہے۔ فرمایا۔! اونٹ سمیت دے۔ عرض کی۔! اونٹ قطار میں ہے۔! فرمایا۔! قطار سمیت دی ڈال۔

قنبر فوراً اونٹوں کی مہار کو ہاتھ سے چھوڑ کر الگ جا کھڑا ہوا۔ امیر المومنینؑ نے اس سے پوچھا۔ اے قنبر۔! تو علٰحدہ کیوں ہو گیا۔ عرض کی۔! اے بحرِ سخاوت اور اے کانِ عطا۔! مَیں نے اپنے دل میں خیال کیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی ساتھ ہی بخش دیں اور اِس خدمت کی سعادت سے محروم ہو جاؤں۔ (کوکبِ دری)

# باب:۱۸ مولاؑئے کائنات کی عبادت

اِلٰهِی کَفٰی بِی عِزّاً اَنْ اَکُوْنَ لَكَ عَبْداً
وَکَفٰی بِی فَخراً اَنْ تَکُونَ لِی ربّاً
اَنْتَ کَمَا اُحِبُّ فَاجْعَلْنِی کَمَا تُحِبُّ

الٰہی! میری عزّت کے لیئے یہی کافی ہے کہ مَیں تیرا بندہ ہوں
اور میرے فخر کے لیئے یہی کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے
تو ویسا ہی ہے جیسا مَیں چاہتا ہوں پس مجھے ویسا بنالے جیسا تو چاہتا ہے

علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام فرماتے ہیں! پروردگار! یہی عزّت میرے لیئے کافی ہے کہ تیرا بندہ ہوں اور یہی میرے لیئے باعثِ فخر ہے تو میرا پروردگار ہے۔ تو ایسے ہے جس طرح میں دوست رکھتا ہوں اور مجھے بھی ایسا بنا جس طرح تو دوست رکھتا ہے۔

جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو امیر المومنین علیہ السلام کے بدن مبارک پر لرزہ اور کپکپی طاری ہو جاتی تھی اور آپؑ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا۔ جب آپ سے اس تبدیلی اور دگرگوئی کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ابھی خداوند کی اس امانت کی ادائیگی کا وقت آ پہنچا ہے جسے خدا نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو دینا چاہا تو وہ اس کے قبول کرنے سے خوف زدہ ہو گئے لیکن انسان نے اسے اپنے ذمہ لے لیا، میں نہیں جانتا آیا اس امانت کو جسے میں نے اپنے ذمہ لیا ہے اسے احسن اور نیک طریقے سے ادا کر سکوں گا یا نہیں۔

علیؑ نے کبھی نماز کو قضاء نہیں کیا حتّیٰ کہ لیلۃ الہریر میں بھی نمازِ شب ادا کی، جنگِ صفّین میں آپ جنگ کرنے میں مصروف تھے تو آپ سورج کی طرف دیکھ رہے تھے۔

ابنِ عباسؓ نے کہا آیا ابھی نماز کا وقت ہے۔؟ جب کہ ہم جنگ کرنے میں مصروف ہیں۔! علی علیہ السلام نے فرمایا! پھر کس لیئے ان سے جنگ کرر ہے ہیں۔؟ ہم نماز کی خاطر ہی تو ان کے ساتھ جنگ کرر ہے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ! اس سے پہلے کہ اس اُمّت کا کوئی فرد خدا کی عبادت کرے میں نے رسولؐ اللہ صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ سات سال پہلے خدا کی عبادت کی۔

اکمال الدین واتمام النعمۃ ۱۷۴/۲ پر تحریر ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : مجھے خدا کی قسم ! نہ ہی میرے والد نے اور نہ ہی دادا حضرت عبد المطلبؑ نے اور نہ ہی ہاشم نے اور نہ ہی عبدِ مناف نے ہرگز بتوں کی پرستش نہیں کی۔ بلکہ تمام خدا پرست تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کس کی عبادت کرتے تھے؟ (یعنی آپ کے اجداد) آپؑ نے فرمایا۔! وہ دینِ ابراہیمؑ کے پیروکار تھے اور خانۂ کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا! امام زین العابدین علیہ السلام ہر دن اور رات ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام بھی اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔ علی علیہ السلام کے پانچ سو کھجور کے درخت تھے اور وہ ہر درخت کے قریب دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام عبادتِ الٰہی میں اس قدر کوشش فرماتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی شخص شائید ہی اس قدر کوشش کیا ہو۔ ایک مرتبہ آپ کے فرزند ابو جعفرؑ امام محمد باقر علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کو (کثرتِ عبادت کی وجہ سے) اس حالت میں پایا کہ رات کو جاگنے اور بھوک کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد پڑ چکا تھا (خوفِ خدا سے) رونے کی وجہ سے آنکھیں دھنس چکی تھیں (کثرتِ سجود) کی وجہ سے پیشانی مبارک پر اونٹ

کے گھٹنے کی طرح گھٹا پڑ چکا تھا۔ کثرتِ سجود کے باعث ناک کے درمیان پردہ پر سوراخ ہوگیا تھا۔ نماز میں طویل قیام کی وجہہ سے حضرت کی دونوں پنڈلیاں اور قدمِ مبارک متورم ہو چکے تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ازروئے شفقت حضرت کی یہ حالت دیکھکر اپنے قابو میں نہ رہا اور رو پڑا۔ آپ اس حالت میں کچھ غور وفکر کر رہے تھے۔ میرے حاضر ہونے کے تھوڑی دیر بعد آپ میری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے۔! ائے میرے فرزند! مجھے وہ صحیفے لاکر دو، جس میں میرے دادا امیر المومنین علیہ السلام کی عبارت درج ہے۔

میں نے وہ صحائف لاکر حضرت کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضرتؑ نے تھوڑا سا ان میں پڑھا۔ اور غم اور بے قراری سے ملول ہوکر ان کو رکھ دیا اور فرمایا کہ" امیر المومنین علیہ السلام کی عبادت کے برابر عبادت کرنے کی کس شخص میں طاقت ہے۔"

امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام عبادت کے معاملے میں تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گذار تھے۔ اور آپ کی نماز اور روزہ تمام لوگوں سے زیادہ ہوتا تھا۔ آپ نے لوگوں کو نمازِ شب اور وظیفہ پڑھنے کی تعلیم دی تھی۔ (صفین کی جنگ کے موقع پر) لیلۃ الہریر کی رات تیر آپ کے سامنے بلند ہوکر گر رہے تھے۔ اور آپ کے کانوں کے دونوں گوشوں کے نزدیک سے گزر رہے تھے لیکن آپ کو مطلق اس بات کا کوئی خوف نہیں تھا۔ سجدوں کے طول کے باعث حضرت کی پیشانی مبارک پر اونٹ کے گھٹنوں کی مانند نشاں پڑا ہوا تھا۔

اگر آپ حضرتؑ کی دعاؤں اور مناجات میں غور وفکر کریں تو آپ کو ان میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور جلال کے درس ملیں گے۔ اللہ تعالےٰ کی ہیبت اور عظمت کا آپ کے دل میں خضوع اور خشوع پیدا ہوگا

سید الساجدین امام زین العابدین علیؑ ابن الحُسین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا،

جوعبادت کے انتہائی درجہ پر فائز تھےتو آپ کی عبادت کوآپ کے دادا امیر المومنین علیہ السلام کی عبادت سے کتنا لگاؤ ہے۔فرمایا میری عبادت کو میرے دادا کی عبادت سے اتنا لگاؤ ہے جس قدر میرے دادا کی عبادت کو رسولؐ اللہ صلعم کی عبادت سے لگاؤ تھا۔

روایت میں نقل ہوا ہے کہ جنگِ احد میں علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے پاؤں میں تیر لگا جس کا نکالنا مشکل تھا۔رسولِؐ خدا صلیٰ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔! اس تیر کو اس وقت نکالیں جب علیؑ نماز کی حالت میں ہوں۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔علی علیہ السلام نے نماز پڑھنے کے بعد فرمایا میں بالکل متوجہ نہیں ہوا

امالی شیخ صدوق میں اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام ذکرِ سجدہ میں کہا کرتے تھے: اے مولا میں تجھ سے مناجات اور التجا کر رہا ہوں جس طرح ایک حقیر اور عاجز غلام اپنے آقا سے مناجات کرتا ہے میں تجھ سے حاجت طلب کر رہا ہوں اس کی طرح طلب کر رہا ہوں جو جانتا ہے کہ تو اسے عطا کرے گا اور جو کچھ تیرے پاس ہے اس میں کمی نہیں آئے گی۔اور میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اس کی طرح معافی مانگتا ہوں جو جانتا ہے کہ تیرے سواء کوئی اس کے گناہوں کو معاف نہیں کرے گا اور تجھ پر توکل کر رہا ہوں اس کی طرح جو جانتا ہے تو ہر چیز پر قادر ہے۔

خدایا۔! میری معذرت طلبی تیری بارگاہ میں اس کی معذرت اور معافی کی طرح نہیں ہے جو قبول ہونے سے بے نیاز ہو۔بس میری معذرت کو قبول فرمائے وہ جو گناہگار تیری بارگاہ میں معذرت اور معافی طلب کرتے ہیں

خدایا۔! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اُس روز کے امان کی جس دن مال اور اولاد فائدہ دیں گے سوائے اس کے جو اللہ کے پاس آئے قلبِ سلیم کے ساتھ۔ اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس دن کے امان کا جس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ رہا ہوگا۔ اور کہتا ہوگا کہ کاش میں نے رسولؐ اللہ کے ساتھ راستہ اختیار کر لیا ہوتا' اور میں سوال کرتا ہوں اس دن کے امان کا جس دن مجرم اپنی علامتوں سے پہچان لیئے جائیں گے۔اور

پیشانی اور قدموں کے ساتھ پکڑ لیئے جائیں گے' اور میں سوال کرتا ہوں اس دن کے امان کا جس روز والد اپنی اولاد کے لیئے بدلہ نہ ہوگا۔ اور نہ بچّہ اپنے باپ کے لیئے کوئی کام آئے گا بیشک خدا کا وعدہ حق ہے اور میں سوال کرتا ہوں اس دن کے امان کا جس دن ظالموں کو ان کی معذرت خواہی فائدہ نہ دے گی اور ان کے لیئے لعنت ہوگی اور ان کے لیئے بدترین گھر ہوگا۔ اور میں سوال کرتا ہوں اس دن کے امان کا جس دن کوئی نفس کسی نفس کا کچھ بھی صاحبِ اختیار نہ ہوگا اور حکم اس دن بس خدا کے لیئے ہوگا۔ اور میں سوال کرتا ہوں اس روز کے امان کا جس دن انسان اپنے بھائی' ماں' باپ' عورت اور اولاد سے بھاگ رہا ہوگا۔

اے میرے مولا اے میرے مولا! تو ہی میرا مالک ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور کیا سوائے اس سید و آقا کے کوئی اور بھی بندہ پر رحم کرسکتا ہے میرے مولا! میرے مولا! تو ہی صاحبِ عزّت ہے اور میں ذلیل و خوار ہوں کیا سوائے صاحبِ عزّت کے ذلیل وخوار پر کوئی رحم کرسکتا ہے۔؟

اے میرے مولا! اے میرے مالک! تو ہی عطا کرنے والا ہے اور میں مانگنے والا' اور کیا سوائے عطا کنندہ کے' ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے پر کوئی اور بھی رحم کرسکتا ہے

میرے مولا! میر مولا! تو ہی فریادرس ہے اور میں فریادرسی چاہنے والا! سوائے فریادرس کے فریادی پر کوئی اور بھی رحم کرسکتا ہے؟

میرے مولا! میرے مولا! تو ہمیشہ رہنے والا اور میں دنیا سے گذر جانے والا' کیا سوائے ہمیشہ باقی رہنے والے کے فنا ہوجانے والے پر کوئی اور بھی رحم کرسکتا ہے؟

میرے مولا! اے میرے مولا! تو ہی زندہ ہے اور میں مرجانے والا۔ سوائے تجھ زندہ کے مرنے والے پر کوئی رحم کرسکتا ہے۔؟

اے میرے مولا! اے میرے مولا! تو ہی طاقت ور ہے اور میں ضعیف کیا سوائے صاحبِ غلبہ وقدرت کے کمزور پر کوئی اور بھی رحم کرسکتا ہے۔؟

میرے مولا! اے میرے مولا! تو ہی غنی ہے اور میں فقیر ہوں کیا سوائے غنی کے کوئی اور بھی فقیر پر رحم کرسکتا ہے۔؟

میرے مولا! اے میرے مولا! تو ہی بزرگ ہے اور میں نہایت چھوٹا' کیا سوائے بزرگ کے چھوٹے پر کوئی اور بھی رحم کرسکتا ہے۔؟

اے میرے مولا! اے میرے مولا! تو ہی میرا خداوند و مالک ہے اور میں غلام و بندہ ہوں، کیا اس کے مالک وآقا کے سوائے غلام پر کوئی اور بھی رحم کرسکتا ہے؟(مفاتح الجنان)

آپ قائم الیل اور صائم النہار تھے۔رات اور دن میں ہزار رکعت نماز ادا فرماتے تھے اللہ تعالےٰ کو بھی آپ کی عبادت کا اتنا خیال تھا کہ ایک روز نمازِ عصر قضا ہونے پر سورج کو پلٹا دیا۔آپؑ ارشاد فرمایا کرتے تھے اے معبود! میں تیری عبادت خوفِ جہنّم سے نہیں کرتا اور نہ شوقِ جنّت میں" بلکہ میں نے تجھے لائقِ عبادت اور قابلِ پرستش سمجھا ہے اس لیئے میں تیری عبادت کرتا ہوں۔ (انوار امامت۸۲)

## علیؑ کا خضوع وخشوع:

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین ص ۵۰۱ میں تحریر ہے کہ نماز میں آپ کے استغراق ومحویت کی یہ نوبت تھی کہ ایک مرتبہ جنگِ احد میں تیر لگا تھا پنڈلی میں کہ اسکی بھال بدنِ اطہر میں اُتر گئی تھی اور بلا زحمت شدید نکل نہیں سکتی تھی۔آنحضرتؐ نے فرمایا جس وقت علیؑ نماز کو کھڑے ہوں اس وقت اسکو نکالو کہ ہمہ تن محو یادِ الٰہی ہوتے ہیں اور دنیا و مافیہا سے اصلاً خبر نہیں رکھتے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مصلّہ تمام خون میں تر ہوگیا تھا مگر امامِ اتقیاؑء کو ذرا احساس نہ ہوا حتےٰ کہ بعد فراغتِ نماز پوچھا یہ خون کہاں سے آیا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۱۹ مولاؑ ئے کائنات کا عِلم

## علیؑ مصداقِ ''مَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ'' (الرعد۔آیت:۴۳)

آنحضرتؐ کا ارشاد ''اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا''مَیں عِلم کا شہر ہوں اور علیؑ دروازہ قرآن کہہ رہا ہے وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا. گھروں میں دروازوں سے آؤ۔(البقرہ۔۱۸۹) اورقرآن فرمارہا ہے''وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ '' (آلِ عمران۔۷) قرآنِ کریم کا دعویٰ ہے کہ اس کے اندر سب کچھ ہے جیسا کہ فراتا ہے ۔

''وَلَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ '' (سورۂ انعام۔آیات ۵۹)''ہر خشک و تر کا بیان اس کتاب کے اندر ہے''''لیکن اس کتاب سے ہر شئے کا اخذ کرنا ہر انسان کا کام نہیں۔ اس کے حقائق و دقائق صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جن کو قرآن میں ''راسخونَ فِی العلم'' کہا گیا ہے۔اسکی مثال حاضر ہے ۔ ایک روز معاویہ نے امام حسنؑ سے کہا۔! کا قرآن کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ اُسکے اندر ہر شئے کا بیان ہے۔فرمایا۔! بالکل صحیح ہے اُسنے کہا میری اور آپ کی داڑھی کا بھی ذکر ہے۔فرمایا کیوں نہیں یہ ملحوظ رہے کہ معاویہ کی داڑھی چھدری تھی امام حسنؑ کی گھنی امام حسنؑ نے یہ آیت پڑھی ۔

''وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ''۔ (الاعراف۔۵۸)''جو پاک زمین ہے اُنکا سبزہ خوب گھنا اُگتا ہے جو زمین بنجر ہے اُسکی پیداوار بھی خراب ہے یعنی چھدری گھاس اُگتی ہے''۔

**ایک اور مثال**۔ ایک گھر میں دو عورتوں کو بچّہ پیدا ہوا۔ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔لڑکے والی جب سو رہی تھی، لڑکی والی نے چپکے سے اپنی لڑکی لڑکے والی کے پہلو میں لِٹا دی اور اس کا لڑکا اپنے پہلو میں لِٹایا۔جب لڑکے والی نے اپنے پہلو میں لڑکی دیکھی تو جھگڑا شروع ہُوا۔

آخر یہ قصّہ حضرت عُمر کے پاس پہنچا۔ جب یہ فیصلہ اُن کی سمجھ میں نہ آیا تو حضرت علیؑ کے پاس دونوں کو لے آئے۔ آپؑ نے قنبرؓ سے فرمایا۔! دوشیشیاں ہم وزن لاؤ اور ان میں دونوں کا دودھ بھر کر تولو۔ جس شیشی کا وزن زیادہ ہو وہ دودھ لڑکے والی کا ہے۔ لڑکا اس کا ہے۔ حضرت عُمر نے کہا۔ یہ فیصلہ آپ نے کہاں سے کیا۔ فرمایا۔! قرآن سے۔ انہوں نے کہا قرآن میں اِس کا ذکر کہاں ہے۔ فرمایا۔! کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی ۔

''لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَیَیْنِ''(النساء۔۱۱)(مرد کا حصّہ دو عورتوں کے برابر ہوتا ہے)

حضرت عُمر نے کہا۔ اے ابوالحسنؑ آپ آیت پڑھنے میں جلدی کرتے ہیں۔ ممکن ہے غلطی ہوجائے۔ فرمایا۔ اے عُمر! تمہارے ہاتھ میں کتنی انگلیاں ہیں۔ اُنہوں نے ہنس کر کہا' یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے' پانچ ہیں۔ فرمایا۔! تم نے جواب دینے میں جلدی کی۔ انہوں نے کہا۔ جب یہ میرے سامنے ہیں تو سوچ بچار کیا۔ فرمایا۔! اے عُمر اسی طرح قرآن کے تمام حقائق میری نظر کے سامنے ہیں۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے ۔

''(قرآن کا ظاہر بڑا اچھا ہے لیکن اس کا باطن بڑا گہرا ہے۔)''

اور یہ بھی فرمایا۔! ''نحنُ کُھُوف کُتُبه۔'' ''ہم تمام آسمانی کتابوں کے پہاڑ ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا اگر مَیں چاہوں تو صرف سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستّر اونٹ لاد دوں۔ ''تأْوِیْلِهِ وَمَا یَعْلَمُ تَأْوِیْلَهُ إِلاَّ اللّهُ''(آلِ عمران۔۷) خدا فرماتا ہے قرآن کی آیتوں کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور اُن لوگوں کے جو علم کے بڑے رتبہ پر فائز ہیں۔ انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے رسولؐ اللہ سے پوچھا کہ ''وَالرَّاسِخُونَ فِیْ الْعِلْمِ'' (آلِ عمران۔۷) کون ہیں۔ فرمایا۔! وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ سے نیکی ہو' زبان سچی ہو' دل مستقیم ہو اور جو حرام پیٹ اور فرج سے محفوظ ہوں اور ظاہر ہے کہ یہ صفات معصوم کے سواء دوسروں میں نہیں پائی جاتیں کیونکہ اس اُمّت میں اہلبیتؑ کے سواء کوئی ایسا نہیں جس نے نیکی کے سواء کوئی ظلم نہ کیا ہو۔ کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ دل میں کبھی کوئی غلط خیال نہ گزرا

ہو لقمۂ حلال کے سواء لقمۂ حرام نہ کھایا ہو۔ یہ سب صفتیں علٰحیدہ علٰحیدہ نہیں بلکہ من وعن حیث المجموع اہلبیتؑ کے سواء دوسروں میں نہ ملیں گی۔ راسخون فی العلم وہی ہیں جو یہ نہ کہیں کہ ہم اس کا جواب نہیں جانتے۔ آیاتِ متشابہات کی تاویل اللہ کے سواء کوئی نہیں جانتا تو اب خدا تو کسی کو بتانے کے لئیے نہیں آتا پھر کس سے معلوم کریں ضرور اللہ کے بعد کچھ لوگ ہر زمانہ میں ایسے موجود رہنے چاہئیں جو من عندہٗ علم الکتاب کے مصداق ہوں۔

## علیؑ کا کلام ''سلونی''

کتاب فصل الخطابؔ میں ابن عباسؔ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے عِلم کو دس جز پر پیدا کیا۔ ان میں سے نو جز تو صرف امیر المومنینؑ کو عطا فرمائے۔ اور ایک جز میں تمام عوالم پر تقسیم فرمایا۔ اور خدا کی قسم ہے کہ علیِؑ مرتضیٰ اُس ایک حصّے میں بھی سب پر شریکِ غالب ہے۔

(۱) (ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲۵) کتاب مناقبؔ میں اپنی سند کے ساتھ عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مسجدِ کوفہ کے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا۔! اور کہا۔ لوگو۔! مجھ سے پوچھو۔! خدا کی قسم کتاب اللہ کی جس آیت کے متعلق دریافت کرو گے تو مَیں اس کے متعلق تمہیں آگاہ کروں گا۔ کہ کب نازل ہوئی رات میں نازل ہوئی یا دن میں۔ رسولؐ قیام فرماتے تھے یا آپ سفر پر جارہے تھے تب نازل ہوئی۔ میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر نازل ہوئی کسکے بارے میں نازل ہوئی مومن کے حق میں نازل ہوئی یا منافق کے بارے میں اُتری۔ اللہ کی اس آیت سے کیا مراد ہے۔ عام حُکم کے متعلق تھی یا حُکمِ خاص تھا۔ ناسق ہے یا منسوخ ابن الکواء نے حضرت کی خدمت میں التماس کی مجھے اس آیت

''إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِکَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ''

(البیّنۃ:۷) کے متعلق آگاہ فرمائیے۔ (وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے وہ تمام لوگ اچھے ہیں) آپ نے فرمایا۔! ''وہ لوگ ہم ہیں'' اور ہمارا اتباع کرنے

والے ہیں کہ جن کی پیشانیاں قیامت کے روز چمکتی ہوں گی پانی سے سیراب ہوں گے یہ لوگ اپنی پیشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔

(۲) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔! اللہ تعالیٰ نے ایمان کو شرک سے پاک کرنے کے لئیے فرض کیا ہے۔اور نماز کو خلوص کا امتحان لینے کے لئیے حج کو دین کی تقویت کے لئیے' جہاد کو اسلام کی عزّت کے لئیے' امر بالمعروف کو عوام کی اصلاح کے لئیے' نہی عن المنکر بے وقوفوں کو روکنے کے لئیے' صلۂ رحم تعداد کو بڑھانے کے لئیے' قصاص جانوں کو بچانے کے لئیے' حدود کا قائم کرنا ممنوع باتوں میں عیب لگانے کے احترام میں شراب کا ترک کرنا عقل کی حفاظت کے لئیے' چوری سے بچنے کو عفّت اختیار کرنے کی خاطر' زنا چھوڑنا نسل کی حفاظت کے لئیے' ترک لواطت کرنا نسل بڑھانے کے لئیے' شہادتوں کو تکالیف پر غلبہ پانے کے لئیے' جھوٹ چھوڑنا سچائی اختیار کرنے کے لئیے' سلام کو خوف سے امان کے لئیے' امانت کو اُمّت کے انتظام کے لئیے' طاعت کو امانت کی تعظیم کے لئیے' فرض کیا ہے۔ (ینابیع/۱۱۷)

## علیؑ سے وعلب کا سوال کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے

(۳) کوکبِ درّی صفحہ ۲۹۸ شواہد النبوۃ اور حبیب السیر میں منقول ہے کہ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام عارفوں کے سرادر ہیں۔اور اس جناب کی ایسی باتیں ہیں کہ آپ سے پہلے کسی نے بھی نہیں کی۔اور آپ کے بعد بھی کوئی شخص ایسا کلام نہ کر سکے گا۔ یہانتک کہ ایک روز منبر پر جا کر فرمایا۔ائے لوگو۔! مجھ سے عرش کے ماسواء اور تمام چیزوں کی بابت جو چاہو سوال کرو۔ کیونکہ میرے سینے میں بے شمار علوم ہیں اور لعابِ رسالتؐ پناہ کا اثر ہے اور یہ وہ چیز ہے جو رسولؐ اللہ آلہٖ صلعم نے مجھکو پلائی ہے۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔اگر توریت و انجیل سے بات کرنے کا حُکم ہو۔ تو مَیں مسند بچھاؤں اور اس پر بیٹھ کر خبر دوں۔ ان تمام چیزوں سے جو ان دونوں کتابوں میں ہیں۔ چنانچہ ان دونوں کتابوں والے اس باب میں میرے قول کی تصدیق کرینگے۔

جب امیر المومنینؑ نے یہ بات فرمائی۔اس وقت مجمع میں ایک شخص وعلب یمانی موجود تھا۔اس نے از روئے انکار و کراہ کہا۔اس شخص نے بات کو بہت لمبا چوڑا کیا ہے۔یعنی بہت لمبا چوڑا دعویٰ کیا ہے۔آج مَیں اس سے ایک ایسا سوال کرتا ہوں' جس کے جواب سے وہ عاجز اور قاصر رہ جائے گا۔پس اُٹھ کر کہا یا امیر المومنینؑ میرا ایک سوال ہے۔فرمایا۔! وائے ہو تجھ پر اگر تقویٰ اور دانائی کے لیئے سوال کرتا ہے تو کر۔نہ کہ جنگ وجدال اور تعنّت کی رُو سے۔وعلب نے کہا تو نے ہی مجھ کو اس پر آمادہ کیا ہے۔یہ کہہ کر سوال کیا۔کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے کہ اس کی پہچان کیا ہے۔؟ امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا۔!

لَمْ اَعْبُدُ رَبًّا لَمْ اَرَهُ۔ یعنی مَیں نے اپنے پروردگار کی عبادت نہیں کی جب تک کہ اس کو نہیں دیکھا

وعلب نے کہا آپ نے کیوں کر اسکو دیکھا۔؟ فرمایا۔!

مـا رَاَتـهُ الْعُيُوْنَ بِمُشَاهَدَةِ الْعَيَانِ لٰكِنْ راته الْقُلُوْبُ بِحَقَائِقِ الْعِرْفَانِ یعنی اس کو سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن دیدۂ سِر یعنی باطن کی آنکھ نے برہان عقلی اور حجت کشفی کے طور پر اس کو دیکھا ہے۔یہ سُن کر وعلب نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔کچھ دیر کے بعد ہوش میں آکر بولا۔مَیں نے خدا سے عہد کیا کہ پھر امتحان کے طور پر سوال نہ کروں گا۔امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا۔! تجھ اختیار ہے۔

## علیؑ نے مصر کے بیس سوالوں کا جواب دیا

کوکبِ درّی معارج النبوۃ اور زہرۃ الریاض میں منقول ہے کہ جب آنحضرت صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رحلت کے دس روز بعد ایک اعرابی ہاتھ میں تازیانہ لیئے اور مُنہ پر نقاب ڈالے مسجد میں داخل اور حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا۔**السلام و علیکم یا اصحاب رسول اللہ** جو کچھ تم سے فوت ہوا ہے حق تعالیٰ اس کا عوض تم کو عطا کرے۔

اگر محمدؐ نے انتقال کیا ہے تو اللہ زندہ ہے۔ کبھی نہ مرے گا۔ وہ تمہارا اجر زیادہ کرے۔ اور تمہارا گناہ معاف کرے تمہارے سردار کی موت کے سبب تمہاری مصیبت بہت ہی عظیم اور بزرگ ہوگئی ہے۔ اور کہا تمہارے پیغمبر کا وصی کون ہے۔؟ حضرتِ ابوبکر نے علیؑ مرتضےٰ کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے امیرالمومنینؑ کی طرف مُنہ کر کے کہا۔ ''اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا فَتیٰ ''(اے جوان تم پر میرا اسلام ہو) جنابِ امیرؑ نے فرمایا۔''عَلَیْکَ السَّلامُ یَا مُضَرّوَ صَاحِب البِیْر ''(تجھ پر بھی سلام ہوائے مُضر اور ائے صاحبِ بیِر یعنی کویں والے ابوبکر اور تمام حاضرینِ مسجد امیر المومنینؑ کے جواب سے حیران رہ گئے' اعرابی بولا' ائے جوان! تو نے میرا نام کس طرح سے جانا۔؟ اور مجھکو صاحبِ بیِر کیونکر کہا۔؟ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔! مجھ کو میرے بھائی محمدِ مصطفٰےؐ صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خبر دی ہے۔ اور تیرا تمام حال مجھسے بیان فرمایا ہے۔ اگر تو چاہے تو مَیں تجھ سے بیان کروں۔ مضر نے پوچھا' آپ کا کیا نام ہے۔؟ فرمایا۔! علیؑ ابنِ ابیطالبؑ اور ارشاد فرمایا تو عرب کا رہنے والا ہے اور تیرا نام مُضر اور تیرے باپ کا نام وارم ہے۔ اور تیری عُمر تین سو ساٹھ برس کی ہوچکی ہے۔ ابتداء میں جب تو سو برس کا ہوا۔ تو اپنی قوم کو ڈرایا اور سیّدِ کائنات کے ظہورِ رسالت کی ان کو بشارت دی اور کہا کہ تہامہ (زمین) سے ایک شخص ظاہر ہوگا۔ جس کے رخسارے چاند سے زیادہ نورانی اور اس کا کلام شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ جو کوئی اس سے تمسّک کرے گا (یعنی مطیع وفرمانبردار ہوگا) وہ دارین یعنی دنیا و آخرت میں نجات پائے گا۔ وہ یتیموں' مسکینوں کا باپ ہوگا۔ اور صاحبِ شمشیر ہوگا۔ دراز گوش یعنی گدھے پر سوار ہوگا۔ اور اپنی جوتی میں پیوند لگائے گا۔ خاتمؐ الانبیاؑء اور سیّدؐ الاولیاء ہوگا۔ اس کی اُمّت پانچ وقت نماز پڑھا کرے گی اور ماہِ رمضان کو روزوں میں گذاریگی اور بیتُ اللہ کا حج کیا کریگی۔ ائے میری قوم اس پر ایمان لاؤ۔ جب تو نے ان لوگوں کو اس امر کی طرف رہنمائی کی تو وہ تجھ سے مقابلہ سے پیش آئے۔ اور تیری ایذاء رسانی اور تباہی میں کوشش کی اور تجھ کو ایک گہرے کنویں میں ڈال دیا۔ اور تیرے فکر و تردّد

سے مطمئن ہوگئے۔ چنانچہ اب تک تو اس کنویں میں محبوس اور بند تھا۔ جب آنحضرتؐ نے اس عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرمائی تو حق تعالےٰ نے تیری قوم کو سیلاب سے ہلاک کیا۔ اور تجھ کو اس قید سے نجات دی۔ بعد ازاں عالمِ غیب سے تیرے کان میں آواز پہنچی کہ ''اے مُضَر محمدِ مصطفےٰؐ کا انتقال ہو چکا ہے اور تو اس کے اصحاب میں سے ہے۔ مدینہ میں جا کر اسکی زیارت کر۔ اس لیئے تو رات اور دن منزلیں طے کرتا ہوا یہاں پہنچا ہے۔ تا کہ آنحضرتؐ کی قبر کی زیارت سے مشرّف ہو۔ جب مضر نے یہ باتیں سُنیں تو رونے لگا۔ اور عرض کی! یا علیؑ آپ نے اس قضیئے کو کیونکر معلوم کرلیا۔ اور اس حال پر کہاں سے واقف ہوئے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا! مجھکو سیّدِ کائناتؐ نے خبر دی تھی کہ مُضَر میرے انتقال کے بعد یہاں آئیگا۔ جب تم اس سے مِلو۔ تو میرا اسلام اس کو پہنچانا۔ جب مُضَر نے سلام کی خوشخبری سُنی آنحضرتؐ کے پیغام کی سعادت سے کامیاب ہوا تو آگے بڑھکر امیرالمومنینؑ کے سر پر بوسہ دیا۔ اور بیٹھ گیا۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا! اے مُضَر! اپنے چہرے سے بُرقع اُٹھادے۔ جب اس نے برقع اُٹھایا تو ایک ایسا نور اس کی پیشانی سے نکلا کہ تمام مسجد روشن ہوگئی۔

بعد ازاں اس نے عرض کی۔ میرے کچھ سوال ہیں جن کے جوابات سے نبیؐ یا اُس کے وصی کے سواء اور کوئی واقف نہیں ہے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔! سوال کر۔

وہ بولا (۱) وہ کونسا نر ہے جو ماں باپ نہیں رکھتا۔ (۲) اور وہ کونسی مادہ ہے جو ماں باپ نہیں رکھتی۔ (۳) اور وہ کونسا نر ہے جو بن باپ کے پیدا ہوا۔ (۴) اور وہ کونسا رسول ہے جو نہ تو قومِ جن سے ہے نہ بنی آدم سے اور نہ ملائکہ سے اور نہ چوپاؤں سے اور نہ درندوں سے۔ (۵) اور وہ قبر کونسی ہے جس نے اپنے صاحب کو اپنے ساتھ سیر کرائی۔ (۶) اور وہ حیوان کونسا ہے جس نے اپنے اصحاب کو ڈرایا۔ (۷) اور وہ جسم کونسا ہے جس نے کھایا مگر پیا نہیں۔ (۸) اور وہ زمین کونسی ہے جس پر ابتدائے پیدائش سے صرف ایک دفعہ سورج چمکا ہے اور پھر کبھی نہ چمکے گا۔ (۹) اور وہ جماد کونسا ہے جس نے

زندہ چیز جنی۔ (۱۰) اور وہ عورت کونسی ہے جس سے تین ساعت میں بچّہ پیدا ہوا۔ (۱۱) اور وہ دو ساکن کون سے ہیں جو کبھی حرکت نہ کریں گے۔ (۱۲) اور وہ دو متحرک کونسے ہیں جو کبھی ساکن نہ ہوں گے۔ (۱۳) اور وہ دو دوست کون سے ہیں جو کبھی دشمن نہ ہونگے۔ (۱۴) اور وہ دو دشمن کون سے ہیں جو کبھی دوست نہ ہوں۔ (۱۵) اور شئے کیا ہے۔ (۱۶) اور لاشئی کیا ہے۔ (۱۷) اور سب چیزوں سے خوبصورت چیز کونسی ہے۔ (۱۸) اور سب سے بدصورت کونسی۔ (۱۹) اور رحم میں کونسی چیز سب سے پہلے وابستہ ہوتی اور بنتی ہے۔(۲۰) اور وہ چیز کونسی ہے جو قبر میں سب سے آخر میں گرتی ہے۔

جب مضر نے یہ بیس وال دریافت کیئے تو۔ امیر المومنینؑ نے سب کے جواب تفصیل وار بیان فرمائے۔ کہ اوّل تو نے یہ سوال کیا کہ (۱) وہ نر کونسا ہے جو ماں باپ نہیں رکھتا وہ آدمؑ ہے۔ اور (۲) وہ مادہ جو بن ماں باپ کے پیدا ہوئی۔ حضرتِ حوّاؑ ہے۔ اور (۳) وہ نر جو بن باپ کے پیدا ہوا عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ (۴) اور وہ رسول جو نہ جن وانس سے ہے نہ ملائکہ سے اور نہ چوپاؤں سے اور نہ درندوں سے۔ وہ غُراب یعنی کوّا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قابیل کی تعلیم کے لیئے بھیجا تھا چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ ''فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبحَثُ فِيُ الْاَرض'' (پس اللہ نے ایک کوّے کو مبعوث کیا جو زمین کھودتا تھا)۔ اور (۵) وہ قبر جس نے اپنے صاحب کو سیر کرائی وہ مچھلی تھی جس نے یونس علیہ السلام کو تین دن اپنے پیٹ میں رکھا۔ اور سمندر کے اطراف و جوانب سیر کرائی۔ (۶) اور وہ حیوان جس نے اصحاب کو ڈرایا وہ چیونٹی تھی جو اپنی قوم کے ساتھ رزق کی تلاش میں نکلی اور چیونٹیاں اس ستون پر چڑھ رہی تھیں جو حضرت سلیمانؑ کے سر پر تھا۔ اس چیونٹی نے کہا خبردار اور ہوشیار ہو کہ حضرت سلیمانؑ کے سر پر مٹی نہ گرے۔ اور پیغمبرِ خدا کو تم سے ایذاء نہ پہنچے۔ (۷) اور وہ جسم جس نے کھایا مگر پیا نہیں اور پھر کھایا بھی نہیں وہ موسیٰ علیہ السلام کا عصاء تھا۔ جو جادوگروں کے جادو کو نگل گیا تھا اور اس شان میں یہ آیت ''تَلْقَفُ مَا یَأْفِکُونَ۔'' (الاعراف۔۱۱۷) ''ان باطل صنعتوں کو نگل''

(۸) اور وہ زمین جس پر ایک دفعہ سے زیارہ سورج نہیں چمکا اور پھر نہ چمکے گا وہ دریائے نیل تھا۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے قومِ موسیٰؑ کے لیئے شگافتہ کیا اور اس کی تہہ کو ظاہر کیا اور سورج اس پر چمکا۔ چنانچہ اس کی تہہ سے گرد اُٹھی اور قوم کے گذر جانے کے بعد پانی پھر مِل گیا اور پہلی حالت پر آ گیا۔ (۹) اور وہ عورت جس نے تین ساعت میں بچّہ جنا۔ جنابِ مریمؑ ہے۔ جو ایک ساعت میں حاملہ ہوئی اور ایک ساعت در دِزہ میں مبتلا رہی اور حضرتِ عیسیٰؑ کو جنا۔ (۱۱) اور وہ دو ساکن جو متحرک نہیں ہوتے۔ آسمان اور زمین ہے۔ حرکت سے مُراد ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا مُراد ہے۔ (۱۲) اور وہ دو متحرک جو ساکن نہیں ہوتے۔ سورج اور چاند ہیں۔ (۱۳) اور وہ دو دوست جو کبھی دشمن نہ ہوں گے جسم اور جان ہیں۔ اور (۱۴) دو دشمن جو کبھی دوست نہ ہوں گے موت اور زندگی ہے۔ (۱۵) شئی مومن ہے۔ (۱۶) لاشئیِ کافر ہے۔ (۱۷) اور سب سے زیادہ خوبصورت بنی آدم کی صورت ہے۔ (۱۸) اور سب سے زیادہ بدصورت بدنِ بے سر۔ (۱۹) اور سب سے پہلے جو چیز رحم میں بستہ ہوتی ہے وہ انگشتِ شہادت ہے۔ (۲۰) اور جو چیز جو سب سے اخیر میں قبر کے اندر گرتی ہے وہ ریڑھ کی ہڈی ہے جو کمر کے اخیر پر ہے۔

مُضَر نے اپنے سوالات کے جوابات سُنے۔ اُٹھ کے شاہِؑ مرداں کے فرقِ ہمایون اور ناصیہ میمون پر بوسہ دیا اور اصحاب جو اس مجلس میں موجود تھے سرورِؑ اصفیاء وجہ اللہ کے سرِ مبارک پر بوسے دیئے اور جنابؑ کو علمِ رسولؐ کا وارث اور آنحضرتؐ کا وصی جان کر ان کے فضائل اور مناقب زبانوں پر جاری کیئے۔ اس وقت مُضَر کو رسولِؐ خدا کی قبرِ مطہّر کی زیارت کروائی اور وہیں اسکا دم نکل گیا اور اِسے حضرتِ حمزہؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

## علیؑ نے قیصرِ روم کے خط کا جواب ''سبع المثانی'' کے بارے میں

کوکبِ درّی صفحہ ۳۱۲ میں تحریر ہے کہ تفسیر فخر الدین رازی اور ترجمہ الخواص میں مرقوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رحلت کے بعد قیصرِ روم کی طرف سے ایک

خط مدینہ‘ طیبہ میں آیا۔جس کا مضمون یہ تھا کہ سورۂ فاتحہ تمہاری طرف سے ہم کو پہنچا۔اور اس کے معنوں سے ہم واقف ہوئے۔لیکن ''اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ''میں ایک شبہ گزرتا ہے۔کہ اگرتمہارا دین برحق ہے اوراس کے قبول کرنے سے ضرور طریق قویم اور صراطِ مستقیم پر پہنچ سکتے ہیں تو اس کا طلب کرنا تحصیل حاصل (بے فائدہ) ہے۔اوراگر در حقیقت اپنے دین میں شک رکھتے ہو۔پس ایمان جو یقین کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔تاحال تمہارے دل میں مستحق اورثابت نہیں ہوا۔اس شُبہ کودُورکرو۔اور ''مَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ'' کونسا گروہ ہے؟اور ''ضَآلِّيۡن'' سے کونسافرقہ مُراد ہے۔؟ اگرتم ان سوالات کا جواب مفصّل روانہ کروگے۔تو ہم تمہارے دین میں آجائیں گے۔اوردینِ اسلام کوقبول کرلیں گے۔جب یہ خط پہنچا تو تمام صحابہ نے بابِ مدینۃ العلم کی طرف رجوع کی۔

اورایک سوال تھا کہ قرآن میں کونسا ایسا سورہ ہے جوصرف سات آیتوں پر مشتمل ہے اور اِس میں سات حروف‘ حروفِ تہجی کے نہیں ہیں اِن سوالوں سے عالمِ اِسلام میں ہلچل مچ گئی۔حفّاظ نے شدید غوروفکر کے بعد ہتھیار ڈال دیے حضرت عُمر نے مولاؑئے کائنات کو بُلا بھیجا۔اور یہ سوال سامنے رکھّے۔آپ نے اِرشادفرمایا کہ وہ ''سورۂ الحمدؔ'' ہے اور اِس سورت میں سات حروف ہیں جو اِن میں شامل نہیں ہیں۔ ''ث،ج،خ،ز،ش،ظ،ف''اورفرمایا کہ۔!

''اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ'' کے معنی ہیں ''ثَبِّتۡنَا عَلَيۡهِ فِي الدُّنۡيَا وَ اهۡدِنَا طَرِيۡقَ الۡجَنَّةِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ'' یعنی جوراہِ راست کہ ہم کوتو نے عطا فرمائی ہے۔ہم کو دنیا میں ہماری زندگی کے زمانے میں اس پر ثابت اوراستقامت کی برکت سے جنّت کی طرف ہماری رہبری اوررہنمائی کر۔اوردوسری آیت میں جو ''اِنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسۡتَقِيۡمٌ فَاتَّبِعُوۡهُ'' (یہ میرا راستہ مستقیم اورسیدھا ہے۔پس تم اس کی پیروی کرو) فرمایا ہے۔اوّل تو اس آیت میں صراط کی استقامت یعنی راہ کا مستقیم اور

سیدھا ہونا فرمایا۔اور اس کی حقیقت معین فرمائی۔اور ''مَغضُوبِ عَلَیھِم'' سے یہودی یعنی قومِ یہود مُراد ہیں۔اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کے حق میں دوسرے مقام پر ''وَبَاءُ و بِغَضَبٍ مِّن اَللّٰهِ ۔'' (اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوئے) فرماتا ہے۔ اور ''ضَآلین'' سے قومِ نصاریٰ مُراد ہے۔کیوں کہ انکی شان میں آیۂ ''وَضَلُّوا عَنَ سَوَاءِ السَّبِیلِ'' (اور وہ سیدھی راہ سے گمراہ ہوگئے) نازل ہوا ہے۔

اور جو کوئی محمدؐ اور ان کے اہلِ بیتؑ کے طریق سے منحرف ہوا سی حُکم میں داخل ہے۔اور قیصرِ روم کے خط کے آخر میں لکھا تھا کہ قرآن کی وہ کونسی سورۃ ہے۔جس میں دوزخ کے دروازوں کی شمار کے موافق سات آیتیں ہیں اور سات حروف' حروفِ تہجّی سے اس میں نہیں ہیں کہ ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ جو کوئی اس سورۃ کو پڑھے۔دوزخ کے ساتوں دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔؟

امیر المومنینؑ نے انہی جوابات کے آخر میں تحریر فرمایا۔کہ وہ سورۂ فاتحہ ہے۔جس کو ''سبع المثانی'' کہتے ہیں۔اور وہ سات حروف کہ۔''ثا' جیم' زا' شین' ظا' خا' اور فا ہیں۔'' (ث' ج' ز' ش' ظ' خ' اور ف) اس میں نہیں ہیں۔وہ یہی سورہ ہے جو تم کو پہنچا ہے۔جسکے ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ'' میں تم کو شبہ ہے۔اُس خط کو اپنی مُہر سے مزیّن کر کے بھیج دیا۔جب قیصرِ روم نے پڑھا تو دینِ اسلام کی حقیقت اس پر ظاہر ہوگئی۔لیکن اپنی قوم سے ظاہر نہ کر سکا دل میں اسلام قبول کیا۔اور مسلمان اسیروں کو واپس بھیج دیا۔

## علیؑ نے فرمایا اگر مَیں سورۂ فاتحہ کے معنی لکھوں تو ستّر ۷۰ اونٹ لا ددوں

(۱) تفسیر بحر الدّر اور ریاضؔ القدس میں عبداللّٰہ بن عباس سے منقول ہے کہ ایک دن امیر المومنینؑ نے مجھ سے فرمایا۔! ائے عبداللہ۔! نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر میرے پاس آنا۔جب مَیں گیا تو فرمایا۔! ائے عبداللہ تو الحمد کے الف' لامؔ کے معنی بھی جانتا ہے۔مَیں نے عرض کی کہ ائے امیر المومنینؑ۔! آپ بہتر جانتے ہیں۔پھر ایک پہر رات

تک الف اور لام کے معنی میں اس قدر حقائق بیان فرمائے جن کا ایک شمّہ بھی میرے دل میں نہ گذرا تھا۔ پھر ''الحمد'' کی تفسیر کے متعلق معارف بیان کرنے میں رات کا دوسرا حصّہ پورا کر دیا۔ بعدازاں اپنی زبانِ معجز بیان سے ارشاد فرمایا۔! اے عبداللہ جو کچھ مَیں نے بیان کیا۔ تو نے سُنا۔؟ مَیں نے عرض کی۔! یا امیر المومنینؑ۔! ہاں مَیں نے سُنا اور حیران ہوا۔ اس وقت فرمایا۔ **یَا عبداللہ لو کتبت فی معانی الفاتحہ لا وقرت سبعین بَعیرًا** '' یعنی اے عبداللہ۔! اگر مَیں سورۂ فاتحہ کے معنی لکھوں تو ستّر اونٹ لا ددوں۔

نیز ارشاد فرمایا جو کوئی سورۂ فاتحہ کو درست طور پر پڑھے وہ آتشِ دوزخ سے بے خوف ہو جاتا ہے اور جو کوئی اسکے معنی واجبی طور پر جانتا ہے۔ بہشت اسکے لیئے واجب ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ اس کو اپنے قرب سے معزز فرماتا ہے۔

(۲) الدرالمنظم ' ینابیع المودّت میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام آسمانی کتب کے راز قرآن میں موجود ہیں اور تمام قرآن کا عِلم سورۂ فاتحہ میں موجود ہے۔ تمام سورۂ فاتحہ کا علم **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم** میں موجود ہے۔

تمام بِسم اللہ کے باء میں موجود ہے اور تمام بائے بسم اللہ کا علم باء کے نقطہ میں موجود ہے۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا مَیں وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ کی باء کے نیچے موجود ہے۔

## علیؑ سے دس علماء کا ایک ہی سوال اور علیؑ کے دس جوابات

اربعین علامہ جاءاللہ میں مرقوم ہے کہ جب حدیث ''**اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا**'' بعض خوارج نے سُنی تو ازروئے حسدان کی قوم کے دس عالموں نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ ہم میں سے ہر ایک شخص آپ سے ایک ہی سوال کریگا اگر حضرتؑ نے ہم میں سے ہر ایک شخص کے سوال کا جُدا جُدا جواب دیا۔ تب ہم جانینگے کہ تم بیشک عِلمِ رسولؐ کے شہر کا دروازہ ہو۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔! پوچھو

جوتمہارے دل میں ہے۔تب ایک نے آ کر سوال کیا ۔

(۱)علم بہتر ہے یا مال۔؟

فرمایا۔! علم بہتر ہے مال سے۔اس نے کہا کس دلیل سے فرمایا۔! اس لیئے کہ علم پیغمبروں کی میراث ہےاور مال قارون۔ہامان اور فرعون کی میراث۔

(۲) دوسرے نے پوچھا۔علم بہتر ہے یا مال۔؟

فرمایا۔! علم مال سے بہتر ہے۔کیونکہ مال کا تو خود نگہبان ہے۔اور علم خود تیرا نگہبان ہے۔

(۳) تیسرے کے جواب میں فرمایا۔! کہ علم مال سے بہتر ہے۔اس لیئے کہ مال والے کے دشمن بہت ہیں اور علم والے کے دوست بہت۔

(۴) چوتھے نے بھی وہی سوال کیا۔جواب میں فرمایا۔! علم بہتر ہے مال سے۔کیونکہ مال صرف کرنے سے کم ہو جاتا ہے۔اور علم صرف کرنے سے بڑھ جاتا ہے۔

(۵) پانچویں کے جواب میں فرمایا۔! مال سے علم بہتر ہے۔کیونکہ صاحبِ مال کو بخیل کہتے ہیں اور صاحبِ علم کو کریم۔

(۶) چھٹے کے جواب میں فرمایا۔! علم بہتر ہے مال سے۔اس لیئے کہ مال کی چور سے حفاظت کرنا ضروری ہےاور علم کو حفاظت کی ضرورت نہیں۔

(۷) ساتویں کے جواب میں ارشاد فرمایا۔! کہ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ صاحبِ مال سے کل روزِ قیامت کو حساب طلب کریں گےاور صاحبِ علم سے نہیں۔

(۸) آٹھویں کے جواب میں ارشاد فرمایا۔! علم مال سے بہتر ہے۔کیونکہ مال مدّت کے بڑھنے سے پُرانا ہو جاتا ہےاور علم پرانا نہیں ہوتا۔

(۹) نویں کے جواب میں فرمایا۔! کہ مال سے علم بہتر ہےاس لئے کہ علم سے دل روشن ہو جاتا ہے۔اور مال کی محبت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

(۱۰) دسویں نے سوال کیا علم بہتر ہے کہ مال۔؟ فرمایا۔! علم مال سے بہتر ہےاس

لیئے کہ مالدار فرعون کی طرح خدائی کا دعوٰے کرتا ہے۔اور صاحبِ علم کہتا ہے ''مَا عَبُدُنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ'' (ہم نے تیری عبادت نہیں کی جو تیری عبادت کا حق ہے)

اوران جوابات کے بعد فرمایا۔اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی جان ہے۔اگر تم سوال کرتے رہو جب تک کہ مَیں زندہ ہوں تو ہر سوال کا جواب تازہ اور غیر مکرّر دیتا رہوں گا۔جب انہوں نے یہ علم ودانائی کا مشاہدہ کیا مومن ہو گئے۔

## علیؑ سے ایک یہودی کے سوالات:

احسن الکبار اور کوکبِ دری ۳۳۲ میں مرقوم ہے کہ جب حضرت ابو بکر کے انتقال کے بعد جب حضرت عمر مسند نشین ہوئے تو ایک یہودی عالم نے آ کر کہا۔تم میں کتابِ خدا اور سُنّتِ مصطفٰےؐ کا سب سے بڑا عالم کون ہے۔؟ حضرت عمر نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا۔اس عالم نے کہا۔کہ اے خلیفہ۔! جبکہ تو خود اقرار کرتا ہے کہ علیؑ اعلم ہے تو پھر لوگوں سے بیعت کیوں نہیں لیتا ہے۔پس یہودی نے امیر المومنینؑ سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔! تو ویسا ہی ہے جیسا کہ عمر نے دعوٰے کیا ہے۔امیر المومنینؑ نے فرمایا۔تو جو کچھ چاہتا ہے پوچھ۔تا کہ مَیں جواب دوں وہ بولا۔!مَیں تم سے تین اور تین اور ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔فرمایا۔تو سات کیوں نہیں کہتا۔بولا۔اوّل تین سوال کرتا ہوں۔اگر تم نے جواب دیا۔تو پھر دوسرے سوال بھی کروں گا۔امیرؑ نے فرمایا۔! اگر مَیں نے تیرے سوالات کے جوابات دے دیئے۔تو تو دینِ اسلام میں آجائے گا۔یہودی نے شرط کو قبول کر کے عرض کی۔

یہودی! وہ پہلا پتھر کون سا ہے جو آسمان سے زمین پر نازل ہوا۔؟

حضرت علی علیہ السلام ! یہودی کا گمان ہے کہ یہ بیت المقدس کا پتھر ہے لیکن یہ غلط ہے پہلا پتھر حجرِ اسود ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ بہشت سے زمین پر نازل کیا گیا تھا اور رکن

کے مقام پر رکھا گیا۔ جو آج تک بیت الحرام میں ہے۔

یہودی: وہ چشمہ کونسا ہے جو سب سے پہلے زمین پر جاری ہوا۔؟

حضرت علی علیہ السلام: تمہارے عقیدہ میں پہلا چشمہ وہ ہے جو بیت المقدس کے نیچے سے جاری ہوا۔ لیکن یہ غلط ہے۔ پہلا چشمہ چشمہ حیات ہے۔ جس پر حضرت موسیٰؑ، حضرت خضرؑ، یوشع بن نون اور ذوالقرنین گئے تھے اور جس میں مچھلی گر کر زندہ ہوگئی تھی۔

یہودی: آپؑ نے صحیح فرمایا۔ اچھا اب بتائیے کہ وہ کون سا درخت ہے جو زمین پر سب سے پہلے پیدا ہوا۔؟

حضرت علی علیہ السلام: تم لوگ کہتے ہو کہ پہلا درخت زیتون کا ہے لیکن یہ غلط ہے وہ کھجور عجوہ کا درخت ہے جس کو حضرت آدمؑ اپنے ہمراہ بہشت سے لائے تھا۔ یہودی نے کہا ! آپ نے سچ فرمایا۔ اب دوسرے تین سوال کرتا ہوں۔

یہودی: خاتم الانبیاء کے بعد کتنے امام ہونگے۔ ؟

حضرت علی علیہ السلام۔: خاتم الانبیاءؐ کے بعد بارہ امام ہوں گے جو کسی ظالم کے ظُلم اور کسی مخالف کی مخالفت سے کبھی دل تنگ نہ ہوں گے۔

یہودی: خاتم الانبیاءؐ کس بہشت میں رہینگے۔؟

حضرت علی علیہ السلام: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بہشتِ عدن میں رہیں گے یہ جنت کے وسط میں بہت ہی بلند جگہ ہوگی اور عرش سے بہت قریب ہوگی۔

یہودی: اس منزل میں آپ کے ساتھ اور کون ہوں گے۔

حضرت علی علیہ السلام۔: رسالت مآبؐ کے ساتھ اس منزل میں یہی بارہ امام ہونگے ان کا پہلا میں ہوں اور آخری امام مہدیؑ ہوں گے۔ یہودی نے کہا خدا کی قسم کتابِ ہارون میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اب آپ سے آخری سوال کرتا ہوں۔

یہودی: یہ بتائیے کہ اپنے نبیؐ کے بعد آپ کتنا عرصہ زندہ رہیں گے۔اور آپ کی موت کس طرح واقعہ ہوگی۔ ؟

حضرت علی علیہ السلام:۔ میں نبی صلیٰ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد (۳۰) تیس سال زندہ رہوں گا اور تلوار کے زخم سے شہید ہوں گا۔میرا قاتل ناقۂ صالح کو پے کرنے والے سے بدتر ہوگا۔

یہودی رونے لگا اور اسلام قبول کرتے ہوئے کہا "اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدً رسول اللّٰہ و اشھد انک وصی رسول اللّٰہ" (کتاب احتجاج طبرسیؒ ینابیع المودۃ، کوکب دری)

## علیؑ سے یہود کے علماء کے سوالات

کوکبِ دری میں احسن الکبارؒ سے روایت مذکور ہے کہ خلافتِ حضرت عمر کے زمانے میں یہود کے چند علماء نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی۔ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے چند سوالات کریں۔اگر جواب پائیں تو دینِ محمدیؐ پر ایمان لے آئیں۔حضرت عمر نے کہا۔جو چاہو پوچھو۔وہ بولے۔

(۱) ہم کو آسمان کے قفلوں اور کنجیوں سے آگاہ فرمائیے۔(۲) اور وہ رسول کونسا ہے جو قومِ جن و انس سے نہ تھا۔اور اپنی قوم کو ڈرایا۔(۳) اور وہ پانچ تن کون سے ہیں جن کی پیدائیش رحم کے بغیر ہوئی ہے۔(۴) اور فرمائیے۔ایک۔دو۔تین۔چار۔پانچ۔چھ۔سات۔آٹھ۔نو۔دس۔گیارہ اور بارہ کیا ہے۔؟

حضرت عمر ابنِ خطاب نے کہا مجھکو معذور رکھو۔کیونکہ مجھے نہیں معلوم۔لیکن تم کو ایسے شخص کے پاس لے چلتا ہوں۔جو خدا اور رسولؐ کے حکم کا سب سے زیادہ عالم اور اس اُمّت میں سب سے افضل ہے۔اور یہودیوں کو ساتھ لے کر امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے پاس آئے اور صورتِ حال بیان کی۔امیرؑ نے ان سوالات کے جواب میں ارشاد فرمایا: (۱) آسمان کے قفل سو وہ شرک ہے اور اس کی کنجیاں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ

مُحَمَّد الرَّسُوْلُ اللّٰه کے حروف ہیں۔(۲) اور وہ رسول جو جن و انس سے نہیں اور اپنی قوم کو ڈرایا۔ وہ چیونٹی ہے کہ جب حضرتِ سلیمانؑ کا لشکر اسکی قوم سے گزرا۔ اُس نے اُن سے کہا۔ اپنے گھروں میں گھس جاؤ تا کہ لشکر تم کو پامال نہ کر ڈالے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ۔ یَا أَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمَانُ وَجُنُودُهُ (النحل۔۱۸) (اے چیونٹیو۔! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ کہیں سلیمان اور اس کا لشکر تم کو پامال نہ کر دیں) (۳) اور وہ پانچ تن۔ آدمؑ و حوّا۔ عصائے موسیٰؑ۔ جو اژدہا بن جاتا تھا۔ ناقۂ صالحؑ اور گوسفندِ ابراہیمؑ (جو اسمعیلؑ کا فدیہ ہُوا)

پانچواں جواب اور (۱) ایک خدائے جلّ جلالہٗ ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور (۲) دو آدمؑ و حوّا ہیں۔ (۳) اور تین موالیہ ثلاثہ (یعنی جمادات' نبادات' اور حیوانات) ہیں۔ (۴) اور چار آسمانی کتابیں یعنی توریتِ موسیٰؑ۔ انجیلِ عیسیٰؑ زبورِ داؤدؑ۔ فرقانِ محمدؐ۔ (۵) اور پانچ روزآنہ پنج وقتی نماز ہے۔ (۶) اور چھ بموجب آیۂ کریمہ ۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ أَیَّامٍ (سورۂ ق:۳۸) (اور ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو اوران دونوں کے درمیان کی چیزوں کو چھ روز میں پیدا کیا۔) وہ چھ دن ہیں۔ جن میں حق تعالیٰ نے آسمانوں' زمین اور عالم کو پیدا کیا۔ (۷) اور سات۔ بموجب آیۂ ۔ وَ بینـنـا فـوقـکـم سبعًا شِداداً ۔ (اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان پیدا کیئے)۔ (۸) اور آٹھ وہ آٹھ فرشتے ہیں جو عرش کے اُٹھانے والے ہیں۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے ۔ وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ یَوْمَئِذٍ ثَمَانِیَة۔ (اور تیرے پروردگار کے عرش کو آج کے دن آٹھ اُٹھائیں گے)۔ اور (۹) نو آیات ہیں۔ جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھیجی گئیں۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے ۔ ''تِسَعَ اٰیاتِ بیّنات'' (ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو آیات بینات کے ساتھ فرعون کی طرف بھیجا۔) (۱۰) اور دس وہ عشرہ۔ یعنی دس روز ہیں خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا۔ کہ

تیس روز کوہِ طور میں رہو گے۔اس معیاد کو دس روز بڑھا کرمل کیا۔کہ چالیس روز ہو گئے۔
چنانچہ ارشاد فرماتا ہے ''رواعدنا موسیٰ تلیثٰنَ لیلة وَ اتمقها بعشر ''(اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا اور ایک عشر کے ساتھ یعنی دس روز بڑھا کر کامل کیا)اور عقولِ عشرہ بھی اس کے جواب میں کہہ سکتے ہیں۔اور(۱۱) جو چیز کے گیارہ ہے وہ یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی ہیں۔چنانچہ حق تعالیٰ خبر دیتا ہے قرآن میں'' إِنِّـــی رَأَیْتُ أَحَدَ عَشَرَ کَوْکَباً ''((سورۂ یوسف۔۴)مَیں نے گیارہ ستارے خواب میں دیکھے)۔(۱۲)اور وہ جو بارہ ہیں وہ بارہ چشمے ہیں۔جو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے ظاہر ہوئے۔چنانچہ خدا فرماتا ہے ''اضْرِب بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْناً ۔''(البقرہ۔۶۰)(ہم نے موسیٰؑ سے کہا کہ اپنا عصاء پتھر پر مارے۔پس اس سے بارے چشمے جاری ہو گئے)

جب یہودیوں نے امیر المومنینؑ سے یہ باتیں سُنیں۔تو بولے کے ہم گوادی دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔اور محمدؐ اس کا رسول ہے اور تو یا علیؑ رسولؐ کا وصی اور جانشین ہے ''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ حْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِمَام الْمُتَّقِیْنَ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَ وَصِیُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ''جس طرح ہارونؑ حضرتِ موسیٰؑ کا وصی تھا۔اور سب ایک بار مسلمان ہو گئے۔

## علیؑ ہی وصیِ پیغمبرؐ ہے(قیصرِ روم کے سوالات)

ابی لیلیٰ سے منقول ہے کہ قیصرِ روم نے بہت سا مال سرورِ انبیاءؑ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی خدمت میں بھیجا۔جب وہ مال مدینہ میں پہنچا۔تو آنحضرتؐ کا انتقال ہو چکا تھا۔شاہِ روم کے ایلچیوں نے سارا حال قیصرِ روم کی خدمت میں لِکھ بھیجا۔اس نے جواب میں لکھا کہ جو کوئی ان تین مسئلوں کا جواب دے۔''وہی وصیِ پیغمبرؐ ہے۔'' مال اسکے حوالے کردو۔اور اگر کوئی شخص ان تین سوالات کا جواب نہ دے سکے تو مال واپس

لے آؤ۔شاہِ روم کا ایلچی حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور عرض کیا کیا تو رسولِؐ خدا کا خلیفہ ہے۔جواب دیا۔ہاں! ایلچی نے کہا مجھکو خبر دیجئیے ۔

(۱) وہ چیز کونسی ہے جو خدا کے واسطے نہیں ۔؟

(۲) وہ کونسی چیز ہے جو خدا کے پاس نہیں ۔؟

(۳) وہ کیا چیز ہے جس کو خدا نہیں جانتا۔؟

ابوبکر نے سوالات کے ظاہر پر نظر کر کے کہا یہ کیا کفر ہے جو تو کہتا ہے۔اور عمر ابنِ خطاب بھی اس سے بہت سختی سے پیش آئے۔ابنِ عباس نے کہا۔یہ کیا انصاف ہے کہ تم سائل کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہو۔اس سے کہہ دو کہ ہم نہیں جانتے۔شیخین نے فرمایا۔کیا تو جانتا ہے۔؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔لیکن مَیں اس شخص کو جانتا ہوں، جو ہم سب سے زیادہ تر عالم ہے۔اور وہ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام ہے۔دونوں نے کہا جزاک اللہ سچ کہا۔پس قیصرِ روم کے ایلچی کو امیر المومنینؑ کے بیتُ الشرف پر لے کر آئے۔اس وقت آپ قرآن شریف کی تحریر سے فارغ ہو چکے تھے۔قیصرِ روم کے ایلچی نے بعد تحیات وسلام عرض کرنے کے مذکورہ سوالات پیش کیئے ۔

(۱) فرمایا جو چیز خدا کے واسطے نہیں شریک ہے۔

(۲)اور جو چیز کو خدا نہیں جانتا وہ تمہارا قول ہے جو کہتے ہو کہ عیسیٰؑ خدا کا بیٹا ہے اور خدا اس کو اپنا بیٹا نہیں جانتا۔چنانچہ قرآن میں فرماتا ہے۔ ''بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرضِ ۔''یعنی خدا نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین میں اس کا کوئی بیٹا ہے۔ (۳)اور جو چیز خدا کے پاس نہیں ہے۔وہ ظُلم ہے

یہ جوابات سُن کر قیصرِ روم کا ایلچی بولا۔''اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ حْدَہ، لَا شَرِیْکَ لَہ، وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہ، وَرَسُوْلہ، وَ اَشْھَدُ اَنَّ وَصِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ''اور مال کو امیر المومنینؑ کے سُپرد کر دیا۔اور آنحضرتؑ نے وہ مال اہلِ ایمان پر تقسیم کر دیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۲۰

# عقدِ مولائے کائنات اور جنابِ فاطمۃ الزہراؑ

## علیؑ کی تزویج فاطمہؑ سے بحکمِ خداوندِ عالم

۲ھ ہجری یکم ذالحجہ میں جنگِ بدر کے تین مہینہ بعد روز جمعہ قران السعدین واقع ہوا۔

حسین دیار بکری: تاریخ الخمسین الجزاوّل ص ۴۱۷ پر تحریر ہے حضرت ابوبکر نے آنحضرتؐ سے فاطمہؑ کی خواستگاری کی آپ نے فرمایا کہ اس امر میں میں وحی الٰہی کا منتظر ہوں۔ پھر حضرت عمر نے آنحضرتؐ سے فاطمہؑ کی خواستگاری کی اُنسے بھی یہی کہکر انکار کر دیا۔ بریدہ کہتے ہیں کہ پھر حضرت علیؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فاطمہؑ کی خواستگاری کی۔آپ نے فرمایا ''مرحبا و اھلاً یعنی مبارک ہو بہت خوشی ہے۔''

نکاح کے خطبہ کے دوران آنحضرتؐ نے فرمایا:۔ پھر فرمایا خداوندِ تعالیٰ نے مجھے حُکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کا نکاح علیؑ سے کردوں ۔ پس مںے نے چارسو مشقال چاندی پر نکاح کر دیا۔ یا علیؑ تم راضی ہو۔علیؑ نے جوابدیا میں خدا اور رسولؐ کے ارشاد و فرمان پر راضی ہوں۔ پھر آنحضرتؐ نے فاؑطمہ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے اپنے اہلبیتؑ میں سے سب سے بہترین شخص کیساتھ تمہارا نکاح کیا ہے۔

طبرانی نے جابر سے اور خطیب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا جنابِ رسولِؐ خدا نے کہ خداوندِ تعالیٰ نے ہر ایک نبی کی اولاد کو اسکے اپنے صلب میں قرار دیا لیکن میری اولاد کو صلبِ علیؑ ابن ابیطالبؑ میں قرار دیا۔ (ابن حجر مکی۔صواعق محرقہ)

ابوبکر خوارزمی بلال بن حمامہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ ایک روز

جناب رسالتمآبؐ ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔آپکا رُخِ انور چاند کے ہالہ کی طرح سے نورانی تھا۔عبدالرحمٰن بن عوف نے اُٹھکر عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ آج چہرۂ اقدس پر کیسا نور ہے آپ نے فرمایا مجھے میرے پرورد گار سے میرے بھائی اور ابن عم۔ اور میری بیٹی فاطمہؑ کے متعلق بشارت آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کیساتھ فاطمہؑ کا نکاح کیا ہے اور رضوان خازن جنت کوحُکم دیا ہے اُس نے درخت طوبیٰ کو ہلایا۔وہ بارآور ہو گیا۔ میرے اہلبیتؑ کے دوستوں کی تعداد کے برابر اس میں پتّے ہوئے۔اور ہر ایک پتّے پر برأت از دوزخ یعنی نجات کا رقعہ بن گیا۔شجرِ طوبیٰ کے نیچے نور کے فرشتے پیدا کیئے اور ہر ایک فرشتہ کو وہ نجات کا پروانہ دیا جبکہ قیامت اپنے تمام لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی تو کوئی محبّ میرے اہلبیتؑ کا باقی نہ رہیگا لیکن یہ کہ اس کے اوپر وہ نجات کا پروانہ گریگا۔جو اسکو آگ سے نجات دے گا۔اس طرح میرا بھائی ابن عم اور میری بیٹی میری امّت کے مردوں اور عورتوں کو دوزخ کی آگ سے رہائی دلانیوالے ہونگے۔

## علیؑ وفاطمہؑ کے عقد کے بارے میں

تفسیرِ برہان میں ہے کہ جو کوئی جنابِ رسولِؐ خدا کے پاس جنابِ فاطمہؑ کا پیام لیکر آتا تھا وہ حضرتؐ انکار فرمادیتے تھے یہانتک کہ لوگوں نے پیام دینا چھوڑ دیا اور وہ سب مایوس ہوگئے۔جب آنحضرتؐ کو یہ منظور ہوا کہ اپنی نورِ نظر کا نکاح جنابِ امیر المومنینؑ کے ساتھ کردیں تو جنابِ سیّدہؑ کو بطورِ راز آنحضرتؐ نے اپنے ارادے سے اطلاع دی۔یہ سُنکر جنابِ سیّدہؑ نے گردن جھکالی۔اور عرض کی بابا۔! آپ کی رائے مقدّم ہے آپ کو اختیار ہے۔مگر مَیں نے زنانِ قریش کی زبانی سُنا ہے کہ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کشادہ پیشانی ہیں۔ آنکھیں بڑی بڑی ہیں، ہنس مُکھ ضرور ہیں مگر مالِ دُنیا بالکل نہیں رکھتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔! بیٹا تم کو خبر نہیں ہے کہ خداوندِ عالم نے دُنیا کی طرف توجہ فرمائی تو مجھے تمام مردوں کا نبیؐ بنایا۔پھر دوبارہ توجہ کی تو علیؑ ابنِ

ابیطالبؑ کواُس نے تمام آدمیوں پر میرا وصی مقرر فرمایا۔ پھر تیسری بار توجہ کی تو تم کو زنانِ عالم پر بزرگی بخشی۔اے فاطمہؑ۔! جب مجھے معراج میں آسمان پر بُلایا گیا تو مَیں نے بیتُ المقدّس (بیتُ المعمور) کے پتّھر پر کندہ دیکھا ۔

''لا اِلٰہ اِلاّ اللّٰہُ مُحَمَّدُ رَّسُولُ اللّٰہ ثُمَّ اَیَّدتہٗ بِوَزِیرِہٖ وَنَصرتہٖ بِوَزِیرِہٖ''

(خدا کے سواء کوئی معبود نہیں محمد مصطفٰےؐ خدا کے رسول ہیں۔پھر مَیں نے اپنے رسول کو اُن کے وزیر کے ذریعہ سے قوّت پہنچائی۔اور اُن کے وزیر ہی کے ذریعے سے اُن کی مدد کی) مَیں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ میرا وزیر کون ہے۔؟ جبرئیلؑ نے جواب دیا۔علیؑ ابنِ ابیطالبؑ۔ اے فاطمہؑ۔! جب مَیں سدرۃ المنتہےٰ کے پاس پہنچا تو مَیں نے اُس پر لکھّاہُوا دیکھا ۔

'' اِنّی اَنَا اللّٰہُ لآاِلٰہَ اِلّآ اَنَا وَحدِی مُحَمَّدٌ صَفوَتِی مِنْ خَلقِیْ اَیَّدتُّہٗ بِوَزِیرِہٖ وَ نَصرتہٗ بِوَزِیرِہٖ۔''

یعنی:۔مَیں اللہ ہوں مجھ اکیلے کے سواء کوئی معبود نہیں۔اپنی تمام مخلوق میں سے محمدؐ کو مَیں نے برگزیدہ کیا ہے۔اور اُن کے وزیر کے ذریعے سے مَیں نے اُن کو قوّت پہنچائی اور اُن کے وزیر ہی کے ذریعہ سے مَیں نے اُن کی نصرت کو مَیں نے دریافت کیا یہ میرا وزیر کون ہے۔؟ جواب مِلا علیؑ ابنِ ابیطالبؑ! پھر وہاں سے چل کر مَیں عرش پر پہنچا پس مَیں نے عرش کے ہر ستون پر یہ لکھاہُوا دیکھا ''اَنَا اللّٰہُ لآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ حَبِیبِیْ اَیّدتہ وَنُصرتہٗ بِوَزِیرِہٖ''

یعنی:۔مَیں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔محمدؐ میرے حبیب ہیں مَیں نے اِن کے وزیر سے ان کو قوّت دی اور ان کے وزیر ہی کے ذریعے سے مَیں نے اُن کی نصرت کی۔

جب مَیں بہشت میں گیا تو مَیں نے جنّت میں ایک درخت دیکھا طوبےٰ اُس کا نام ہے۔ جڑ اُسکی علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے گھر میں ہے۔جنّت میں کوئی گھر اور کوئی محل اور کوئی چشمہ ایسا نہیں ہے جس میں طوبےٰ کی شاخ نہو۔طوبےٰ کی شاخوں پر بکثرت جامہ دان ہیں۔جن میں سُندس اور استبرق کے حُلّے ہیں۔ ہر ہر مومن کو دس دس لاکھ جامہ دان عطا ہونگے۔ ہر جامہ دان میں ایک ایک لاکھ حُلّے ہونگے کہ ہر حُلّہ

کا رنگ جُدا جُدا ہوگا۔ وہی اہلِ جنّت کا لباس ہوگا۔ طوبیٰ کے وسط میں ایک پھیلا ہوا سایہ ہے۔ جنّت کی چوڑائی آسمان وزمین کے عرض کے برابر ہوگی۔ یہ اُن لوگوں کیلئے بنائی گئی ہے جواللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ اُس کے سایہ کے نیچے اگر کوئی سوار سو برس تک چلیگا تب بھی اُسے طئے نہ کر سکے گا۔ قولِ باریتعالےٰ ''وَظِلٍّ مَمْدُوْدٍ'' (سورۂ واقعہ) کا یہی مطلب ہے۔ طوبیٰ کے نیچے بہشتی میوے اور اہلِ جنّت کے لیئے لذیذ کھانے اس کی شاخ سے اس کے گُدّوں میں لٹکتے ہوں گے۔ اور طوبیٰ کی ہر شاخ میں سَو ۱۰۰ رنگ کے میوے کچھ ایسے ہونگے کہ اہلِ دُنیا نے دُنیا میں دیکھے اور سُنے ہونگے اور کچھ ایسے ہونگے کہ نہ دیکھے ہونگے اور نہ سُنے ہونگے۔ اور جس وقت اُس درخت سے میوہ توڑا جائیگا فوراً اُس کی جگہ دوسرا نمودار ہوجائیگا۔ نہ کبھی وہ میوے ختم ہونگے اور نہ صرف کرنے سے روکے جائینگے۔ اُس درخت کی جڑ سے ایک نہر نکلی ہے۔ اُس نہر سے چار نہریں اور پھوٹی ہیں۔ ایک نہر پانی کی ہے جس کی بو اور مزہ بدلنے والا نہیں ہے۔ دوسری دودھ کی ہے جس کا ذائقہ کبھی نہ بدلیگا تیسری نہر شراب کی ہے جو پینے والوں کو لذت دیگی چوتھی صاف کیئے ہوئے شہد کی ہے۔

اے فاطمہؑ۔! خداوندِ عالم نے سات (۷) باتوں میں علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کو میرا شریک بنایا ہے۔ سب سے پہلے وہی قبر سے میرے ساتھ اُٹھینگے۔ اور (۲) سب سے پہلے صراط پر میرے ہمراہ کھڑے ہونگے۔ اور دوزخ سے کہینگے اِسے تو لے لے اور اِسے چھوڑ دے۔ (۳) سب سے پہلے لباسِ جنّت سے وہ میرے ساتھ آراستہ کیئے جائینگے۔ (۴) سب سے پہلے عرش کی داہنی جانب وہ میرے ہمراہ جلوس کرینگے۔ (۵) سب سے پہلے میرے ساتھ دروازۂ جنّت کو کھٹکھٹائینگے۔ (۶) سب سے اوّل میرے ہمراہ وہ علیّین میں سکونت گزین ہونگے۔ (۷) پہلے جو شخص سربہ مُہر شرابِ خالص میرے ہمراہ پیئے گا جسکی مہر مشک کی ہوگی وہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہی ہونگے۔ خواہش کرنیوالوں کو

اُس کی خواہش کرنی چاہیئے۔اےئ فاطمہؑ۔! اگر چہ دُنیا میں علیؑ کے پاس مال نہیں ہے تو نہ ہو۔خدائے تعالےٰ اُن کو روزِ قیامت جنّت میں مالا مال کر دیگا۔دُنیا میں بھی علیؑ علم کی دولت سے مالا مال ہے۔خدائے تعالےٰ نے اس کو اپنے علمِ خاص سے مملو کر دیا ہے جو اُنہی کے لیئے مخصوص ہے اور میری تمام اُمّت میں خدا نے علیؑ کو خاص بزرگی بخشی ہے۔ اور یہ جو تم نے بیان کیا کہ اُن کی پیشانی چوڑی اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں اُس کا سبب یہ ہے کہ خلّاقِ عالم نے اُن کو آدم علیہ السلام کی صورت اور صفت کا پیدا کیا ہے۔اور اُن کے دونوں ہاتھ خدائے تعالےٰ نے اس لیئے دراز بنائے ہیں کہ وہ ان ہاتھوں سے دشمنانِ خدا و رسولؐ کو قتل کرینگے۔اور اُنہی ہاتھوں سے خدائے تعالےٰ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دیگا۔اگر چہ مشرکوں کو بُرا لگے۔اور انہی ہاتھوں پر بڑی بڑی فتوحات ظاہر کریگا۔ اور علیؑ ابنِ ابیطالبؑ حکمِ قرآنی کی شانِ نزول کے موافق مشرکوں اور منافقوں کو جو سرکشی کرینگے اور عہد توڑ ینگے اور فاسقوں کو تاویلِ قرآنی کے مطابق قتل کرینگے۔اور خدائے تعالےٰ اُن کے صلب سے جوانانِ بہشت کے دو سردار عطا فرمائے گا جن سے عرشِ خدا کی زینت ہوگی۔اےئ فاطمہ۔! جتنے نبیؑ خدا نے مبعوث فرمائے ہیں ہر ایک کی ذرّیت اُسی نبی کے صلب سے پیدا کی ہے مگر میری ذُرّیت علیؑ کی صلب سے قرار دی ہے۔ **اِن اللّٰہ تعالےٰ جعلِ ذرِیّة علیٰ نبی فی صلبہِ وَ جَعُلَ ذرِّیۃ علی ابنِ ابی طابل علیہ السلام** (صواعق محرقہ، فردوس الاخبار، طبرانی)

اگر علیؑ پیدا نہ ہوتے تو میرے لیئے ذُرّیت ہی نہ ہوتی۔جنابِ سیّدہؑ نے عرض کی۔! بابا مَیں تو اُن کے سواء اور کو ہرگز اختیار نہ کرونگی۔ابنِ عباسؓ نے فرمایا خدا کی قسم علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے سواء کوئی بھی جنابِ فاطمہ زہرا کا (جوڑ) کفو نہ تھا۔

**"لَو لَم یخلِق اللّٰہُ عَلِیّاً لَما کاَنَ لِفَاطِمَۃَ کفواً"** اگر خدائے تعالےٰ علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو بیشک فاطمہؑ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا" (فردوس الاخبار)

## ''مَرج البحرینِ یلتقیان'' (سورۂ رحمٰن)

تفسیرِ مجمع البیان میں حضرت سلمانؓ، سعید بن جبیر اور سفیانِ ثوری سے منقول ہے کہ بحرین سے حضرت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ اور جنابِ فاطمۃ الزہراؑ علیہا السلام اور برزخ سے جنابِ رسولِ خداؐ اور لولوء المرجان سے حسنینؑ مراد ہیں۔

# علیؑ کے عقد کے سلسلہ میں تارے کا اُترنا

علیؑ کے در پر تاروں کا اُترنا یہ مفصّل باب علامہ مجلسیؒ نے بحارالانوار کی ۳۵ ویں جلد میں قائم کیا ہے۔ لیکن ظالمین و غاصبین حکمرانوں کے دَور میں اِن تمام روایات کو تاریخوں سے حذف کر دیا گیا۔ (علیؑ پر سب وشتم کو رائج کِیا گیا) لیکن اللہ کا شُکر ہے کہ کچھ فضائل علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی علماء کی کتابوں میں مِل جاتے ہیں اور کئی ایسی روایتیں بھی ہیں آئمہ طاہرینؑ کی بتلائی ہُوئیں جو ظلم وجَورِ زمانہ کے باوجود سینہ بہ سینہ ہمارے شیعہ علماء ومومنین کے ذریعے ہم تک پہنچتی رہتی ہیں۔ اِس روایت کو کئی علماء نے بیان کِیا ہے جس میں حال ہی میں آیت اللہ منتظر مہدی صاحب (قم، ایران) بھی ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ عقدِ جنابِ سیدہؑ کیلئے جو شرط تھی کہ جس کے در پہ تارا اُتریگا میں اپنی بیٹی کا عقد اُسی سے کرونگا۔ یہ واقعہ علّامہ شیخ نبی توسرکانی نے اپنی کتاب لیالی الاخبار میں تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔ (یہ کتاب پانچ جلدوں میں فارسی اور عربی میں ایران اور عراق میں موجود ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں کہ

| | |
|---|---|
| فاطمہؑ (سلام اللہ علیہا) | ترجمہ: فاطمۃ الزہرا سلام اللہ |
| نہ سالہ شد جبرئیل بر پیامبرؐ | علیہا جب نو سال کی ہوئیں تو |
| نازل گشت و عرض کرد: | جبرئیلِ امین حضرت پیغمبرِ اسلامؐ |
| خداوند بہ تو سلام می | کے پاس نازل ہوئے اور عرض کیا |

رسـانـدومـی فـرمـایـد ذ فاطمہؑ
راشو ہربدم۔
پــس پیــامبرؐ ایـن مـوضـوع
رانـزد اصـحـاب بـر فرمـود و
خـواستـگـار بـرای حضـرت
فاطمہؑ بسیار گشت تا آنکه
پـس از یك ہفته بعد ادشان
بـه ہـزار و ہفتعد نفرد سیکه
ہم اَنہا از ثرو تمندان و رجال
عـرب بـودنـه۔ از جـملـه انـہا
(عبـد الـرحـمٰـن بـن عـوف)
بـود کـه ازبـزر گان صحابه و
صاحب ثروت زیادی بود به
اندازه ای کـه اگر نقدینه اور
ابـرہـزار شتـر حمل مـی کـر
دند باز زیادمی آمد۔ سیصد
عامل داشت که از جانبش
تجارت مـی کـردنـد۔ سیعد و
پنجاه دکان درمکه و مدینه و
طائف و شام داشت کـه کـاء
کـــــنـــــــــان اور
دانـہـا مـی نشتند و تجارت

! خداوندِ عالم بعد درود وسلام فرما
رہا ہے کہ فاطمہؑ کی شادی کردیں۔
بس پیغمبرِ اسلامؐ اس گفتگو کو صحابہ
کے پاس ذکر کیا اور فاطمہؑ زہرا کے
رشتہ کی خبر بہت زیادہ گشت کرنے
لگی یہاں تک کہ ایک ہفتہ گذر گیا
ایک ہزار سات سو خواستگاری کے
لئے رشتہ آ چکے تھے اور سب کے
سب ثروتمند عرب مردوں میں
سے تھے منجملہ اُن لوگوں میں سے
(عبدالرحمٰن بن عوف) تھے کہ جو
بزرگ صحابہ میں سے تھے اور جن کا
شمار ثروتمند عرب لوگوں میں ہوتا
تھا۔ اُسکا اندازہ اِس سے لگایا جاتا
کہ اُن کی نقدرقم کو ہزار اونٹ سے
بیشتر لادا جاسکتا تھا اور تین سو
تجارت کا کام کرنے والے آدمی
موجود تھے اور تین سو پچاس
دوکانیں مکّہ اور مدینہ اور طائف و
شام میں تھیں۔
اُن دوکانوں میں کام کرنے والے
اُس تجارت کو سنبھالنے والے لوگ

می کردند۔ سه هزار خادم داشت که از اموال او نگهداری می نمود و هزار بنده نیز داشت۔ آنقدر گا و گوسفند و اسپ و شتر داشت که بی شماء بودند۔ آنگاه که این مرد ثرو تمند خواستگار حضرت فاطمہؑ صلواۃ اللّٰہ سلام اللّٰہ علیه گشت به پیامبر السلامؑ عرض کرد: تمام اموالم را مهر قرار می دهم و انقدر از نقد بنه و زرو زیور می فرستم که شرح انها نتوان کرد۔

پیامبر (صلیّ اللّٰہُ علیه و آلہٖ) غضبناك شدیند و کفی از ریگها برداشته و لبوی اور یختند که تمام ان ریگها لو لو و مرجان گشت۔ سپس فرمودند: این امر بسیار سخن گفتید! لکن به انید که ابن امر بدست خدا و فاطمہؑ رابه هر که او امر کند خواهم داد۔

بھی الگ تھے جن کی تعداد تین ہزار تھی اور اِس مال کی حفاظت کرنے والے قادموں کی تعداد ایک ہزار تھی اور اِسقدر گائے گوسفند، گھوڑے اوراونٹ تھے کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا تھا۔جس وقت یہ مالدار شخص پیغمبرِؐ اسلام کے پاس فاطمۃ الزہراؑ صلواۃ اللہ علیہ کی خواستگاری کے لئے آیا اور کہا تمام مال کو مہر میں دے دوں گا اور اِسقدر نقد اور زر و زیور بھیجوں گا کہ جس کا شمار کرنا سکت کے باہر ہے۔

پیغمبرِؐ اکرم غصّہ ہوئے اور ایک مٹھّی ریت اُٹھائی اور اُس کے سامنے ڈالدی جوساری ریت لؤلؤ و مرجان ہوگئے۔ اِس کے بعد فرمایا اِس کو لے لو جوتمہارے مال سے کہیں زیادہ ہے۔ اِس کام میں تم نے بہت کچھ کہا لیکن جان لو یہ کام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ فاطمہؑ کے لئے وہ جو حکم دے گا ویسا کروں گا

پـس جبـرئيل نـازل گشـت وپس از ابلاغ سلام عرض كرد : فـاطـمـهؑ رابـه آن كسى كـه ستاره ى زهره درشب جمعه به خانه اس فرودمى آيد تزويج بكن۔

اِس کے بعد جبرئیلؑ نازل ہوئے اور بعد سلام عرض کیا ! فاطمہؑ کی شادی اُس شخص سے کرنا زُہرہ ستارہ شبِ جمعہ جس کے گھر پر اُترے۔

پس اين خبربه اصحاب رسيد و انها خانه خودر از نيت دارند و عهياء نزول كوكب گشتند ـ تا آنكه آن شب فرار سيد و پيامبر (صلىّ اللّٰهُ عليه و آلهٖ) بر پشت بام رفتند و منتظر نزول ستاره گرديدند۔

بس یہ خبر جیسے ہی اصحاب تک پہنچی اُنہوں نے اپنے گھروں کو خوب سجایا ستارے کے اُترنے کے انتظار میں رہے۔ یہاں تک کہ وہ رات آ پہنچی اور آنحضرتؐ گھر کی چھت پر تشریف لے گئے ستارہ کے نزول کا انتظار کرنے لگے

حضرت صديقه طاهره (سلام اللّٰ عليها) نيز پشـت سـر آن حـضـرت نشـتـنـد تـا بيـنند كه چگونه ستاره در خانه آن كسى كه بايد فرود بيايد فرودمى آيد۔ تا اينكه سنيم شب شد و ناگهان ستاره فرور آمد و شب ظلمانى چون روز گرديد۔

حضرت فاطمۃ الزہراؑ سلام اللہ علیہا بھی حضرتؐ کے پیچھے بیٹھ گئیں تاکہ دیکھیں کیسے ستارہ اُس شخص کے گھر پر اُترتا ہے جس سے میری شادی ہو۔ یہاں تک کہ رات کا آدھا حصّہ گذر اتھا اچانک ستارہ نیچے کی طرف اُتر آیا۔اور اندھیری رات اُجالے دن میں بدل گئی۔

وقتی فاطمهؑ (سلام اللّٰه علیها) آن رادید شروع به گفتن (اللّٰه اکبر) نمود نزول ستاره طولانی شد تا سی وچهار مرتبه (اللّٰه اکبر) فرمود ستاره بر بامهائی اصحاب دور زرتا بر بام حضرت علی (علیه السلام) اسقرار بافنه و به خانه اش و اردگشت و به او سلام و تبریك گفت۔

جب فاطمہؑ نے اُس کو دیکھا (اللّٰہُ اکبر) کہنا شروع کِیا ستارہ جتنی دیر میں آیا اُتنی دیر میں چونتیں مرتبہ اللّٰہُ اکبر کہا ستارہ اصحاب کے گھروں کی چھتوں کا چکّر کاٹا یہاں تک کہ حضرت علیؑ کے گھر کی چھت پر ٹھہر گیا اور پھر نیچے اُتر آیا۔ اور اُن کو سلام کِیا مبارکبادی پیش کی۔

فاطمهؑ زهرا (سلام اللّٰه علیها) چون این واقعه رامشاهده فرمود شکر کرد وسی وسه مرتبه (الحمد اللّٰه) گفت چون به این عدد رسید ستاره به سوی آسمان بالا رفت۔ چون فاطمهؑ (سلام اللّٰه علیها) صعود ستاره رادید تعجب نمودو تاسی وسه مرتبه (سبحان اللّٰه) گفت تا اینکه ستاره بر

چونکہ فاطمۃ الزہراؑ اِس واقعہ کو دیکھ رہیں تھیں تینتیس مرتبہ الحمدُ للّٰہ کے ذریعے اللّٰہ کا شُکر ادا کی جتنی دیر ستارہ علیؑ کے در پر رہا اُتنی دیر میں تینتیس مرتبہ الحمدُ للّٰہ کہا۔ جیسے ہی ستارہ آسمان کی طرف بلند ہوتا ہُوا دیکھا فاطمہؑ تعجب کی کہ ستارہ فرش سے عرش کی طرف جارہا ہے تو فاطمہؑ زہرا نے (سبحان اللّٰہ) کہنا شروع کِیا یہاں تک کہ وہ آسمان میں چُھپ گیا اِتنی دیر میں

آســـمـــان و ارد گشـــت ۔ تینتیس مرتبہ (سبحان اللہ) کہا۔

(منبع: لیآ لی الاخبار) (لیآ لی الاخبار، شیخ محمد نبی تو سیر کانی)

**علیؑ ابنِ ابیطالبؑ افتخار:** بحارؔ میں اصبغؔ بن نباتہ سے روایت ہے کہ مَیں نے امیر المومنینؑ سے فرماتے ہوئے سُنا کہ آپؑ فرما رہے تھے! مَیں اپنے متعلق وہ بات کہتا ہوں کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص اپنے متعلق نہیں کہہ سکتا اگر کہے گا تو وہ جھوٹا ہے۔ مَیں نبیِؐ رحمت کا وارث ہوں، اُنہوں نے اپنی بیٹی خیر النساءؑ (جنابِ سیدہؑ) کی تزویج مجھ سے کی ہے اور مَیں تمام اوصیاء میں سب سے بہتر ہوں۔

یہی بات کونبیِ اکرم نے اِرشاد فرمایا ''الخصال'' میں ابوایوبؔ انصاری سے روایت ہے کہ فرمایا نبیِؐ اکرم نے! اے فاطمہؑ! سُنو! اللہ تعالیٰ نے پورے روئے زمین پر نظر ڈالی اور اِس میں سے تمہارے شوہر کو منتخب کیا پھر مجھے بذریعۂ وحی حکم دیا کہ مَیں تمہارا نکاح علیؑ سے کردوں اے فاطمہ! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر کتنا کرم ہے کہ تمہاری تزویج ایک ایسے شخص سے کرنے کا حکم دیا جو اِسلام میں سب سے مقدّم ہے، حلم میں سب سے آگے ہے، اور عِلم میں سب سے زیادہ ہے۔ یہ سُن کر جنابِ فاطمہؑ زہرا خوش ہوئیں۔ حضورِ اکرمؐ نے چاہا کہ وہ فضل وشرف جو اللہ تعالیٰ نے محمدؐ وآلِ محمد علیہم السلام کو عطا فرمایا ہے اُنہیں بیان کر کے جنابِ فاطمۃ الزہراؑ کو اور زیادہ مسرور کریں۔ اِس لئے آپ نے فرمایا اے فاطمہؑ سُنو! علیؑ کو اللہ نے آٹھ خصلتوں سے نوازا ہے۔

۱۔اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان ۔۲۔عِلم ۔۳۔حکمت ۔۴۔تم جیسی زوجہ۔۵۔حسنؑ اور حُسینؑ جیسے فرزند۔۶۔امر بالمعروف کی توفیق ۔۷۔نہی عن المنکر میں جرأت ۔۸۔اللہ کی کتاب کی روشنی میں فیصلے کرنے کی قوّت ۔ (بحار الانوار، ج:۴۳، ص:۱۶۳)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۲۱ مولائے کائنات کی شجاعت

علیؑ سے کسی نے پوچھا! یا علیؑ آپ نے اپنے سے زیادہ کسی کو شجاع و بہادر پایا؟ علیؑ نے فرمایا ہاں! وہ میرے بھائی محمد مصطفےٰؐ احمدِ مجتبےٰ ہیں جو ہزاروں کے مجمع میں حق بات بے خوف کہتے ہیں۔

شجاعتِ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا دُنیا نے لوہا مانا ہے مختلف مما لک مسلم و غیر مسلم وقتِ جنگ، پہلوان اکھاڑوں میں آپکے نام سے مدد حاصل کرتے ہیں۔ بہت سے سپہ سالار اپنی تلواروں پر آپ کا نام اور ذوالفقار کی تصویر بناتے ہیں۔ (آج ساری دنیا کے میوزیم میں کہیں نہ کہیں اُن بادشاہوں کی، سپہ سالاروں کے ہتھیار موجود ہیں) کوئی غزوہ رسُولؐ نہیں جو آپ کے دستِ حق پرست سے فتح نہ ہوا ہو۔

حضرت علیؑ ایسے بے مثل شہسوار تھے جو لشکروں کو بادلوں کی طرح بکھیر دیتے تھے اور کاغذ کی طرح لپیٹ دیتے تھے۔ جنگ ان کے لئیے معمولی بات تھی۔ جدو جہد ان کے آداب میں داخل تھی۔ نصرت ان کی طبیعت تھی دشمن انکی نظر میں ہیچ تھا۔ بڑے بڑے جری، جسور، لوگوں کی گردنیں ان کی تلوار کا نیام تھیں جس جنگ میں وہ نکلے دشمن پر خوف چھا جاتا تھا اور ان کو کہا جاتا تا غالب علیؑ کل غالب علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام۔

حضرت علی علیہ السلام ایک مشرک سے جنگ کر رہے تھے اس نے کہا یا علیؑ آپ کی تلوار مجھے دیدیں۔ حضرت نے اُس کی طرف پھینک دی اس نے کہا اے فرزندِ ابو طالبؑ مجھے آپ کی حالت نے تعجب میں ڈال دیا ہے ایسے وقت میں آپ نے اپنی تلوار مجھے دیدی فرمایا! تونے سوال کا ہاتھ میری طرف بڑھایا تو کریم کی یہ شان نہیں کے سائل کو رد کردے۔ یہ سُن کر اس کافر نے کہا اہلِ دین کی یہی سیرت ہے اور پھر حضرتؑ کے قدموں پر گر کے مسلمان ہو گیا۔

آپ نے عثمان بن حنیف کو لکھا تھا کہ اگر تمام عرب بھی مجھ سے لڑنے کے لئیے جمع ہو جائے تو میں ان سے روگردانی نہ کروں گا۔ اور اگر موقع پاؤں گا تو ان کی گردنیں

کاٹ ڈالوں گا۔ایک مرتبہ رسولِ اکرمؐ نے اہلِ طائف سے فرمایا! قسم ہے اسکی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم نے نماز نہ پڑھی اور زکوٰۃ نہ دی تو میں تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیجوں گا جو مثل میرے نفس کے ہے وہ تمہاری گردنیں ماردیگا۔اور تمہاری ذرّیت کو قیدی بنائے گا۔

موسیٰ علیہ السلام نے جب جادوگروں کے سامنے اپنے عصا کو پھینکا وہ اژدہے کی شکل اختیار کیا اور جادوگروں کے سانپوں کو نگل گیا حکم ہوا موسیٰ اپنا عصا اُٹھالو موسیٰؑ ڈرے اور ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسے اُٹھایا۔لیکن علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے جھولے میں کلّہِ اژدر کو چیر دیا جس وقت فاطمہؑ بنتِ اسد تشریف لائیں اور یہ منظر دیکھا ''حیدر'' کے خطاب سے نوازا۔اژدہا دوٹکڑے ہو چکا تھا اور اسکے سر میں بچے کی انگلیاں پیوست تھے بنی ہاشم کی عورتوں کو بلاکر یہ مشاہدہ کروایا۔ابولہب نے آکر آنحضرتؐ سے کہا کہ اب ہم حلالی اور حرامی کی پہچان کیسے کریں گے۔حُضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جواس بچے سے محبت کرے گا وہ حلالی ہوگا اور جواس سے بغض رکھے گا وہ حرامی ہوگا

شبِ ہجرت رسولِ اکرمؐ کے بستر پر سونا ایسا کارنامہ ایسی جانفشانی اور ایسی قربانی ہے جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے بھی عظیم تر ہے۔اسمٰعیلؑ کا بارادۂ ذبح زمین پر لٹایا جسقدر ابراہیمؑ پر دشوار تھا اس سے بھی زیادہ علیؑ کا تیغ اعداء کے نیچے لیٹنے پر راضی ہونا اسمٰعیلؑ کے زیرِ تیغ پدر لیٹنے سے زیادہ ہے۔اسکے بعد دونوں بھائی ایک دوسرے سے لپٹ کر بہت روئے۔نبیؐ علیؑ کو زیرِ تیغ سلانے کے سبب اور علیؑ نبیؐ کی مفارقت میں بہت گریہ کیا اس وقت مکّہ کے مکانوں میں دروازہ نہ ہوتا تھا اور دیواریں بھی نیچی ہوتی تھیں اسلیئے کفارِ قریش حضرت امیر المومنینؑ کو حضرت رسولؐ کے بچھونے میں سوتا ہوا دیکھ کر گمان کرتے تھے کہ حضرت رسولؐ سورہے ہیں اور حضرتؐ کی طرف پتھر پھینکتے تھے۔

علیؑ بسترِ رسولؐ پر عابدِ شب بیدار ہونے کے باوجود ایسا مطمئن سوگئے جو پھر زندگی میں اسکے قبل اور اسکے بعد کبھی نہیں سوئے۔اور اسی رات خدائے تعالےٰ نے یہ آتیں نازل فرمائیں ؎

**'' وَمِن النَّاسِ مَنُ یَّشرِ ي نفسه' ابتغاء مرضات اللّٰہ و اللّٰہُ رئوف بالعباد ''**

ترجمہ: ''اور بعض لوگوں میں وہ ہے جو بیچتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضا مندی کے لیئے اور خدا بندوں پر شفقت کرنے والا ہے''

رسولِ خداؐ فرماتے ہیں جس رات غارِ ثور میں تھے صبح کو جبرئیل بہت شاد و خنداں آئے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل تم کس لیئے شاد و خنداں ہو۔ کہا یا محمدؐ میں کیونکر خوش نہوں حالانکہ میری آنکھیں اس امر سے روشن ہوئیں کہ خدا نے آپ کے بھائی اور وصی اور آپکی اُمّت کے امام و پیشواء یعنی علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو گرامی کیا ''آپکی عبادت کے سبب شبِ گذشتہ فرشتوں سے مباہات و فخر کرتا تھا اور کہتا تھا اے ملائکہ تم میرے اس بندے کی طرف نظر کرو جو زمین پر میرے پیغمبرؐ کے بعد میری حجّت ہے اور دیکھو وہ کسطرح اپنی جان میرے پیغمبرؐ پر فدا کرتا ہے اور اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیئے اپنا رخسارہ زمین پر رکھے ہوئے ہے۔ پس میں تم کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ وہ خلق کا پیشواء اور تمام مخلوقات کا امیر و مولا ہے۔

جب صبح طالع ہوئی تمام کفارِ قریش تلواریں کھینچ کر حضرت امیر المومنینؑ کیطرف دوڑے۔ خالد بن ولید ان سب کے آگے تھا پس شیرِ الٰہی نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور ان پر حملہ کر کے خالد کو پکڑ کر اسکا ہاتھ اس طرح مروڑا کہ وہ مثلِ شتر فریاد کرنے لگا۔ پھر خالد کی تلوار چھین کر کفارِ قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سبھوں کو بھگا دیا۔ جب سب لوگوں کو گھر سے باہر نکال دیا اوسوقت ان لوگوں نے پہچانا کہ حضرت امیر المومنینؑ ہیں۔ کہا ہم کو تم سے کوئی کام نہیں مگر یہ بتاؤ کہ محمدؐ کہاں ہیں۔

فرمایا۔! کیا تم نے محمدؐ کو میرے سپرد کیا تھا۔ تم نے چاہا تھا کہ انکو مکّہ سے خارج کردیں وہ خود مکّہ سے چلے گئے۔

رسولِ خداؐ کے ہجرت فرمانے کے بعد خود مدینہ میں توقف فرمایا اور جو امانتیں رسولؐ کے پاس تھیں خلائق کی جس میں مشرک، یہودی، کفارِ قریش بھی شامل تھے ان کی امانتوں کو اعلان فرما کے واپس کیا آپ تین روز مکّہ ہی میں رہے جب آپ کے پاس فرمان آیا کہ بہت جلد ہم سے ملحق ہو اور مکّہ میں توقف نہ کرو بعد اسکے امیر المومنینؑ فاطمۃ الزہراؑ سلام اللہ علیہا اور اپنی ماں فاطمہؑ بنت اسد اور فاطمہ بنت زبیر ابن عبدالمطلب کو ہمراہ لیکر مکہ سے باہر نکلے

جب صجنان کے قریب آئے وہاں قریش کے آٹھ سوار صلح انکے پاس پہنچے۔ ان سواروں کو قریش نے حضرت امیرؑ کے تعاقب میں روانہ کیا تھا اوران میں حارث بن امیہ کا غلام بھی تھا جسکو جناح کہتے تھے۔ اور وہ نہایت دلیر اور شجاع تھا جب حضرت امیرؑ کی نظر ان سواروں پر پڑی ابوواقد غلام اور ایمن آپ کے ساتھ عورتوں کے اونٹ ہنکار ہے تھے اسے حکم دیا کہ عورتوں کے اونٹ بٹھا کر عورتوں کو اتار لیں اور خود تلوار کھینچ کر انکی طرف روانہ ہوئے کافروں نے بھی حضرتؑ پر حملہ کیا اور کہا کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ان عورتوں کو لیجا سکو گے، مناسب یہی ہے کہ واپس پہر چلو۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر میں نہ پھرا تو کیا کرلو گے۔ کہا ہم تمہارا سر کاٹ لیں گے اس وقت جناح نے حضرتؑ کو تلوار ماری حضرتؑ نے اسکا وار خالی دیکر ایک تلوار اسکے دوش پر ایسے ماری کہ اسکو دو ٹکڑے کر کے اسکے گھوڑے کے یال پر اوتر آئی پھر حضرتؑ نے مثلِ شیرِ گرسنہ ان کافروں پر حملہ کیا اور اس مضمون کا رجز پڑھنے لگے کہ ''جہد وسعی اور جہاد کرنے والے کی راہ چھوڑ دو میں نے قسم کھائی ہے کہ میں خداوندِ یگانہ کے سواء کسی اور کی عبادت نہ کروں اپنی راہ روکنے والوں کا سر قلم کردوں گا۔

پس وہ کفار متفرق اور پراگندہ ہوئے اور کہا اے فرزندِ ابوطالبؑ ہم سے دست بردار ہو کہ ہم تم سے کچھ کام نہیں رکھتے۔ حضرتؑ نے فرمایا میں علانیہ اپنے پسرعم کے پاس جاتا ہوں جسکو یہ منظور ہو کہ اس کا خون زمین پر بہے وہ میرے پاس آئے۔

علیؑ کو کبھی اپنی جان کی پرواہ نہیں ہوتی تھی مقصدِ حیات اللہ کی وحدانیت' رسولؐ کی اور رسولؐ کے دین کی حفاظت تھی، جسم پر زرہ نہیں ہوتی تھی سر پر خود نہیں ہوتا تھا جو گھوڑا تھا وہ بھی بہت چھوٹا تھا مگر شہسوار ایسا تھا جو مردِ میدان تھا۔ جس قدر علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے مدِ مقابل تھے سب کے سب تجربہ کار عمر رسیدہ فنِ حرب وضرب سے واقف کار سیر وسیراب ہوتے تھے۔

جنگِ بدر میں علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھوں سے ستر کفارِ قریش قتل ہوئے جنگِ اُحد میں جب سارے مسلمان رسولؐ کو چھوڑ کر بھاگے اور حضرتِ حمزہؓ ابن عبدالمطلب کی شہادت ہوگئی تنہا علیؑ رسولؐ کے سامنے کفار سے نبرد آزما تھے اس جنگ میں جبرئیل یہ کہتے

ہوئے آئے **لافتیٰ الّا علیؑ لا سیف اِلّا ذو الفقار** اوراسی جنگ میں ذوالفقارنازل ہوئی۔جنگِ اُحد میں علیؑ کے جسم پر(۸۰)اسی زخم لگے تھےبعض روایتوں میں ہے کہ(۹۰) نوے زخم لگے تھے۔روایتوں میں ہے کہ جب بعدِ اُحدزخموں پر کپڑا باندھتے تھےتو دوسرے زخموں سے خون جاری ہوجاتا تھا۔جنگِ خندق میں جب عمر بن عبدود خندق پھاندکرلشکرِ اسلام کے سامنے آگیاتو سارے مسلمان رسولؐ کے پیچھے ہوگئےاور یوں بیٹھے تھے کہ ہلنے پر شانوں پر سے پرندے اُڑ جائیں گےاوروہ للکاررہا تھا آ کر مجھےقتل کرواور جنت میں جاؤ یا میرے ہاتھ سے قتل ہوکر جنت میں جاؤ۔سوائے علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے کوئی نہیں تھاجوکہتا ''انا یا رسولؐ اللہ '' ہر باررسولؐ علیؑ کو بٹھادیتے تھے۔جب تیسری مرتبہ اجازت دی تواپنے ہاتھوں سے سجایا عمامہ باندھا۔اورفرمایا کُلِّ ایمان کُفر کے مقابل میں جارہاہے۔اور یہ بھی فرمایا کہ جب عمروکوقتل کرکے آرہے تھےتو مسلمانو نے کہا یارسولؐ اللہ علیؑ کس قدر مغرور چال چل رہے ہیں۔آنحضرتؐ نے فرمایااللہ کوعلیؑ کی یہی ادا پیاری ہے اورفرمایاعلیؑ کی ایک ضربت یومِ خندق ثقلین کی عبادتوں سے افضل ہے۔

جنگِ خیبر میں جب انچالیس دن تک خیبر فتح نہ ہواتو آنحضرتؐ نے ارشادفرمایا کل علم اسکو دوں گا جومردہوگا کرّار ہوگا غیرِ فرار ہوگا وہ اس وقت تک نہ لوٹے گا جبتک کہ فتح اسکےقدم نہ چومے۔میدان میں آنے کے بعد پتھر پرعلم کوگاڑا قلعہ پر سے کاہن نے پوچھا نام کیاہےفرمایا''حیدر''اس نے کہا قلعہ ہمارے ہاتھ سے گیااسکے ہاتھ میں فتح وظفرہے

علیؑ نے وصیّت فرمائی تھی کہ میراجنازہ مخفی طور پراُٹھانا سامنے سے جبرئیل ومیکائیل کاندھے دینگےاورتم لوگ پیچھے سے جنازہ اُٹھانا کیونکہ یہ عرب بڑے کینہ ور ہیں۔میں نے ۱۰ہزار سے زیادہ شجاعانِ عرب کوقتل کیاہے۔عام لوگوں کا تو شمار ہی نہیں ہے۔

علیؑ نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ابن ملجم آمادۂ قتل ہےاور ضربت لگائے گااوّل صبح مسجد کو گئےنماز مسجدِ کوفہ میں ادا کی بس بدترین خلائق نےعلیؑ کے سر پرایسی زہرآلود تلوار ماری جوجان لیکرہی رہی۔

اتنی شجاعتِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے باوجود درودِطوسی میں ہے کہ القاباتِ امیرالمومنینؑ

میں صبر ہے اور امام حُسین علیہ السلام کے لیئے شجاعت کا لقب استعمال ہوا ہے۔

## علیؑ کا نام لینے کو دُنیا فتح و کامرانی تسلیم کرتی ہے

دنیا میں عموماً یہ دیکھا گیا ہے جو مظفر و منصور ہوتا ہے کسی فن میں کامل ہوتا ہے اسکی تصویر بنانا اُسکے نام کو مشکل کاموں میں لینا اس کا نام اپنے جسم کے کسی حصّہ پر کندہ کروانا یا اپنی انگوٹھی پر کندہ کروانا باعثِ خیر و برکت تصور ہوتا ہے۔ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے یا جن کو جن سے رغبت ہوتی ہے وہ اپنے کو ان سے منسوب کرنے وابستگی کا اظہار کرنے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیئے استعمال کرتے ہیں۔ جو پسندیدہ ہستی ہوتی ہے اُسکا نام اپنے بچّوں کو رکھنے میں خوشی حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ نام کے اثرات اُس لڑکے میں شاملِ حال ہوں جسکی مثال اگر دُنیا میں خصوصاً ہندو پاک میں اگر ملاحظہ کریں تو اسّی فیصد سے زیادہ نام اس ذاتِ گرامی کا انکے کسی اور نام کے ساتھ منسلک ہوکر موجود ہوتا ہے۔ ان کے باپ دادا کے نام بھی اسی نام کے ساتھ چسپیدہ نظر آتے ہیں وہ ذاتِ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام ہے یا اُنکے بیٹے حَسنؑ و حُسین علیہم السلام ہیں یا اُنکی زوجہ فاطمۃؑ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں یا پھر فخرِ کائنات محمد مصطفیٰ صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نام تقریباً ہر نام کے ساتھ منسلک ملتا ہے اور کچھ نہ کچھ ان ناموں کی خصوصیت کی وجہ سے اسکے اثرات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

اسی کے ذیل میں تاریخوں میں ملتا ہے کہ باوجود ذمی لوگ رسولؐ اللہ کی تکذیب کرتے تھے لیکن علیؑ کو دوست رکھتے تھے۔ فلاسفر اہلِ اسلام سے دشمنی کے باوجود آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ شاہانِ افرنج اور بادشاہانِ روم نے اپنی عبادت گاہوں میں آپ کی تصویر اسی شکل کی بنا رکھی تھی کہ آپ تلوار اُٹھائے ہوئے معرکۂ قتال کی طرف تشریف لے جارہے ہیں۔ ترک اور ویلم کے بادشاہوں نے آپ کی تصویر اسی شکل کی بنا رکھی تھی اور اُس سے کامیابی کا شگون لیتے تھے۔ جواں مردی اور بہادری آپ کی خاص صفت ہے جنگِ احد کے موقع پر آسمان پر ملائکہ کی آواز تھی۔ لا فتیٰ الّا علیؑ لا سیف الّا ذو الفقار۔ (ینابیع المودۃ:۲۴۲)

# باب:۲۲

## مولائے کائناتؑ کے القابات

اَمِیرِ الْمُؤْمِنِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْغَالِبِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْعَادِلِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْمُتَّقِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمُقَمَّسِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْحَاکِمِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْعَارِفِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمَخْبِرِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْوَارِثِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْاَوَّلِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الصَّالِحِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمُحِبِّیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْمُسْلِمِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمُتَفَاخِرِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمُطِیِّیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْمَؤَحِّدِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمَسْجُوْدِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمَشْهِدِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْمُحققِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْجَوْدِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْبَاذِلِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْمُحْسِنِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمُعَظَّمِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمَهَاجَرِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الصَّادِقِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمَخْدُوْمِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ السَّابِقِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْعَاشِقِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمُخَبِّسِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْکَاظِمِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الشَّاهِدِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْقَادِرِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْاَصَامَتِیْن عَلِیٌّ
اِمَام الرَّاکِعِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الطَّاهِرِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْغَازِئِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْمُجْتَحِدِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْعٰلَمِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْغَازِئِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْمُتَکَلِّمِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمَسْبُوْقِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْاَمِیْنِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْمُجَاهِدِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْغٰلِبِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمُبَارِزِیْن عَلِیٌّ
اِمَامُ الْفَاتِحِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمُقْتَدِرِیْن عَلِیٌّ اِمَامُ الْمَقَاتِلِیْن عَلِیٌّ

اِمَامُ الْآخِرِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْمُعَظَّمِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْاَشْجَعِيْن عَلِيٌّ

اِمَامُ الْمُتَعَبِّدِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْمُفَجِّرِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْمُرْشِدِيْن عَلِيٌّ

اِمَامُ الْمُعَلِّمِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْمُقَرَّبِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْمُفَسِّرِيْن عَلِيٌّ

اِمَامُ الْمُقْسِطِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الرَّاشِدِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الطَّيِّبِيْن عَلِيٌّ

اِمَامُ السَّاجِدِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْكَامِلِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْمَكِيْلِيْنَ عَلِيٌّ

اِمَامُ الْمُكْرِمِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الصِّدِّيْقِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الرَّاسِخِيْن عَلِيٌّ

اِمَام الْمُفْلِحِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْوَاصِفِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْمُتَبَرِّئِيْن عَلِيٌّ

اِمَام الشَّافِعِيْن عَلِيٌّ اِمَامُ الْمَالِكِيْن عَلِيٌّ اِمَام الْمخَاضِعِيْن عَلِيٌّ

اِمَام الْحَافِظِيْن عَلِيٌّ اِمَام الْمُبِيْن عَلِيٌّ اِمَام الْمُكَبِّرِيْن عَلِيٌّ

اِمَام الْمُطَهَّرِيْن عَلِيٌّ اِمَام الْخَاشِعِيْن عَلِيٌّ اِمَام الْمُسَبِّحِيْن عَلِيٌّ

اِمَام الْاَرَاوِرِيْن عَلِيٌّ اِمَامِ قَاتِلِ الْكَافِرِيْن عَلِيٌّ بَيْضَةُ الْبَلَدُ عَلِيٌّ

اِمَام الْاَكْمِيْلِيْن عَلِيٌّ اِمَام الرَّاكِعِيْن عَلِيٌّ اَلْهَادِیْ عَلِيٌّ

اِمَامِ قَاتِلِ الْمُنَافِقِيْن عَلِيٌّ اِمَام الرَّاكِعِيْن عَلِيٌّ اَلْقَارِیْ عَلِيٌّ

اِمَامِ قَاتِلِ الْمَارِقِيْن عَلِيٌّ بَرز الْاِيْمَانُ عَلِيٌّ اِمَام بَعْدِ خَيْرِ النَّبِيِّيْن عَلِيٌّ

اِمَام الْوَصِيِّيْن عَلِيٌّ اَلْعَابِدُ عَلِيٌّ اِمَام قَاتِلِ كُفَّارِ الْمُشْرِكِيْن عَلِيٌّ

اِمَام النَّاظِرِيْن عَلِيٌّ اَلنَّقِیْ عَلِيٌّ اِمَام قَاتِلِ نَاكِثِيْن عَلِيٌّ

اِمَام الْمُظَفَّرِيْن عَلِيٌّ اَلصَّابِرُ عَلِيٌّ اِمَام قَاتِلِ قَاسِطِيْن عَلِيٌّ

اَلطَّيِّبُ عَلِیٌّ عَلِيٌّ فَارُوْقِ اَعْظَمُ عَلِيٌّ اَلشَّاكِرُ عَلِيٌّ

كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِیْ اِمَامُ الْمُبِيْن عَلِيٌّ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْن عَلِيٌّ

يَعْسُوْبُ الدِّيْن عَلِيٌّ اَلزَّاهِدُ عَلِيٌّ اَلْمُقْتَدِیْ عَلِيٌّ

اَيْلِيَا عَلِيٌّ اِذْنُ الْوَاعِيَهُ عَلِيٌّ صَاحِبِ حَوْض عَلِيٌّ

سَرتَاجِ اَوْلِیَاءِ عَلِیٌّ وَصِی عَلِیٌّ نَفْسُ الْقَائِمِ عَلِیٌّ

اَخِی رَسُولؐ عَلِیٌّ مِصْبَاحُ الْهُدیٰ عَلِیٌّ وَلِی عَلِیٌّ

طَاهِرُ عَلِیٌّ سَاقِیٔ کَوْثَر عَلِیٌّ کَلِمَةُ التَّقْویٰ عَلِیٌّ

اَلْمَهْدِی عَلِیٌّ نَفْسِ رَسُولؐ عَلِی اَرْیَا عَلِیٌّ

مُقَلِّبُ الْاَحْوَالُ عَلِیٌّ اَلْمُؤْمِنُ عَلِیٌّ کَلِمَةِ بَاقِیَه عَلِیٌّ

کُلِّ اِیْمَانُ عَلِیٌّ نَفْسُ اللّٰهُ عَلِیٌّ مِیْزَانُ الْاَعْمَالُ عَلِیٌّ

قَاطِعُ الْبُرْهَانُ عَلِیٌّ شَبِیْهِ عِیْسٰی عَلِیٌّ مَشِیَّتُ اللّٰه عَلِیٌّ

اَلْقَاضِیُ عَلِیٌّ مُطَهَّرُ عَلِیٌّ کَاسِرُ الْاَصْنَامُ عَلِیٌّ

صِدِّیْقِ اَکْبَرُ عَلِیٌّ سَیْفِ ذُوالْجَلَالُ عَلِیٌّ مَوْلُوْدِ حَرَمُ عَلِیٌّ

خَلِیْفَةُ اللّٰهُ عَلِیٌّ خَیْرَةُ اللّٰهُ عَلِیٌّ نُورُ اللّٰهُ اِمَامُ عَلِیٌّ

حُجَّةُ اللّٰه عَلِیٌّ یَدُ اللّٰه عَلِیٌّ بَابِ مَدِیْنَةُ الْعِلْم عَلِیٌّ

جَنْبُ اللّٰهُ عَلِیٌّ مَوْضَعُ سِرِّهٖ عَلِیٌّ حَقُّ الْیَقِیْن عَلِیٌّ

وَلِیُّ اللّٰه عَلِیٌّ کَلِمَةُ التَّقْوی عَلِیٌّ صَفْوَةُ اللّٰه عَلِیٌّ

فَاتِحِ بَدْرو حُنَیْن عَلِیٌّ سُلْطَانُ الْمُبِیْن عَلِیٌّ سَیِّدِ الْمُتَهَجِّدِیْن عَلِیٌّ

صَالِحِ الْمُؤْمِنِیْن عَلِیٌّ مَضَةَ الْبَلَد عَلِیٌّ بَحْرُ النِّدی عَلِیٌّ

خَلِیْفَةُ الرَّسُولؐ عَلِیٌّ مَعْدَنَّ النَّبُوَّة عَلِیٌّ خَاصِف النَّحلُ عَلِیٌّ

اَلصَّادِقُ عَلِیٌّ صِرَاطُ اللهِ الْوَاضِح عَلِیٌّ اَبُوالْحَسَنُ عَلِیٌّ

اَلْمُرْتَضیٰ عَلِیٌّ وَارِثِ عَلْم النَّبِیِّیْن عَلِیٌّ آیَتِ کُبْریٰ عَلِیٌّ

ذُوالْبَرْقَهُ عَلِیٌّ سَیِّدُ الْاُمَّتُ عَلِیٌّ اَلْمَهْمِیْن عَلِیٌّ

عَیْنُ اللّٰه عَلِیٌّ بَابُ الْمُتَعْلم عَلِیٌّ اِمَامُ الْاُمَم عَلِیٌّ

شَجَرَةُ التَّقْویٰ عَلِیٌّ خَامَةُ اللّٰهُ عَلِیٌّ کَهفُ الْاَنَام عَلِیٌّ

لِسَانُ اللّٰہِ عَلِیٌّ نَفْسُ الْکَرِیْم عَلِیٌّ عَیْبَۃِ عِلْمِہٖ عَلِیٌّ

اَسَدُ اللّٰہِ عَلِیٌّ بَائے بِسْمِ اللّٰہ عَلِیٌّ اَلْاَنْزَاعُ الْبَطِیْن عَلِیٌّ

سَیْفُ اللّٰہِ عَلِیٌّ حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلِیٌّ اَمِیْنُ اللّٰہِ عَلِیٌّ

مَوْلٰی الْکَوْنَیْن عَلِیٌّ اَعْلَامُ الْھُدٰی عَلِیٌّ مَوْلٰی الْمُؤْمِنِیْن عَلِیٌّ

زَوْجِ بَتُوْلؑ عَلِیٌّ صَدْرَۃُ الصَّالِحِیْن عَلِیٌّ وَصِیِّ الْوَصِیِّیْن عَلِیٌّ

قُرْاٰن نَاطِقُ عَلِیٌّ بَدْرُ الدُّجٰی عَلِیٌّ فَاتِحِ خَیْبَرُ عَلِیٌّ

اَلْمُقْتَدٰی عَلِیٌّ اَبُو الْحُسَیْنؑ عَلِیٌّ مَفْصُوْص بالا قُوَّۃ عَلِیٌّ

حَاکِمِ یَوْمِ الدِّیْن عَلِیٌّ نِعْمَۃُ اللّٰہ السَّابِغَۃُ عَلِیٌّ وَالنَّجْمُ التَّلاعُ عَلِیٌّ

حَامِلُ النَّجْوٰی عَلِیٌّ شِجْرَۃُ الطُّوْبٰی عَلِیٌّ اَصْلِ قَدِیْم عَلِیٌّ

بَاب حُطَّۃُ عَلِیٌّ نُوْرُ الْاَنْوَارُ عَلِیٌّ عَنَاصِرُ الْاَخْیَارُ عَلِیٌّ

اَبُو الْآئِمَّۃؑ عَلِیٌّ حَبْلُ الْمَتِیْن عَلِیٌّ وَالْمُنْجِیُ مِنَ الْھَلْکَات عَلِیٌّ

اِسْرَائِیْلُ الْاُمَّۃ عَلِیٌّ صَاحِبُ الدَّلالاتُ عَلِیٌّ نِقْمَۃُ الدَّامِغَۃ عَلِیٌّ

اِذْنِ اللّٰہِ الْوَاعِیَۃُ فِی الدَّوْر عَلِیٌّ بَابُ الرَّحْمَۃُ عَلِیٌّ ھدہٖ الْبَاسِطُ بانعُم عَلِیٌّ

مَجَازِیُ الْخَلْقُ عَلِیٌّ جَاھِدُ النَّاکِثِیْن فِیْ سَبِیْلِک عَلِیٌّ شَافِعِ الزَّرَق عَلِیٌّ

دَیَّان الدِّیْن عَلِیٌّ اَلْمَارِقِیْن اَمْرِک عَلِیٌّ عَمُوْدُ الدِّیْن عَلِیٌّ

سَیِّدِ الصِّدِّیْقِیْن عَلِیٌّ سَلَالَمَ النَّبِیِّیْن عَلِیٌّ دَاعِیُ اِلٰی شَرِیْعَۃِ عَلِیٌّ

خَازِن وَحیِّہِ عَلِیٌّ مَرْغِمِ الْفَجْر عَلِیٌّ شَیْخُ الْمُرْسَلِیْن عَلِیٌّ

نَاصِحُ الْاُمَّۃُ عَلِیٌّ بَابُ الْحِکْمَۃِ عَلِیٌّ مَوَائِدُ الْمُسْتَطْعِمِیْن عَلِیٌّ

اَلْمَوَاسِیُ لِہٖ بنفسہٖ عَلِیٌّ عَیْبَۃَ عِلْمِہٖ عَلِیٌّ وَصِیِّ رَسُوْلؐ رَبّ الْعٰلَمِیْن عَلِیٌّ

نِعْمَۃُ اللّٰہِ الْاَبْرَار عَلِیٌّ لِنَالِیَ لِرَسُوْلِہ عَلِیٌّ اَلنَّاطِقُ بِحُجَّۃ عَلِیٌّ

قَاصِمُ الْکُفْر عَلِیٌّ قَاسِطِیْن فِیْ حکمہ عَلِیٌّ اَلسَّیِّدُ الْمُطَھَّر عَلِیٌّ

عَلِیٌّ قاسمِ طُوبیٰ وَ سَقر عَلِیٌّ اَلشُّجاعِ الغَضنفر عَلِیٌّ اُولیائِک اَصفیائِک
عَلِیٌّ اَلانزاعِ البطین عَلِیٌّ حبیبِ قُلوبِ مؤمنین عَلِیٌّ خلیفتہُ فِی اُمّۃ
عَلِیٌّ نعمۃُ الفجار عَلِیٌّ الاشجعُ المتین عَلِیٌّ خیرۃُ اللّٰہِ خلقِ اجمعین
عَلِیٌّ النّاصرِ المُعین عَلِیٌّ الوالیَ الوَلیُ عَلِیٌّ جوائزُ السّائلین
عَلِیٌّ اَلاِمامِ الوصیُ عَلِیٌّ اَلاِمامَ المُظفّر عَلِیٌّ سِدرۃِ المُنتھیٰ
عَلِیٌّ ابیٔ شبیرٌ وَ شبّرٌ عَلِیٌّ اَلمُخلِصُ الصّفِیُ عَلِیٌّ اَلفرعِ الکریم
عَلِیٌّ ساقیٔ حوضِ الکوثر عَلِیٌّ الاشرفِ المِسکین عَلِیٌّ وَالدُ الآئمّۃُ الابرار
عَلِیٌّ العارفِ المُبین عَلِیٌّ وَلیِ الدّین عَلِیٌّ سِلسِلِ الاطہار
عَلِیٌّ اِمامِ المُشرقین وَالمُغربین عَلِیٌّ بَنی غالبِ عَلِیٌّ جنّۃِ المسکین
عَلِیٌّ مُحکمُ الآیاتْ عَلِیٌّ مُفرّقُ الکتآئب عَلِیٌّ اَیُّھا الوصیُ
عَلِیٌّ اَلسیّد الرّضیُ عَلِیٌّ مولٰی الثّقلین عَلِیٌّ اَلایاتُ البَاھراتُ
عَلِیٌّ زوجِ البتُولؑ عَلِیٌّ اخیِ الرّسُولؐ عَلِیٌّ اَلامیر المُطلقْ
عَلِیٌّ المدفُون بِالغرّیٰ عَلِیٌّ الزّاھِدُ عَلِیٌّ اَلحَاکمِ بالنّصِّ الجلیٰ
عَلِیٌّ الشّاھِدُ عَلِیٌّ العابِدُ عَلِیٌّ اَلمدفُون بالغرّیٰ
عَلِیٌّ الراکِعُ عَلِیٌّ السّاجِدُ عَلِیٌّ اَلاِمامُ بِالحق
عَلِیٌّ الدّافِعُ عَلِیٌّ اِمامُ المَحشَر عَلِیٌّ اَبی الحسنینٌ
عَلِیٌّ ساقیٔ کوثر عَلِیٌّ قاطِع البُرھانُ عَلِیٌّ کُلِّ اِیمانُ
عَلِیٌّ قاصف النّعلُ عَلِیٌّ صولۃَ الحیدریہ عَلِیٌّ ذُوالاذن الوعیہ
عَلِیٌّ وَلیُ اللّٰہ عَلِیٌّ حبیب اللّٰہ عَلِیٌّ خالصۃ اللّٰہ
عَلِیٌّ موضع سِرّہِ عَلِیٌّ نجی اللّٰہ عَلِیٌّ امیرالنّحلُ
عَلِیٌّ حُجّۃ اللّٰہِ اللانامُ عَلِیٌّ نُور اللّٰہِ التّامُ عَلِیٌّ عیبۃ عِلمِہٖ

خَازِن وَحِيهِ عَلِيٌّ بَاب الْمَقَام عَلِيٌّ السَّيِّدِ الْمُطَهَّرُ عَلِيٌّ
الْكَوْكَبِ دُرِّىُّ عَلِيٌّ الشَّجَاعِ الْغضنفَرُ عَلِيٌّ قَاسِمِ طُوبٰى وَ سَقر عَلِيٌّ
البرّ التّقِىُّ عَلِيٌّ البَرُّ الزَّكِىُّ عَلِيٌّ الْإِمَام الْمُظَفَّرُ عَلِيٌّ
اَبِىُّ شُبَيْرٍ وَ شَبَرُ عَلِيٌّ سَاقِئِ حَوْض الْكَوْثَرُ عَلِيٌّ الْاَشْرَف الْمَكِين عَلِيٌّ
الْاَنزَعُ الْبَطِيْنُ عَلِيٌّ وَلِى الدِّيْن عَلِيٌّ الْعَارِف الْمُبِين عَلِيٌّ
الْاَشْجَعُ الْمَتِين عَلِيٌّ السَّيِّدِ الرَّضِىُّ عَلِيٌّ الْحَاكِم بِالنَّصّ الْجَلِى عَلِيٌّ
النَّاصِر الْمُعِين عَلِيٌّ الْوَالِى الْوَلِى عَلِيٌّ الْإِمَامُ الْوَصِى عَلِيٌّ
الْمُخْلِص الصَّفِىُّ

لَيْسَ بَنِىُ غَا لِبُ. مَظْهَرِ الْعَجَائِب. مُظْهِرِ الْغرائِبُ.
مُفَرِّق الكتآئبِ. الشَّبَاب الثَّاقِب. الْهِزبرِ السَالِب.
نُقُطَةِ دَائِرَةِ الْمَطَالِب. اَسَدُ اللّٰهِ الْغَالِب. غَالِبِ كُلِّ غَالِب
مَطْلُوبِ كُلِّ طَالِب صَاحِب الْمفَاخِرُ وَالْمَنَاقِبُ
اِمَام الْمَشَارِقُ وَالْمَغَارِب
اَلَّذِىُ حُبَّهُ فَرضُ 'عَلٰى حَاضِرِ وَالْغَائِب
اَمِيرِ الْمؤْمِنِين
عَلِىٌّ ابْنِ اَبِيْطَالِبٌ
عَلَيْهِ السَّلامُ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۲۳
# مولائے کائنات "سیدفی الدنیاوالآخرۃ"

## علیؑ سیدالمومنینؑ

(۱) جابرابن عبداللہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایاشبِ معراج خدانے مجھکوعلیؑ کے تین القاب القاءفرمائے۔

(۱)سیّد المومنین (۲)امام المتقین (۳) قائد الغر المحجلین (اخرجہ الویلمی ٔارجح المطالب ۳۰۵)

## علیؑ سیدالمسلمین

(۲) نوازبن سمعان کہتے ہیں جب جنابِ امیر علیہ السلام آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرتؐ نے ان کو "مرحبااے "سیدالمسلمین" اے مسلمانوں کے سردار کہہ کر پکارے۔

(۳) انسؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں جنابِ رسولِؐ خدا کی خدمت میں حاضرتھا کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ ابھی ابھی سیدالمسلمین یہاں آئے گا۔اتنے میں جناب امیرؑ حاضرِ خدمت ہوئے۔ (اخرجہ ابن مردویہ)

## علیؑ سیدالعرب

(۱) جناب امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ ایک روز سرورِؐ عالم نے فرمایاعرب کے سردارکومیرے پاس بلاؤ۔حضرت عائشہ کہنےلگیں کیا آپ عرب کے سردارنہیں ہیں۔؟ آپؐ نے فرمایا۔!میں آدمؑ کی تمام اولاد کا سردار ہوں علیؑ عرب کے سردار ہیں۔جب علیؑ تشریف لائے تو حضرتؐ نے انصارکو بلا بھیجا۔ جب تمام انصار حاضر ہوگئےتو آپؐ نے فرمایا۔علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں۔میری دوستی کی وجہہ سے ان کو دوست رکھو۔اورمیری عزت کی وجہہ سے ان کی عزت کرو۔ بیشک جبرئیل نے خدا کایہ پیغام مجھ کودیاہے جومیں نے تم سے بیان کیا۔ (ارجح المطالب ۳۴، ریاض النضرہ وغیرہ)

(۲) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں رسولؐ اللہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ جناب امیرؑ تشریف لائے۔آنحضرتؐ نے فرمایا۔! یہ عرب کے سردار ہیں۔میں نے عرض کیا میرے باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ تو عرب کے سردار ہیں حضرت نے فرمایا تمام عالم کا سردار ہوں۔یہ عرب کے سردار ہیں۔ (ارجح المطالب ۳۵ (اخرجہ البیہقی والحاکم)

(۳) جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا فرماتے تھے اے علیؑ تم مسلمانوں کے سردار، مومنوں کے بادشاہ، اور روشن ہاتھ اور منہ والوں کے پیشواء ہو۔ (اخرجہ الدیلمی)

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسولِ خداؐ نے جنابِ امیرؑ کی طرف نظر کر کے فرمایا تو دنیا وآخرت کا سردار ہے۔ابوعمر، حاکم، اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کو اس قدر لفظوں سے روایت کیا ہے۔لیکن علاّمہ دیلمی نے فردوس الاخبار میں اس حدیث کے ساتھ یہ الفاظ بھی روایت کیئے ہیں۔یا علیؑ جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور تیرا دوست خدا کا دوست ہے اور جس نے تجھ سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا اور تیرا دشمن خدا کا دشمن ہے اس پر افسوس ہے جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے۔ (ارجح المطالب ۳۵)

## علیؑ سیّد الوصیّین

(۱) رسولِ خداؐ نے فرمایا علیؑ اوصیاء کے سردار ہیں (احقاق الحق ۵۵/۱۵۵)

(۲) سعیدؓ بن جبیر نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا! میں نے رسولؐ خدا سے سُنا آنحضرتؐ نے فرمایا! میں پہلے والوں اور آنے والوں کا سردار ہوں اور علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام اوصیاء کے سردار ہیں اور میری اُمّت کے درمیان میرے بھائی، وزیر، وارث اور جانشین ہیں ان کی اطاعت واجب ہے اور ان کی پیروی کرنا فضیلت ہے اور ان کی محبت خدا کی طرف وسیلہ ہے ان کا لشکر خدا کا لشکر ہے ان کے ساتھی خدا کے ساتھی، ان کے دوست خدا کے دوست اور ان کے دشمن خدا کے دشمن ہیں وہ مسلمانوں کے پیشواء اور میرے بعد ان کے مولا اور امیرالمومنین ہیں (اثبات الھداۃ ۶۹/۲، فضائل ۱۵۱)

(۳) پیغمبر اکرم صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا!

جان لیں علیؑ اوصیاء کے سردار، پرہیزگاروں کے پیشواء اور ان سب لوگوں پر میرے جانشین ہیں۔ وہ آئمہؑ کے باپ ہیں ان کی اطاعت میری اطاعت ہے اور ان کی پہچان میری پہچان ہے۔ (فضائل ۴۵۲، اسرار الشھادۃ ۲۴۱)

(۴) امام حُسینؑ نے پیغمبرؐ سے حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا! علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام خدا کے جانشین اور میرے جانشین، خدا کی حجت اور میری حجت ہیں وہ میرے بھائی وزیر اور وصی اور اوصیاء کے سردار اور میری اُمّت کے بہترین فرد ہیں۔ (اثبات الھداۃ ۲/۲۴۲، فضائل ۴۵۲)

(۵) اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں: امیرالمومنینؑ نے فرمایا: میں رسولِ خداؐ کا جانشین، وزیر، وارث ہوں، میں رسولِ خداؐ کا انتخاب کیا ہوا اور ساتھی ہوں میں رسولِ خداؐ کے چچا کا بیٹا ہوں، اور ان کی بیٹی کا شوہر، اور ان کے بیٹوں کا باپ ہوں، میں اوصیاء کا سردار اور پیغمبروں کے سردار کا وصی ہوں۔ میں عظیم حجت اور بزرگ آیات اور اعلیٰ مثال اور محمدؐ کا دروازہ ہوں اور میں اس دنیا کے لوگوں میں سے ’’عروۃ الوثقیٰ، کلمۃ التقویٰ‘‘ اور امین اللہ ’’ہوں (امالی الصدوق ۴۱، فضائل ۴۵۲)

(۶) حضرت امام حُسینؑ ابنِ علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے رسولِ خداؐ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ آپ نے انسؓ سے فرمایا! اےئ انسؓ سید العرب کو میرے پاس لاؤ۔ پس اس نے آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا! کیا آپ سید العرب نہیں ہیں۔؟ آپؐ نے فرمایا۔ ! اےئ انسؓ! میں سید اولادِ آدمؑ ہوں یعنی تمام اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں اور علی علیہ السلام عرب کے سردار ہیں پس علی علیہ السلام کو بلاؤ۔ میں نے علی علیہ السلام کو بلایا جب آپ رسولِ خداؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو رسولِ خداؐ نے فرمایا۔! اےئ انسؓ! انصار کو میرے پاس بلاؤ۔ پس جب انصار بھی آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوگئے۔ اس وقت نبیؐ اکرم نے فرمایا۔! اےئ گروہ۔ میری عزّت واکرام کی وجہ سے ان کی عزّت واکرام کرو۔ یاد رکھو جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کی جبرائیل نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے۔ (امالی شیخ مفید ۸۵)

جنابِ امیرؑ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسالتمآبؐ فرماتے تھے علیؑ مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال ومتاع منافقوں کا بادشاہ ہے۔ (ارجح المطالب ۳۵، اخرجہ الطبرانی)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۲۴ مولائے کائناتؑ کی ولایت

''وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهُ فَأُوْلَـئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ''(سورۂ اعراف:۸)

''اس روز (قیامت میں) اعمال کا تولا جانا برحق ہے پس جن کا پلّہ بھاری ہوگا وہ مقصد میں کامیاب ہونگے۔''

حق عدل ہےاور عدل ولایت ہے۔کیونکہ حق علیؑ ہے جس کا میزان الاعمال ولایتِ علیؑ ہے وہ کامیاب ہے۔''فَأُوْلَـئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ'' یعنی یہی لوگ کامیاب ہیں وہ اہلِ ولایت ہیں جن پر پہلے سے ہی اللہ کی عنایت ہے۔

اگر قیامت کے دن کوئی شخص اچھے اعمال کے پہاڑ لیکر آیا اور ولایتِ علیؑ جو دین کا کمال ہے ساتھ نہ ہوئی تو اعمال خوامخواہ کی مشقّت ہیں جن کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ولایتِ علیؑ کے بغیر دین ناقص ہے کیونکہ ولایت نے دین کو کامل کیا ہے۔صرف اسلام ہی نہیں بلکہ تمام ادیانِ سماوی کو کمال عطا کیا ہے۔وہ اِس طرح کہ دینِ محمدیؐ تمام ادیان کا کمال ہےاور تمام شریعتوں کا خاتم ہےاور تمام رسولوں کی تصدیق کا خاتم ہے۔اور حُبِّ علیؑ دینِ محمدیؐ کا کمال ہےاور اِس خاتم کا خاتم ہے۔وہ اِس طرح تمام کا مہتمم ہے۔ولایتِ علیؑ کمال کو کمال دینے والی ہےاور جمال کو بھی کمال دیتی ہے۔لہٰذا حُبِّ علیؑ ہر دین کا کمال ثابت ہوئی۔کیونکہ اللہ نے تمام انبیاؑء سے ولایتِ علیؑ اقرار لیا تھا۔لہٰذا ہر وہ دین جس میں ولایت اور حُبِّ علیؑ نہیں وہ ناقص ہےاور ناقص کی نہ ہی کوئی قدر و قیمت ہوتی ہےاور نہ ہی کوئی وزن۔ (مشارق انوار الیقین۔ص:۱۷)

## علیؑ عہدِ الست و میثاقِ ازل

تاریخِ اِسلام، نجم الحسن کراروی صفحہ۳ پر تحریر ہے کہ خلاّقِ عالم نے اپنے عِلمِ ذاتی

کے میدان میں کائنات کی حقیقت اور مخلوقات کے قوام وجود کی کہنہ کو جمع کر کے اپنی ربوبیت، محمدِ مصطفےٰؐ کی نبوّت اور علیؑ مرتضیٰ علیہ السلام اور آئمہٴ ہدیٰؑ کی امامت اور وصایت کا اقرار لیا۔ جس دن یہ عہد اور میثاق لیا گیا ہے اِس دن کو ''یومِ الست یومِ ازل'' کہتے ہیں۔ اِن ناموں سے یہ دن اِس لیئے موسوم کیا گیا ہے کہ جب اقرار لیا تھا تو اِس میں سب سے پہلے فرمایا تھا ''الست بربکم'' کیا مَیں تمہارا رب نہیں ہو۔سب نے کہا ''قالو بلےٰ'' بیشک تو ہمارا رب ہے۔اور ازل اِس لیئے کہتے ہیں کہ خدائے ازلی (جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا) نے یہ اقرار لیا تھا۔

حاشیہ قرآنِ مجید مترجمہ حافظ فرمان علی کے صفحہ ۲۷۴ میں ہے۔ ''یہ اقرار عہد الست کا ہے جب دنیا میں کوئی وجود نہ تھا۔اور خدا نے محض اپنی خدائی کا اقرار نہ لیا تھا بلکہ حضرتِ رسولؐ کی رسالت اور حضرت علیؑ کی امامت و ولایت کا بھی اور وہ بھی محض اِنسانوں سے نہیں بلکہ فرشتوں وغیرہ سے بھی یہ حدیث اسی آیت کی تائید یا تفسیر میں وارد ہوئی ہے۔ حضرت رسولِ کریم صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ جانتے کہ علیؑ امیرالمومنین اِس وقت کہلائے جب آدمؑ کا رُوح وجسد درست نہ ہوا تھا چنانچہ خدا فرماتا ہے واذ اخذ۔۔۔۔الست بربکم'' تو فرشتوں نے کہا ''ہاں'' تب خدا نے فرمایا کہ مَیں تمہارا پروردگار ہوں اور محمدؐ تمہارے نبیؐ ہیں اور علیؑ تمہارے امیر ہیں'' (فردوس الاخبار ویلمی باب صفحہ ۱۴)

حیات القلوب جلد ا۔صفحہ ۱۵ میں بہت سی حدیثوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ خلّاقِ عالم نے عالمِ ارواح میں تمام لوگوں سے اپنی وحدانیت محمدِ مصطفےٰؐ کی نبوّت اور امیرالمومنین علیہ السلام اور آئمہٴ طاہرینؑ کی امامت کا اقرار لیا تھا۔

''الست بربکم و محمد نبیکم و علی امامکم و الائمة الھا دون آئمتکم گفتند بلیٰ اور اُن سے کہا کہ کیا مَیں تمہارا رب نہیں اور کیا محمدؐ تمہارا نبی نہیں، اور کیا علیؑ اور دیگر آئمہؑ تمہارے امام نہیں۔؟ سب نے کہا بیشک تو ہمارا رب اور محمدؐ مصطفےٰ ہمارے نبی اور علیؑ مرتضیٰؑ وغیرہ ہمارے امام ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ رسولِ خداؐ فرماتے ہیں کہ دُنیا سے جب کوئی نبیؐ جانے لگتا ہے تو

خدا کا حکم آتا ہے کہ اپنا جانشین مقرّر کردے اور یہ جانشینی اِسی کے اشارے اور حکم سے ہوتی ہے۔خداوندِ عالم نے دیگر انبیاء کی طرح مجھے حکم دیا ہے کہ مَیں اپنا جانشین علیؑ کو بنادوں اِس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ مَیں نے علیؑ کی جانشینی کا ذکر گزشتہ کتابوں میں کیا ہے۔اور اِس پر تمام مخلوقات اور خصوصاً انبیاءِ مرسلین سے عہدو پیمان لیا ہے۔ (تاریخِ اِسلام صفحہ۳۴)

بصائرالدرجات صفحہ۲۲ میں ہے کہ حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے اِس آیت ؂ ''فمنکم مومن و منکم کافر'' کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ عالمِ ذر میں جن لوگوں نے ہماری ولایت کو تسلیم کیا تھا وہ مومن پیدا ہُوئے اور جنہوں نے قبول نہیں کیا تھا وہ کافر خلق ہُوئے۔حضرت امیر المومنینؑ بھی فرماتے ہیں کہ میری ولایت کے انکار کی وجہ سے دُنیا میں ایک ہزار اُمّتیں مسخ ہوئی ہیں۔ (کوکبِ درّی صفحہ۱۱۰)

خداوندِ عالم نے اپنی ربوبیت اور محمدِ مصطفٰےؐ کی نبوّت اور علیؑ مرتضٰےؑ اور دیگر ائمّہؑ کی ولایت کا اقرار لینے کے بعد فرمایا کہ اے محمدؐ مَیں نے تم کو اور تمہارے اہلبیتؑ کو منتخب کرلیا ہے اور اپنے نور اور خزائنِ ہدایت کا امین بنادیا ہے تمہیں ہر چیز سے آگاہ کردیا ہے اور تمہیں مخلوقات پر حجّت بنادیا ہے۔نبوّت تمہارے لیئے ہے اور امامت تمہارے اہلِ بیتؑ کے لیئے ہے۔ (مروج الذہب)

# علیؑ کے در پر تارہ کا اُترنا ولایت کی گواہی کیلیئے

عرفانِ ولایت امیر المومنینؑ باب معجزات صفحہ۳۳۲ پر جناب امام علیؑ نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے در پر تاروں کا اُترنا کوئی ایک دفعہ کی بات نہیں ہے بلکہ کئی مرتبہ مولاؑئے کائنات کی چوکھٹ پر تاروں نے اپنی جبینِ اقدس جھکائی اِس تعلق سے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے تو اپنی پینتیسویں جلد میں ایک باب قائم کیا ہے۔

بروایت امام زین العابدین علیہ السلام ہے کہ جس سال فتح مکہ ہوا۔اصحابِ رسولؐ آنحضرتؐ کی خدمت میں جمع ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ۔! تمام انبیاء کا

یہی دستور رہا ہے کہ جب ان کی نبوّت مستقل ہو جاتی ہے تو کسی کو اپنا وصی اور نائب مقرر کرتے ہیں جو ان کا قائم مقام ہو۔ اور انکے بعد ان کے امر کو جاری رکھے۔ اور ان کی اُمّت بھی انہی کی سیرت پر چلے۔ (آپ بھی کسی کو خلیفہ مقرر فرمایئے) آنحضرتؐ نے جواب دیا۔ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ جس شخص کو میری اُمّت میں سے میرا خلیفہ ہونا پسند فرمائیگا اس کے متعلق آسمان سے ایک نشانی نازل کریگا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ میرے بعد میرا وصی کون ہے۔ پس وہ جناب اُس رات جماعتِ اصحاب کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھ چکے تو اسی وقت لوگ آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے اور وہ رات گھپ اندھیری تھی جس میں چاندنی کا نام نہ تھا۔ یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بڑی روشنی نمودار ہوئی جسنے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا۔ حقیقت یہ تھی کہ ایک ستارہ آسمان سے زمین پر اُترا۔ اس نے گھر گھر چکّر لگائے سارے مدینے میں۔ اور آخر کار جنابِ علیؑ مرتضٰے علیہ السلام کے حجرہ پر آٹھہرا۔ اس کی روشنی بہت تیز تھی۔ اس نے حجرہ کو اس طرح ڈھانپ لیا جیسے تنور کوئی برتن ڈھک جاتا ہے۔ اس کی شعاع نے سارے مکانوں کو روشن کر دیا پہلے تو لوگ پریشان ہو گئے۔ پھر لگے تہلیل و تکبیر کرنے اور یہ عرض کرتے ہوئے حاضر ہوئے کہ یا رسولؐ اللہ۔! ستارہ تو آسمان سے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے حجرہ کی چوکھٹ پر اُترا۔ جابرؓ کا بیان ہے کہ یہ سُنکر آنحضرتؐ کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا خدا کی قسم بس وہی میرے بعد امام اور میرا وصی ہے۔ وہی میرے امور کو قائم و جاری کریگا۔ تم سب اسکی اطاعت کرنا۔ اسکی مخالفت نہ کرنا اور اس سے مقدم نہ ہونا۔ وہ میرے بعد خدا کی زمین میں خدا کا خلیفہ ہوگا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ لوگ آنحضرتؐ کے پاس سے نکلے تو منافقوں میں سے ایک نے کہا یہ اپنے چچیرے بھائی کی نسبت جو کچھ بھی کہتے ہیں خواہشِ نفسانی سے کہتے ہیں (معاذ اللہ) گمراہی اِن پر سوار ہو گئی۔ یہانتک کہ اگر ان کے اختیار میں ہوتا کہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کو نبی بنا دیں تو نبی بنا کے

چھوڑتے۔جابر کہتے ہیں کہ اسی وقت جبرئیلِ امیر نازل ہوئے اور عرض کی یا محمدؐ! علی اعلیٰ بعد تحفۂ درود وسلام فرماتا ہے کہ یہ سورہ پڑھیئے۔

"والنجم اذا ھوی"۔

## علیؑ کو ہر مرنے والا دیکھتا ہے

یا حارث ہمدان من یمن یرنی  مومناً کان اومنا فقا قبلا

اے حارث ہمدان جو شخص بھی مرتا ہے وہ ولی الامر کو ضرور اس وقت دیکھتا ہے۔خواہ وہ مومن ہو یا کافر ہو یا منافق۔کیونکہ ملک الموک اس کے تحت حکم قبض کرتا ہے۔اور فرشتۂ موت اس کے سامنے اس حکم کا اجراء کرتا ہے۔جب تک ولی الامر موجود نہ ہو رُوح قبض نہیں کرسکتا۔ امیر المومنین حضرت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے اِن آیات کے متعلق کسی نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اللّٰهُ یتوفی الانفس الآیه" خدا روحوں کو قبض کرتا ہے دوسری جگہ فرماتا ہے۔ "یتوفاکم ملک الموت" ملک الموت روحیں قبض کرتا ہے "یتوفھم الملٰئکة" فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں

پھر ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے۔"توفته رسلنا" "ہمارے قاصدوں اور رسولوں نے ان کی روح قبض کی"

ایک جگہ فعل قبض روح خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔دوسری جگہ ملک الموت کی طرف تیسری جگہ فرشتوں کی طرف اور چوتھی جگہ رسولوں (قاصدوں) کی طرف نسبت دی گئی۔ایک غیر مسلم نے قرآن میں تناقض وتنافی کے بارے سوال کیا اور کہا کہ ہر ایک کی جانب نسبت کیسی؟ معصومؑ اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔"خدائے پاک اس سے بزرگ و برتر پاک ومنزہ ہے کہ ان امور میں خود تصرف فرمائے۔فعل ولی الامر انجام دیتا ہے اور اسکے ماتحت فرشتے انجام دیتے ہیں اور وہ کارِ خدا کہلاتا ہے کہ خدا نے یہ انجام دیا ہے اکثر اخبار صحیفہ میں وارد ہوا ہے کہ۔

**"لا تقولو فینا ربّا وقولو اما شیئتُم ولن تبلغوا وامر تا صعب مستصعب"**

ہمیں خدا نہ کہو اور پھر ہمارے حق میں جو چاہو کہو ہماری معرفت تک نہ پہنچ سکو گے۔ تمہارا غلو بھی قاصر رہے گا۔اور ہمارا امر نہایت گراں اور دشوار ہے۔

اللہ نے آئمہؑ معصومین کو زمین وآسمان کا مختار بنا دیا ہے ہر شئے باذن اللہ ان کی اطاعت کرتی ہے اور جب یہ کسی امر کو چاہتے ہیں وہ ہوجاتا ہے لیکن یہ وہی چاہتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے۔اللہ نے امام کو کامل بنا دیا ہے وہ خلافِ حق کوئی امر کرتے ہی نہیں اور اس کی مشیّت کے خلاف چلتے ہی نہیں مخلوقات کے امور، تادیب وتعلیم ان کے سپرد کردی ہے۔اسی لیئے خدا فرماتا ہے جو کچھ رسول حکم دے اُس کو تسلیم کرو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔امامؑ جس کو چاہیں مصلحت سمجھیں بیان کریں جس کو چاہے نہ کریں یا روک دیں وہ ان کا اختیار ہے۔اور اس کا بھی اختیار ہے کہ چاہیں ظاہر روایت پر عمل کریں یا اپنے علمِ حقیقی پر جو بذریعہ وحی، والہامِ الٰہی حاصل ہے۔یہ مالکِ دولت زمین وآسمان ہیں جس کو جو چاہیں بخشیں۔جو چاہیں رکھیں خلیفۂ خدا ہیں ملکِ عظیم کے مالک ہیں۔ (کوکبِ دری:۲۵۵)

# علیؑ صاحب الامر

**"وَ آتَیْنَاھُم مُّلْکاً عَظِیْماً"** (سورۃ النساء:۵۴) "اور ہم نے ان کو ملکِ عظیم عطا فرمایا"

ملکِ عظیم ان کی اطاعت ہے کہ ہر شئے ان کی زیرِ نگیں ہے۔جن کی ہر شئے اطاعت کرتی ہے۔جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔امام علیؑ ابنِ موسیٰ رضا علیہ السلام فرماتے ہیں "**الولایة ھی الدین الحق**" ولایت ہی دین ہے۔

جنابِ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ وسلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس وقت مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا اور قاب قوسین وادنیٰ کے مقام تک پہنچا تو میں نے دل کی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور جسمانی آنکھ سے نہیں دیکھا۔پس مَیں نے

اذان واقامت کی آواز سُنی ۔پھرندا آئی۔اے میرے فرشتو۔! اورائے ساکنانِ زمین و آسمان ''انی انا اللّٰہ لا الٰہ الاَّ انا وحدی لا شریک لی ۔سب نے کہا ہم نے اقرار کیا اور گواہی دی پھرندا آئی ائے میرے فرشتو۔! ائے میری زمین وآسمان کے رہنے والو۔ائے میرے عرش کے حاملو۔! ان محمداً عبدی و رسولی ۔سب نے کہا ہم نے اقرار کیا اور گواہی دی۔پھرندا آئی۔ ان علیاً ولی ووصی رسولی والیٰ المومنین بعد رسولی ۔(علیؑ میرا ولی ہے میرے رسولؐ کا ولی ہے اور بعدِ رسولؐ اللہ سب مومنوں کا ولی ہے۔امام جعفرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابنِ عباسؓ نے جب اس حدیث کو سُنا تو کہا کہ مَیں یہ مضمون کتاب اللہ میں پاتا ہوں۔

آیۃ ۔ ''انا عرضنا الامانۃ علی السموٰات والارض والجبال''۔۔

اللہ نے زمین وآسمان اور پہاڑوں کو خلقتِ آدمؑ سے پہلے (قبل) وحی کی کہ مَیں تم میں ذرّیتِ محمدؐ کو خلیفہ بنانے والا ہوں'' تم ان سے کیا کرو گے؟ جب وہ تمہیں پکاریں حکم مانو۔جب وہ پناہ مانگیں تو پناہ دو۔اورائے پہاڑو جب وہ تمہیں پکاریں جواب دو۔اوران کے دشمنوں کے خلاف ان کی اطاعت کرو۔

چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام خطبۂ افتخاریہ (خطباتِ لسان الطاہرین) میں ارشادفرماتے ہیں مجھکو صراط ومیزان۔لواءالحمداور کوثر عطا کیا گیا ہے اور روزِ قیامت مَیں کُل نبی آدمؑ پر مقدّم ہونگا اور مَیں ہی مخلوقات کا باذن حساب لونگا اوران کے درجات میں جگہ دونگا اور اہلِ نار کو مَیں ہی سزا دونگا یہ سب مجھ پر خدا کا فضل اوراس کی عنایت ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ مَیں عجیب آیات والا' اور ساری مخلوقات کے اسرار کا عالم ہوں مَیں خدا کا آہنی سینگ دشمنوں کو فنا کرنے والا ہوں مَیں ہی فرشتوں کو انکے عہدوں اور مرتبوں پر فائز کرنے والا ہوں۔مَیں نے خدا کی طرف سے عالم ازل میں ارواح سے عہد لیا تھا۔ اور میری زبان میں اس نے ''الست بربکم'' کہا تھا یا میری ہی ولایت کا ان سے عہد لیا گیا ہے۔مَیں ہمیشہ اس کی مخلوق میں اس کا بولتا ہُوا کلمہ رہا ہوں۔آگے فرماتے ہیں

کہ اگر سب کی اطلاع تم کو دوں تو تم تکذیب کر کے کافر ہو جاؤ گے۔ مَیں بابُ الیقین اور امیر المومنین ہوں مَیں ہی آسمانی اور زمینی بادشاہت کا مالک ہوں۔ مَیں ہی مایوسی کے بعد بارشِ رحمت لانے والا ہوں۔

پھر آگے فرماتے ہیں اے لوگو! اپنے پروردگار کو صفاتِ عبودیت سے منزہ اور پاک رکھو۔ کھانے پینے، چلنے پھرنے، رونے سُننے والے بندے کو ربُ العالمین نہ کہو۔ (کوکبِ دری:۵۷)

## (علیؑ کی خلافتِ الٰہیہ مطلقہ)

کوکبِ دری صفحہ ۳۴، ۳۵ خلیفۂ خدا اللہ تعالیٰ کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اور وہ اسکی بعض صفات کا مظہر اور جامع جمیعِ صفاتِ کمالیہ کا مظہر ہوتا ہے۔ اس لیئے ہر امرِ الٰہی لازمی ہے کہ اس سے ظاہر اور اس کے تحت ولایت صادر ہو۔ اس لیئے دنیا و مافیہا اس کے ہاتھ میں ہے وہی یدُ اللہ ہے۔ جو کچھ خدا کرتا ہے۔ اسی ہاتھ سے کرتا ہے۔ خلقتِ عالم اسی ہاتھ سے ہے۔

"وخمرت طینت آدم بیدی اربعین صباحاً" "اور خمیر طینِ آدمؑ اسی ہاتھ سے ہے۔"

"قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ" "اے شیطان تجھ کو کس چیز نے منع کیا کہ تو اس کو سجدہ نہ کرے جس کو مَیں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔" (سورۂ ص:۷۵)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قرآنِ مجید میں "لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (الزمر:۶۳) اسی دستِ الٰہی میں زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں جس طرح چاہیں کھولیں اور تصرف کریں اور اُلٹ پلٹ کر دیں" (سورۂ الزمر:۶۳)

قال اللّٰہ تعالیٰ "وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ" "اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں" (سورۂ انعام:۵۹)

امامِ جعفرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم اہلبیتؑ وہ ہیں کہ دُنیا ان کی مٹھی میں ہے اور

اس پر احاطۂ کلّی رکھتے ہیں۔

حضرت امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں (التوحید)

''انا وجه الله انا جنب الله انا يدُ الله انا عين الله انا القراٰن الناطق و انا البرهان الصادق وانا اللوح المحفوظ انا القلم الاعلیٰ انا المٓ ذلك الكتٰب ' انا كهٰيٰعصٓ۔ انا طٰه انا حاء الحوا ميم و انا طاء الطواسين۔ انا الممدوح فی هل اتیٰ۔ وانا النقطة تحت الباء''

مَیں وجہ اللہ ہوں میری طرف متوجہ ہونا خدا کی طرف رُخ کرنا ہے۔مَیں ہی جنب اللہ ہوں۔ مجھ تک پہنچنا' خدا کے پہلو میں بٹھاتا ہے اور منتہائے قرب پر پہنچاتا ہے۔مَیں یدُ اللہ دستِ خدا ہوں جو کچھ وہ کرتا ہے مجھ سے کراتا ہے۔ جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے میرے ہاتھ سے ہوتا ہے۔اور مَیں کرتا ہوں اس کا کہلاتا ہے۔اور مَیں عین اللہ ہوں۔اس کی آنکھ سے عالم کو دیکھتا ہوں۔اور دنیا میرے لیئے ایسی ہے جیسے کہ آنکھ میں تل۔مَیں قرآنِ ناطق اور برھانِ صادق ہوں۔ میرا وجود حق اور دلیلِ وجودِ حق ہے مَیں حاملِ اسرارِ الٰہی لوحِ محفوظ ہوں۔مَیں ہی قلمِ اعلیٰ ہوں۔ جو کچھ صفحاتِ عالمِ امکان پر قدرت نے رقم کیا ہے وہ مجھ سے رقم کیا ہے(و اوّل ما خلق اللّٰه القلم) مَیں الم۔ذالک الکتاب ہوں۔کتاب فعلی اور کتابِ قولی دونوں میرا وجودِ حقیقی ہیں۔مَیں ہی کھٰیٰعٓصٓ۔اور مَیں طٰہٰ مَیں ہی مبداحوامیم ہوں اور مَیں ہی راس طواسین۔مَیں ممدوحِ ہل اتیٰ ہوں اور مَیں ہی نقطۂ تحت الباء ہوں۔جس میں کل کتاب جمع ہے۔

**وقال:۔** ''وبالباء ظهر الوجود و بالنقطة تميز العابد و المعبود ۔'' باء سے وجود ظاہر ہوا(محمدؐ)اور نقطہ(علیؑ) سے عبد و معبود میں امتیاز قائم ہوا۔(التوحیدٗ اصفات الاضافات)

قالَ رسول الله صلیّ اللهُ عليه و آلهٖ و سلّم قدو كلَّ عليَّ ابنُ ابی طالب بَحرَاسَتهِ اَهلِ الاَرضِ و بحَراسَةِ اَهلِ السَّمَآءِ۔

علیؑ تمام اہلِ زمین واہلِ آسمان کی حفاظت وحراست پر مؤکل بنایا گیا ہے۔ شئے اس ولی اللہ کے زیرِ حمایت ہے۔

حضرت امیرالمومنینؑ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں ۔

”اَنَا عَیۡنُ اللّٰہِ فِیۡ اَرضِہٖ وَ لِسَانُہُ النَّاطِقُ فِیۡ خِلۡقِہٖ۔ اَنَا نُوۡرُ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَا یُطۡفیٰ اَنَا بَابُ اللّٰہِ مِنۡہُ یُوتیٰ وَ حُجَّتَہٗ عَلیٰ عِبَادِہٖ۔

مَیں زمین میں خدا کی آنکھ ہوں اوراس کی مخلوق میں اس کی بولتی ہوئی زبان ہوں۔ وہ نورِ خدا ہوں جو بجھتا نہیں۔ مَیں بابُ اللہ ہوں کہ میرے ہی ذریعہ خدا تک پہنچا جاتا ہے اور اس کے بندوں پر اسکی حجّت ہوں اور صاحب الامر مَیں ہی ہوں۔ تمام ملائکہ اور ارواح شبِ قدر پر جس پر سلام کرنے آتے ہیں اور یہی حال میرے فرزند حَسنؑ و حُسینؑ اور اس کے نو فرزندوں کا ہے جن کا نواں قائمؑ آلِ محمدؐ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمانوں کو بلاستون ظاہری بلند فرمایا ہے۔ ان تمام ملائکہ میں سے کوئی بھی میری اجازت کے بغیر ایک دم کے لیئے اپنی جگہ نہیں چھوڑ سکتا۔ یہی راز ہے کہ تمام ملائکہ شبِ قدر میں اپنے آقا ولی الامر کے سالانہ سلام کو اور اپنے فرائضِ سالانہ معلوم کرنے اور انجام دینے کو ولی الامر کے پاس نازل ہوتے ہیں۔

”تنزل الملئکۃ والرّوح فیھا باذن ربّھم من کلّ امر سلام ھیّ حتیٰ مطلع الفجر۔“ (سورہ قدر)

## علیؑ کا پروانہ ضروری صراط سے گذرنے

مشارق انوار الیقین صفحہ ۶۷ پر احمد ابن حنبل سے روایت ہے کہ ”پُلِ صراط سے وہی گذر سکتا ہے جو علیؑ کو پہچانتا ہو اور علیؑ اُس کو پہچانتے ہوں اور یہ بھی کہ جنت میں وہی جائے گا جس کے نامۂ اعمال میں علیؑ اور اولادِ علیؑ کی محبت مرقوم ہوگی۔“ عبداللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ”قیامت کے دن جبرائیلؑ جنت کے دروازے پر بیٹھے ہونگے اور صرف اُسے جنت میں جانے دیں گے جس کے پاس علیؑ کا اجازت نامہ ہوگا۔ اُن کی تفسیر میں وکیع بن جراح سے روایت ہے۔ وکیع نے سندی اور سفیان ثوری سے روایت کی ہے کہ ”صراطِ مستقیم حُبِّ علیؑ کو کہتے ہیں“

# علیؑ کی ولایت اور کھوپڑی

آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ مناقب اہلبیتؑ ص ۲۲۹ میں ابن شاذان سے کتاب ''فضائل'' میں نوشیروانؔ کی کھوپڑی کے بارے میں نقل کرتے ہیں

جسے امیر المومنین علیہ السلام نے کلام کرنے کا حکم دیا تھا' کھوپڑی سے آواز آتی ہے کہ آپ مومنوں کے امیر اور حاکم' اور پیشواء' اوصیاء کے سردار اور پرہیزگاروں کے پیشواء ہو۔لیکن مجھے افسوس ہے کہ تخت و تاج اور اپنا بلند مقام آپ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے میں نے اپنے ہاتھوں کھو دیا۔ بہشتِ بریں سے محروم ہوگیا اور بدنصیب رہا۔ لیکن خدا نے میرے کافر ہونے کے باوجود میری عدالت اور قوم میں انصاف روا رکھنے کی وجہ سے مجھے آگ کے عذاب سے بچالیا۔ میں آگ میں ہوں لیکن آگ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاتی' مجھے عذاب نہیں دیتی اور نہ ہی جلاتی ہے۔ کتنے افسوس اور ندامت کا مقام ہے کہ اگر میں ایمان لایا ہوتا تو آج آپ کے ساتھ بیٹھا ہوتا۔

لوگوں نے جب اس کھوپڑی کی اس بات کو سُنا تو رونے لگے پریشان ہوگئے۔اور ذاتِ اقدسِ امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں اختلاف میں پڑ گئے۔ وہ جو اہلِ اخلاص تھے کہنے لگے کہ آپ خدا کے بندے ہیں۔اس کے ولی اور رسولؐ خدا کے جانشین ہیں۔ جبکہ دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہوگیا کہ وہ پیغمبر ہیں۔ایک گروہ مثل عبداللہ بن سبا اور اس کے پیروکار کہنے لگے کہ وہ خدا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے ان کو حاضر کیا اور فرمایا: شیطان نے تم پر غلبہ حاصل کرلیا ہے۔ایسی بیہودہ گفتگو جو کہ کفر ہے باز آجاؤ۔ میں تو اپنے خدا کا بندہ ہوں۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے توبہ کرلی اور باز آگئے ۔ جب کہ کچھ اپنے کفر پر بضد رہے۔حضرتؑ نے ان کو آگ میں جلا دیا۔ کچھ لوگ ان میں سے دوسرے شہروں کی طرف بھاگ گئے اور اس جگہ جا کر کہنے لگے۔اگر علیؑ کے وجود میں ربوبیت نہ ہوتی اور وہ خدا نہ ہوتے تو ہمیں آگ میں

نہ جلاتے۔ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ پستی اور بیچارگی ہمارے در پے ہوں۔

(فضائل ابن شاذان: ۷؛ مناقبِ اہلبیت ۲۲۹)

# علیؑ سے عبّاس ابنِ عبدالمطّلب کا رسولؐ اللہ کی میراث طلب کرنا

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین جلد اوّل ص ۵۱۹ جابر ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ عباس ابن عبدالمطلب امیر المومنینؑ کے پاس آئے اور رسولؐ اللہ کی میراث ان سے طلب کی حضرتؑ نے فرمایا کہ دلدل، ذوالفقار، زرہ اور عمامہ آنحضرتؐ کا مجھکو پہنچا ہے میرا حق ہے تم اس کے ناحق در پے نہ ہو۔انہوں نے کہا کہ یہ اشیاء ضرور تم کو مجھے دینی پڑیگی مَیں تم سے زیادہ اِنکا حقدار ہوں۔مَیں چچا آنحضرتؐ کا ہوں اور تم چچازاد بھائی۔پس امیر المومنینؑ انکو ہمراہ لیئے مسجدِ رسولؐ اللہ میں آئے اور وہ لوگ بھی حضرت کے ہمراہ تھے اور وہاں پہنچ کر حکم کیا کہ زرہ، عمامہ، ذوالفقار اور وہ دلدل کو حاضر کریں۔جب یہ اشیاء آگئے تو فرمایا! اے چچا اگر تم ان سب کو یا ان میں سے کسی ایک کو بھی لیجا سکو تو لیجاؤ تمہارا مال ہے اور اگر تم نہ لیجا سکو تو تمہارا ان میں کوئی حق نہیں۔بہ تحقیق میراثِ انبیاء اُن کے اوصیاء کو پہنچتی ہے عباس نے کہا ٹھیک ہے۔امیر المومنینؑ نے زرہ رسولِؐ خدا کی اپنے ہاتھ سے عباس کو پہنائی اور عمامہ سر پر باندھا۔اور تلوار کمر میں لگائی اور کہا اے عمّو۔! یہ چیزیں لیکر جاؤ۔ہر چند اُنہوں نے چاہا مگر حرکت نہ کر سکے۔اور حیران تھے کہ کیا کریں۔حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ سواری (دُلدل) بھی صرف میرے اور میری اولاد کے لیئے ہے۔اگر تم اس پر سوار ہو سکو تو لیجاؤ۔پس مسجد سے نکلے انکے ساتھ ایک مرد بنی عدی سے تھا۔اس نے کہا اے عمِ رسولؐ بسم اللہ کہو اور سواری پر سوار ہو جاؤ۔راوی کہتا ہے کہ استر یعنی (دُلدل) نے جونہی عباس کو اپنی طرف آتے دیکھا ایک ایسی چیخ ماری کہ عباس غش کھا کر گر پڑے۔لوگ جمع ہو گئے انکو کہا کہ اسکو پکڑے رہو مگر اس نے سوار ہونے نہ دیا۔اسکے بعد امیر المومنینؑ اس سواری پر سوار

ہوئے۔حضرت نے پاؤں رکاب میں رکھا اور سوار ہو گئے پھر حسنین علیہم السلام کو امر کیا وہ سوار ہو گئے اس نے ذرا سر تک نہ ہلایا پھر آپ نے عمامہ باندھا' زرہ پہنی اور تلوار کمر میں لگائی اور اس پر سوار ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوئے اور یہ فرماتے تھے یہ احسانِ الٰہی ہے تا کہ آزمائے وہ کہ مَیں اُسکا شُکر کرتا ہوں یا نہیں۔

تہذیب المتین ص ۳۰۴ پر احتجاجِ طبرسی سے ایک روایت ہے کہ ابو رافع سے منقول ہے کہ مَیں ایک مرتبہ حضرت ابو بکر کے پاس بیٹھا تھا کہ امیر المومنینؑ اور عباس ابن عبد المطلب وہاں آئے ان میں میراثِ پیغمبرؐ میں نزاع و تکرار تھی۔عباسؓ نے کہا مَیں پیغمبرؐ کا چچا ہوں اور انکا وارث ہوں یہ علیؑ انکا ترکہ مجھکو نہیں دیتے اور تکرار کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر نے کہا کہاں تھے تم اے عباس جبکہ پیغمبرِ خداؐ نے تمام عبد المطلب کو جمع کر کے کہا کہ کون ہے تم سے ایسا کہ آج میری اعانت و امداد کرے اور کل میرا وصی و خلیفہ ہو میرے وعدوں کو وفا کرے اور میرے قرضوں کو ادا کرے اس وقت سوائے علیؑ کے کسی نے قبول نہ کیا۔عباس نے کہا تو جانتا ہے پھر کس لیئے اپنے تئیں ترجیح دیتا ہے اور کیوں انکو خلافت نہیں دیدیتا۔حضرت ابو بکر نے کہا اے بنی عبد المطلب تمہارے درمیان کوئی نزاع نہیں تم اس کے اظہار کیلئے میرے پاس آئے ہو مؤلف کہتا ہے یہ ویسی ہی صورت ہے جیسے محمدؒ حنفیہ نے اِظہارِ امامت کیلئے امامِ زین العابدینؑ کیلئے امامت پر نزاع کی۔

# علیؑ فرائضِ خدا میں سے ایک فریضہ ہیں

## ''یاعلی مثلک مثل الکعبه و لاتاتی''

تہذیب المتین ص ۲۸۶ صدقہ بن مسلم نے عمر بن قیس ناصر سے حضرت علیؑ کے گھر میں بیٹھ رہنے کی نسبت استفسار کہا تو اس نے کہا علیؑ اس اُمّت میں جملہ فرائضِ خدا سے ایک فریضہ تھے کہ رسولِ خداؐ نے مثل دیگر فرائض نماز، روزہ وغیرہ کے انکو اُمّت تک پہنچا دیا۔ فرائض کو یہ ضروری نہیں کہ اپنی طرف کسی کو دعوت کریں خلقت کا فرض ہے کہ اس پر عمل

کریں۔ پس اگر وہ حضرت گھر میں بیٹھ رہے تو معذور ہیں۔ خلائق نے انکو ترک کیا۔ اُمّت کا فرض تھا انکو باہر لاتے اور اس مقام پر جس پر رسولؐ اللہ نے نصب کیا تھا وضع فرمانے امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے اس جواب کو پسند کیا یہ اس بات کی گواہی ہے حدیثِ رسولؐ ہے ''یاعلی مثلک مثل الکعبه و لاتاتی''۔ ''کہ'' اےعلیؑ تیری مثال کعبہ کےسی ہے تیرے پاس لوگ آئیں گے تجھکو ضرورت نہیں کہ کسی کے پاس جائے۔

## علیؑ کی خلافت کا اعلان آسمان پر

''قَال النبی صلیّ اللّٰہ علیه و آلهٖ و سلّم لمّاَ اُسرِیَ بی اِلَی السَّمَاء ثمَّ مِنَ السَّمَاءِ اِلٰی سِدرۃ المُنتهیٰ وَ قفتُ بَینَ یَدَی رَبّی فَقَالَ یا محمّدؐ قُلتُ لبیك وَ سَعدِیكَ لَقد بَلَوتُ فَلقِی وَ انعَمتُ فَایُّمُ رَایتَ اَطوعَ لَكَ قُلتُ رَبّی عَلیاً قَالَ صَدَقتَ یَا مُحمّدؐ فهلا اِتّخذتَ لِنفسِكَ خَلِیفۃً وَ وصِیاً وَهُوَ نَخلة عِلمِی وَ حِکمِی وَ هُوَ اَمِیرَ المُؤمِنِیَن حَقاً لَم یَنلهَا اَحَدُ' قبلَه' وَلَیسَت لِاَحدٍ بَعدَہ' یَا مُحمّدؐ عَلِیٌّ' رَایَۃُ الهُدٰی وَ اِمَامُ مَن اطَاعَنِی وَ نُورُ اَولیآئِی وَهُوَ الکَلِمَۃُ الَّتِی اَلزَمتُهَا لِلمتَّقِینَ مَنْ اَحبَّهُ فَقَدْ اَحبَّنِی وَمَن ابغضَه' فَقَدْ اَبغضَنِیْ فَبَشِّرہ' بِذٰلِكَ یَا مُحمّدؐ قُلتُ لَقد اُبشِّرہ'۔''

کوکبِ دری میں ص:۱۷۵ پر اہلسنّت کے جیّد عالم سید محمد صالح کشفی حنفی بحر المعارف اور مناقب خطیب سے اور حلیۃ الاولیاء میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا! کہ جب حق تعالیٰ شبِ معراج مجھ کو آسمان پر لے گیا۔ اور آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا مَیں اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑا ہوا۔ فرمایا۔ اےمحمدؐ! مَیں نے عرض کی لبیک وسعدیک۔ فرمایا! مَیں نے اپنی مخلوق کو آزمایا اور ان کو نعمت دی۔ پس ان میں سے کون شخص تیرا زیادہ مطیع وفرمانبردار ہے مَیں نے عرض کی اےمیرے پروردگار! علیؑ! فرمایا اےمحمدؐ! تو نے سچ کہا اور فرمایا کیا تو نے اپنے لئیے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔؟ جو

تیرے احکام کو تیری طرف سے ادا کرے۔اور میرے بندوں کو میری کتاب سے وہ چیز تعلیم کرے جسکو وہ نہیں جانتے۔مَیں نے عرض کیا! تو انتخاب کر۔کیونکہ تیرا پسندیدہ میرا پسندیدہ ہے۔فرمایا مَیں نے تیرے لیئے علیؑ کو اختیار کیا۔پس تو بھی اس کو اپنے نفس کے لیئے خلیفہ اور وصی مقرر کر۔اور وہ میرے عِلم اور حکمتوں کا نخل ہے اور مومنوں کا برحق امیر ہے کوئی شخص اس سے پہلے اس امارت کو نہیں پہنچا۔اور نہ اسکے بعد پہنچے گا۔اے محمدؐ علیؑ ہدایت کا علم ونشان اور فرمان برداروں کا امام اور میرے اولیاء کا نور ہے اور وہ کلمہ ہے جو مَیں نے متّقیوں کے لیئے لازم کیا ہے۔جو شخص اس کو دوست رکھے بیشک وہ مجھکو دوست رکھتا ہے۔اور جو کوئی اس کو دشمن رکھے بیشک وہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔پس اے محمدؐ علیؑ کو اس کرامت وبزرگی کی بشارت دے۔مَیں نے عرض کی پروردگار! مَیں علیؑ کو بشارت دوں گا۔

# علیؑ کی خلافت کا اعلان ۱۰ھ میدانِ غدیرِ خم میں

(اہلِسنّت عُلماء کی کتابوں سے)

کوکبِ درّی ص:۵۱۶-۵۱۴ اربابِ دانش پر ظاہر اور روشن ہے کہ شیعہ اور سنّیوں کے درمیان امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی خلافت طریقت میں بموجب غرقۂ معراج جنابِ سید المرسلینؐ سے پہنچی ہے اتّفاق ہے۔علمائے امامیہ نص قطعی کی بنا پر اس بات کے قائل ہیں کہ آیۂ کریمہ:

''اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُه‘ وَ الَّذِيْنَ آمَنُو االَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۵ .''

کے نازل ہونے سے سیدؐ المرسلین کے قائم مقام اور نائب مناب ہیں۔جس طرح حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں ان کے قائم مقام اور نائب تھے۔لیکن اہلِسنّت حضرات نے بعدِ وفاتِ رسولؐ اپنے منتخب کردہ اصحاب کو اپنا خلیفہ مقرر کرلیا جو اہلِسنّت واہلِ شیعہ میں بنیادی اختلاف ہے۔

اہلِ اسلام کے تمام مسلمان امیر المومنینؑ کی خلافت کے قائل ہیں۔حدیثِ

مذکور کے وارد ہونے کا سبب بھی مجمل اور مفصّل اکثر کتبِ معتبر مثل صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح نسائی، صحیح ابن ماجہ اور صحیح ابن کوامیں کہ ان چھ صحیح کو علمائے فریقین صحاح ستّہ کہتے ہیں۔ اور مشکوٰۃ، مصابیح، مسند احمد ابن حنبل، صحیح واقدی، بیہقی، کشاف، زمخشری، اسباب نزول واحدی، نزل السائیرین، وسیلۃ التعبدین، اعلام الورائے، حلیۃ الاولیا، فردوس الاخبار، معانی الاخبار، کفایت الطالب، صواعق محرقہ، مودات، دستور الحقائق، ہدایت السعداء، مقصد اقصے، کشف الغمہ، مناقب خطیب خوارزم، مناقب ابن مردویہ، سفینہ کاملہ، ربیع الابرار اور اکثر تفاسیر مثل تفسیر امام حسنؑ عسکری، تفسیر ثعلبی، تفسیر حافظی، تفسیر فخر رازی میں اور کتبِ معتبرہ تواریخ طبری، روضۃ الاحباب، روضۃ الصفاء، معارج النبوۃ، حبیب السیر، ینابیع المودۃ وغیرہ میں اس طرح مرقوم ہے کہ جب سیّدِ کائناتؐ نے مناسکِ حج کا ارادہ کرنے کا عزم کیا۔ سنہ ۹ ہجری کو قبائلِ عرب میں پیغام بھیجا کہ جو کوئی حج کا ارادہ رکھتا ہے وہ ہم سے آملے۔ جب اطراف واکنافِ بلاد سے بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو پچیسویں ۲۵ ماہِ ذیقعدہ حج کیلئے سامان واسباب کیساتھ سفر کا آغاز فرمایا۔ اس سفر میں جناب سیدہ فاطمۃ الزہراؑ سلام اللہ علیہا اور تمام امہات المومنین ہمراہ تھیں۔

ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چودہ ہزار آدمیوں نے حضرت رسالتمآبؐ کی سرکردگی میں لبّیک لبّیک کے کلمات جاری کیئے اسی اثناء میں حضرت امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ یمن سے وہاں پہنچے آپ ہدی کی نیت سے جو لائے تھے وہ سو ۱۰۰ اونٹ تھے۔ جو سیّدِ کائناتؐ کی ہدی کے نیّت سے ہمراہ لائے تھے حضورؐ میں پیش کیئے نبیِ اکرمؐ نے خود اپنے ہاتھ سے ۶۳ اونٹ نحر کیئے اور باقی کیلئے امیر المومنینؑ کو حکم دیا۔

مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد آپ نے مدینہ کا ارادہ فرمایا اور طئے منازلیں کرتے ہوئے منزلِ غدیرِ خم میں جو نواح جحفہ میں ہے پہنچے۔ اور باوجود آب ودانہ وچارہ کی کمی کے اس منزل میں اس لیئے قیام فرمایا کہ اس سے بیشتر وحیِ آسمانی کے ذریعے حضرت سیّد المرسلینؐ اس بات پر مامور ہوئے تھے کہ امیر المومنینؑ کو اپنی خلافت پر نصب

فرمائیں۔اوراس امر کے اظہار کو آپؐ نے اس غرض سے تاخیراور توقف میں ڈالدیا تھا کہ جب ایسا وقت ملے گا۔ جواختلاف سے محفوظ ہوگا' اس حکم کی تعمیل کی جائیگی۔ جب یہ معلوم ہوا کہ اس مقام سے گذر کرلوگوں کی جماعتیں اور گروہ آپ کی ہمراہی سے الگ ہوکر اپنی اپنی منزلوں کی طرف راہی ہوں گے۔اور ارادۂ ازلی اور مشیّتِ ایزدی اس بات کی مقتضی تھی کہ وہ سب لوگ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی خلافت و امامت و بزرگی سے واقف ہوجائیں۔عجیب شان کی آیتِ جلیلہ لیکر جبرئیلِؑ امیں نازل ہوئے جسطرح کی گفتگو کبھی قدرت نے آپ سے نہیں فرمائی تھی۔ربِّ کریم نے نبیِ اکرمؐ سے کبھی اس لہجہ میں خطاب نہیں فرمایا تھا! جو تیور آج لبِ قدرت کے تھے گویا تم نے کوئی کارِ رسالت ہی انجام نہیں دیا اگر یہ پیغام نہ پہنچایا تو اور ساتھ ہی ساتھ یہ ضمانت بھی دیدی خدا جلِّ جلالہ نے کہ اللہ آپ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

''یَا اَیُّھَا الرَّسُول بَلِّغ مَا اُنزِلَ اِلَیکَ مِن رَبِّکَ فَاِن لَم تَفعَل فَمَا بَلَّغتَ رِسَالَتَه' وَ اللّٰهُ یَعصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ''یعنی''پہنچادوائے رسولؐ جو چیز کے آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔اگر یہ نہ پہنچایا تو گویا آپ نے کوئی کارِرسالت ہی انجام نہیں دیا۔ اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔''

جب یہ آیۃ مذکور موافقِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کو خلافت پر نصب کرنا واجب ثابت ہوا تو آنحضرتؐ نے اس مقام پر منزل کر کے فرمایا! کہ بعض درختوں کے سائے میں جگہ صاف کر کے اونٹوں کے پالانوں کو جمع کریں اور اوپر تلے رکھیں جب یہ کام ہو چکا اور پالانوں سے منبر تیار ہوگیا تو بلال نے حسبِ ارشاد سب کو آواز دی۔ جب لوگ جمع ہوگئے تو سیدؐ المرسلین کے دائیں ہاتھ کھڑے ہوگئے۔سرورِؐ دوعالم نے حمد وثنائے باری تعالیٰ کے ادا کرنے کے بعد عالمِ بقا کی طرف اپنے کوچ کرنے کی خبر لوگوں کو پہنچائی۔اور فرمایا! مَیں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے ایک دوسرے سے بہتر ہے۔اور وہ دُرِّ گرانمایہ قرآن اور میرے اہلبیتؑ ہیں اور یہ دونوں ایکدوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ

حوضِ کوثر پر میرے پاس وارد ہونگے۔ بعدازاں اصحاب اور دیگر مومنین کو خطاب کر کے بہ آوازِ بلند فرمایا! ''اَيُّها النّاسُ اَلَسْتُ اَوْلىٰ بَا لمؤمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ '' یعنی ''اے لوگو! کیا مَیں تمہارے نفسوں پر اولیٰ بالتصرف ہوں کے نہیں! ہر طرف سے آواز بلند ہوئی کہ یا رسولؐ اللہ بے شک آپ ہمارے نفسوں پر ہم سے زیادہ حقِ تصرف رکھتے ہیں۔ بعدازاں علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کو ہاتھوں پر بلند کر کے ارشاد فرمایا! ''مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مؤلَا''

جس جس کا مَیں مولا ہوں آج سے ان ان کے یہ علیؑ مولا (والی ومختار) ہیں۔ اس کے بعد دُعا فرمائی! اَللّٰهُـمَّ وَ اَلِ مـن و اَلاهُ وَعَـادِ مَنْ عَادَاهُ وَالصُرْ مِنْ نَصْرَهُ وَ اَخْذُلْ مَنْ خَذَله وَ اردِدالحقُّ معه حيثُ كان''

''اے خدا جو اسے دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ جو کوئی اُسے دشمن رکھے تو بھی اُسے دشمن رکھ۔ اور جو کوئی اس کا مددگار رہے تو بھی اس کا مددگار بن۔ اور جو کوئی اسکی مدد کرنا چھوڑ دے تو بھی اُسے بے یار و مددگار چھوڑ دے اور حق کو اس کے ساتھ ساتھ گردش کر۔ جہاں کہیں وہ مُڑے۔

بعدازاں سیدؐ المرسلین کے حکم کے بموجب امیر المومنینؑ کو ایک خیمہ میں بٹھایا۔ اور خلائق کے گروہوں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر تہنیت اور مبارکباد کے لوازم اور مراسم کو پورا کیا۔ اور قدوہ اصحاب عمر ابن خطاب نے جناب ولایت مآبؑ سے کہا۔ ''بخٍ بخٍ لکَ يَا ابْنَ ابِى طَالِبٍ اَصبحْتَ مَوْلائِي وَ مؤلى كُلِّ مُؤمِنٍ وَ مؤمِنةٍ '' یعنی اے ابوطالبؑ کے بیٹے تجھے مبارک ہو کہ تو نے اس حال میں صبح کی کہ تو میرا اور ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا مولا ہو گیا۔ بعدازاں امہاتِ مومنین یعنی رسولؐ خدا کی ازواج حسبِ ارشاد سیدؐ المرسلین امام المسلمین کے خیمے میں جا کر تہنیت کے شرائط وآداب بجالائیں۔

اور علمائے امامیہ کی روایت کے موافق آیۂ کریمہ ''أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِيْناً '' (المائدہ:۳) اسی روز نازل ہوا۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا! اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى اِكْمَالِ الدِّيْنَ وَ اِتْمَامِ النِّعْمَه' وَ اَرْضاءِ

بِرِسَالَتِیْ وَ بِوِلَایَةِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِب '' یعنی '' دین کو کامل کرنے اور نعمت کو پورا کردینے اور میری رسالتؐ اور علیؑ کی ولایت پر رضا مندی پر تکبیر کہتا ہوں

تین دن تک مبارکبادی اور تہنیت کا سلسلہ جاری رہا

# خطبۂ غدیرِ خُم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَلَافِیْ تَوَحّدِهٖ دَنَافِیْ تفرّدِه وَجَلَّ فِیْ سُلْطَانِهٖ..... آنحضرتؐ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک طویل خطبہ دیا جس کا آغاز حمدِ باری سے فرمایا: سب تعریف اُسی خدا کیلئے زیبا ہے جو اپنی توحید میں لوگوں کے خیالات سے دُور اور برتر ہے اور اپنی یکتائی میں نزدیک ہے اور اپنی سلطنت میں غالب اور اپنی خدائی کے اُصول میں عظیم الشّان ہے جو چیز جہاں جہاں ہے اُس کے احاطۂ عِلم سے باہر نہیں تمام مخلوقات پر اپنی قدرت اور اپنی دلیل سے غالب ہے ایسا صاحبِ عزّت و بزرگ کہ ہمیشہ سے ہے اور ایسا لائقِ حمد کے ہمیشہ رہیگا۔ تمام بلند چیزوں کا پیدا کرنے والا۔ سب سے زیادہ پاک و پاکیزہ جسکے سب نام لیوا ہیں۔ تمام فرشتوں اور رُوح کا پروردگار جن جن چیزوں کو پیدا کیا ہے اُن سب پر احسان و انعام کرنے والا ہر آنکھ کو خود دیکھتا ہے حالانکہ آنکھیں اس کو نہیں دیکھتیں۔ صاحبِ کرم بردبار بتدریج کام کرنے والا جس نے ہر شئے کو اپنی وسیع رحمت سے حصّہ دیا ہے اور اپنی نعمت سے مخلوق پر احسان کیا ہے۔ انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا نہ عذاب دینے میں جسکے لوگ مستحق بھی ہوں پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے اور دلوں کے حال سے آگاہ ہے۔ پوشیدہ باتیں اُس پر چھپی نہیں رہتیں۔ اور نہ خفیہ باتوں میں اُس کو کوئی شبہہ پڑ سکتا ہے ہر شئے پر اسکا احاطہ ہے اور ہر چیز پر اُس کا غلبہ ہے ہر چیز میں اُسکی قوّت جاری ہے اور ہر چیز پر اُسکی قوّت حاوی ہے۔ کوئی شئے اسکے مانند نہیں اور وہی شئے کا پیدا کرنے والا جبکہ کوئی شئے موجود نہ تھی۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ادل و انصاف کے ساتھ باقی رہیگا۔ اُس

حکمت والے خدا کے سواء کوئی معبود نہیں اُس کی شان اس سے زیادہ ہے کہ بینائیاں اس کا اِدراک کر سکیں حالانکہ وہ بینائیوں کا اِدراک کرتا ہے۔ وہ بڑا باریک بین اور کار آگاہ ہے کوئی شخص اس کے اوصاف کو از روئے معائینہ بیان نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ظاہر یا باطن کی رو سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیا ہے۔ ہاں انہی چیزوں سے اُسکی معرفت حاصل ہو سکتی ہے جن کو کہ اُس نے اپنی ذات کی معرفت کے لیئے قائم کیا ہے۔ اور مَیں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اُس کی قُدّوسیت تمام عالم پر حاوی اور اُس کا نور ابدالآباد پر غالب ہے۔ اور اس کا حکم بغیر کسی مشورہ دینے والے کے مشورہ کے نافذ و جاری ہے۔ معاملات کے اندازہ کرنے میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور اس کی تدبیر میں اختلاف نہیں ہے۔ جس چیز کی اُس نے صورت بنائی نئی بنائی۔ (یعنی اُس کی کوئی مثال پہلے سے موجود نہ تھی) اور جو کچھ بھی پیدا کیا اسطرح پیدا کیا کہ نہ کسی کی مدد لینی پڑی اور نہ تکلیف اُٹھانی پڑی اور نہ کوئی حیلہ کرنا پڑا' پیدا کرنے کا اِرادہ کیا اور وہ ہو گئی۔ اور جسوقت اُسے پیدا کر دیا وجود میں آ گئی اور وہ وہی خدا ہے جس کے سواء کوئی معبود نہیں جو کاریگری میں پختہ ہے۔ اچھی اچھی چیزیں بنانے والا۔ ایسا منصف کبھی ظلم نہیں کرتا اور ایسا کریم کے تمام امور کی بازگشت اُسی کی طرف ہو گی۔ اور مَیں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہر چیز اُسکی قدرت کے آگے پست اور ہر شئے اُس کی ہیبت سے سرنگوں ہے تمام فرشتوں کا وہ مالک ہے اور تمام آسمانوں کا گردش دینے والا۔ سورج اور چاند کو کام میں لگانے والا کہ ان میں سے ہر ایک معیّن وقت کیلئے گردش میں ہے وہ رات کو دن میں مستولی کر دیتا ہے اور دن کو رات پر غالب کہ ایکدوسرے کے پیچھے لگا چلا جاتا ہے۔

ہر کہنہ ور ظالم کا سر توڑنے والا ہے اور ہر سرکش شیطان کا ہلاک کرنے والا نہ کوئی اس کا مَدِّ مقابل ہے اور نہ کوئی اس کا شریکِ یکتا ہے۔ بے نیاز ہے نہ کوئی اس کا فرزند ہے اور نہ وہ کسی کا فرزند ہے اور نہ اُسکے جوڑ کا کوئی ہے۔ معبودِ یکتا اور پروردگارِ بزرگ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اور چیز کا اِرادہ کرتا ہے فوراً فیصل کر دیتا ہے۔ وہ جانتا

ہےاور کماحقّٗا جانتا ہے۔ وہ مارتا ہے اور جلاتا ہے وہی فقیر کرتا ہے وہی امیر' وہی ہنساتا ہے وہی رُلاتا ہے۔ وہی قریب کرتا ہے وہی دور کرتا ہے۔ وہی روک لیتا ہے وہی عطا کرتا ہے ۔ ہر طرح کا اختیار اُسی کو ہے اور ہر طرح کی تعریف اُسی کیلئے ہے سب خیر خوبی اُسی کے ہاتھ ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ رات کو دن میں ٹھونس دیتا ہے اور دن کو رات میں ٹھونس دیتا ہے۔ سوائے اس زبردست بخشنے والے کے کوئی معبود نہیں۔ دُعا کا قبول کرنے والا عطیات کا دل کھولکر دینے والا تمام جنوں اور آدمیوں کا پرورش کرنے والا اس کیلئے کوئی بھی چیز مشکل نہیں ہے۔ نہ فریاد کرنے والوں کی فریاد اُسکو پریشان کر سکتی ہے اور نہ گریہ وزاری کرنے والوں کی گریہ وزاری اس کو تنگ اور عاجز کر سکتی ہے۔ نیک بندوں کا بچانے والا اور فلاح پانے والوں کو توفیق دینے والا' تمام عالموں کا سردار' ہر اس شخص کے ذمے جس جس کو پیدا کیا یہ استحقاق رکھتا ہے کہ وہ اُس کا شُکر ادا کرے۔ اور ہر ایک خوشی اور ناخوشی اور سختی اور آسانی کی حالت میں اُسکی تعریف کرے۔ مَیں اُس پر اسکے فرشتوں پر۔ اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں اُس کے حکم کو سُنتا ہوں اور اسکی اطاعت کیلئے حاضر اور جو کچھ اسکو پسند ہے اُسکے بجالانے پر تیّار اور اُس کا فیصلہ ماننے پر مستعد۔ اس خواہش سے بھی کہ اس کی اطاعت کے لئیے آمادہ ہوں اور اس خوف سے بھی کہ اُسکی عقوبت سے ڈرتا ہوں کیونکہ بدلہ لینے سے بیخوف نہ ہونا چاہئیے اور اس بات سے ڈرنا نہ چاہئیے کہ اُسکی طرف سے کوئی ظلم ہوگا۔

مَیں اپنی ذات کیلئے اس کا بندہ ہونے کا اقرار کرتا ہوں اور اسکے مالک ہونے کی گواہی دیتا ہوں اور جو کچھ اُس نے میری طرف وحی فرمائی ہے اُسے ادا کرتا ہوں۔ اس خوف سے کہ ایسا نہ کروں تو مجھ پر ایسی بلا نازل ہوگی کہ جِسے مجھسے کوئی دفع نہ کر سکے گا۔ خواہ کیسا ہی بڑا تدبیر کرنے والا کیوں نہ ہو۔ سوائے اُس خدا کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اُس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ جو حکم اس وقت نازل کیا گیا ہے اگر مَیں اسے نہ پہنچاؤں تو گویا مَیں نے اُسکی رسالت ہی نہیں پہنچائی۔ اور اس بزرگ و برتر خدا نے اس

بات کی ضمانت فرمائی ہے کہ وہ مجھے آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔اوراللہ خود کافی اور کریم ہے۔جس نے میرے پاس اِن لفظوں میں وحی فرمائی ہے۔

**بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم ''يَا اَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ فِيۡ عَلِيٍّ و اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسٰلَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ.''**

''اے رسولؐ! جو کچھ تمہارے پاس علیؑ کے بارے میں تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اُسے پہنچادو۔اوراگرایسا نہ کیا گیا تو گویا تم نے اُسکی رسالت ہی نہ پہنچائی اور اللہ آدمیوں کے شر سے تم کومحفوظ رکھے گا۔''

اے لوگو! جو کچھ بھی اُس نے نازل فرمایا مَیں نے اسکے پہنچانے میں کبھی کوتاہی نہیں کی اوراب مَیں اس آیت کی شانِ نزول بھی تمہارے لیئے کھول کر بیان کرتا ہوں کہ جبرئیلؑ میرے پاس تین مرتبہ آئے اور میرے پروردگار کی طرف سے جو خود سلام ہے یہ حکم مع سلام لائے کہ مَیں اس مقام پر کھڑا ہوں اور ہر گورے اور کالے کو اطلاع دوں کہ ''علیؑ ابنِ ابیطالبؑ میرے بھائی اور میرے وصی اور میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں اُن کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ہاں وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے بعد تم سب کا ولی ضرور ہے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی کتاب میں ایک آیت نازل فرما چکا ہے۔

''إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ'' (المائدہ:۵۵) ''سوائے اسکے کہ نہیں ہے کہ تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں۔اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں''

اورعلیؑ ابنِ ابیطالبؑ نے نماز پڑھی اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دی اور ہر حال میں خدا کی خوشنودی اس کے مدِّ نظر تھی اوراے لوگو! مَیں نے جبرئیلؑ امیں سے خواہش کی کہ خدائے تعالیٰ مجھے اس حکم کے تم تک پہنچانے سے معافی دے اس لیئے کہ مَیں جانتا ہوں کہ متّقی تم میں بہت کم ہیں۔اور منافق زیادہ اور گنہگار حرکتیں کرنے کو تیّار اور اسلام کی ہنسی

اُڑانے والے حیلہٗ جوئی کے لیئے مستعد یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر خدائے تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اسطرح فرماتا ہے کہ ''وہ اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے ہیں جو کچھ ان کے دلوں میں نہیں ہوتا اور وہ اِسے معمولی بات سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی سخت بات ہے ( ) اور وہ مجھے کتنی ہی تکلیفیں بھی دے چکے ہیں یہاں تک کہ میرے غائبانہ میں مجھے کچھ نام مقرر کر کے بُلاتے ہیں چونکہ مَیں علیؑ کو بہت دوست رکھتا ہوں (مَیں نے خدا کے حکم سے طائف سے واپسی کے موقع پر کافی دیر تک سرگوشی کی ہمارے درمیان صرف خدا اور جبرئیلؑ تھے) یہ بات منافقوں کو بہت ناگوار معلوم ہوئی اسی بارے میں اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

''يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ'' (التوبہ:۶۱)

اور اگر مَیں چاہوں اُن کے نام بتلا دوں تو بتا سکتا ہوں اور اگر یہ چاہوں کہ اُن کی طرف اشارہ کردوں تو کرسکتا ہوں۔اور اگر یہ چاہوں کہ اُن کا پتہ بتادوں تو بتا سکتا ہوں۔لیکن واللہ مَیں نے ان کے انکے معاملات میں اخلاقِ کریمانہ کا برتاؤ کیا ہے۔مگر اللہ تعالےٰ میرا یہ کوئی عذر قبول نہیں فرماتا۔اور یہی حکم دیتا ہے کہ میری طرف سے جو کچھ اسوقت نازل کیا ہے وہ پہنچادوں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ۔

''يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ'' (المائدہ:۶۷)

''اےرسولؐ جو کچھ علیؑ کے بارے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے
تمہارے پاس نازل کیا گیا ہے وہ پہنچادو۔اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا تمنے
اسکی رسالت ہی نہ پہنچائی۔اور اللہ آدمیوں کے شر سے تمکو محفوظ رکھیگا۔''

اےلوگو! تم سمجھ لو کہ اللہ نے علیؑ کو یقیناً تمہارے واسطے ایسا ولی اور ایسا امام مقرر کردیا ہے جسکی اطاعت مہاجرین پر بھی لازم ہے اور انصار پر بھی اور جو نیکی میں اُنکے تابع ہیں اُن پر بھی بچے پر بھی اور بوڑھے پر بھی گورے پر بھی اور کالے پر بھی اور ہر خدا کے یکتا ماننے والے پر اُس کا

حکم جاری ہوگا۔اس کا قول ماننا پڑیگا۔اُس کا فرمان نافذ ہوگا۔جو اُسکی مخالفت کرے گا ملعون ہو جائے گا اور جو اُسکی متابعت اور اُسکی تصدیق کریگا۔اس پر رحم کیا جائیگا۔اللہ نے خود اُسکو مغفور فرمایا ہے' اور جو شخص اُسکی بات سُنے گا' اُسکی اطاعت کریگا اسکو بھی۔

اے لوگو! یہ آخری مقام ہے کہ مَیں اس جگہ اُسکو قائم مقام بناتا ہوں پس تم سُنو اور مانو اور اپنے پروردگار کے حُکم کی اطاعت کرو کہ خدائے تعالیٰ تمہارا پروردگار اور تمہارا ولی اور تمہارا معبود ہے پھر اس کے بعد اُسکا محمدؐ تمہارا ولی ہے۔جو اس وقت کھڑا ہوا تم سے بات کر رہا ہے پھر میرے بعد تمہارے پروردگار کے حکم سے تمہارا ولی اور تمہارا امام ہے پھر قیامت کے دن تک یعنی اس دن تک کہ تم اللہ اور اُس کے رسولؐ کے حضور میں پہنچو گے امامت میری اولاد میں چلی جائیگی جو علیؑ کے صُلب سے ہوگی۔کوئی چیز حلال نہ ہوگی سوائے اُسکے جِسے اللہ نے حلال قرار دیا اور کوئی چیز حرام نہوگی سوائے اسکے کہ جسکو اللہ نے حرام قرار دیا اُس نے مجھکو حلال وحرام پہنچوا دیا اور مَیں نے اپنے پروردگار کی کتاب کا عِلم اور حلال وحرام کا عِلم علیؑ کے سُپرد کر دیا ہوں۔کوئی عِلم ایسا نہیں ہے کہ مَیں نے علیؑ کو تعلیم نہ کیا ہو۔امامِ مُبین یہی ہے۔لوگو! اس سے بہک کر اور طرف نہ جانا اس سے الگ نہ ہوگا۔اور اسکو حاکم بنانے سے نفرت نہ کرنا۔اس لیئے کہ یہی حق کی ہدایت کریگا۔اور یہی حق پر عمل کریگا۔اور یہی باطل کو مضمحل کرے گا۔اور یہی اُس سے باز رکھیگا۔اور اللہ کے کام سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اُسے باز نہ رکھیگی۔پھر یہ بھی سمجھ لو کہ یہی پہلا شخص ہے جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لایا۔اور جس نے رسولؐ پر اپنی جان فدا کی۔اور رسولؐ کیساتھ ہو کر اللہ کی عبادت ایسی حالت میں کرتا رہا کہ کوئی شخص مردوں میں سے رسولؐ اللہ کے ساتھ نہ تھا۔

لوگو! اسکی فضیلت تسلیم کرو کہ اِسے اللہ نے فضیلت دی ہے اور اسکی امامت کو مانو کہ اللہ نے اس کو امام مقرر کیا ہے۔لوگو۔! یہ اللہ کی طرف سے امام ہے اور اللہ کسی ایسے شخص کی توبہ قبول نہ کرے گا۔جو اسکی ولایت کا منکر ہو۔اور ہرگز اسے نہ بخشے گا اور اللہ پر

لازم ہے کہ جو علیؑ کے بارے میں اسکے حکم کی مخالفت کرے اس کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرے کہ اس کو ہمیشہ سخت سے سخت اور انوکھے سے انوکھا عذاب دے پس تم اس کی مخالفت سے بچتے رہنا کہ کہیں اس آگ میں نہ جلے جاؤ جس کا ایندھن آدمی ہونگے۔ اۓ لوگو! میرے ہی سبب سے پہلوں کو بشارت دی گئی ہے نبیؐ ہوں تو' رسول ہوں تو' اور مَیں ہی تمام نبیوں اور رسولوں کا خاتمہ ہوں اور تمام مخلوق پر کہ وہ آسمانوں کے رہنے والے ہوں تو زمینوں کے رہنے والے ہوں تو خدا کی حجّت ہوں پس جو اس میں شک کرے وہ ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ اب سے پہلے جاہلئیت کے زمانے میں کافر ہوا کرتے تھے اور جو میرے اس قول میں شک کچھ بھی کرے تو گویا کل امور میں شک کیا اور جو کل باتوں میں شک کرنے والا ہے جہنّم اسکے واسطے تیّار رہے۔

لوگو! علیؑ کو بزرگ جانو کہ وہ میرے بعد کل لوگوں سے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت افضل ہے۔ ہمارے ہی سبب سے اللہ تعالےٰ رزق نازل فرماتا ہےاور سب مخلوق اُسی سے باقی ہے جو شخص کے میرے اس قول کو رد کرے وہ ملعون ہے ملعون ہے۔ مغضوب ہے مغضوب ہے اگرچہ اسکے خیال کے موافق نہ ہو۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جبرئیلؑ امیں نے مجھے خدائے تعالےٰ کی طرف سے خبر پہنچائی ہے اور وہ خود یہ فرماتا ہے کہ جو شخص علیؑ سے دشمنی کرے اور اُن سے دوستی نہ رکھے تو اس پر میری لعنت بھی ہوگی اور میرا غضب بھی ہوگا۔ پس ہر نفس کو غور کرنا لازم ہے کہ وہ کل کیلئے آگے کیا بھیجتا ہے۔ اللہ سے ڈرو۔ اور اُسکی مخالفت کرو۔ کہ ثابت قدمی کے بعد کہیں قدم لغزش نہ کر جائیں۔ بیشک جو کچھ تم کرتے ہو خدائے تعالےٰ اس سے خبردار ہے۔ لوگو! وہ جنب اللہ ہے اسی کے بارے میں اللہ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا کہ "**يَا حَسْرَتَى عَلَى مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ**" (الزمر:۵۶) بعض نفس یہ کہیگا کہ افسوس مَیں نے جنب اللہ کے بارے میں کیسی کوتاہی کی! لوگو! قرآنِ مجید میں غور کرو اور اس کی آیتوں کو سمجھو اور اسکے محکمات پر نظر ڈالو۔ اور اسکے متشابہات کی پیروی نہ کرو۔ خدا کی قسم! سوائے اس شخص کے جسکا ہاتھ

مَیں پکڑے ہوئے ہوں کوئی اور تنبیہوں کو تمہارے لیئے کھولکر بیان نہ کرے گا۔ اسکی تفسیر کی تمہارے لیئے وضاحت نہ کریگا۔ بیشک جس کا مَیں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولا ہے اور یہی علیؑ ابنِ ابیطالبؑ میرا بھائی اور میرا وصی ہے اور اس کا یہ ولی ہونا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اُسی نے مجھ پر نازل فرمایا ہے۔ لوگو! یہ علیؑ اور جتنے میری اولاد میں سے معصوم ہیں وہ سب ثقل اصغر ہیں اور قرآنِ مجید ثقلِ اکبر ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھ والے کے حالات سے آگاہی دینے والا ہے اور اس سے موافقت کرنے والا ہے۔ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے جب تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں۔ یہ خدائے تعالےٰ کی مخلوق میں اس کے امین ہیں اور اللہ کی زمین میں اسکے مقرر کیئے ہوئے حاکم۔

آگاہ رہو کہ مَیں نے ادا کردیا سمجھ لو کہ مَیں نے پہنچا دیا۔ ہوشیار ہو کہ مَیں نے سُنا دیا' خبردار ہو کہ مَیں نے کھولکر بیان کردیا۔ سمجھ رکھو کہ میرے اس بھائی کے سواء کوئی اور امیر المومنینؑ نہ ہوگا۔ اور میرے بعد اسکے سواء کسی دوسرے کے واسطے امارتِ مومنین جائز نہیں ہے۔ پھر علیؑ کے بازو کو پکڑ کر ان کو اوپر بلند کیا یہانتک کہ ان کے پاؤں جنابِ رسولِ خداؐ کے گھٹنوں کے برابر آ گئے۔ حالانکہ ہاتھ تو اُس وقت سے تھامے ہوئے تھے جسوقت سے کہ آپ منبر پر تشریف لیگئے تھے۔ پھر فرمایا! لوگو! یہ علیؑ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرے عِلم کا خازن اور میری اُمّت پر اور کتابِ خدا کی تفسیر پر میرا خلیفہ اور خدا اور خدا کے دشمنوں سے لڑنے والا اور خدا کی اطاعت پر دوستی کرنیوالا اور اسکی نافرمانی سے روکنے والا۔ خدا کے رسولؐ کا خلیفہ مومنوں کا امیر' خدا تک پہنچانیوالا اور خدا کے حکم سے ناکثین و قاسطین و مارقین سے لڑنے والا ہے۔ مَیں اپنے پروردگار اللہ تعالےٰ کے حکم کے بموجب کہتا ہوں اور میری بات پلٹی نہیں جائیگی۔ مَیں بحکمِ خدا یہ کہتا ہوں کہ اللہ تو اُس سے دوستی رکھیو جو اس سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی رکھیو جو اس سے دشمنی رکھے اور اس پر لعنت کیجئیو جو اسکا انکار کرے اور اس پر غضب نازل کیجئیو جو اس کے حق کا منکر ہو جائے یا اللہ تو نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ۔ ''اِنَّ الامَامَةَ لِعَلِیٍّ وَّلِیّکَ'' ''امامت تیرے

ولی علیؑ کیلئے ہے'' اور جب مَیں نے اُسے کھولکر بیان کیا اور علیؑ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ تو تو نے وہ آیت نازل فرمائی جس سے اپنے بندوں کے دین کی تکمیل کر دی اور اُن پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور تو نے اُن کیلئے دینِ اسلام کو پسند فرمایا۔

''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا'' (المائدہ:۳)

پھر تو نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اسلام کے سواء کسی اور دین کا خواستگار ہوگا تو وہ اس سے قبول نہ کیا جائیگا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ یا اللہ مَیں تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ مَیں نے پہنچا دیا۔ لوگو! سوائے اس کے نہیں ہے کہ خدائے عزّ وجل نے دین کو اس کی امامت کیساتھ کامل کیا۔ پس جو شخص امام نہ مانے اور اسکے بعد قیامت تک میری اولاد سے اور اس کے صُلب سے جو اسکے قائم مقام ہوں انکو امام نہ مانے تو جب وہ خدا کی حضور میں پیش کیا جائیگا تو وہی لوگ ہونگے

''اُولٰئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ وَفِی النَّارِ ھُمْ خَالِدُوْن'' (التوبہ:۱۷)

''جنکے کل اعمال بیکار کر دیئے جائینگے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہونگے۔''

اللہ اُن کے عذاب میں تخفیف نہ فرمائیگا۔ اور نہ اُنکو مہلت دی جائیگی (یہ نبیِ کریمؐ کے خطبہ کا ایک چوتھائی حصّہ ہے درحقیقت یہ خطبہ کافی بلیغ اور کافی طولانی ہے اسکے لئیے خود ایک علٰحیدہ کتاب درکار ہے اس لئیے ہم اس کا تھوڑا سا حصّہ جو مسلسل ہے لئیے ہیں انشاء اللہ اگر اللہ تعالےٰ موت سے مہلت دے تو اس کو پورا قارئین کی خدمت میں پہنچانے کی کوشش کی جائیگی۔ اس حقیر کی ایک رائے ہے ذاکرین کیلئے کہ کوئی اگر علیؑ کے فضائل پڑھنا چاہتا ہے تو وہ اس خطبہ پر عبور حاصل کرلے اور حفظ کر لے۔) (تفسیر قرآن: مقبول احمد)

**شاعرِ دربارِ نبوت حسّان بن ثابت کے اشعار:** حسّان بن ثابت شاعرِ دربارِ رسولؐ اللہ تھے وہ غدیرِ خم میں موجود تھے اُنہوں نے رسولؐ اللہ کی اجازت کے بعد اپنے کہے ہوئے اشعار بلند آواز سے پڑھ کر سُنائے، یہ اشعار علمائے اسلام نے نقل کیے ہیں۔ حسّان نے اپنے اشعار میں تصریح کی ہے کہ رسولؐ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا خطبۂ غدیر سے مقصود امیر المومنینؑ کو بطورِ جانشین معیّن کرنا تھا۔ وہ کہتا ہے:۔

ینادیھم یوم الغدیر بلیھم ❁ بخم و اسمع بالرسول منادیا
فقال فمن مولاکم و نبیکم ❁ فقالوا ولم یبدوا ھنا کا لتعامیا
الھک مولانا و انت نبینا ❁ ولم تلق منافی الولایۃ عاصیا
فقال لہ قم یاعلیؑ فاننی ❁ رضیتک من بعد اماما و ھادیا
فمن کنت مولاہ فھٰذا ولیہ ❁ فکونوا لہ اتباع صدق موالیا
مناک دعا اللّٰھم و ال ولیہ ❁ و کن للّذی عدا علیا معادییا

روزِ غدیر رسولؐ اللہ نے ندا دی اور کہا تمہارا مولا اور پیغمبر کون ہے۔؟ لوگوں نے خود کو نافہمی کے حوالے کیے بنا کہا! ہمارا مولا خدا ہے اور آپ ہیں اور ہم میں سے کوئی بھی اِس امرِ ولایت میں آپ کی نافرمانی نہیں کریگا۔ اُس وقت آپ نے فرمایا! یاعلیؑ کھڑے ہو کہ مَیں نے تجھے اُمّت کی امامت و ہدایت کے لئے پسند کیا، جس کا مَیں مولا ہوں اُس کا یہ مرد بھی مولا ہے۔ اے لوگو! اِس کے سچّے پیروکار بنو اور اِس کا ولایت کو قبول کرو اُس وقت رسولؐ اللہ نے فرمایا خدایا اِس کے دوست کو دوست رکھ، اِس کے دشمن کو دشمن رکھ۔

## علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے خلافت کو زینت:

سبط ابن جوزی صفحہ ۷۶ نے تحریر کیا ہے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم خلافت نے علیؑ کو زینت نہیں دی بلکہ علیؑ نے خلافت کو زینت دی ہے سب سے پہلے آپ کی بیعت طلحہؓ نے کی پھر زبیر اور تمام صحابہ۔

## ایک خوبرو نوجوان کی حضرت عمر سے گفتگو

عمر بن الخطاب سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ نے علیؑ کے واسطے ایک علم نصب کیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا میں حاکم اور امیر ہوں علیؑ بھی اس کا حاکم اور امیر ہے۔ اے خدا! تو دوست رکھ اس شخص کو جو علیؑ کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ اس

شخص کو علیؑ کو دشمن رکھے اور چھوڑ دے اس شخص کو جو علیؑ کو چھوڑ دے اور مدد و نصرت کر اس شخص کی جو علیؑ کی مدد اور نصرت کرے اے خدا تو ان پر میرا شہید اور گواہ ہے۔ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے پہلو میں ایک جوان خوشرو اور خوشبو تھا اس جوان نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اے عمر بیشک رسولؐ نے ایک ایسا عہد باندھا ہے کہ اس کو اس طرح نہ کھولے گا مگر منافق (یعنی منافق کے سواء کوئی اس عہد کو نہ توڑے گا) اے عمرؓ تو اس عہد کو توڑنے سے بچنا۔ عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسولؐ! جب آپ نے علیؑ کے حق میں وہ باتیں فرائیں۔ اس وقت میرے پہلوں میں ایک خوشرو اور خوشبو موجود تھا۔ اس نے مجھ سے ایسا اور ایسا کہا۔ یہ سن کر حضرتؐ نے فرمایا۔ اے عمرؓ وہ جوان آدم کی اولاد سے نہ تھا۔ بلکہ جبرائیل تھا۔ اس نے چاہا کہ جو کچھ میں نے علیؑ کے باب میں کہا اس کو تم پر مضبوط اور پختہ کرے۔

## اذان واقامت میں شہادتِ ثالثہ

اذان واقامت میں ''اشھد ان علیاً ولی اللّٰہ '' کہنے کا نام شہادتِ ثالثہ ہے اگر موذن شہادتِ رسالتؐ کے بعد اشھد ان علیاً ولی اللّٰہ کہے تو گویا اس نے شہادتِ ثالثہ کہدی۔

اس وقت کرّہٴ عرض میں کوئی ایسی شیعہ آبادی نہیں ہے جس میں شہادتِ ثالثہ اذان واقامت میں نہ کہی جاتی ہو۔ اور یہی شہادت علاماتِ شیعہ میں سے ایک اہم ترین علامت ہے یعنی اس کا اذان واقامت میں ہونا تو غیر مشکوک اور مختلف ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ شہادتِ ثالثہ اذان واقامت میں رواج پذیر کب ہوئی۔؟ کیا شیعوں نے اس کو خوش اعتقادی اور محبتِ علیؑ کی وجہ سے از خود شاملِ اذان کیا ہے۔؟ یا آنحضورؐ کے زمانے میں یہ کلمہ بھی حیّ علیٰ خیر العمل کی طرح شاملِ اذان واقامت تھا، جسے بعد اذان سے نکال دیا گیا۔

اِس سوال کا جواب اگر ازراہِ تحقیق تلاش کِیا جائے تو یہ حقیقت مخفی نہ رہے گی کہ یہ

کلمہ ''الصلوٰۃ خیر من النوم '' کی طرح شیعوں کی ایجادنہیں ہے بلکہ آحضورؐ کے زمانے سے رواج پذیر ہے۔

شیخ عبداللہ مراغی علمائے مصر کے دانشمند اور منصف مزاج علماء میں شمار ہوتے ہیں۔اپنی مایہ ناز تصنیف ''السلافہ فی امر الخلافہ ''میں رقمطراز بحوالہ ''جواھر الولایۃ'' صفحہ ۲۷۶ اور شہادتِ ثالثہ صفحہ ۳۴ کہ سلمانِ فارسی اذان و اقامت میں کلمۂ رسالتؐ کے بعد شہادتِ ثالثہ کہتے تھے۔ایک مرتبہ ایک صحابی کو برداشت نہیں ہُوا فوراً نبیِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضل ہُوا اور عرض کیا۔حضورؐ۔مَیں نے ایک عجیب بات سُنی ہے۔ آپؐ نے فرمایا! کونسی عجیب بات ہے۔؟اس نے عرض کیا۔مَیں نے سلمان کو اذان و اقامت ''اشھد انّ محمد الرسول اللّٰہ کے بعد اشھد انّ علیاً ولی اللّٰہ'' کہتے سُنا ہے۔آپؐ نے ارشاد فرمایا! کیا تو نے غدیرِ خم پر میرا یہ اعلان سُنا تھا ''من کنت مولاہُ فھذا علیٌ مولاہُ '' اس نے کہا جی ہاں۔آپؐ نے فرمایا! جس نے بھی اس عہد کو توڑا، وہ اپنے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (جزیرۂ خضرا،ص:۲۷۰)

## شہادتِ ثالثہ کے سُنّتِ نبویؐہ ہونے کے چند مختصر دلائل

(۱) علامہ عبداللہ مراغی کے مطابق سلمانؓ و ابوذرؓ وغیرہ جیسے صحابہ نے جب اذان و اقامت میں ''علیٌ ولی اللّٰہ '' کہا اور آنحضورؐ کو علم ہُوا تو آپؐ نے انہیں روکنے کی بجائے شکایت کرنے والے کی سرزنش کی۔

(۲) نبیِ اکرمؐ نے بحکمِ ربِّ جلیل حجۃ الوداع میں مقامِ غدیر پر علی روش الاشھاد ولایتِ علیؑ کا اعلان کیا۔اور اذان و اقامت میں ''اشھد انّ علیاً ولی اللّٰہ '' کا کلمہ اِسی اعلانِ نبویؐ کا اعلان و اقرارِ ولایتِ علویہ ہے۔

(۳) احتجاجِ طبرسی جلد ا صفحہ ۱۵۸ میں علامہ طبرسیؒ نے صادقِ آلِ محمدؐ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا۔!جب اور جہاں اشھد انّ لا الٰہ الاّ اللّٰہ اور

اشھـد انّ محمد الرسول اللّٰہ کہو وہاں اشھـد انّ امیرالمؤمنین علیاً ولـی اللّٰـہ ضرور کہو (حالات کا تقاضہ اِتنا ہی کچھ کہنے کا تھا۔آپؑ نے بلا استثناء فرمایا ہے۔جب اور جہاں توحید و رسالت کی شہدت دو ولایتِ علیؑ کی شہادت بھی دو۔

یہ بھی ممکن ہے کہ سائل نے پوچھا ہی اذان و اقامت کے متعلق ہو اور معصومؑ نے اذان و اقامت کا نام لئے بغیر علی الاطلاق بطورِ عموم فرما دیا ہو۔

(۴) احقاق الحق جلد۴ صفحہ ۱۲۹ میں عبداللہؓ ابنِ مسعود سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عروۃ الوثقیٰ سے متمسّک رہنا چاہتا ہے وہ کہا کرے ''لا الـہٰ الاّ اللّٰہ ۔محمد الرسول اللّٰہ ۔ علیاً ولی اللّٰہ۔

اِن کے علاوہ بھی کئی ایسی مستند روایتیں موجود ہیں جو موثق اور نا قابلِ تردید ہیں جن میں صراحۃً حکم دے دیا گیا ہے کہ توحید و رسالت کے ساتھ شہادتِ ولایت جزو غیرہ منفک ہے۔

(۵) اصولِ کافی جلد۱ صفحہ ۳۶۶ سنان ابن طریف صادقِؑ آلِ محمدؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا۔ ہمارا پہلا وہ خاندان ہے جن کے نام کو اللہ نے بلند فرمایا ہے۔جب اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمالیا تو حکم دیا کہ ایک منادی باآوازِ بلند ندا دے: اشھد انّ لا الہ الاّ اللّٰہ (۳ مرتبہ) اشھد انّ محمدؐ رسول اللّٰہ (۳ مرتبہ) اشھد انّ علیاً امیرالمؤمنین (۳ مرتبہ)

(۶) احقاق الحق جلد۴ صفحہ ۱۴۴ عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ جب ذاتِ احدیت نے حضرتِ آدمؑ کو پیدا کیا تو حضرتِ آدمؑ کو چھینک آئی۔ آپ نے الحمدللہ کہا۔ ذاتِ احدیت نے فرمایا! اے آدمؑ تو نے میری حمد کی۔ مجھے میری عزّت و جلالت کی قسم! دو ہستیاں مَیں نے ایسی پیدا کیں ہیں۔اگر انہیں پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو تجھے کبھی پیدا نہ کرتا۔حضرتِ آدمؑ نے پوچھا کیا وہ میری اولاد سے ہونگے۔؟ ذاتِ احدیت نے فرمایا ہاں! تیری نسل سے ہونگے۔ذرا سر بلند کر اور دیکھ حضرتِ آدمؑ نے سر

بلند کیا اور دیکھا عرش پر لکھا تھا۔ ''لا الہ الاّ اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ نبی الرحمة علی ولی اللّٰہ مقیم الحجّة علی عباده من عرف حقه ، زکی وطاب ، ومن انکر حقه کفر و قاب امتمت بعزتی انی ادخل النار من اصاه و من اطاعتی ۔''

'اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔محمدؐ اللہ کا رسول اور نبیؐ رحمت ہے۔علیؑ اللہ کا ولی اور حجتِ خدا ہے۔جس نے اس کو پہچانا کامیاب اور پاکیزہ ہوگا۔جس نے اس کے حق سے انکار کیا رسواء ہوگا۔مَیں اپنی عزّت و جلالت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص اس کی نافرمانی کریگا۔اسے داخلِ جہنّم کرونگا۔خواہ وہ میرا مطاع کیوں نہ ہو

(۷) احقاق الحق جلد۴ صفحہ ۱۳۳ عبد بن سلام نے نبیؐ اکرمؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے! لواء الحمد پر لکھا ہوگا: بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ۔ الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین ۔ لا الٰه اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ

(۸) احقاق الحق جلد۴ صفحہ ۱۲۸ عبداللہ ابن مسعود نے ایک مفصل حدیث میں بتایا ہے کہ نبیؐ رحمت نے شبِ معراج جنت وجہنّم کا معائنہ کیا تو جنت کے پہلے دروازہ پر لکھا تھا۔

لا الٰه اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ

(۹) عصرِ حاضر کے ایک عظیم اور جلیل القدر مرجع آیۃ اللہ سید محمد کاظم شریعتمدار نے اپنے عملیہ ہدایت العباد صفحہ ۵۲ میں فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ شہادتِ ثالثہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ دیگر آئمہؑ معصومینؑ کو بھی شامل کیا جائے (اس بارے میں مزید معلومات کے لئے حسبِ ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوسکتا ہے۔

(۱) سر الایمان: سید عبدالرزاق مقرم

(۲) شہادتِ ثالثہ در اذان و اقامت: از محمد بن ابراہیم مظفری

(۳) کلمات الاعلام حول جواز الشہادۃ بالولایۃ: از رضا استاوی

(۴) الہدایة فی کون الشہادة بالولایة فی الاذان والاقامة جزاك لا جزاك (جزیرۂ خضراء ص:۲۷۳)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۲۵

## علیؑ کی ولایت کا انکار کرنے والوں کے بارے میں

تفسیرِ امام حسن عسکری علیہ السلام ص ۱۰۲ پر آیت ﴿ "یُخَادِعُونَ اللّٰہَ وَالَّذِیۡنَ آمَنُوا وَمَا یَخۡدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَھُم وَمَا یَشۡعُرُونَ" (سورۂ بقرہ آیت:۹) یعنی "وہ لوگ خدا کو اور مومنین کو فریب دیتے ہیں اور حقیقتِ حال یہ ہیکہ وہ فقط اپنے ہی نفسوں کو فریب دیتے ہیں اور اُن کو کچھ خبر نہیں ہے۔"

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ ابنِ جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب علیؑ کے معاملے میں ان کی قیل وقال اور خوض فکر کرنا اور انکے برخلاف بری تدبیریں کرنا رسولِ خدا کو معلوم ہوا تو حضرتؐ نے انکو بُلا کر دھمکایا۔ تب ان لوگوں نے بہت بہت قسمیں کھائیں۔ اور ایک نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مَیں اپنے کسی عمل کو اس بیعت کے برابر نہیں سمجھتا۔ اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے باعث قصر ہائے جنت میرے لیئے کشادہ کریگا اور مجھکو باشندگانِ جنت میں سب سے بہتر منزل عطا فرمائے گا اور دوسرے نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھکو آتشِ جہنّم سے نجات پانے اور بہشت میں داخل ہونے کے واسطے صرف اس بیعت پر ہی اعتماد ہے۔ خدا کی قسم اگر زیرِ زمین سے لیکر عرش تک گوہرِ آبدار اور جواہراتِ فاخرہ کا انبار میرے لیئے ہو تب بھی مجھے پسند نہ آئے کہ مَیں اس بیعت کو توڑوں بعد اس کے کہ مَیں نے اس کی بابت اپنے دل میں ٹھانہ ہے جو کچھ کہ ٹھانا ہے۔ اور تیسرے نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ اس بیعت کی خوشی اور خوشنودیِ خدا میں اپنی تمنّاؤں کے فسخ کرنے کے سبب میرا یہ حال ہے کہ مَیں یقین کرتا ہوں کہ تمام اہلِ دنیا کے گناہ بھی میرے اوپر ہوں تو بھی

مَیں اس بیعت کے سبب ان سب گناہوں سے پاک ہو جاؤں اور اپنی اس بات پر قسم کھائی اس کے خلاف کرنے والوں پر لعنت کی اس کے بعد باقی جابروں، سرکشوں نے بھی اس قسم کے عُذر کیئے۔ ''وَالَّذِيْنَ آمَنُوا'' اور مومنوں کو بھی جن کے سردار اور افضل علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہیں دھوکہ دیتے ہیں ''وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ'' یعنی وہ لوگ فریب سے اپنے نفسوں کے سواء اور کسی کو ضرر نہیں پہنچاتے ''وَمَا يَشْعُرُوْنَ'' اور ان کو خبر نہیں ہے خدا اپنے نبیؐ کو انکے نفاق اور جھوٹ اور کُفر کی اطلاع کر دیتا ہے۔ اور اُن کو ظالموں اور بیعت شکنوں کے زُمرہ میں شامل کر کے ان پر لعنت کرتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

آیت: ''فِیْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً وَلَهُم عَذَابٌ أَلِيْمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ'' (سورۂ بقرہ آیت: ۱۰) یعنی ''ان کے دلوں میں بیماری ہے اور اللہ نے ان کی بیماری کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ اور ان کو جھوٹ بولنے کے سبب دردناک عذاب ملے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب ان منافقوں نے طرح طرح کے عُذر پیش کیئے تو آنحضرتؐ نے انکی عزّت کی کہ ان کی ظاہری باتوں کو مان لیا اور اُن کے دلوں کا معاملہ خدا کے سپرد کیا لیکن جبرئیلِ امینؑ جانبِ ربُّ العالمین سے نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ خدائے بزرگ و برتر بعد درود وسلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ان سرکشوں کو جن کی طرف سے علیؑ کے بارے میں تم کو خبریں پہنچی ہیں اور اسکی بیعت کو توڑنے اور اسکی مخالفت پر کمربستہ ہونے کا حال تم کو معلوم ہوا ہے باہر لے جاؤ تاکہ علیؑ کے منجملہ ان کرامتوں کے جن سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مشرف فرمایا ہے کہ زمین اور پہاڑوں اور آسمان اور تمام مخلوقات کو اس کا مطیع کیا ہے اور اسی واسطے اس کو تمہارا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا ہے۔ چند عجائبات اُن کے روبرو ظاہر کرے تاکہ ان کو معلوم ہو کہ علیؑ کو ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور وہ ان سے انتقام لینے سے صرف اُس خدا متعال کے حکم سے باز رہتا ہے جو اس کے اور ان کے امور کا مدبّر ہے

۔اور ہمیشہ حکمت سے کام لیتا ہے۔

جب یہ حکم ہوا تو آنخضرتؐ نے اس جماعت کو جن کی طرف سے علیؑ کے امرِ خلافت میں طرح طرح کی باتیں اور انکی مخالفت کرنے کی تجویزیں اور سازشیں کرنے کی خبریں پہنچی تھیں حکم دیا کہ باہر چل کے علیؑ کا حال دیکھو۔اور علیؑ سے جبکہ وہ مدینہ کے کسی پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑے تھے فرمایا کہ اےئ علیؑ ! اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ تمہاری نصرت و یاوری کریں اور ہمیشہ تمہاری خدمت گذاری میں مشغول رہیں اگر یہ لوگ تمہاری اطاعت کریں تو ان کے لیئے بہتر ہے کہ ملکِ جناں میں ابد تک سلطنت کرینگے اور خوش حال رہیں گے اور اگر مخالفت کریں تو ان ہی کے حق میں بُرا ہے کہ ہمیشہ آتشِ جہنّم میں مبتلا رہیں گے۔ بعد ازاں اس جماعت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا! اےئ لوگو! آگاہ اور خوب سمجھ لو اگر تم علیؑ کی تابعداری کرو گے تو کامیاب اور بہرہ ور ہونگے اگر ان کی مخالفت کرو گے تو شقی اور ناکام رہو گے۔

پھر جنابِ امیرؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم محمدؐ اور اس کی آلِ اطہارؑ کے مرتبے کا جن کے محمدؐ کے بعد کے بعد تم سردار ہو واسطہ دیکر خدا سے دُعا کرو کہ ان پہاڑوں کو تمہاری مطلوب چیزوں کی شکل میں تبدیل کردے۔ الغرض وہ پہاڑ تمام چاندی کے ہو گئے پھر ان پہاڑوں نے آواز دی کہ اےئ علیؑ ! اےئ وصیِ رسولِ ربُّ العالمین اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ کے لیئے مہیّا کیا ہے۔ اگر آپ اپنے کام میں ہم کو صرف کرنا چاہیں تو جب آپ بُلائیں ہم فوراً جواب دیں گے تاکہ آپ اپنا حکم ہم پر جاری کریں۔ پھر سرخ سونے میں بدل گئے وہی باتیں کیں جو چاندی نے کی یقیں اس کے بعد مشک اور عنبر اور جواہرات اور یاقوت کی شکل میں منقلب ہوئے اور ہر چیز آپ کو آواز دیتی تھی۔ اےئ ابوالحسنؑ اےئ برادرِ رسولؐ ہم آپ کے محکوم ہیں جب آپ کہیں یا خرچ کرنا چاہیں تو آواز دیں ہم فوراً جواب دیں گے اور جو چیز آپ کو مطلوب ہوگی اسی صورت میں پلٹ جائیں گے۔ بعد ازاں آنخضرتؐ نے ان منافقوں کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا! آیا تم نے دیکھا کہ

خدائے بزرگ و برتر نے علیؑ کو یہ خزانے جو تم نے مشاہدہ کیئے عطا فرما کر تمہارے مالوں سے مستغنی اور بے پرواہ کر دیا۔ پھر امیر المنین علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علیؑ! اللہ تعالیٰ محمدؐ اور اسکی آل کا واسطہ دیکر سوال کرو کہ وہ ان پہاڑوں کے درختوں کو ہتیار بند مردوں کی صورت میں اور پتھروں کو شیر و اور چیتوں اور اژدہاؤں کی صورت میں تبدیل کر دے۔

حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر جنابِ امیر نے دُعا کی اور تمام پہاڑ اور زمین اور ٹیلے ان سے پٹ گئے۔اور ہر ایک ندا دیتا تھا کہ اے علیؑ! اے وصیِ رسولِؐ خدا اللہ تعالیٰ نے ہمکو آپ کا فرماں بردار بنایا ہے۔اور ہم کو حکم دیا ہے کہ جب آپ ان لوگوں کو بیخ کنی کے لیئے جن پر ہم کو مسلّط کیا ہے حکم دیں تعمیل کرینگے اور جو چاہیں فرمائیں اطاعت کو حاضر ہیں۔

یا علیؑ! اللہ کے نزدیک آپ کی اس قدر قدر و منزلت ہے کہ اگر آپ خدا سے سوال کریں کہ تمام زمین کی اطراف و جوانب کو میرے واسطہ سے کیسۂ زر کی طرح ایک سونے کا ڈلا کر دے تو بیشک وہ ایسا ہی کر دے۔ یا یہ دعا کریں کہ آسمان کو زمین پر گرادے تو فوراً آپ کی دُعا قبول ہو۔ یا آپ خدا سے دُعا کریں کہ میری خاطر زمین کو آسمان کی طرف بلند کر تو وہ رحیم و کریم ایسا ہی ظہور میں لائے۔ یا یہ درخواست کریں کہ سمندر کے کنارے پانی کو میری خاطر سے میٹھا پانی یا پارہ یا روغن بان کر دے یا اور کسی قسم کی پینے کی چیز یا کسی قسم کا روغن بنانے کی درخواست کریں تو اللہ تعالےٰ ضرور ویسا ہی کر دے اور اگر آپ یہ التماس کریں کہ سمندروں کو منجمد کر دے اور باقی خشک زمین سمندر بنادے تو پروردگارِ عالم ایسا ہی ظہور میں لائے۔ جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی یہ قدر و منزلت ہے عترت و وقار ہے تو آپ ان سرکشوں کی سرکشی اور ان مخالفوں کی مخالفت سے کچھ محزوں و غمگین نہ ہوں اور ایسا خیال کریں کہ گویا ان کی مدّتِ حیات ختم ہوگئی۔ان فاسقوں کو فسق اور کفر کے باوجود اس قادرِ مطلق نے مہلت دے رکھی ہے۔

اس قوم نے جب جنابِ امیر علیہ السلام کے یہ فضائل اور مدارج مشاہدہ کیئے تو ان کے مرضِ جسمانی پر مرضِ قلوب کا اور اضافہ ہوا۔اس لیئے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''فِی

قُلُوبِهِم مَّرَضٌ ‘‘ ان سرکشوں اور شک کرنے والوں اور اس بیعتِ علیؑ کو توڑنے والوں کے دلوں میں بیماری ہے’’ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً ‘‘خدا نے ان کی بیماری کو اور زیادہ کر دیا اور ان کے دل اِس کے لیئے مغرور ہو گئے۔اور ان کے لیئے عذابِ دردناک ہے کیونکہ یہ محمدؐ کی تکذیب کرتے ہیں اور جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم اس بیعت اور عہد پر قائم رہیں گے۔(آثارِ حیدری، ص:۱۰۲)

## علیؑ کی ولایت کے بغیر کوئی عمل قابلِ قبول نہیں

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسے شخص کے حال سے خبر دوں جو اس سے بھی بدتر ہے۔اصحاب نے عرض کی کہ ہاں یارسولؐ اللہ فرمایئے۔فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں لڑنے جائے اور میدانِ جنگ سے مُنہ نہ موڑے اور مقابلے کے وقت لڑتا ہوا دشمنوں کے ہاتھ قتل کیا جائے، نہ یہ کہ میدان سے فرار کرتا ہوا مارا جائے اور حُوریں اسکی منتظر ہوں اور بہشت کے خزانچی اُس کی روح کے وارد ہونے کا انتظار کرتے ہوں اور آسمان اور زمین کے فرشتے اسکی طرف حوروں کے نازل ہونے کی راہ تکتے ہوں۔اور فرشتے اور بہشت کے خزانچی اس پر وارد نہ ہوں اور اس کے پاس نہ آئیں یہ حال دیکھکر زمین کے فرشتے جو اس مقتول کے اس موجود ہوں کہیں کہ کیا سبب ہے کہ حوریں اس پر نازل نہیں ہوتیں اور خازنانِ جنت اس پر وارد نہیں ہوتے۔تب ساتویں آسمان کے کناروں سے ندا آئے کہ اے فرشتو تم آسمان کے کناروں سے نیچے کی طرف نظر کرو۔

جب وہ نظر اٹھائیں تو دیکھیں کہ اِس شخص کا خدا کو واحد جاننا اور رسولؐ خدا پر ایمان لانا اور اسکی نماز اور زکوٰۃ اور صدقہ اور سب قسم کی نیکیاں آسمان کے نیچے رُک پڑی ہیں اور انہوں نے آسمان کے تمام کناروں کو پر کر دیا ہے گویا ایک بھاری قافلہ ہے جو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے۔اور وہ فرشتے جو اِن بوجھوں کو اُٹھائے ہوئے ہیں پُکارتے ہیں کیا ہوا کہ آسمان کے دروازے ہمارے لیئے

نہیں کھلتے کہ ہم اس شہید کے اعمال کو لے اندر داخل ہوں۔تب خدا کے حکم سے آسمان کے دروازے کھل جائیں اور اُن ملائکہ کو آواز دی جائے۔اگر تم کو قدرت ہے تو اندر آؤ۔ تب ان فرشتوں کے بازوان بوجھوں کو نہ اُٹھا سکیں اور ان اعمال کو لیکر اوپر نہ جا سکیں اور عرض کریں کہ اےئ ہمارے پروردگار ہم ان اعمال کو اٹھا کر اوپر نہیں لا سکتے۔

اس وقت خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ایک منادی انکو ندا دے کہ اےئ فرشتو ان بوجھوں کا اٹھانا تمہارا کام نہیں بلکہ ان کو اوپر لے کر چڑھنے والی خاص اونٹنیاں ہیں جو عرش کے قریب لیجا کر ان کو درجاتِ بہشت میں پہنچا دیں گی۔ پھر ان کو درجاتِ بہشت میں جگہ دی جائیگی۔تب فرشتے عرض کریں کہ وہ اونٹنیاں کونسی ہیں۔اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرے کہ تم کیا چیز اس شخص کے پاس سے اٹھا کر لائے ہو۔؟ وہ جواب میں عرض کریں کہ اس شخص کا تجھ کو واحد جاننا اور تیرے نبیؐ پر ایمان لانا۔تب خدا اُن سے فرمائے کہ ان بوجھوں کے اُٹھانے والی میرے نبیؐ کے بھائی علیؑ اور آئمہؑ طاہرین کی دوستی ہے اگر وہ اسکے اعمال میں موجود ہے تو وہی ان اعمال کو اٹھائے گی اور اوپر لے جا کر جنت میں پہنچا دے گی۔

یہ سُن کر وہ فرشتے اس کے اعمال کو دیکھیں اور باوجود کثرتِ اعمال کے علیؑ اور آلِ اطہارؑ کی دوستی رکھنے اور انکے دشمنوں سے دشمنی کرنے کا کہیں نشان تک بھی نہ پائیں۔تب حق تعالیٰ ان فرشتوں سے جو ان اعمال کو اٹھائے ہوئے ہوں فرمائے ان کو چھوڑ دو۔اور اپنی جگہ مراجعت کرو تا کہ جو ان اعمال کے اٹھانے کے سزاوار ہیں ان کو اٹھائیں اور لیجا کر ان کے مناسب مقام شعلۂ جہنّم کے حوالے کر ڈالیں کیونکہ علیؑ اور آلِ اطہار کی دوستی کی اونٹنی ان کے اٹھانے کے لیئے تیّار نہیں۔

## علیؑ کی ولایت کا اِنکار کرنے والی ہر شیئے حرام قرار دی گئی

''إِنَّا عَرَضۡنَا الۡأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالۡأَرۡضِ الخ ''(الاحزاب:۷۲)

علامہ ابن شہر آشوب نے سلسلہ بہ سلسلہ حضرت محمدؒ حنفیہ سے روایت کی ہے کہ وہ

کہتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار جنابِ امیر المومنین علیہ السلام نے قولِ باریٔ تعالےٰ ''إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الخ '' کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے میری امامت کو ساتوں آسمانوں کے سامنے پیش کیا اور عذاب وثواب دکھلایا۔ پس آسمانوں نے عرض کی پروردگار! اس امامت کو ثواب و عذاب کے ساتھ ہم پر بار نہ کر البتّہ بغیر ثواب وعتاب کے ہم متحمّل ہو سکتے ہیں۔ خدا نے میری امامت و ولایت کو پرندوں کے سامنے پیش کیا۔ پرندوں میں سے سب سے پہلے باز اور چنڈول میری امامت پر ایمان لائے۔ اور جن پرندوں نے انکار کیا ان میں سے سب سے پہلا مُنکر اُلّو اور عنقا'' ہے پس خدا نے ان دونوں پر لعنت کی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُلو کے سارے پرندے دشمن ہو گئے۔ اب وہ دن میں پرندوں کے ڈر کے مارے باہر نہیں نکلتا اور عنقاء دریاؤں میں ایسا غائب ہو گیا کہ نظر ہی نہیں آتا اور اللہ نے میری امامت کو زمین کے سامنے پیش کیا۔ پس زمین کا جو حصّہ میری ولایت وامامت پر ایمان لایا اُسے خدا نے برکت والا پاک و پاکیزہ قرار دیا۔ شیریں نباتات اور میٹھے پھل اس میں اُگائے۔ پانی اس کا صاف اور میٹھا کر دیا۔

اور جس زمین کے حصّے نے میری امامت کا انکار کیا اس کو خدا نے شورہ زار بنا دیا۔ سبزیاں اسکی تلخ اور بدمزہ کر دی۔ پھل اس میں کٹیلی اور اندرائن جیسے پیدا کیئے۔ پانی اسکا کھاری اور بدمزہ کر دیا۔ پھر خداوند عالم نے اپنے رسولؐ سے فرمایا کہ امامت امیر المومنینؑ کا حال تمہاری اُمّت میں سے ہر ایک کو معلوم ہو گیا۔ اس نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا جس نے علیؑ کا انکار کیا وہ حکمِ پروردگار سے جاہل تھا۔ اور جو شخص امانت کو پوری طرح ادا نہ کریگا۔ وہ اظلم اور ستمگار رہوگا۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا دوست مومن ہے اور میرا دشمن منافق اور ولدالحرام ہے۔

وہ زمین بنجر قرار دی گئی جس نے ولایتِ علیؑ کا انکار کیا وہ جانور حرام قرار دیئے گئے جس نے ولایتِ علیؑ کا انکار کیا۔ (تفسیر قرآن، مقبول احمد)

# باب:۲۶

# مولائے کائنات پر سب وشتم کرنے والوں کی حالت

## علیؑ کو سب کرنیوالا خنزیر کی شکل میں مسخ ہوتا ہے

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللّهِ مَن لَّعَنَهُ اللّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُوْلَـئِكَ شَرٌّ مَّكَاناً وَأَضَلُّ عَن سَوَاء السَّبِيلِ (سورۂ مایدہ:۶۰)

ترجمہ: ان سے پوچھیئے کیا میں آپ کو ایسے افراد کی نشاندہی کروں جو اللہ کی نگاہِ قدرت میں انجام کے لحاظ سے ان سے بھی بدتر ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔اور اللہ کے مغضوب ہیں اللہ نے ان ہی میں سے بندر اور خنزیر بنا دیئے ہیں۔

طاغوت پرست لوگ ہیں اور یہ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے بارگاہِ خالق میں بدترین ٹھکانے کے مستحق ہیں۔ غایۃ المرام ص ۲۵۶۔۵۷ میں علامہ بحرانی نے محمد مسکوئی صاحب' المناقب الناضرہ فی العترۃ الطاہرہ سے اس نے اعمشؒ سے نقل کی ہے کہ۔ایک رات منصور دوانقی نے مجھے کافی رات گئے بلا بھیجا۔رات کے اس وقت کے بلاوے کو دیکھکر میں گھبرا گیا۔اور یہی سمجھا کہ منصور بغضِ علیؑ میں اپنی انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔اسے کسی نے میرے خلاف چغلی کھائی ہوگی۔اب وہ فضائلِ علیؑ کے بارے میں پوچھے گا۔اور پھر مجھے قتل کردے گا یہ سوچنے کے بعد میں اُٹھا وضو کیا۔غسل کیا' اور صاف ستھرے کپڑے بطورِ کفن کے پہنے حنوط کیا' وصیت لکھی۔اور پھر دربار کی طرف چل دیا۔جب میں وہاں پہنچا تو عمرو ابن عبید پہلے سے موجود تھا اسے دیکھکر حوصلہ آیا۔اور یہی خیال کیا کہ چلو ایک ساتھی تو مل گیا ہے۔جب میں اس کے قریب گیا' تو اس نے کہا سلیمان اور قریب ہو جا۔

میں اور قریب ہوا۔اور عمرو ابن عبید سے پوچھنے لگا کہ آج کیا بات ہے۔اتنے میں منصور نے میرے جسم سے کافور کی خوشبو سونگھ لی مجھ سے کہا سلیمان ! سچ سچ بتانا کہ کافور کیوں لگایا ہے' ورنہ قتل کر دوں گا۔

میں نے کہا۔! سرکار جب رات کے اس وقت بلاوا گیا تو میں یہی سمجھا کہ آپ کو میرے متعلق معلوم ہو گیا کہ میں فضائلِ اہلبیتؑ کا قائل ہوں آپ مجھ سے فضائلِ علیؑ پوچھیں گے۔جب میں سُناؤں گا تو آپ مجھے قتل کر دیں گے۔چنانچہ میں نے اس خیال کے پیشِ نظر وضو بھی کیا ہے غسل بھی کیا ہے۔حنوط بھی کیا ہے۔اور صاف کپڑے بطورِ کفن کے پہن کر وصیت لکھکر آیا ہوں۔

منصور سیدھا ہو کر بیٹھا اور کہا۔"**لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم**" منصور نے کہا۔!اۓ سلیمان میرا نام کیا ہے

میں نے کہا۔! عبداللہ ابن محمد ابن علی ابن عبداللہ ابن عباسؓ

منصور نے کہا تو نے سچ کہا ہے۔اب یہ بتا کہ تجھے فضائلِ اہلبیتؑ میں کتنی احادیثِ نبیؐ یاد ہیں۔؟

میں نے کہا۔بہت کم۔منصور نے کہا۔اندازاً کتنی ہوگی۔؟

میں نے کہا۔! کم وپیش دس ہزار۔منصور نے کہا۔! سلیمان آج میں تجھے ایسی دو احادیث سُناتا ہوں جو تیری تمام احادیث پر بھاری ہونگی۔بشرطیکہ یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ کسی شیعہ کو نہیں سُنائے گا۔

میں نے اللہ کی قسم کھا کر وعدہ کیا۔

منصور نے کہا۔! ایک وقت تھا جب میں مروان کے خوف سے چھپتا پھرتا تھا کسی ایک جگہ ٹکنا نصیب نہیں تھا۔اور لوگوں کی ہمدردیاں' فضائلِ علیؑ بیان کر کے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لوگ جب میرے بارے میں سُنتے تو آکر مجھ سے ملتے۔خفیہ طور پر میری ضروریات پوری کرتے اسی دوران میں شام کے علاقے میں آ گیا۔اس وقت میری عبا پھٹ چکی

تھی ۔اور میرے پاس دوسری عبا نہیں تھی کسی مسجد سے میں نے اذان کی آواز سُنی میں مسجد میں آیا۔ اور میرا خیال یہ تھا نماز بھی پڑھوں گا اور کسی نمازی سے کھانیکا سوال بھی کروں گا۔ پیشنماز کی اقتداء میں نماز پڑھی جب اس نے سلام پڑھا۔ دیوار سے ٹیک لگائی۔ تمام نمازی موجود تھے کوئی بھی عظمت پیشنماز کی وجہ سے بات نہیں کر رہا تھا۔ میں بھی خاموش بیٹھا تھا اسی اثنا میں دو بچّے مسجد میں آئے۔ جب پیشنماز نے انہیں دیکھا تو کہا۔! خوش آمدید۔اور خوش حال رہے وہ شخص جس نے تم دونوں کا یہ نام رکھا ہے۔

میں نے دل میں کہا کہ امید ہے میرا کام بن جائے گا۔ میرے دائیں طرف ایک نوجوان سا بیٹھا تھا میں نے اسی سے پوچھا یہ بچّے کون ہیں اور یہ بوڑھا پیشنماز کون ہے؟

اس نے کہا۔ یہ پیشنماز ان بچّوں کا دادا ہے۔ ہماری اس بستی میں اسکے سواء کوئی بھی محبِ علیؑ نہیں ہے۔ اور اسی نے دونوں کا نام حسنؑ اور حُسینؑ رکھا ہے میں نے ہمت کی اٹھا۔ پیشنماز کے قریب ہوا اور کہا۔ کیا میں آپکو ایک ایسی حدیث سُناؤں جس سے آپ کا دل ٹھنڈا ہو جائے۔؟

اس نے کہا اس چیز کا مجھ سے زیادہ ضرورتمند کون ہوگا۔

میں نے کہا مجھے میرے دادا نے اپنے باپ سے روایت کر کے بتایا ہے کہ ایکدن ہم نبیؐ اکرم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ جنابِ فاطمہؑ زہرا روتی ہوئی تشریف لائیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا بیٹی کیا بات ہے۔؟ بی بی نے عرض کیا بابا جان رات سے میرے حسنینؑ گھر نہیں آئے۔ اور علیؑ شمعون کے باغ کو پانی دے رہے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ میرے بیٹے کہاں گئے۔

آنحضورؐ نے فرمایا۔ بیٹی رومت۔! میری اور تیری نسبت اللہ تیرے حسنینؑ کے لیئے زیادہ مہربان ہے۔ پھر آپؐ نے دستِ دُعا بلند کیئے اور عرض کی۔ باالہا۔! میرے حسنینؑ جہاں بھی ہوں انہیں محفوظ رکھ اور ہمیں واپس فرما۔ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی۔ اے حبیبِؐ خدا۔! ارشادِ قدرت ہے کہ آپ کے حسنینؑ ”حدیقہ بنی نجار“

میں رات آرام سے سوتے رہے۔میں نے ایک ملک کو ان کی حفاظت پر مامور کر دیا ہے اور اس وقت بھی دونوں وہیں آرام کر رہے ہیں۔

آنحضورؐ اُٹھے۔جبرئیل آپؐ کے دائیں طرف چلنے لگے۔صحابہ میں سے بھی چند لوگ آپؐ کے ساتھ ہوئے جب ''حدیقہ بنی نجار'' میں پہنچے تو دیکھا امام حسنؑ نے امام حُسینؑ کو اپنے دونوں بازوؤں میں سمیٹ کر گلے سے لگا رکھا تھا۔ملک نے ایک پر دونوں کے نیچے ایک پر بطور سایہ اوپر بچھایا ہوا تھا۔آنحضورؐ جھکے اور باری باری دونوں کو بوسے دینے لگے۔حتّٰی کے دونوں بیدار ہو گئے۔آنحضورؐ نے امام حسنؑ کو اور جبرئیل نے امام حُسینؑ کو اُٹھالیا۔

حدیقہ بنی نجار سے باہر آئے۔آنحضورؐ فرمارہے تھے آج میں بھی ان دونوں کو اسی طرح مشرف کرونگا جسطرح اللہ نے انہیں مکرم رکھا ہے۔

حضرت ابوبکر راستہ میں ملے اور عرض کی۔یارسولؐ اللہ۔!امام حسنؑ کو مجھے دیدیں تاکہ اسے میں اُٹھالوں۔آپؐ نے فرمایا۔!سواری اور سوار دونوں مناسب ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے۔حتّٰی کہ آپ مسجد میں تشریف لائے۔اور فرمایا۔بلالؓ لوگوں کو بُلا۔جب لوگ جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا۔!اے گروہِ مسلمین۔!کیا میں تمہیں ایسے افراد کا تعارف کراؤں۔جو نانا اور نانی کے اعتبار سے افضلِ کائنات ہوں۔؟

لوگوں نے عرض کی۔!ہاں یارسولؐ اللہ۔

آپؐ نے فرمایا۔!تو یہ دیکھو۔!یہ حسنؑ اور حُسینؑ ہیں جن کا نانا سیدالانبیاءؐ اور نانی خدیجۃ الکبریٰ ہے۔

لوگو۔!کیا میں تمہیں ایسے افراد بتاؤں جو ماں اور باپ کے لحاظ سے اشرفِ کونین ہوں۔

لوگوں نے عرض کی۔ہاں یانبیؐ اللہ۔

آپؐ نے فرمایا۔!ان حسنینؑ کو دیکھو جن کا باپ سیدالاوصیاء اور ماں سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؑ ہے

لوگو۔!کیا میں تمہیں ایسے افراد دکھاؤں جو چچا اور پھوپھی کے رشتہ سے احسن الخلائق ہیں۔

لوگوں نے عرض کی۔!ہاں یارسولؐ اللہ۔

آپؐ نے فرمایا۔! تو پھر دیکھو یہ حسنینؑ ہیں جن کا چچا جعفرِ طیار اور پھوپھی ام ہانی بنتِ ابوطالبؑ
پھر فرمایا۔! بارالٰہا۔! تو بہتر جانتا ہے کہ حسنینؑ سردارانِ جنت ہیں ان کا نانا مالکِ جنت ہے۔ ان کی نانی اہلِ جنت سے ہے۔ ان کا باپ جنتی ہے ان کی ماں خاتونِ جنت ہے۔ ان کا چچا جنتی ہے اور ان کی پھوپھی جنتی ہے۔ بارالٰہا ان کے محبّ کو جنت اور ان کے دشمن کو جہنم نصیب فرما۔

جب میں یہ سُنا چکا تو پیشنماز نے مجھ سے پوچھا۔ کہاں کا رہنے والا ہے؟
میں نے کہا۔ کوفہ کا۔ اس نے کہا عربوں سے ہے یا غلاموں سے۔؟ میں نے کہا۔ عربوں سے۔
اس نے کہا تعجب ہے تو نے مجھے ایسی حدیث سُنائی ہے اور ابھی تک تو پرانی بوسیدہ عبا میں بیٹھا ہے۔ اس نے مجھے نئی اور عمدہ عبا دیکر سواری دی اور کہا۔ تو نے میرا دل ٹھنڈا کیا ہے۔ اب میں تجھے ایک ایسے شخص کے بھیجتا ہوں جو تیرا دل ٹھنڈا کردے گا۔ پھر اس نے مجھے اپنے پڑوس میں قریب ہی ایک مکان کی راہنمائی کی۔ میں نے دق الباب کیا۔ ایک نوجوان باہر نکلا۔ اس نے میری عبا اور سواری کو دیکھکر کہا۔ میں پہچان گیا کہ تجھے کس نے بھیجا ہے۔ وہ مجھے اندر لے گیا اور مجھ سے پوچھا کیا یہ عبا اور یہ سواری آپ کو فلاں نے دی ہے۔؟
میں نے جب اقرار کیا تو اس نے کھانیکے بعد کہا مجھے بھی کچھ فضائلِ آلِ محمدؐ سُنایئے۔
میں نے اسے سُنایا کہ مجھے اپنے دادا نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک دن جنابِ فاطمہؑ نے اپنے دونوں بیٹوں کو اُٹھا کر آنحضورؐ کے پاس روتے ہوئے آئی۔ آنحضورؐ نے پوچھا بیٹی کیا بات ہے۔؟
بی بیؑ نے عرض کیا۔! بابا جان یہ قریش کی عورتیں مجھے طعنے دیتی ہیں کہ تیرے باپ نے تیری شادی ایک نادار شخص سے کی ہے۔
آپؐ نے فرمایا۔! بیٹی قریش کی عورتیں غلط کہتی ہیں کہ میں نے تیری شادی علیؑ سے کی ہے۔ تیری علیؑ سے شادی تو اللہ نے کی ہے۔ جبرائیلؑ' میکائیلؑ اور اسرافیلؑ تیرے عقد کے گواہ ہیں۔ علیؑ شجاعت میں بے مثل حلم میں بے نظیر' علم میں یکتائے زمانہ'

سنت میں سب سے سابق اور سخاوت میں سب سے زیادہ ہے۔

اے فاطمہؑ لواء الحمد میں علیؑ کے ہاتھ میں دوں گا۔ جنت کی چابیاں علیؑ کے پاس ہونگی۔ آدم اور اولادِ آدم کے تمام شرفاء لواء الحمد کے سایہ میں ہونگے حوضِ کوثر میری تحویل میں ہوگا۔ ساقی علیؑ ہوگا۔ یومِ حشر اللہ تیرے باپ کو جسطرح کا لباس پہننے کو دے گا اسطرح کا لباس علیؑ کو عطا کرے گا۔

پھر ندائے قدرت ہوگی اے محمدؐ! تیرے جدامجد بہترین جد ہیں۔ تیرے بھائی علیؑ بہترین بھائی ہے۔ اللہ جب بھی مجھے بلائیگا ساتھ ہی علیؑ کو بھی بلائے گا۔ جتنا حق شفاعت مجھے دیگا اتنا علیؑ کو دے گا۔ جتنی میری دعا قبول کرے گا اتنی علیؑ کی۔ اے فاطمہؑ یقین رکھنا علیؑ اور اس کے شیعہ ہی فلاح یافتہ ہونگے۔

جب میں اسے یہ حدیث سُنائی تو اس نوجوان نے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔؟ میں نے کہا کوفہ کا۔ اس نے کہا عربوں سے ہے یا غلاموں سے؟۔ میں نے کہا عربوں سے۔

اس نے مجھے بیس کپڑے۔ اور بیس ہزار درہم دیئے۔ اور کہا تو نے یہ حدیث سُنا کر میرا دل ٹھنڈا کر دیا ہے۔ اب میری ایک خواہش ہے

میں نے کہا امکانی حد تک تیری خواہش پوری کرنیکی کوشش کرونگا۔

اس نے کہا کل صبح کی نماز فلاں مسجد میں پڑھنا اور وہاں میرا بدنصیب بھائی ہے اسے بھی دیکھنا

میں نے بڑے کرب میں رات گذاری۔ صبح کو مسجد میں آیا۔ اتفاقاً میرے بائیں ایک جوان صفِ اوّل میں کھڑا ہوا تھا۔ جس نے عمامہ پہن رکھا تھا اور اپنا چہرہ بھی عمامہ میں چھپا رکھا تھا جب رکوع میں گیا تو اس کا عمامہ اس کے سر سے گر گیا۔ میں نے دیکھا تو میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے میں اپنے ہوش میں نہ رہا۔ نماز میں کیا پڑھا۔ جب نماز سے فارغ ہوگئے تو اس سے پوچھا بندۂ خدا یہ کب ہوا۔

اس نے کہا تو وہ تو نہیں جو کل میرے بھائی کے پاس تھا۔؟ میں نے کہا میں وہی ہوں۔ اس نے میرے ہاتھ سے پکڑا اور مجھے اپنے گھر لے کے آیا میں نے دیکھا اس کی

آنکھوں سے آنسوٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ جب اس کے گھر پہنچے تواس نے مجھے ایک مسند کی طرف اشارہ کیا کہ یہ مسند دیکھ رہا ہے۔ میں نے کہا۔! دیکھ رہا ہوں۔

اس نے کہا میں استاد تھا۔! بچّوں کو پڑھاتا تھا۔ اوراذان واقامت کے درمیان روزآنہ ایک ہزار مرتبہ علیؑ کوسب کیا کرتا تھا۔ ایک دن مسجد سے فارغ ہوکر میں اسی جگہ آیا۔ اور مسند پر سو گیا۔

عالمِ خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا صحرا ہے۔ میں اس میں بیٹھا ہوں میرے ساتھ چند افراد اور بھی بیٹھے ہیں اور ہم خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ میں نے دیکھا آنحضورؐ آپ کے ساتھ علیؑ اور حسنینؑ تھے۔ آنحضورؐ ایک ایک کی طرف اشارہ کر کے فرماتے جاتے تھے حسنینؑ اسے پانی پلاؤ دونوں شہزادے پانی پلا رہے تھے جب ہمارے قریب پہنچے تو آنحضورؐ نے فرمایا۔ اسے بھی پانی پلاؤ۔

شہزادے نے عرض کیا۔! ناناجان۔! اسے میں کیسے پانی پلاؤں جو ہر روز میرے بابا پر سب کرتا ہے۔ اس وقت بھی چار ہزار مرتبہ سب کر کے سویا ہے۔ آپؐ خاموش ہوگئے۔ میرے قریب آئے اور فرمایا۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ تو کیوں علیؑ پر سب کرتا ہے اللہ تجھ پر غضب نازل کرے اور تجھ سے تیری نعمات سلب کرے۔ پھر آپؐ نے مجھے پاؤں کی ٹھوکر ماری۔

میں بیدار ہوا تو مجھے اپنا سر کچھ بھاری محسوس ہوا۔ جب آئینہ دیکھا تو مجھے اپنا سر اور چہرہ خنزیر جیسے نظر آیا۔ منصور نے پوچھا کیا یہ دو حدیثیں تیری احادیث میں شامل تھیں۔؟ کہا نہیں۔ منصور دوانقی نے کہا۔! اے سلیمان۔! علیؑ کی محبت ایمان اور علیؑ سے عداوت کُفر ہے۔ مَیں نے کہا۔! حضور آپ کا قاتلِ حسینؑ کے متعلق کیا خیال ہے۔؟

منصور نے کہا۔ جہنمی ہوگا۔ بلکہ اولادِ حُسینؑ کا قاتل بھی جہنمی ہوگا۔

کچھ دیر تک منصور سر جھکائے رہا۔ پھر کہا۔

سلیمان۔ حکومت بانجھ ہوتی ہے۔ جو چاہے فضائلِ علیؑ بیان کیا کر۔ (کوکبِ دری:۳۵۷)

# مولائے کائنات سے بلند آواز میں بات کرنے والے کی حالت

مولانا صالح کشفی سُنّی عالم نے مصابیح القلوب سے روایت لی ہے کہ ایک خارجی نے خصومت سے امیرالمومنینؑ کرم اللہ وجہہ کے پاس آکر بلند آواز سے بات کی امیرؑ نے اُسکو بلند آواز سے پُکارا وہ کُتا بن گیا۔ایک شخص نے عرض کی یاامیرالمومنینؑ! آپ نے اِس شخص کو دھمکایا تو وہ کُتا ہوگیا۔آپ کو معاویہ کو دفع کرنے میں کونسی چیز مانع ہے۔فرمایا! اگر مَیں چاہتا تو معاویہ کو جنازے کے تختے پر ڈالکر میرے سامنے لاتے اور ذرا بھی توقّف نہ ہوتا لیکن ہم خازنانِ خدا ہیں یعنی جس چیز میں کوئی سرِّ خدا ہوتا ہے اُس سے ہم معترض نہیں ہوتے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ ''بَلْ هُمْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ''۔''بلکہ وہ معزز اور مکرّم بندے ہیں بات میں اُس پر سبقت نہیں کرتے اور اُسکے امر کے موافق عمل کرتے ہیں''۔ اِس آیۂ کریمہ کو پڑھ کر فرمایا کہ آخرت کا عذاب دُنیا کے عذاب وعقاب سے بہت زیادہ سخت ہے۔

سید محمد صالح کشفی نے شواہد النبوۃ سے ایک روایت تحریر کی ہے کہ ایک نیکوکار اور صالح شخص کا بیان ہے کہ مَیں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور مخلوقات میدانِ حشر میں حساب کیلئے جمع ہیں مَیں نے صراط سے گذر کر دیکھا کہ رسولِ خداؐ حوضِ کوثر کے کنارے بیٹھے ہیں اور امامین علیہم السلام لوگوں کو پانی دے رہے ہیں۔مَیں نے آگے جاکر عرض کی! مجھے پانی دو مگر نہ دیا۔مَیں نے رسولِؐ خدا کی خدمت میں جاکر عرض کی یارسولؐ اللہ! ان کو حکم دیجئے کہ مجھے پانی دیں۔آنحضورؐ نے فرمایا! تجھ کو پانی نہ دینگے اس لیئے کہ تیرے ہمسائے میں ایک خارجی ہے۔جو علیؑ پر لعنت کرتا ہے۔اور تو اس کو منع نہیں کرتا۔مَیں نے عرض کی یارسولؐ اللہ! مجھ کو اتنی طاقت نہیں کہ اس کو منع کر

سکوں۔حضورِ اکرمؐ نے ایک چھری مجھے دی۔اور فرمایا! جا کر اُسے قتل کردے۔مَیں اُسے خواب ہی میں قتل کر کے رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔آنحضرتؐ نے فرمایا! اے حَسنؑ! اس کو پانی دو۔امام علیہ السلام نے مجھے پانی دیا۔مَیں نے پیالہ آپؑ سے لیا۔معلوم نہیں کہ پیا یا نہیں۔خوف زدہ ہوکر اُٹھ بیٹھا۔اور وضو کر کے نماز میں مشغول ہوا۔یکا یک آواز بلند ہوئی کہ فلاں شخص اپنے بستر پر قتل ہوگیا۔تھوڑی دیر کے بعد حاکم کے آدمیوں نے آکر ہمسایوں کو گرفتار کرلیا۔مَیں نے حاکم کے پاس جا کر کہا مَیں نے یہ خواب دیکھا ہے۔اور حق تعالیٰ نے اس خواب کو صحیح کر دیا ہے۔اور سارا خواب اس کے روبرو بیان کیا۔اس نے کہا! جزاک اللہ خیراً۔جاؤ چلے جاؤ تم سب بالکل بے قصور ہو۔

(۲) نیز شواہد النبوۃ ہی سے لیا گیا ہے کہ ایک شخص مدینہ میں امیرالمومنینؑ کو ناسزا اور بُرا کہتا تھا۔سعد بن مالک نے اسکے لئیے بددعا کی۔اتفاقاً وہ شخص ایک روز اپنے اونٹ کو باہر چھوڑ کر مسجد میں آکر ایک مجمع کے درمیان بیٹھا تھا کہ اونٹ اپنی جگہ سے اُٹھکر مسجد میں گھس آیا۔اور اسکو اپنے سینے کے نیچے دبایا اور کچل کچل کر مار ڈالا

(۳) سید محمد صالح کشفی نے شواہد النبوۃ میں علیؑ ابن الحسینؑ سے منقول ہے کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی والی مدینہ ہر روز جمعہ مجھے منبر کے نزدیک بٹھا کر امیرالمومنینؑ کی اہانت میں زبان کھولتا اور ناسزا کہتا۔ایک جمعہ کو مجمعِ کثیر مسجد میں جمع تھا مَیں منبر کے پہلو میں سوچتے سوچتے سوگیا۔دیکھا کہ قبرِ رسولؐ شق ہوئی اور اس سے ایک مرد سفید لباس پہنے نکلے اور کہا اے عبداللہ! اس شخص کی باتیں تجھ کو غمگین کرتی ہیں؟ مَیں نے کہا ہاں۔فرمایا آنکھ کھول کر دیکھ کہ خدائے تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جب مَیں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ منبر سے گرا اور مر گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۲۷

# مولائے کائناتؑ سے دشمنی کی وجوہات

"اِنَّ سَبَبَ اِفْتِرَاقُ النَّاسِ عَنْه'. كَانَ لِعَدْله' وَ قَسْمَته' مَسَاوِيًا."

یعنی حضرت علیؑ کے خلاف لوگوں کے ہونے کی وجہہ یہ تھی کہ وہ امیر وغریب وضیع وشریف' صاحبِ رسوخ وگوشہ نشیں' سب کے ساتھ عدل کرتے تھے اور آپ کی تقسیم غنائم و اقطعاع مساوی وعادلانہ تھی۔ (البلاغ المبین صفحہ ۹۳۹ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ)

آپ نے کبھی یہ گوارانہ کیا کہ لوگوں کی خوشنودی کی خاطر جائز وناجائز مطالبات پورے کریں۔ دنیاوی ترکیبیں اور طریقے جو ہراک قوم وملک کا شعار ہوتی ہیں اس سے اجتناب کیا۔ حضرت علیؑ اِن باتوں سے پرہیز کرتے تھے' اس کو جانشینِ رسولؐ کی شان کے منافی سمجھتے تھے۔

اور سب سے بڑی وجہہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کا جہاد ہے جو رسولِ خداؐ کو بچانے کیلئے اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لئے نبیِ اکرمؐ کی نُصرت میں قتال کیا۔ ہر معرکے سے کفّار و مشرکین کی جو واپسی ہوتی تو اپنے اپنے گھروں میں قریوں میں اور قوم میں آ کر یہی تذکرہ کرتے کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ نے اِس کے باپ کے دوٹکڑے کئے' اِس کے بھائی کو تہہِ تیغ کیا' اِس کے بیٹے کا سرتن سے جُدا کیا۔ مکّہ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جِس میں دو چار کافروں کو فی النّار نہ کیا ہو۔ اب اِن کی مائیں' بہنیں' بیٹیاں بین کرکر کے روتیں اِسی طرح علیؑ کی دشمنی قلوب میں پروان چڑھتی رہی۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ رسولؐ اللہ کی وجہہ سے یہ اُن کی حالت ہوئی ہے یا دینِ اِسلام اور مسلمانوں نے ہمارے گھروں کو اُجاڑا ہے اور ہمیں ہر جگہ پسپائی دیکھنی پڑی بلکہ ہر کسی کی زبان پر علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کا نام ہوتا اسی لئے تو تواریخ میں ملتا ہے کہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے محبت وعداوت دونوں حالتوں میں شدّت کی منزلوں میں ہوتی ہیں' آپؑ خود فرماتے ہیں کہ مَیں اگر اپنے چاہنے والے مُحِب کی ناک توڑ دوں تو پھر بھی وہ

مجھ سے محبت کریگا اور اگر دشمن کے ساتھ لاکھ نوازشیں کروں وہ میری دشمنی سے باز نہ آئیگا۔ نبیِ اکرمؐ نے دُعا فرمائی ''والامن والاہُ وعادِمَن عَادہ'' آپ جانتے تھے کہ دوست بھی جان دے کے دوستی کرنے والے ہونگے اور عداوت کرنے والے جان لینے کے درپئے ہونگے۔ اِرشادِنبیِ اکرمؐ ہے کہ یا علیؑ تیرا دشمن حرامی ہوگا یا ولدالزنا۔ نبیِ اکرمؐ نے یہ نشانی بھی بتلادی جب علیؑ نے جھولے میں کلّہٗ اژدر کو چیرا ابولہب آکر کہنے لگے کہ یہ حرامی وحلالی کی پہچان تھی تو رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ اب کے بعد جو اِس بچّے (علیؑ ابنِ ابیطالبؑ) سے محبت رکھے گا وہ حلالی ہوگا اور دشمنی رکھیے گا وہ حرامی ہوگا۔

ایک اور وجہ یہ بھی تھی جو علیؑ پر نعمتیں اور فضیلتیں نازل ہوا کرتی تھیں آپ اگر سوئے تو قرآن کی آیت نازل ہوئی، آپ نے تلوار چلائی تو آسمانوں پر ملائکہ میں قصیدہ خوانی ہوئی، آپ کیلئے آسمان سے ذوالفقار نازل ہوئی، آپ نے سائل کو انگوٹھی دی تو آیت نازل ہوئی، آپ نے تین دن مسکین، یتیم وقیدی کو روٹیاں دیں تو سورہ نازل ہوا، روٹی کے بدلے جنّت خرید لی، سب کے دروازے مسجد کی طرف بند ہوگئے حتّیٰ کے حضرتِ حمزہؑ کا دروازہ بھی لیکن آپ کا دروازہ مسجد میں کُھلا رہا، سورۂ برأت کی تبلیغ کا موقع آیا تو اِرشاد ہوا یہ آپ خود پہونچا سکتے ہیں یا وہ جو آپ کے مانند ہو، جب شادی کا مسئلہ آیا تو در پہ ستارہ اُتارا، جب جانشینی ووصایت کی منزل آئی تو پھر ستارہ اُترا، اُنگلی سے اِشارہ کیا اور سورج پلٹ آیا، کنکریاں اُٹھائیں بولنے لگیں، جب فضائل کی منزل آئی تو انبیاؑء سے افضلیت بتلائی گئی۔ جس معرکے میں گئے فتح ونصرت قدم چومتی تھی۔ خیبر میں علم یہ کہکر عطا کیا کہ کل علم اُس کو دونگا جو کرّار ہوگا غیرِ فرّار ہوگا مرد ہوگا۔ اللہ ورسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہونگے۔ وہ اللہ ورسولؐ کو دوست رکھتا ہوگا۔ اور اُس وقت تک نہ پلٹے گا جب تک کہ فتح حاصل نہ کرلے۔ طائف سے واپسی کے موقع پر اتنی دیر رسولِ اکرمؐ نے علیؑ سے راز ونیاز کی گفتگو کی روایتوں میں ہے کہ نمازِ ظہر سے پہلے نمازِ عصر تک اِس قدر طولانی مدّت تک خلوت میں اُن سے نجویٰ (راز ونیاز) کی باتیں کرتے رہے۔ دومرتبہ آپ نے سورج کو پلٹایا۔ ایک مرتبہ آپ سورج سے کلام کیئے۔ رسولِ اکرمؐ نے کئی کئی مرتبہ یہ فرمایا کہ اگر مجھے

اِس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ جو نصاریٰ عیسیٰؑ کے لئے کہتے ہیں مَیں علیؑ کے بارے میں وہ بات بتلاتا تا کہ علیؑ جدھر سے گذرے اُن کے قدموں کی خاک کو تم آنکھوں کا سُرما بنا لیتے۔

اپنی چہیتی اکلوتی بیٹی کا عقد علیؑ سے کیا اور یہ فرمایا کہ علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ تھا۔سردارِ جوانانِ جنّت کے باپ جن کے لئے رضوان جنّت سے حُلّے لیکر آیا۔میدانِ غدیر میں اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے فرمایا "من کنتُ مولاہ فھٰذا علیٌّ مولاہ"۔مباہلہ میں گئے تو نفسِ رسولؐ کہلائے۔بستر پر سوئے تو اپنا نفس اللہ کے ہاتھوں بیچ دیا اور مرضیِ الٰہی خرید لی۔مُردے کو لیکر آئے دُعا کی اور ٹھوکر ماری تو وہ زندہ ہو گیا۔اور اگر کوئی زندہ کو لاکر نمازِ جنازہ پڑھوائی وہ مُردہ ہو گیا۔چادر پر اپنے ہمرائیوں کو بٹھا کر بادلوں کو حکم دیا تو آسمانوں کی سیر کی۔اصحابِ کہف کے غار پر پہنچے اور جب سلام کیا تو جوابِ سلام آیا۔اور دوسرے جو ساتھ تھے اُنہوں نے سلام کیا کوئی جواب نہ مِلا۔بدر میں آدھے سے زیادہ کُفّارِ قریش کو تنہا قتل کئے۔اُحد میں جب شیطان نے صدا بلند کی کہ رسولؐ مارے گئے لوگوں نے کہا جب رسولؐ مارے گئے تو ہم کیوں اپنی جانیں گنوائیں اور آپ تنہا لڑتے رہے اور رسولِ اکرمؐ کا دفاع کیا جہاں ایک شقی آپ کو پتّھر سے مار کے چہرہ زخمی کر دیا تھا۔خندق میں امرابن عبدود کے دو ٹکڑے کئے۔حُنین میں جب سارے مسلمان بھاگے سوائے آٹھ بنی ہاشم کے جو علیؑ کے ساتھ تھے جمے رہے اور نبیِؐ اکرم کی حفاظت فرما رہے تھے۔جنگِ ذات السلاسل میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھوڑے کے پیروں سے نکلنے والی چنگاریوں کی تعریف کی اور قسم بھی کھائی۔ایک وجہ علیؑ سے دشمنی کی یہ بھی تھی کہ جو کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت رکھے تھے آپ نے اُن بتوں کو توڑا جن کی کفّار پرستش کیا کرتے تھے،جو مسلمان اِسلام لائے تھے اِنمیں بعض منافق،بعض لالچ کے تحت مسلمان ہوئے تھے،بعض جان کے خوف سے تبھی تو قرآن میں سورۂ منافقون نازل ہوا،یہ تمام کے تمام دل میں حسد کی آگ سلگاتے رہے بالآخر کعبہ کے مولد کو کوفہ کی مسجد میں قتل کر دیا۔پھر بھی عداوت دلوں سے نہیں گئی چنانچہ معرکۂ کربلا میں نواسۂ رسولؐ نے جب ابنِ سعد سے پوچھا کہ کیا مَیں نے کوئی دین میں تبدیلی کی ہے یا کوئی اور عذر رہے جو مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہو تو کہا۔ "بغضً لیی ابی." ہم آپ کے باپ علیؑ کی دشمنی میں آپ کو قتل کر رہے ہیں۔

# باب:۲۸ مولائے کائنات کے شیعہ

## علیؑ کے دوستوں کے بارے میں خوشخبری

فضائل ابن شاذان مناقب ص:۱۱۶پر عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے کہ اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور مَیں تم سے ہوں تمہاری ذرّیت مجھ سے ہے اور ہم اُن سے ہیں اور تمہارے شیعہ جنت میں پانسو (۵۰۰) سال قبل داخل ہونگے دوسروں سے۔

کتاب بشائر المصطفےٰ میں اسنادِ طویل کے ساتھ آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خوش خوش امیر المومنینؑ کے گھر میں تشریف لائے۔ اور فرمایا۔! اے بھائی۔! مَیں تم کو بشارت دینے کے لئیے آیا ہوں۔ اے بھائی۔! اس وقت جبرئیلِ امیں یہ پیغام ربّ العالمین لے کر میرے پاس آئے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ علیؑ کو یہ بشارت دے کہ تیرے دوست ''مطیع و نافرمان'' سب بہشت میں داخل ہوں گے۔ امیر المومنینؑ یہ مُژدہ سُن کر نہایت خوش ہوئے اور شُکر کا سجدہ بجالائے۔ اور بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کی۔ اے خداوندِ عالم تو گواہ رہنا کہ مَیں نے اپنی آدھی نیکیاں اپنے دوستوں اور محبّوں کو بخش دیں۔ پھر جنابِ سیّدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہراؑ نے بارگاہِ پروردگار میں یہ اِلتماس کی کہ اے خدائے دوجہاں مَیں نے بھی اپنی آدھی نیکیاں علیؑ کے محبّوں کو بخش دیں۔ بعدازاں امامین یعنی حَسنؑ اور حُسینؑ نے بھی خدا کو گواہ کر کے کہا کہ ہم نے بھی اپنی آدھی نیکیاں علیؑ کے محبّوں کو بخش دیں۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا۔! مَیں نے بھی اپنی آدھی نیکیاں علیؑ کے دوستوں کو بخش دیں۔

اس وقت جبرئیلِ امین نے آکر عرض کی کہ اے محمدؐ حق سبحانہ' آپ کو اور آپ

کے اہلِ بیتؑ کوسلام کہتا ہے اور فرماتا ہے۔! تم مجھ سے بڑھکر کریم نہیں ہو۔مَیں نے علیؑ کے دوستوں کے تمام گناہ بخش دیئے اور بہشت اور اس کی نعمتیں اور اپنا دیدار اِن کے لیئے' مقسوم کیا (یہ اسکا دیدار علیؑ کا دیدار ہے) (کوکبِ دری صفحہ۲۶۲)

# علیؑ کے چاہنے والوں کی حالت

## (محبت کی منزلت)

نوحاتؔ القدس' کوکبِ دری میں منقول ہے کہ خلفائے بنی عباسؔ کے زمانے میں ایک مدّاح جو بلخ کا باشندہ تھا۔مصر میں رہتا تھا۔اور برابر اہلبیتِؑ رسولؐ کی مدح کرتا رہتا تھا۔اور صبح وشام ان کی صفت وثناء میں مشغول رہا کرتا تھا۔ایک روز مسجد میں جہاں چھوٹے بڑے اور ادنیٰ اور اعلیٰ کا مجمع تھا۔سب عبادتِ خدا میں مشغول تھے اُس نے شاہِ ولایت اسد اللہ الغالب علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی مدح پڑھنی شروع کی اور فضائلِ امیر المومنینؑ سے علیؑ کے دوستوں کے دلوں کو شاد کیا۔اور علیؑ کی محبت میں ایک روٹی اور حلوا اس جماعت سے طلب کیا۔ایک خارجی اس مجمع سے اُٹھا اور اس مدّاح کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔میرے گھر چل۔تا کہ تیری حاجت کو پورا کروں پس اپنے گھر جا کر غلام سے کہا۔گھر کا دروازہ بند کرلے۔اور جو کچھ مَیں کہوں اس کو بجالا۔تا کہ اس کے صلے میں تجھے آزاد کردوں۔اور اشرفیوں کی ایک تھیلی مزید انعام میں دوں۔

بعدازاں حکم دیا کہ اس رافضی کے ہاتھ اور پاؤں بھیڑ بکری کی طرح باندھ اور اس کی دونوں آنکھیں باہر نکال دے۔اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان کاٹ کر مجھے خوش اور مسرور کر۔غلام نے ویسا ہی عمل کیا۔جب وہ یہ عمل کر چکا تو اس ملعون نے غلام سے کہا کہ قبرستان میں جا۔اور اس مدّاح کو وہاں ڈال دے۔تا کہ وہاں نہایت وخواری سے جان دے۔وہ غلام اسی طرح کیا۔اتفاقاً اس وقت حضرتِ خضر علیہ السلام امیر المومنینؑ

کے روضۂ مقدس کی زیارت کو آئے ہوئے تھے۔اور قبرِ مطہر کے گرد طواف کر رہے تھے کہ یکا یک قبر سے آواز سُنی کہ اےئے بھائی خضرؑ ۔! مصر کی طرف جاؤ۔اور اُس ہمارے چاہنے والے کی خبر لو۔جو قبرستان میں بے حال پڑا ہے۔اور اس کے ہر عضوئے بدن کے لئیے ایک ایک اسم آعظم تعلیم فرمایا اور فرمایا۔! ان اسماء کو ہمارے چاہنے والے کے کٹے ہوئے اعضاء پر پڑھو۔اور اسکے تمام اعضاء کو بحکمِ خدا اِن اسماء کی برکت سے صحیح و سالم کردو اور اس سے کہو کہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ اسی مسجد میں جا کر اسی طرح سے ہماری مدح پڑھو۔اور پہلی طرح سوال کر کے نان وحلوا طلب کرو۔کہ ایک شخص تم کو اسی طرح اسی گھر میں لے جا کر دستر خوان بچھائے گا۔اور تمہارے لئیے نان اور حلوا لائے گا۔ جب تو گھر میں بیٹھے گا تو ایک عجیب معائینہ کریگا۔

حضرت خضر علیہ السلام بموجب ارشادِ امیرالمومنینؑ ایک چشمِ زدن میں اس قبرستانِ مصر میں پہنچے۔اور اس مظلوم کی خبر گیری میں مصروف ہوئے اور اس کے کٹے ہوئے اعضاء اسماء خدا کی برکت سے فوراً درست ہو گئے اور آنکھیں روشن ہو گئیں اور زبان بولنے کے قابل ہو گئی ہاتھ پیر فوراً درست ہو گئے۔ جب بالکل تندرست ہو گیا تو امیرالمومنینؑ کا پیغام اسکو پہنچایا۔

وہ علیؑ کا چاہنے والا علیؑ کے حکم کے مطابق اسی مسجد کی طرف روانہ ہوا۔اور حضرتِ مشکلکشاؑ کی مدح سرائی کرنے لگا۔اور پہلے کی طرح نان وحلوا طلب کیا۔ایک جوان نے اُٹھکر کہا۔مَیں تیری حاجت پوری کروں گا۔ اور نان وحلوا دوں گا۔ یہ کہکر اسکو اپنے گھر لے گیا۔ جب مدّاح نے دیکھا کہ یہ وہی گھر ہے جہاں اس خارجی نے اس کے اعضاء قطع کئے تھے۔ ذرا دل میں ڈرا۔ پھر دل ہی دل میں کہا۔چونکہ شاہؑ ولایت پناہ کا حکم ہے۔اس لئیے خلاف ورزی مناسب نہیں۔ القصّہ اس جوان نے دستر خوان بچھایا۔اور نان وحلوا حاضر کیا۔مدّاحِ علیؑ نے جب یہ حال دیکھا تو متعجب ہو کر بولا کل اس جگہ ایک ظالم نے میرے اعضاء کاٹ ڈالے اور مجھے مرنے کے قریب کر دیا اور تو آج مجھ پر

مہربانی کررہا ہے۔اوراس طرح شفقت اورمرحمت سے پیش آرہا ہے مَیں اس بارے میں حیران وسرگرداں ہوں۔ برائے مہربانی اس راز کو مجھ پرواضح کرتا کہ میرے دل کواطمینان حاصل ہو۔جوان نے کہا۔! جس ظالم نے کل تم پرظلم کیا وہ میراباپ تھا۔اوروہ ظلم و جفاتم پرروارکھا گیا مجھے بہت بُرامعلوم ہوا۔اورسخت ناگوار گذرا۔اوراس سے نہایت محزوں و مغموم ہوا۔جب رات ہوئی اورسویا تو عالمِ رویا میں امیرالمومنینؑ کودیکھا نہایت غضبناک ہوکرمیرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اورفرمایا۔! اےئ خرس سیاہ (کالے ریچھ) جوکچھ تونے میرے چاہنے والے سے کیا اس کی سزا دیکھ کہ دنیا میں مسخ ہوا۔اورآخرت میں دوزخ میں جانے کا حق دار ہوگیا۔اس خواب کی دہشت سے میری آنکھ کھُل گئی۔کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سیاہ ریچھ کی صورت میں تبدیل ہوگیا۔مَیں نے اُسی وقت زنجیراس کی گردن میں ڈال دی۔ابھی وہ ریچھ گھرمیں موجود ہے اُٹھکر دیکھلو۔اورشاہِ ولایت پناہ کی محبت کے نتیجہ سے اپنے دلِ محزوں کوخوش کرو۔جب علیؑ کا چاہنے والا اُس حجرہ میں گیا۔تو ایک کالا ریچھ دیکھا۔مدّاح یہ دیکھکر زمین پر گر پڑا۔اورشُکرِ خدا میں سجدہ بجالایا۔اورعلیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کی مدح وثنا کرنے لگا۔اُسی وقت غضبِ الٰہی کی بجلی چمکی اوراس کالے ریچھ کوجلا کرخاکسترکردیا۔جب اس جوان نے باپ کا یہ حال دیکھا۔خوارج کے عقیدہ سے بیزار ہوکراہلِ بیتؑ کا تولّا اختیارکیا۔اوران کے دشمنوں سے تبرّ اکیا۔

## علیؑ سے محبت قلبی وزبانی

کتاب جامع المعجزات میں رضا قائمی سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت علیؑ مسجدِ کوفہ میں بیٹھے تھےایک شخص اہلِ کوفہ میں سے آپ کے پاس آیا اورسلام کے بعدعرض کیا کہ میں آپ کودوست رکھتا ہوں۔امام نے فرمایا کہ زبانی یاقلبی زبانی جواب دیا کہ قلبی وزبانی دوست رکھتا ہوں۔حضرت نے فرمایا اٹھواورمیرے ساتھ آ ؤ دونوں کوفے سے باہر چلے گئے۔حضرت نے فرمایا کہ آنکھیں بندکرواورتین قدم چلواس نے ایساہی کیا

پھر کہا آنکھیں کھولو دیکھا کہ کسی بڑے شہر میں آیا ہوا ہے کہ وہاں کے کچھ لوگ مسلمان ہیں اور کچھ لوگ کافر ہیں۔امام نے فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ تا کہ ہم دلی دوستی کی پہچان کر لیں چلے اور ایک قصائی کی دکان پر ٹھہرے امام نے ایک درہم دے کر کہا کہ قصاب سے اس کی خریداری کرو۔ دمرد کوفی نے درہم لیا اور قصاب کے پاس گیا اور کہا کہ یہ درہم لے کر مجھے اس کی قیمت کے برابر گوشت دے دو۔قصاب نے اسے بہت غریب سمجھا اور پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو، کہنے کا اہل کوفہ ہوں۔قصاب نے کہا کہ تو میرے مولاؑ کے شہر کا رہنے والا ہے کہا کہ بیشک قصاب نے کہا کہ آج کی رات ہمارے گھر مہمان بن کر رہو۔علیؑ کی محبت میں میں تجھے ایک رات مہمان رکھ رہا ہوں۔کوفی نے کہا مجھے دوستی پسند ہے ایک میرا دوست ہے قصاب نے کہا اسے بھی لے آؤ کوفی نے مولا علیؑ سے پورا ماجرا بیان کیا پھر دونوں قصاب کی دکان پر چلے گئے۔قصاب نے کہا کہ تم دونوں میرے مولاؑ کے شہر کوفہ کے رہنے والے ہو جواب دیا ہاں ہاں۔قصاب نے دکان بند کر دی اور مہمانوں کو لے کر گھر آ گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ میرے مولا علیؑ کے شہر سے دو مہمان آ گئے ہیں ان کی خدمت کرنی ہے۔قصاب خوش خوش اٹھا اور دونوں کیلئے مکان میں فرش اور پلنگ بچھا دیئے اور خدمت میں مشغول ہو گیا۔امام علی نے گھر میں دیکھا کہ دو معصوم پر ستارے کی مانند خوبصورت چمکدار پھر رہے ہیں۔پھر اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم نے مہمانوں کی کیا خدمت کی مغرب کا وقت ہو گیا امام نماز مغرب میں مشغول ہو گئے۔قصاب نے ان کے پیچھے نماز پڑھی مغرب کی نماز کے بعد کسی شخص نے قصاب کا دروازہ بجایا۔قصاب نے کہا کون ہے کیا کام ہے کہنے لگا میں جلاد ہوں بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں اور تیرا خون بادشاہ کیلئے لے جاؤں کہ وہ بیمار ہو گیا ہے اور اطباء نے محبِّ حسینؑ کا خون دوا کی تجویز کی ہے۔قصاب نے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میرے گھر میں دو مہمان آئے ہوئے ہیں میں اپنی بیوی سے ان کی سفارش کر دوں گھر میں داخل ہوا اور قصاب نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے نیک بخت وفادار بیوی ان مہمانوں کی اچھی طرح سے خاطر

مدارات کرنا کہ میں نے سنا ہے مولا علیؑ مہمان کی بہت خدمت کرتے تھے میں ایک ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں یہ کہتے ہی گھر سے باہر چلا گیا اچانک اس کے بچے باپ کیلئے گھر سے باہر نکلے لیکن باپ نے توجہ نہ کی جلاد نے زیر تیغ قصاب کو بٹھایا ناگاہ اس کا بڑا بچہ آ گیا اور کہنے لگا اے جلاد میرے باپ کو چھوڑ دے اور مجھے قتل کر دے۔ جلاد نے زیر تیغ بچے کو بٹھایا اور چاہا کہ سر کو بدن سے جدا کرے۔ یکا یک اس کا چھوٹا بھائی ادھر آیا اور اپنے بھائی کے منہ پر منہ رکھ دیا۔ جلاد نے دونوں کو قتل کر دیا اور خون لے کر بادشاہ کے پاس گیا اور تمام ماجرا بیان کیا۔ قصاب نے کٹے ہوئے سروں کو دیکھا تو کلیجہ کٹ گیا پھر دونوں کا سر لے کر خاموشی سے مکان میں رکھ دیا تا کہ کسی کو پتا نہ چلے اور گھر میں آ کر بیوی سے کہنے لگا کہ جلدی سے کھانا چنو اور خدمتِ امام میں کھانا رکھ دیا دیکھا کہ آپ نماز سے فارغ ہیں دستر خوان بچھا دیا گیا اور کہنے لگا بسم اللہ کیجئے کھانا حاضر ہے۔ بہ نامِ خدا کھانا کھائیں اور محبتِ مولاؑ میں غذا کھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک تیرے بچے نہیں آ جائیں گے میں کھانا نہیں کھانگا۔ قصاب نے کہا اے بھائی آپ کھانا کھا لیں بچے دوسری جگہ چلے گئے ہیں وہ نہیں آ سکتے۔ امامؑ نے فرمایا لو تو ہم اکیلے غذا ہی نہیں کھاتے ہیں۔ جب تک تیرے بچے نہیں آ جائیں گے میں ہرگز ہرگز کھانا نہیں کھاؤنگا۔ ہر چند قصاب نے چاہا کہ امامؑ غذا تناول فرمالیں لیکن امامؑ نے قبول نہیں کیا پھر امام نے فرمایا اے قصاب کیا تم مجھے نہیں جانتے ہو میں تمہارا مولا علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں۔ قصاب نے کہا مولا میرے اہل وعیال آپ پر قربان ہو جائیں مجھے کیا معلوم تھا پھر گھر کے اندر بیوی کے پاس گیا عورت نے پوچھا میرے بچے کہاں ہیں۔ قصاب نے کہا خاموش رہو سانس تک نہ نکلے یہ میرے مہمان بچوں کو زندہ کر دینگے بچے تو قتل ہو چکے ہیں۔ عورت نے کہا کہ کیسے مردہ بچے زندہ ہو سکتے ہیں۔ قصاب نے کہا کہ امیر المونین ہمارے گھر آ گئے ہیں یہ سنتے ہی (بیوی نے) عورت نے مولاؑ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا۔ امام نے فرمایا بچوں کی وجہ سے پریشان نہ ہو ابھی تیرے بچوں کو زندہ کر دوں گا۔ امام نے قصاب سے کہا کہ اپنے

بچوں کی لاش اٹھالاؤ قصاب بچوں کی لاشیں اٹھالایا امام کھڑے ہوئے اور ۲ رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے بچوں کی زندگی کی دعا مانگی (مردکوفی) کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ دونوں بچے صحیح وسالم اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے لبیک لبیک یا مولانا یا اباالحسنؑ اور یہ کہتے ہی دونوں بچے قدم امام پر گئے اور امام کے ہاتھ اور پیر چومنے لگے۔قصاب اور اس کی زوجہ دونوں بہت خوش ہوئے۔امام نے اس مردکوفی سے فرمایا کہ آیا تم بھی مجھے اس قصاب کی طرح سے دوست رکھتے ہو کہنے لگا نہیں۔امام نے فرمایا کہ یہ میرے لئے محبتِ قلبی وزبانی رکھتے ہیں پھر اطمینان پاکر امام نے کھانا کھایا۔

قصاب نے دامن امام تھاما اور کہا کہ اے آقا یہ واقعہ جو ہمارے ساتھ ہوا ہے اگر یہ بات عام ہوجائے اور بادشاہ کو معلوم ہوجائے تو بادشاہ ہم کو قتل کردے گا۔امام نے فرمایا اب تم کبھی ہرگز ہرگز نہ ڈرنا اور جب بھی کوئی مشکل پیش آجائے تو مجھے پکارنا (نادِعلیؑ پڑھنا) یہ واقعہ دنیا بھر میں گشت کرچکا تھا۔قصاب کو بادشاہ کے گماشتے (کارندے) قتل کرنا چاہتے تھے کہ قصاب نے شاہِ ولایت کو خبردے دی اسی وقت امام تشریف لائے اور سب کو قتل کرڈالا اور بادشاہ کے پاس گئے کہ اسے اس کے عمل کی جزادیں۔بادشاہ ننگے پیر اور ننگے ہاتھوں (بلا اسلحہ) امام کے پاس آیا الامان۔الامان کا اور ایمان لے آیا ہلاکت سے نجات پائی اور اپنی عاقبت بھی صحیح کرلی۔

# علی علیہ السلام کے ساتھ مومنین کی ارواح کا جنگِ جمل وصفّین میں شریک ہونا

نہج البلاغہ خطبہ نمبر/۱۲ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیّاۃ اگر کوئی شخص اسباب وذرائع کے ہوتے ہُوئے کسی عملِ خیر میں کوتاہی کرجائے تو یہ کوتاہی و بے التفاتی اس کی نیّت کی کمزوری کی آئینہ دار ہوگی۔اگر عمل میں کوئی مانع سدِّ راہ ہوجائے یا زندگی وفا نہ کرے جس

کی وجہ سے عمل تشنۂ تکمیل رہ جائے تو اس صورت میں نیّت کی بناء پر اللہ اسے اجر وثواب سے محروم نہ کریگا کیونکہ اسکی نیّت تو بہرحال عمل کے بجالانے کی تھی۔لہٰذا کسی حد تک وہ ثواب کا بھی مستحق ہوگا۔

عمل میں تو ممکن ہے کہ ثواب سے محرومی ہوجائے اس لیئے کہ عمل میں ظاہرداری و یاکاری ہوسکتی ہے۔مگر نیّت تو دل کی گہرائیوں میں مخفی ہوتی ہے وہ خلوص و صداقت اور کمالِ صحت کی جس حد پر ہوگی اسی حد پر رہے گی خواہ عمل کسی مانع کی وجہ سے نہ ہوسکے بلکہ اگر موقع ومحل کے گذر جانے کی وجہ سے نیّت وارادہ کی گنجائش نہ بھی ہو لیکن دل میں ایک تڑپ اور ولولہ ہوتو انسان اپنے قلبی کیفیات کی بناپر اجر وثواب کا مستحق ٹھہرے گا اور اس چیز کی طرف امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ۔

''جب خداوندِ عالم آپ کو جمل والوں پر غلبہ عطا کیا تو اس موقعہ پر آپ کے ایک صحابی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا فلاں بھائی بھی یہاں موجود ہوتا تو وہ بھی دیکھتا کہ اللہ نے کیسی آپ کو دشمنوں پر فتح وکامرانی عطا فرمائی ہے تو حضرتؑ نے فرمایا۔! کہ کیا تمہارا بھائی ہمیں دوست رکھتا ہے۔؟ اُس نے کہا ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارے پاس موجود تھا بلکہ ہمارے اس لشکر میں وہ اشخاص بھی موجود تھے جو ابھی مردوں کی صلب اور عورتوں کے شکم میں ہیں۔عنقریبِ زمانہ انہیں ظاہر کرے گا اور ان سے ایمان کو تقویت پہنچے گی۔''

اگر کسی مومن کو ہم سے محبت ہوگی تو وہ ان لوگوں کے ثواب میں شریک ہوگا جنہوں نے ہماری معیت میں جامِ شہادت پیا ہے۔

## علیؑ کے شیعوں کی بنیاد

جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلیؐ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا خداوندِ عالم نے مجھے اور علیؑ اور فاطمہؑ وحسنؑ وحُسینؑ اور آئمہؑ کو کو ایک نور سے پیدا کر کے اس در پر ایک نظری دباؤ ڈالا جس سے ہمارے شیعوں کا وجود عمل میں آیا' یعنی

ان کی رُوحیں پیدا ہوئیں ''فسبحانه فسبحو افقد منا فقد سو او هللنا فهللو او مجدنا فجدوا و وحدنا فوحدوا'' پھر ہم نے تسبیح کی تو ہمارے شیعوں نے تسبیح کی۔ہم نے تقدیس کی تو ہمارے شیعوں نے تقدیس کی ہم نے تہلیل کی تو ہمارے شیعوں نے تہلیل کی۔ہم نے تمجید کی تو ہمارے شیعوں نے تمجید کی۔ہم نے توحید کا پرچار کیا تو ہمارے شیعوں نے توحیدِ باری کا اظہار کیا۔

ملائکہ سو سال تک یہ نہ سمجھ سکے تھے تسبیح وتقدیس وتمجیدِ باریٔ تعالےٰ کیسے کہتے ہیں۔اوراس فریضے سے کسطرح عہدہ برآ ہوا جاسکتا ہے۔جب ہم نے تسبیح کی تو ہمارے شیعوں نے تسبیح کی اور ہم لوگوں کی تسبیح کو دیکھ کر ملائکہ نے تسبیح کی اسی طرح ملائکہ نے تمجید وتوحید ہم سے سیکھی۔ہم اس وقت موحِّد تھے جب کوئی توحید کو جانتا بھی نہ تھا۔خدا نے ہم کو ہمارے شیعوں کو لباسِ اجسام پہنانے سے پہلے چُن لیا تھا۔اعلیٰ علیین ہمارے اور ہمارے شیعوں کے لیئے ہے۔ (جامع الاخبار،علامہ صدوق۔صفحہ ۱۱طبع لکھنؤ)

امامِ زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوندِ عالم نے حضرت محمد مصطفےٰؐ اور علیِ مرتضےٰؑ اوران کی ذُرّیت کے گیارہ اماموں کو اپنے نورِ عظمت سے پیدا کیا سب بزرگوار نورِ خدا کے پرتو ہے۔امام محمدِ باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوندِ عالم نے ہماری فاضل طینت سے ہمارے شیعوں کے قلوب پیدا کیئے۔اسی لیئے ہمارے شیعوں کے دل ہماری طرف مائل و مشتاق اور ہمارے دل ان پر مہربان ہیں جسطرح باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتا ہے۔ہم ان کے لیئے اور وہ ہمارے لیئے سب سے بہتر ہیں۔ (حیات القلوب)

واضح ہو کہ شیعہ اُسے کہتے ہیں جو محمدؐ وآلِ محمدؐ کو دل سے دوست رکھتا ہو یہ محبت بشریت کے ساتھ مقیّد نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ہر قسم کے وجود سے ہے عالمِ ارواح میں جن مخلوقات نے محبت قبول کی وہ شیعہ قرار پائے۔فرشتے ازل سے شیعہ ہیں اور ابد تک شیعہ رہیں گے۔انبیاءؑ عالمِ ارواح سے شیعہ ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔حضرت ابراہیمؑ کی شیعت کا ذکر قرآنِ مجید میں موجود ہے۔''اِنَّ مِن شِيعَةِ اِبرَاهِيم''۔محمدؐ اور علیؑ کے

شیعوں میں ابراہیمؑ ہیں (بیضاوی وصافی) مذکورہ احادیث نے شیعوں کی عظمت اور اُن کی قدامت کو روزِ روشن کی طرح واضح کردیا ہے۔ رسولؐ اکرم نے فرمایا ہے کہ جنت میں صرف شیعہ جائیں گے۔ جب آیت ''اولٰیک ھُم خَیرُ البَریّۃ'' نازل ہوئی تو رسولؐ خدا نے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے فرمایا۔ **یا علی انت و شیعتک** یعنی اے علیؑ خیر بریہ یعنی دُنیا میں سب سے بہتر لوگ تم اور تمہارے شیعہ ہیں اور یہ بھی کہا کہ میرے بعد میری اُمّت کے تہتّر فرقے ہوں گے جن میں سے ایک ہی ناجی ہوگا۔ علامہ قوشجی نے شرح تجدید میں بتایا ہے کہ بہتّر ایک جادہ پر ہے یعنی حضرت ابوبکر کو خلیفۂ اوّل مانتے ہیں۔ اور صرف ایک یعنی شیعہ خلافتِ بلافصل کے قائل ہیں۔ ان کا جادۂ عمل بہتر سے الگ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ علیؑ کے شیعہ فرشتے تھے۔ حضرت رسولؐ اکثر فرماتے ہیں کہ اہلِ آسمان میں سب سے پہلے جس نے علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو بھائی بنایا وہ اسرافیل ہے بعدازاں میکائیل، پھر جبرائیلؑ اور اہلِ آسمان میں سب سے اوّل جس نے علیؑ کو دوست رکھّا وہ حاملانِ عرش ہیں بعدازاں رضوان خازنِ بہشت پھر ملک الموت عزرائیل اور ملک الموت محبّانِ علیؑ پر اس طرح رحم کرتا ہے جس طرح انبیاؑء پر ترحم کیا کرتا ہے۔ (کوکبِ دُرّی صہ ۱۱۲، تاریخ اسلام صفحہ ۳۸)

ایک اور روایت میں امام محمدِ باقر علیہ السلام اور امام جعفرِ صادق علیہ السلام جلاء العیون جلد ا صفحہ ۷۷ پر ہے ہماری زیادتی طینت سے قلوبِ شیعہ کو پیدا کیا۔ اس سبب سے ہمارے شیعوں کے قلوب ہماری طرف مائل ومشتاق رہتے ہیں اور ہمارے دل اُنکی طرف مہربان ہیں مثل مہربانیِ پدرو فرزند۔

## علیؑ کے شیعوں کی نشانیاں

علیؑ کے اصحاب درحقیقت رسولؐ کے مومن اصحاب ہیں جن کی مخصوص نشانیاں بسندِ معتبر حیات القلوب میں امام محمدِ باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ

امیر المومنین علیہ السلام نے عراق میں لوگوں کے ساتھ نمازِ صبح ادا کی اور نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کو موعظہ فرمایا اور روئے۔ اور سب کو خوفِ خدا سے رولایا پھر فرمایا کہ خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مَیں نے اپنے خلیل رسولِ خداؐ کے زمانے میں ایک گروہ کو دیکھا جو صبح وشام اس حال میں گذارتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے گرد آلود' غذا سے اُن کے پیٹ خالی' ان کی پیشانیاں زیادہ سجدے کرنے کے مانند بکریوں کے زانو کے۔ وہ راتیں عبادتِ الٰہی میں بسر کرتے تھے۔ کبھی قیام میں ہوتے کبھی رکوع میں کبھی سجود میں اور اپنے پیروں اور پیشانیوں کو تعب میں مبتلا کرتے اور ہمیشہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتے رہتے اور رورو کر اس سے التجا کرتے تھے کہ اُن کے بدنوں کو آتشِ جہنّم سے آزاد فرمائے۔ اور خدا کی قسم ہمیشہ ان کو اسی حال میں عذابِ الٰہی سے خوفزدہ پاتا تھا۔

بسندِ معتبر کلینیؒ نے روایت کی ہے کہ (حیات القلوب جلد۲/۳ صفحہ ۱۷) حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا ایمان کے درجے ہیں جن کے سبب سے خدا کے نزدیک مومنین ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں! خداوندِ عالم نے مومنین کے درمیان مسابقت قرار دی ہے جس طرح میدان میں شرط لگا کر گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں اسی طرح خدا نے ایک دوسرے پر بقدرِ سبقت فوقیت دی ہے اور ان کو ایک دوسرے پر ایمان وعملِ صالحہ میں آگے بڑھ جانے کے سبب سے فضیلت وکرامت بخشی ہے اور کوئی شخص اپنے سے آگے بڑھ جانے پر فضیلت نہیں رکھتا۔

نہج البلاغہ صفحہ ۳۳۷ خطبہ ۱۱۹/ کے ذیل میں آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ جن کی آنکھوں میں آنسو' چہروں پر زردی' زبانوں پر قرآنی نغمہ' دلوں میں ایمانی ولولہ' پیروں میں ثبات وقرار' رُوح میں عزم وہمّت اور نفس میں صبر واستقامت کا جوہر ہوتا ہے انھی کو صحیح معنوں میں شیعانِ علیؑ کہا جاتا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی جدائی میں امیر المومنینؑ کے دل کی بیتابیاں آہ بن کر زبان سے نکل رہی ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو دیوانہ وار موت کی

طرف لپکتے تھے اور بچ رہنے پر انہیں مسرّت وشادمانی نہ ہوتی تھی۔ جس انسان میں ان صفات کی تھوڑی بہت جھلک ہوگی وہی متبعِ آلِ محمدؐ اور شیعۂ علیؑ کہلا سکتا ہے۔ ورنہ یہ ایک ایسا لفظ ہوگی جو اپنے معنی کھو چکا ہوگا۔ ایک مرتبہ امیر المومنینؑ نے قنبر سے شیعوں کی علامت بیان کرتے ہوئے فرمایا بھوک سے ان کے پیٹ لاغر، پیاس سے ان کے ہونٹ خشک اور رونے سے ان کی آنکھیں بے رونق ہوگئی ہوئی ہیں۔

# علیؑ کے محبّین کو پروانۂ نجات

ینابیع المودۃ میں بلال بن حمامہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلیّ اللہُ علیہ و آلہٖ وسلّم ایک روز ہمارے پاس تشریف لائے اور ان کا چہرۂ مبارک چاند کے گول دائرہ کی طرح چمک رہا تھا۔ عبدالرحمٰن نے کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسولؐ اللہ یہ نور کیوں ہے۔؟ فرمایا۔! ایک ایسی بشارت کی وجہ سے ہے جس کو میرے رب کی جانب سے جبرائیلؑ لائے ہیں۔ جو میرے بھائی ہیں میرے ابن عم علیؑ ابنِ ابی طالبؑ اور میری بیٹی فاطمہؐ کے متعلق ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی نے فاطمہؐ کی شادی علیؑ سے کردی ہے۔ اور جنتوں کے خزانچی رضوان کو حکم دیا ہے کہ وہ درختِ طوبٰی کو ہلائے۔ اور اس نے میرے اہلِ بیتؑ کے محبان کی تعداد کے برابر دستاویزات یعنی تمسّک ناموں کو اُٹھالیا اور ان تمسّک ناموں کے نیچے سے اللہ نور کے فرشتے پیدا کیئیے۔ اللہ نے ہر ایک فرشتے کو ایک ایک تمسّک نامہ دیا۔ جب قیامت کا میدان گرم ہوگا اس وقت فرشتے مخلوق کو آواز دیں گے۔ اور ہر ایک محبّ کو تمسّک نامہ دیا جائے گا۔ جس میں اس کا دوزخ سے چھٹکارا تحریر ہوگا۔

میرا بھائی اور میرا ابن عم علیؑ اور میری بیٹی اُمّت کے مردوں اور عورتوں کی گردنوں کو دوزخ سے چھڑوانے والے ہیں۔ (ینابیع المودۃ ص۴۲۵ حدیث ۱۱)

# علیؑ بغیرِ حساب اپنے شیعوں کو داخلِ بہشت فرمائیں گے

کتاب مشارق انوار الیقین ص ۴۵ نے کتاب اربعین سے ایک روایت انسؓ بن مالک سے انہوں نے رسالتمآبؐ کا فرمان بیان کیا ہے کہ ''قیامت کے دن اللہ کی طرف سے فرمانِ الٰہی کا اعلان کرنے والا باآواز بلند کہے گا۔ اے علیؑ' اے ولیؑ' اے سیدؑ' اے صابرؑ' اے دیندارؑ' اے والیؑ' اے ہادیؑ' اے زاہدؑ' اے طیبؑ' اے طاہرؑ۔! اُٹھیے اور اپنے شیعوں کو لے کر بغیر حساب کے جنت میں چلے جایئے۔'' اور اس روایت کی تائید میں صاحب کتاب النجیب نے لکھا ہے کہ دو آدمی جو مولاؑ امیر المومنینؑ کی خلافت و امامت پر مناظرہ کر رہے تھے وہ شریکؒ کے پاس فیصلہ کرانے کے لیئے آئے۔ تو شریک نے کہا مجھے اعمشؒ نے حذیفہؓ یمانی کے حوالے سے رسولؐ کا پیغام پہنچانا ہے۔ ختمیؐ مرتبت فرماتے ہیں کہ علیؑ زمین پر آنے والی جنت کی ایک شاخ ہے جو اس سے لٹک گیا وہ جنت میں پہنچ جائیگا۔ شریک کا جواب سُن کر ولایتِ علیؑ کا منکر یہ سوچتا ہوا وہاں سے چلا کہ علیؑ کا یہ مقام کسطرح ہوسکتا ہے۔ اور اس سوال کو لیکر ابن دراجؒ کے پاس گیا تو اس دراجؒ نے کہا اس میں تعجب کی بات کیا ہے۔ مجھے اعمشؒ نے ابوسعید خدری کے حوالے سے رسولؐ اللہ کا پیغام پہنچایا کہ ''اللہ نے فرش کے بیچ و بیچ ایک شاخ بنائی ہے جس تک سوائے علیؑ کے اور علیؑ کے ماننے والوں کے علاوہ کوئی اور نہیں پہنچ سکتا'' یہ سُن کر وہ مخالف ولایت یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ یہ بھی پہلے والے کی بازگشت ہے اور اپنا سوال لے کر وکیع بن حارث کے پاس آیا اور وکیع بن حارث نے اُس سے کہا کہ تعجب نہ کر مجھے اوزاعی نے ابوسعید خدری سے فرمان رسالتؐ پہنچایا کہ۔ ''عرش کے ارکان تک سوائے علیؑ اور انکے شیعوں کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس مرحلے پر اُس کو علیؑ کے فضل کا اعتراف کرنا پڑا۔

(مشارق انوار الیقین ص ۴۶'۴۵)

# "علیؑ کی خدمت میں مومنین کے اعمال پیش ہوتے ہیں"

"وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ" (التوبہ : ۱۰۵)

عبداللہ ابن ابان (روغن فروش) غریب الغرباء جناب امام علیؑ ابنِ موسیؑ الرّضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ یا مولاؑ۔! آپ میرے حق میں اور میرے عیال کے لئیے دُعا فرمائیں۔ حضرتؑ نے جواب دیا کیا میں تمہارے واسطے دُعا نہیں کیا کرتا ہوں۔ خدا کی قسم تمہارے اعمال ہر شب و روز میرے سامنے پیش ہوتے ہیں عبداللہ کہتا ہے یہ بات مجھے دشوار معلوم ہوئی (یعنی میری سمجھ میں نہ آئی) حضرتؑ نے فرمایا تو نے کتابِ خدا میں آیۂ" قل اعملو افسیری الخ "نہیں پڑھا ہے۔ مومنون سے واللہ علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام (اور ہم آئمہ) مراد ہیں۔

جمیلؒ بن دراج کہتا ہے چند راویوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ امام کے بارے میں کچھ کلام نہ کیا کرو کیونکہ امام علیہ السلام اگرچہ اپنی والدۂ گرامی کے شکمِ مبارک میں ہو ہر شخص کی باتوں کو سُن لیتے ہیں۔ جب انکی ولادت ہوتی ہے تو ایک فرشتہ اُن کی دونوں آنکھوں کے مابین یہ آیت لکھ دیتا ہے "وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" (الانعام:۱۱۵)

پس جب وہ منصبِ امامت پر فائز ہوتے ہیں تو ہر بستی میں ایک منارۂ نور قائم کیا جاتا ہے جسکی روشنی میں بندوں کے اعمال کو وہ دیکھ لیتے ہیں۔

خدائے تعالےٰ نے مخصوص میرے لئیے اور میری اولاد کی عزّت بڑھانیکے لئیے اور جناب رسولِ خداؐ صلےّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جو عظمت میری فرماتے تھے اور جو فضیلت مجھکو دیتے تھے اُس کے اظہار کے لئیے یہ آیت نازل فرمائی "ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللّٰهِ

مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ ط" (الانعام: ٦٢)

# علیؑ کے شیعوں کو ہمیشہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کہنا چاہئیے

"وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا" (سورۂ القصص آیت:۴۶)

جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ پر اپنی بے پایاں نعمتیں نازل کیں اور اِنہیں شرفِ تکلّم بخشا اِنہیں اپنا مصطفیٰ بندہ بنایا' اِنکے لیئے دریا میں راستہ بنایا اور اِنہیں تورات والواح عطا فرمائیں تو اِنہوں نے اپنا یہ مقام دیکھکر بارگاہِ احدیت میں عرض کی۔ پروردگار! تو نے مجھے وہ عزّت عطا کی ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! موسیٰ! کیا تمہیں علم نہیں ہیکہ محمدؐ مصطفےٰ میرے نزدیک تمام ملائکہ اور میری تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

حضرت موسیٰؑ نے عرض کی۔! پروردگار! محمدؐ مصطفےٰ تو تیری تمام مخلوق سے افضل ہیں تو کیا کسی نبی کی آل میری آل سے بھی زیادہ محترم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! جس طرح محمدؐ تمام انبیاؑء سے افضل ہیں اِسی طرح سے انکی آل بھی تمام انبیاؑء کی آل سے افضل ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے عرض کی! پروردگار! محمدؐ تو تمام انبیاؑء سے افضل ہیں اور اُنکی آل بھی تمام انبیاؑء کی آل سے افضل ہے۔ تو کیا میری اُمّت سے کسی نبی کی اُمّت افضل ہے جبکہ تو نے میری اُمّت پر بادلوں کا سایہ کیا ہے۔ اور تو نے اِن پر من وسلویٰ نازل کیا ہے اور تو نے اِنکے لیئے دریا میں راستہ بنایا ہے۔؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! موسیٰ! کیا تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ اُمّتِ محمدیؐ بھی تمام اُمّتوں سے ایسے ہی افضل ہے جیسا کہ محمدؐ تمام انبیاؑء سے افضل ہیں۔ اِس وقت موسیٰؑ نے کہا! پروردگار! کاش مَیں اِنہیں دیکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! موسیٰ! تم اِنہیں ہرگز یہاں نہیں دیکھ سکتے کیونکہ ابھی اِنکے ظہور کا وقت نہیں ہُوا۔ تم عنقریب اِنہیں جنّتِ فردوس اور عدن میں دیکھو گے' وہ اپنے نبیؐ کے ساتھ جنّت کی نعمتیں لوٹ رہے ہوں گے۔ ہاں اس وقت اگر چاہو تو مَیں اُنکا کلام سُنا دیتا ہوں۔ موسیٰؑ

نے کہا! جی ہاں! پروردگار! مَیں اِنکا کلام سُننا چاہتا ہوں۔ اِس وقت اللہ تعالیٰ نے نِدا دی !اے اُمّتِ محمدؐ! ندائے الٰہی سُن کر اصلاب ِآباءوارحام ِامہات سے اُمّت نے عرض کی!

''لَبَّیْك۔ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْك۔ لَبَّیْك لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْك' اِنَّ الْحَمْدَ وَالْنِعْمَةُ لَكَ وَالْمُلْك ' لَاشَرِیْكَ لَك '' ''پروردگار! ہم حاضر ہیں' تیرا کوئی شریک نہیں' ہم حاضر ہیں' تمام تعریفیں' نعمتیں اور بادشاہی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ کو اُمّتِ محمدؐیہ کے یہ الفاظ پسند آئے اور اِنہیں تلبیۂ حج قرار دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ندا دی! اے اُمّتِ محمدؐ! میرا تمہارے لیئے یہ فیصلہ صادر ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور عذاب سے پہلے میرا عفو درگذر تمہارے لیئے ہے۔ تمہارے دُعا مانگنے سے پہلے مَیں تمہاری دُعا قبول کرونگا اور تمہارے سوال سے پہلے تمہیں عطا کرونگا۔ تم میں سے جو کوئی یہ کہتا ہو کہ اللہ ایک ہے اور اِس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں اور اِنکا ہر قول اور فعل صداقت وحق پر مبنی ہے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ اِنکے بھائی اور اِنکے بعد اِنکے وصی اور ولی ہیں اور اِنکی اطاعت بھی محمدؐ کی اطاعت کی طرح فرض ہے اور محمدؐ و علیؑ کے بعد اللہ کے مصطفیٰؑ اور طاہر ومطہّر جو کہ عجائب کی خبر دینے والے ہیں وہ اِنکے بعد بندگانِ خدا پر حُجّت ہیں۔ تو مَیں اُسے اپنی جنّت میں داخل کرونگا اگرچہ اِسکے گناہ سمندر کے جھاگ کی طرح سے زیادہ بھی کیوں نہ ہوں۔

اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا! ''وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا ''(سورۂ القصص' آیت:۴۶) ''اور آپ طور کے کنارے موجود نہ تھے جب ہم نے آپ کی اُمّت کو خطاب کیا اور انہیں اس کرامت سے مخصوص کیا۔''

اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے محمدِ مصطفیٰؐ کو حُکم دیا کہ وہ اِس فضیلت کے مختص ہونے کی وجہ سے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن '' کہیں اور آپ نے اپنی اُمّت کو حُکم دیا کہ وہ مذکورہ فضائل کی وجہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن کہیں۔ (عیون اخبار الرضاؑ:۴۹۶-۴۹۳)

# باب:۲۹

# مولائے کائناتؑ شبِ ہجرت میں

''وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاء مَرْضَاتِ اللّهِ وَاللّهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ''
(سورۂ بقرہ۔آیت:۲۰۷) ترجمہ:''اور بعض لوگوں میں وہ ہے جو بیچتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضامندی کے لیئے اور خدا بندوں پر شفقت کرنے والا ہے''

ابن بابویہ قمیؒ اور کلینیؒ اور طوسیؒ نے اپنی اپنی سندوں سے ابنؓ عباس روایت کی ہے کہ جناب رسولِؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالےٰ نے جبرئیل ومیکائیلؑ کو وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ قرار دی ہے پس تم دونوں میں سے کون ایسا ہے جو اپنے بھائی کی خاطر موت کو قبول کرے اور اُس کی زندگی کا طالب ہو۔ دونوں میں سے ہر ایک نے موت کو ناپسند کیا (اور اپنے بھائی کی خاطر جان دینا نہ چاہا) اس پر خدائے تعالےٰ نے اُن دونوں کی طرف وحی فرمائی کہ تم میرے ولی علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے مانند کیوں نہیں بنتے کہ میں نے اس میں اور اپنے نبی محمد مصطفیٰؐ میں موخات قرار دی ہے تو علیؑ مرتضےٰ نے محمد مصطفےٰؐ کی جان بچانے کی خاطر اپنی جان خطرہ میں جھونک دی ہے اور اُس کے بچھونے پر بجائے اُس کے جان دیدینے کے لیئے اس وقت لیٹا ہے اور سو رہا ہے تم دونوں اس وقت زمین پر جاؤ اور اُس کے دشمنوں سے اس کی حفاظت کرو۔ پس جبرئیلؑ اُتر کران حضرتؑ کے سرہانے بیٹھے اور میکائیلؑ پاہائے مبارک کے قریب پائینتی بیٹھے اور جبرئیلؑ یہ کہنے لگے۔ کہ اے فرزندِ ابوطالبؑ۔! مبارک ہو مبارک ہو آپ کا مثل اور مانند کون ہوسکتا ہے کہ آپ کی وجہ سے خدائے تعالےٰ فرشتوں پر فخر فرماتا ہے۔ اسی کے بارے میں خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آنحضرتؐ کی نبوت کو ۱۳/ تیرہ سال گزر چکے تھے۔قریش کی عداوت کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دینے میں اُنہیں خاص خوشی ہوتی تھی۔جب آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حُکم دیکر قریش کی اس خوشی کو بہت کم کر دیا تو انکی آتشِ انتقام بہت جوش میں آئی۔ادھر حضرت ابو طالبؑ اور خدیجۃؑ الکبریٰ کی رحلت ہوگئی تھی۔ابو طالبؑ کی وفات سے بھی کفّارِ قریش کے حوصلے بلند ہو گئے۔

جب کافروں نے دیکھا کہ دینِ محمدؐ تو دن بہ دن پھیل رہا ہے تو آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا چنانچہ "دارالندوہ" میں تمام کافروں نے یکجا جمع ہوکر یہ طئے کیا کہ ہر خاندان سے چنندہ نوجوان لیں چنانچہ چالیس جوان تیّار ہوئے کہ رات کو دروازۂ رسولؐ پر کھڑے رہیں جب صبح ہوتو آپ کو قتل کر دیا جائے۔خداوندِ کریم نے بذریعۂ وحی فرمایا

آخر کار سب نے تہیّہ کرلیا کہ ایک آخری اور فیصلہ کن تدبیر کیجاوے۔اس صلاح و مشورہ کے لیئے سب "دارالندوہ" میں جمع ہوئے۔ہر قبیلہ کے روساء جمع ہوئے اور ان سب کا سرغنہ ابوسفیان تھا۔بہت سی تدبیریں پیش کی گئیں اور آخر کار ابوجہل کا یہ مشورہ (وہاں ابلیس ایک بزرگ شخصیت میں نمودار ہوا اس نے یہ مشورہ دیا کہ ہر قبیلہ سے نوجوان چاق و چوبند تلوار باز کو چن لیں) سب نے متفقہ طور پر منظور کرلیا کہ ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک آدمی تلواروں سے آپ کا خاتمہ کردے۔تاکہ بنو ہاشم کی ایک قبیلہ سے دیت خون طلب نہ کرسکیں اور سب سے قصاص لینا انکی طاقت سے باہر ہو۔اور تمام قریش نے آنکر آنحضرتؐ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور اس انتظار میں رہے کہ جب صبح ہوگی تو قتل کر ڈالیں گے۔

اِدھر علّام الغیوب نے اپنے رسولؐ کو انکے ارادوں سے مطلع فرمایا۔اور حُکم دیا کہ آپ اپنے نائب وخلیفہ علیؑ کو اپنی جگہ اپنے بستر پر سُلا کر راتوں رات ہی یہاں سے ہجرت کرجاؤ۔چنانچہ اس حُکم کی تعمیل میں آنحضرتؐ نے علیؑ کو واقعات اور حُکم الٰہی سے آگاہ کیا۔ وہ ایمان مجسّم جو رسولؐ کے ہر قول و فعل کو منجانب اللہ سمجھتا تھا بے چوں و چرا اس حُکم کی تعمیل

کیلئے تیار ہو گئے۔فرمایا علیؑ نے کیا میرے یہاں سونے سے آپ کی جان بچ جائیگی۔؟ آنخضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں۔آنخضرتؐ نے جو امانات تھیں وہ علیؑ کے سپرد فرمائیں فرمایا ان کو ادا کر کے تم بھی چلے آنا۔

نبیؐ اکرم نے کچھ کنکریاں اٹھا کر انکے طرف ''وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لاَ يُبْصِرُونَ ''(سورۂ یٰس آیت ۹) پڑھکر پھینک دیا۔اور ہجرت فرمائی۔علیؑ نہایت اطمینانِ قلب کے ساتھ رسولِؐ خدا کی نیابت کرنے گئے اور ایسے آرام سے سوئے کہ گویا کوئی خطرہ ہی نہ تھا۔باہر یہ حالت تھی کہ قریش کا مجمع امڈا چلا آتا تھا۔رات بھر اینٹ پتھر برساتے رہے اور نہایت بیچینی سے صبح کا انتظار کرتے رہے۔اِدھر علیؑ اس طرح سو رہے تھے کہ خدا نے جبرئیل ومیکائیل کی جانب وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کے درمیان رشتۂ اخوت قائم کیا ہے اور تم دونوں کو بڑی طویل عمریں عطا کی ہیں پس دونوں میں سے کون ہے جو اپنے بھائی پر جان نثار کرے گا۔

یہ خطاب سنکر جبرئیل ومیکائیل نے اپنی اپنی زندگی کو عزیز سمجھا۔پروردگارِ عالم نے پھر ان کی جانب وحی القاء فرمائی کہ کیا تم دونوں علیؑ کی طرح نہیں ہو سکتے دیکھو میں نے محمدؐ وعلیؑ کے درمیان مواخاۃ قائم کی ہے۔اور علیؑ اسوقت بسترِ رسولؐ پر اس غرض سے لیٹا ہوا ہے کہ ایثار بالحیٰوۃ کر کے اپنی جان کو اپنے بھائی ورسولؐ کے اوپر نثار کرے۔اب تم دونوں زمین پر اُترو اور شرِ اعداء سے علیؑ کی حفاظت کرو۔پس جبرئیل علیؑ کے سرہانے اور میکائیل پائینتی آ کر کھڑے ہو گئے اور جبرئیل کہتے جاتے تھے کہ مبارک ہو مبارک ہوائے ابوطالبؑ کے بیٹے تمکو۔کون ہے مثل تمہارے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ملائکہ پر فخر ومباہات فرماتا ہے چنانچہ حق سبحانہ نے اپنے رسولؐ پر جبکہ وہ مدینہ جا رہے تھے مکّہ سے ہجرت فرما کر علیؑ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ''اک ایسا شخص ہے جو محض خدا کی رضامندی حاصل کرنے

کے لئے اپنی جان فروخت کرتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر بڑا شفقت کرنے والا ہے۔

کفّارِ قریش پو پھٹتے ہی درّانہ اندر گھُس آئے۔اور علیؑ بسترِ رسول سے مسکراتے ہوئے اُٹھے۔ کُفّار دیکھکر حیران رہ گئے۔ پوچھا محمدؐ کہاں ہے۔آپ نے نہایت اطمینان سے جوابدیا کیا تم نے محمدؐ کو میرے سپرد کیا تھا جواب واپس مانگتے ہو یہ بیبا کانہ جواب اور وہ غصّہ سے بھرا ہوا قریش کا مجمع۔علیؑ ہی کی جرأت تھی۔کوئی اور ہوتا تو اضطراب وخوف کے مارے مُنہ سے کچھ لفظ ہی نہ نکلتا (بلکہ رات بھر سو ہی نہیں سکتا تھا اور اتنا بے چین رہتا کہ دیکھنے والے پہچان لیں) حضرت علیؑ نے جواب بھی دیا اور کیسا دلیرانہ انداز میں دیا۔جھوٹ بھی نہ بولے اور جواب بھی معقول ہوگیا۔چونکہ آپ کا فعل عین حُکم ومشیّتِ خداوندی کے مطابق تھا لہٰذا خداوندِ تعالیٰ نے اسکو اپنی طرف منسوب کرکے فرمایا ؎

’’وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ‘‘(سورۂ انفال آیت:۳۰)

ترجمہ: ’’یادکروائے محمدؐ کہ جب کافروں نے تمہارے ساتھ مکر کیا تھا تاکہ تمکو قید کرلیں' یا قید کردیں' یا شہر بدر کردیں وہ مکر کرتے تھے اور خدا انکے مکر کو کاٹتا تھا اور خدا مکر کرنے والوں کے مکر کا بہترین کاٹنے والا ہے۔‘‘

اِس آیۂ کریمہ سے نہایت صریح نتیجہ نکلا کہ حضرت علیؑ کو بسترِ رسولؐ پر سلانیکی تجویز جس سے قریش کے مکر کا جواب دیا گیا تھا خداوندِ تعالیٰ کے حکم سے قرار پائی تھی۔اور یہ نیابت رسولؐ بحکمِ الٰہی تھی۔ اللّیلۃُ المبیت کے واقعہ کو ہرایک مورخ نے بیان کیا ہے۔یہ تاریخ کے مسلمات میں سے ہے اور اس پر قرآن شاہد ہے۔(البلاغ المبین ص ۱۳۴)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۳۰

# مولاؑئے کائنات کے اقوال وارشادات

مولاؑئے کائنات نے فرمایا''انا نقطة باءِ بسم اللّٰه'' روایات میں ہے کہ ایک شب ابن عباس نے حضرت علیؑ سے خواہش ظاہر کی کہ یا علیؑ! بسم اللہ کی تفسیر بیان فرمائیں تاکہ ہمارے ایمان میں اضافہ ہو۔

آپؑ ساری رات بسم اللہ کی تفسیر فرماتے رہے تا آنکہ صبح ہوگئی آپؑ نے فرمایا! مختصراً یہ سمجھ لو کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ سورۂ حمد میں ہے اور جو سورۂ حمد میں ہے وہ بسم اللہ میں ہے اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے وہ بائے بسم اللہ میں ہے اور جو بائے بسم اللہ میں ہے وہ نقطۂ بائے بسم اللہ میں ہے اور اے ابنِ عباس ''انا نقطة باءِ بسم اللّٰه'' ۔اے ابنِ عباس مَیں وہی نقطہ ہوں۔ سید رضی علیہ الرحمہ البلاغہ میں فرماتے ہیں عجایٔباتِ حضرت امیر المومنینؑ سے جسمیں آپ اپنا شریک وسہیم وعدیل ونظیر نہ رکھتے تھے ایک یہ ہے کہ آپ کا کلام تذکیر وعظ وزہد وتقویٰ میں وارد ہوا ہے اگر کوئی تامل کرنے والا اس میں تامل کرے اور سوچے تو اسکو ظاہر ہو کہ یہ ایک درویش تارک الدنیا کا کلام ہے جو سوائے زہد وعبادت وفقر وقناعت کے دنیا سے سروکار نہیں رکھتا اور بالکل جہان سے قطع تعلق کر کے زاویۂ خانہ یا شگافِ کوہ میں عزلت گزیں ہے اور ہرگز اسکے خیال میں نہ آئیگا کہ یہ اس شخص کا کلام ہے جو پایٔگاہِ عالی اور منصبِ عظیم رکھتا ہے اور اسکے احکام اقطارِ عالم میں نافذ اور ایک دُنیا اسکے زیرِ فرمان ہے یا اسکا جو ہمہ تن جنگ و جہاد میں ڈوبا ہوا تیغِ آبدار ہاتھ میں لیئے کھڑا ہے اور بہادروں اور سرکشوں کے سر قلم کرتا اور دلیروں اور دلاوروں کو خاک ہلاک پر ڈالتا ہے اور وہ باوجود اسکے زاہدوں کا زاہد عابدوں کا عابد اور

بدل الابدال ہے پھر کہتے ہیں کہ یہ آپ کے فضائلِ عجیب وخصائصِ لطیف سے ہے جس نے اضداد کو جمع اور اشتات کو متوالف کیا ہے۔

## علیؑ کا ارشاد ایمان کے بارے میں:

نہج البلاغہ میں مولاؑئے کائنات کا ارشاد تحریر ہے کہ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ صبر، یقین، عدل، جہاد۔ پھر صبر کی چار شاخیں ہیں۔ اشتیاق، خوف، دنیا سے بے اعتنائی، اور انتظار۔ اِس لئے کہ جو جنت کا مشتاق ہوگا وہ خواہشوں کو بُھلا دیگا۔ اور جو دوزخ سے خوف کھائے گا وہ محرمات سے کنارہ کشی کریگا۔ اور جو دنیا سے بے اعتنائی اختیار کریگا وہ مصیبتوں کو سہل سمجھے گا اور جسے موت کا انتظار ہوگا وہ نیک کاموں میں جلدی کریگا۔ اور یقین کی بھی چار شاخیں ہیں' روشن نگاہی، حقیقت رسی، عبرت اندوزی، اور اگلوں کا طور طریقہ۔ چنانچہ جو دانش وآگہی حاصل کریگا اُس کے سامنے عِلم وعمل آشکار ہو جائیگا وہ عبرت سے آشنا ہوگا، جو عبرت سے آشنا ہوگا وہ ایسا ہے جیسے وہ پہلے لوگوں میں موجود رہا ہو۔ اور عدل کی بھی چار شاخیں ہیں' تہوں تک پہنچنے والی فکر، اور عِلمی گہرائی، اور فیصلے کی خوبی، اور عقل کی پائیداری، چنانچہ جس نے غور وفکر کیا وہ عِلم کی گہرائیوں سے آشنا ہوا اور جو عِلم کی گہرائیوں میں اُترا وہ فیصلے کے سرچشموں سے سیراب ہوکر پلٹا۔ اور جس نے حلم وبردباری اختیار کی اُس نے اپنے معاملات میں کوئی کمی نہیں کی، اور لوگوں میں نیک نام رہکر زندگی بسر کی۔ اور جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تمام موقعوں پر راست گفتاری، اور بد کرداروں سے نفرت، چنانچہ جس نے امر بالمعروف کیا اُس نے مومنین کی پُشت مضبوط کی، اور جس نے نہی عن المنکر کیا اُس نے کافروں کو ذلیل کیا، اور جس نے تمام موقعوں پر سچ بولا اُس نے اپنا فرض ادا کیا، اور جس نے فاسقوں کو بُرا سمجھا اور اللہ کیلئے غضبناک ہُوا اللہ بھی اُس کیلئے دوسروں پر غضبناک ہوگا اور قیامت کے دن اُس کی خوشی کا سامان کریگا۔

**(۱) صفتِ دنیا!** صفتِ دُنیا میں ارشادفرماتے ہیں کیا بیان کروں اس گھر کا جسکا آغاز رنج وعنا سے ہے اور انجام نیست وفنا پر، اور جسکے حلال میں حساب دنیا اور حرام میں عذاب بھگتنا ہے۔ کیفیت اسکی یہ ہے کہ جوغنی اور مالدار ہوتا ہے وہ مفتوں ہوجاتا ہے اور جو فقیر و محتاج ہوتا ہے دردمند ومحزوں رہتا ہے اور جوسعی کرتا ہے اس سے فوت ہوجاتی ہے۔ جو اسے چھوڑ بیٹھتا ہے اسکے پاس آتی ہے جواس سے بینائی حاصل کرنا چاہتا ہے اسے بینا کردیتی ہے اور جو اِسکی طرف بہ نگاہِ رغبت دیکھتا ہے اندھا کردیتی ہے۔

(۲) لوگو دنیا خانۂ مجاز وفانی ہے اور آخرت دار باقی پس اس میں اپنی گزرگاہ سے آخرت کیلئے جوجائے ثبات و قرار ہے توشہ حاصل کرو۔

(۳) اپنے دلوں کو دنیا سے جدا کرو قبل اسکے کہ تمہارے بدن اس سے جدا ہوں۔

(۴) جب آدمی مرتا ہے تو آدمی کہتے ہیں کسقدر مال ہمارے لیئے چھوڑ گیا اور فرشتے پوچھتے ہیں کتنے اعمالِ خیر لیکر آیا۔

(۵) نگاہیں موت کی ہمیشہ تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں۔ سکرات موت اور اسکی سختیاں مدِ نظر رکھو، دنیا سے قطع تعلق کرو تقویٰ اختیار کرو۔

## علیؑ کا اِرشاد بنی ہاشم اور بنی اُمیّہ کے بارے میں:

حضرت علیؑ سے بنو ہاشم اور بنو امیّہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہم لوگ بہادر ترین، بزرگ ترین، اور سخی ترین افراد ہیں۔ اور بنو امیّہ منکر ترین، مکّار ترین اور بے حد غدّار لوگ ہیں۔ نیز فرمایا۔ ’’تلوار کے ہزار وار کھا کر مرنا علیؑ کے لیئے بستر کی موت مرنے سے زیادہ آسان ہے۔ جو اللہ کی اطاعت کے بغیر ہو۔‘‘ اور مجھے اِس بات کا عِلم ہے کہ بنی ہاشم کا ایک ایسا آدمی بلا حساب بہشت میں داخل ہوگا جو قبیلۂ ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد کے برابر اللہ کے ہاں لوگوں کی شفاعت کریگا۔ اِن اوصاف کے ہوتے ہوئے بھی تم بنی ہاشم میں زیادہ عبادت کرنے کے اوصاف پاؤ گے اِن حضرات

کے ساتھ کوئی برابری نہیں کرسکتا۔ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب‘علیؑ ابن حُسین‘ علی ابن عبداللہ بن جعفرِ طیارؓ اور علی بن عبداللہ ابن عباس‘عِلم ‘فہم‘حِلم ‘غصّہ کوضبط رکھنے بہترین درگذرکرنے اور بہت جدّ و جہد کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ یہ سب حضرات ہررات ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔اگر اِن حضرات کی ایک خصوصیت کسی آدمی کو لاحق ہوجائے تو وہ خود بھی ہلاک ہوجائے۔اور دوسرے کوبھی ہلاک کردے۔

## علیؑ کے ارشادات دُنیا کے بارے میں:

(۱) ینابیع باب ۵۱‘ صفحہ ۲۲۹ پر حضرت امیر علیہ السلام کا کلام تحریر ہے کہ خدا کی قسم تمہاری یہ دنیا میری نظروں میں سور کی ان انتڑیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔

(۲) ینابیع صفحہ ۲۲۹ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا خطبہ ہے آپ نے فرمایا۔! جب مَیں امرِ خلافت لے کر کھڑا ہوا تو ایک گروہ نے میری بیعت کوتوڑ دیا۔ دوسرا گروہ دین سے نکل گیا۔ تیسرا گروہ فسق و فجور میں مبتلا ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کوسُنا تک نہیں۔ آگے چلکر بیان فرماتے ہیں کہ اللہ نے علیؑ کو اس بات کا پابند نہ بنایا ہوتا کہ وہ ظالم کے ظلم اور مظلوم کی فریاد کو برداشت کریں تو مَیں ضرور دنیا کی رسی اسی پشت پرڈال دیتا۔مَیں نے تمہاری دنیا کو بھیڑ کے ناک سے بہنے والے پانی سے بھی زیادہ ذلیل پایا ہے۔

(۳) ضرار بن ضمرہ ضبابی سے روایت ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کوگواہ کرکے قسم کھاتا ہوں کہ مَیں نے حضرت علیؑ کوبعض موقعوں پر دیکھا جبکہ رات اپنے دامنِ ظلمت کو پھیلا چکی تھی تو آپ محرابِ عبادت میں ایستادہ ریشِ مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے مارگزیدہ کی طرح تڑپ رہے تھے اور غم رسیدوں کی طرح رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے دنیا۔! مجھ سے دُور ہو۔ کیا میرے سامنے اپنے کولائی ہے یا میری مشتاق بن کر آئی ہے۔ تیرا وہ

وقت نہ آئے کہ تو مجھے فریب دے سکے۔ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے جا کسی اور چل دے مجھے تیری خواہش نہیں ہے۔مَیں تو تین بار تجھے طلاق دے چکا ہوں کہ جسکے بعد رجوع کی گنجائش نہیں، تیری زندگی تھوڑی، تیری اہمیت بہت ہی کم، تیری آرزو ذلیل و پست ہے، افسوس زادِراہ تھوڑا، راستہ طویل سفر دور دراز، منزل سخت اور ٹھکانہ تکلیف دہ ہے۔

(۴) حضرت علی علیہ السلام نے عثمان بن حنیف انصاری کو جو حضرتؑ کی جانب سے بصری کا گورنر تھا خط تحریر فرمایا (مضمون اختصار کے ساتھ) خدا کی قسم! مَیں نے تمہاری دنیا میں سونا جمع نہیں کر رکھا اور نہ اس کے مال ومنال میں ذخیرے جمع کر لیئے ہیں۔نہ مَیں نے ان پرانے کپڑوں کی بجائے کوئی اور بوسیدہ کپڑا اچھپا کر رکھا ہے اس آسمان کے سایہ میں ہمارے پاس صرف فدک کا علاقہ موجود تھا۔اس پر بھی کچھ لوگوں کے منہ سے رال ٹپکی اور دوسرے فریق نے اس کے جانے کی پروانہ کی اور بہترین فیصلہ کرنے والا اللہ ہے۔ بھلامَیں فدک یا اور کسی چیز کو لیکے کیا کروں۔ جب نفس کی کُل منزل قبر قرار پانے والی ہے جس کے اندھیاروں میں اس کے نشانات مٹ جائیں گے۔میری توجہ صرف اسی طرف ہے کہ مَیں تقویِ الٰہی کے ذریعے اپنے نفس کو بے قابو نہ ہونے دوں۔

۴) سید محمد صالح کشفی سُنّی حنفی نے اپنی کتاب میں تفسیرِ حافظی وفخر رازی۔ترجمۃ الخواص سے مرقوم کیا ہے کہ امیر المومنینؑ جمعہ کے روز نہایت بلاغت اور کمالِ فصاحت کے ساتھ منبر پر خطبہ فرمارہے تھے۔پُرانا لباس جو پیوندوں سے بھرا ہوا تھا زیبِ تن کیئے اور ایک تلوار جس میں لیف خرما کا بند تھا دستِ مبارک میں لیئے تھے۔عبداللہ بن عباس کے دل میں گذرا۔یہ شان امیر المومنینؑ کے شایان شاہاں نہیں۔

حضرت امیر المومنینؑ اسکے دلی خیال پر آگاہ ہوئے اور فرمایا! مَیں اس قدر پیوند لگانے پر شرم محسوس نہیں کرتا۔علیؑ کو دنیا کی زینت وآرائش سے کیا سروکار ہے جس کا پھول کانٹا ہے۔اوراس کا نوش (شہد) نیش وزہریلا ڈنک ہے۔اورمَیں کیونکر اس لذّت سے

خوش ہوں جو تھوڑی دیر میں ختم اور فنا ہو جائیگی۔اور مَیں کسطرح پیٹ بھر کر کھاؤں جبکہ ملکِ حجاز میں بہت سے پیٹ خالی اور بھوکے ہونگے۔اور بھوک کی زیادگی سے پیچ وتاب کھاتے ہوں گے۔اور کیونکر مَیں اس بات سے خوش ہوں کہ مجھ کو امیر المومنینؑ کہیں اور مسلمان اپنا مقتداء و پیشواء جانیں اور مَیں سختیوں اور مشکلوں میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوں۔اور بھوک اور تنگئ معاش اور احتجاج میں ان کے ساتھ موافقت نہ کروں۔

☆ کشف العظام ماازدات یقیناً. :اگر میرے سامنے سے پردے ہٹا دیئے جائیں تو میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا۔

☆ ما هلک افرد عرف قدره. : جو آدمی اپنی قدر جانتا ہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔

☆ من عرف نفسه فقد عرف نفسه. : جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

☆ الموء مخبوط تحت السانهٖ. انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

☆ من عذب لسانهٖ كثرا خوانهٖ. :جس نے اپنی زبان کو شیریں رکھا اس نے اپنے بھائیوں کو زیادہ کیا۔

☆ بالبر مستعيد الحر. : نیکی کرنے سے آزاد آدمی غلام بنایا جاتا ہے۔

☆ لا تنظر الی من قال و انظر ما قيل.:اس طرف نہ دیکھ کہ کس نے کیا کہا بلکہ یہ دیکھ کہ کیا کہہ گیا۔

☆ الناس قيام فاذا ماتو انتهبرا. : لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مر جائیں گے تو بیدار ہونگے۔

☆ لا صحة مع تخمة. : بدہضمی کے ساتھ صحت نہیں قائم ہوسکتی۔

☆ لا اكرم اعزمن التقوى. پرہیزگاری سے زیادہ بزرگ کوئی چیز نہیں۔

☆ لا شفيع النحج من التوبة.: توبہ سے زیادہ کامیاب شفاعت کرنے والا نہیں اور کوئی۔

☆ لا لباس اجمل من العافية.: تندرستی سے زیادہ کوئی خوبصورت لباس نہیں۔

☆ لا راء عبیٰ من الجهل.: جہالت سے زیادہ لاعلاج بیماری اور کوئی نہیں۔

☆ النصح بين الملاء تقريع.: لوگوں کے سامنے نصیحت کرنا عیب لگانا ہے۔

☆ **الحکمة ضالة المومن.** : دانائی مومن کی گم کردہ چیز ہے۔

☆ **عبدالشھوة اذل من عبدالرق.** : خواہش کا بندہ غلام کی غلامی سے زیادہ ذلیل ہے۔

☆ **الطامع فی وثاق الذل.** : لالچی شخص ذلّت کی رسّی میں بندھا ہوا ہے۔

☆ مومن کو اذیّت نہ پہنچاؤ ورنہ تمہاری نیکیاں درخت کی چھال کی طرح اُتار لی جائیں گی۔ (تجلیاتِ حکمت)

☆ گھر میں غصّہ کرنا گویا اُس کو ویران کرنا ہے۔ (غررالحکم)

☆ نیکی ہماری محبت ہے اور بدی ہماری دشمنی۔ (فضائل الشیعہ، شیخ صدوق)

☆ گنہگار لوگوں کی محفل میں شرکت کرنے والا عذابِ الٰہی سے محفوظ نہیں رہتا۔ (غررالحکم۔۸۵۰)

☆ لہوولعب کی محفل ایمان کو ختم کر دیتی ہے۔ (میزان الحکمت)

☆ مومن کی خوشی اس کے رب کی اطاعت میں اور مومن کا غم اس کے گناہ پر ہوتا ہے۔ (غررالحکم)

☆ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی چیز ملنے پر خوش ہو جاتے ہیں لیکن آخرت کے بڑے حصّے سے محرومی تمہیں غم زدہ نہیں کرتی۔

☆ نماز پڑھنے سے رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔ (میزان الحکمت ۵۹۔ص:۳۶۴)

☆ نماز شیطانی حملوں کیلئے ڈھال ہے۔ (غررالحکم۔۱۰۷)

☆ جو گناہوں سے باز نہیں رہتا وہ جاہل ہے

☆ انسان کی جہالت کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ دوسروں کے جس فعل کو ناپسند کرتا ہے اس کو خود انجام دیتا ہے۔

☆ زیب و زینت اعمال کے صحیح ہونے سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ کپڑوں کی خوبصورتی سے۔ (غررالحکم)

☆ جو اپنی ہر پریشانی کو کُھل کر (ہر ایک سے) بیان کر دیتا ہے۔ وہ اپنی ذلّت سے راضی ہوتا ہے۔

☆ مَیں تمہیں خدا کیلئے چاہتا ہوں اور تم مجھے حصولِ دنیا کیلئے چاہتے ہو۔

☆ رشتہ داروں سے قطع رحمی کے ذریعے بلاؤں کو دعوت دی جاتی ہے۔(تجلّیاتِ حکمت)

☆ بیشک مال کو اللہ کی راہ میں دینا ایک طرح کا ذخیرہ ہے اور اس کو روکے رکھنا ایک قسم کا فتنہ ہے۔

☆ تھوڑا سا لالچ بھی بہت سی پرہیزگاری کو بگاڑ دیتا ہے۔(غرر الحکم)

☆ اپنے مہمان کی عزّت کرو چاہے وہ حقیر ہی کیوں نہ ہو۔(تجلّیاتِ حکمت)

☆ جو شخص اپنی رُوح کو کتاب کے مطالعے کے ذریعے تسلّی بخشتا ہے اس سے سکونِ قلب سلب نہیں ہوتا۔

☆ **امیر المومنینؑ نے فرمایا!**

اگر تمہیں کسی ساتھی کی ضرورت ہے تو۔ اللہ کافی ہے

اگر دُنیا کی ضرورت ہے تو۔ عبرت کافی ہے

اگر ہمسفر کی ضرورت ہے تو۔ کراماً کاتبین کافی ہے

اگر حرفت (مصروفیت) کی ضرورت ہے تو۔ عبادت کافی ہے

اگر مونس کی ضرورت ہے تو۔ قرآن کافی ہے

اگر نصیحت کی ضرورت ہے تو۔ موت کافی ہے (ہدیۃ الشیعہ)

☆ تمہاری زندگی کا ہر دن تمہاری موت کی طرف بڑھتا ہوا ایک قدم ہے۔(نہج البلاغہ)

☆ یہ زندگی دو دن کی ہے۔ایک دن تمہارے حق میں اور ایک دن تمہارے خلاف۔جس دن تمہارے حق میں ہو تو اس دن گناہ مت کرنا اور جس دن تمہارے خلاف ہو اس دن صبر کرنا۔

☆ اپنے پیٹ کو جانوروں کا قبرستان مت بناؤ۔

☆ نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔

☆ نیکی زبان کو بند کر دیتی ہے۔

☆ جب تم لوگوں کو نعمت مل جائے تو شُکر کی کمی کی وجہ سے اسے نہ بھگاؤ۔

☆ دانا کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا دل اسکی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔
☆ کمینۓ آدمی کو علم بلند کرتا ہے اور جہالت بلند آدمی کو پست کرتی ہے۔علم مال سے افضل ہے۔
☆ علم تیری چوکیداری کرتا ہے اور تم مال کی۔علم حاکم ہے اور مال محکوم۔
☆ دو آدمیوں نے میری کمر کو توڑ دیا۔پُرزے پُرزے کرنے والا عالم اور جاہل عبادت گذار۔
☆ کم قیمت وہ آدمی ہے جس کے پاس علم کم ہے۔
☆ لوگوں کے ساتھ زبان اور جسم سے ملے رہو۔اعمال اور دل کے لحاظ سے الگ رہو۔
☆ صبر کو ایمان سے وہی منزلت حاصل ہے جو سر کو جسم سے۔
☆ اس تلاوتِ قرآن کا کوئی فائیدہ نہیں جس میں غور وفکر نہ ہو۔
☆ جس شخص کی خواہش ہو کہ وہ لوگوں کے ساتھ انصاف کرے تو وہ ان کے لیئے وہی چیز پسند کرے جو اپنی ذات کے لیئے پسند کرتا ہے۔
☆ تجھے بیوقت کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیئے وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہتا ہے لیکن نقصان پہنچاتا ہے۔
☆ تمہیں بخیل کی صحبت سے بچنا چاہیئے وہ تمہیں سخت ضرورت کے وقت چھوڑ دے گا۔
☆ تمہیں فاجر آدمی کی صحبت سے بچنا چاہیئے۔وہ تمہیں ناخن کے میل کے عوض بیچ دیگا۔
☆ حضرت علیؑ نے فرمایا دو حسرتیں میرے دل میں رہ گئیں۔ایک جتنا مجھے علم تھا کسی نے پوچھا نہیں دوسرے جتنا بھی سخی تھا کسی نے مانگا نہیں۔
☆ مولا علیؑ نے فرمایا زندگی کے تین اُصول ضرور یاد رکھنا:

(۱) اس سے ضرور معافی مانگو جسے تم چاہتے ہو۔(۲) اسے مت چھوڑو جو تمہیں چاہتا ہے۔
(۳) تیسرا اس سے کچھ نہ چھپاؤ جس پر تم اعتبار کرتے ہو۔

☆ دوست سے سنبھل کر دوستی کرو ہوسکتا ہے کسی دن وہ تمہارا دشمن ہو جائے۔
دشمن سے سنبھل کر دشمنی کرو۔ہوسکتا ہے کسی دن تمہارا دوست ہو جائے۔

☆ آپؑ نے فرمایا زبان کا وزن بہت ہی ہلکا ہوتا ہے۔مگر بہت ہی کم لوگ اسے سنبھال پاتے ہیں۔

☆ تمہارا جسم ایک دکان ہے اور زبان اس کا تالا جب کھلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے دکان سونے کی ہے یا نہیں

☆ زندگی ایک تیز آندھی کی طرح ہے جس نے غم کی گھٹا نہیں دیکھتا سر سبز و شاداب باغ دیکھتا ہے۔

☆ آپؑ نے فرمایا جو مصیبت تجھے اللہ کی طرف لیجائے وہ آزمائش ہے جو مصیبت اللہ سے دور کردے وہ سزا ہے۔

☆ جب تمہاری جان کو خطرہ ہو تو صدقہ دیکر جان بچاؤ جب تمہارے دین کو خطرہ ہو تو جان دیکر دین بچاؤ۔

☆ کسی کی مدد کرتے وقت اسکے چہرے کی طرف مت دیکھو ہوسکتا ہے انکی شرمندہ آنکھیں تمہارے دل میں غرور کا بیج بودے۔

☆ تین چیزیں ایمان کو تباہ کردیتی ہیں امیروں کی محفل۔عورتوں کی صحبت۔اور جاہلوں سے بحث۔

☆ جانوروں میں خواہش اور فرشتے میں عقل ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو دونوں چیزیں دیں ہیں۔اگر وہ عقل دبالے تو جانور اور خواہش دبالے تو فرشتہ کے مانند ہوجاتا ہے۔

☆ اپنے جسم کو ضرورت سے زیادہ مت سنوارو اسے تو مٹی میں مل جانا ہے سنوارنا ہے تو اپنی رُوح کو سنوارو اسے تو لوٹ کے اپنے رب کے پاس جانا ہے۔

☆ اچھے لوگوں کی ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے انہیں یاد نہیں رکھنا پڑھتا وہ یاد رہتے ہیں۔

☆ رزق کے پیچھے اپنا ایمان مت خراب کرو۔رزق انسان کو ایسے تلاش کرتا ہے جیسے مرنے والے کو موت۔

☆ رشتے خون کے نہیں احساسات کے ہوتے ہیں۔اگر احساس ہو تو اجنبی بھی اپنے ہوجاتے ہیں اگر احساس نہ ہو تو اپنے بھی اجنبی ہوجاتے ہیں۔

☆ لفظ انسان کے غلام ہوتے ہیں مگر بولنے سے پہلے تک بولنے کے بعد انسان اپنے

لفظوں کا غلام ہوتا ہے۔

☆ کوئی تمہارا دل دُکھائے تو ناراض مت ہونا کیونکہ قدرت کا قانون ہے جس درخت کا پھل زیادہ میٹھا ہوتا ہے لوگ پتھر بھی اسی کو مارتے ہیں۔

☆ کسی کا عیب تلاش کرنے والے کی مثال اس مکھی جیسی ہے جو سارا خوبصورت جسم چھوڑ کر صرف صرف زخم تلاش کرتی ہے۔

☆ اچھا دوست کتنا ہی بُرا بن جائے اس سے دوستی مت توڑنا۔ کیونکہ پانی چاہے کتنا ہی گندہ ہو آگ بجھانے کے کام آتا ہے۔

☆ زندگی کے ہر موڑ پر صلح کرنا سیکھو کیونکہ جُھکتا وہی ہے جس میں جان ہوتی ہے۔ اکڑنا تو مردے کی پہچان ہوتی ہے۔

☆ دوست ہو یا پرندہ دونوں کو آزاد چھوڑ دو اگر لوٹ آیا تو تمہارا نہ لوٹ کر آیا تو وہ کبھی تمہارا تھا ہی نہیں۔

☆ ایک یہودی نے کہا جب آپ مسلمان عبادت کرتے ہو تو وسوسے اور خیالات آتے ہیں اور جب ہم عبادت کرتے ہیں تو نہیں آتے آپ نے فرمایا اگر آیک گھر فقیر کا ہو اور ایک امیر کا تو چور کہاں جائیگا؟ اس یہودی نے کہا امیر کے گھر میں۔ مولا علیؑ نے فرمایا "تبھی تو شیطان انکو ستاتا ہے جن کے دل میں اللہ ہو جن کے دل میں اللہ کی محبت نہیں ہوتی وہاں شیطان کا کیا کام۔

☆ مومن کی مثال ترازو کے پڑلے جیسی ہوتی ہے جسقدر اس کے دل میں ایمان اضافہ ہوتا ہے اتنی ہی اسکی آزمیائش بڑھتی ہے۔

☆ مومن جس سے دشمنی کرتا ہے اس پر ظلم نہیں کرتا اور جس سے محبت رکھتا ہے اسکے لئیے گناہ نہیں کرتا

☆ جو شخص نماز سے غافل ہوا اسکی روزی تنگ ہوتی ہے اور وہ قیامت کے دن نابینا محشور ہوگا۔

☆ اکثر عقلوں کا ٹھوکر کھا کر گرنا طمع وحرص کی بجلیاں چمکنے پر ہوتا ہے۔ (بحار)

☆ جس نے تمہیں گناہوں سے ڈرایا وہ اس شخص کے مانند ہے جس نے تمہیں جنت کی خوشخبری دی۔

☆ جس شخص کے شر سے لوگ محفوظ نہ ہوں وہ خدا کے عذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

☆ فرصت کو ضائع کرنا رنج وغم کا سبب ہے۔

☆ پریشانی خاموش ہونے سے کم، صبر کرنے سے ختم، اور شُکر کرنے سے خوشی میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

☆ معاف کرنے کی عادت اور حوصلہ پیدا کرو۔ یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ اس نے انسان کے گناہوں کی پردہ پوشی کی۔ اگر تمہارے درمیان ایکدوسرے کے گناہ ظاہر ہوجاتے تو تم ایکدوسرے کو دفن بھی نہیں کرتے۔

☆ خاموشی ایک عظیم نعمت ہے خاص طور پر یہ اس وقت جب اختلافات زیادہ ہوں۔ آوازیں بلند ہوں۔

☆ رات کے وقت کھڑے ہوکر پانی مت پیو ورنہ اس سے کوئی درد پیدا ہوجائیگا جس کا علاج سوائے کچھ نہیں کہ خدا آرام دے۔

☆ زیادہ گرم کھانا نہ کھاؤ۔ اور اتنا اتنا انتظار کرو کے کھانے کے قابل ہوجائے۔ تمہاری غذا آگ نہیں ہے برکت ٹھنڈے کھانے میں ہوتی ہے۔

☆ تمہارے لیئے تجربہ کار لوگوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا لازم ہے۔ کیونکہ انہیں یہ تجربہ بڑی قیمتیں ادا کرنے کے بعد حاصل ہوا۔ جبکہ تم اسے بڑے سستے داموں میں حاصل کرلوگے۔ (تجلّیاتِ حکمت)

☆ اخلاق وہ چیز ہے جسکی قیمت کچھ نہیں دینی پڑتی۔ ہاں مگر اس سے ہر انسان خریدا جاسکتا ہے۔

☆ خوش قسمت ہے وہ انسان جسکے لیئے کوئی روئے اور بد قسمت ہے وہ شخص جسکی وجہہ سے کوئی روئے

☆ کائنات میں سب سے مہنگی چیز احساس ہے جو دنیا کے ہر انسان کے پاس نہیں ہوتا۔

☆ اگر کوئی پیار کرنے والا انسان تم پر غصّہ کرنا چھوڑ دے تو سمجھ جاؤ تم اسکی نظر میں اپنی اہمیت کھو چکے ہو

☆ دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے اور دنیا کو ترک کرنا سب عبادتوں کا راسی و رئیس ہے۔

☆ دنیا کو ترک کرنا عبادت کی زینت ہے اور دنیا کی محبت خطار و نصیان کا سرمایہ ہے۔

☆ تمہارے نفس کی تربیت کے لیئے اتنا کافی ہے کہ تم چیزوں سے دوری اختیار کرو جو تمہیں دوسروں میں بُری لگتی ہیں۔

☆ مصیبت کے وقت بھی مطمئن نظر آؤ اور مشکلات کے باوجود خوش باش رہو۔ (غرر الحکم ص:۵۰۶)

☆ یہ زندگی دو دن کی ہے۔ ایک دن تمہارے حق میں اور ایک دن تمہارے خلاف جس دن تمہارے حق میں ہو اس دن غرور مت کرنا۔ اور جس دن تمہارے خلاف ہو اس دن صبر کرنا۔

☆ بازاری اڈّوں میں اُٹھنے بیٹھنے سے الگ رہو' کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھکیں اور فتنوں کی آماجگاہیں ہوتی ہیں۔

☆ جمعہ کے دن نماز میں حاضر ہوئے بغیر سفر نہ کرنا' مگر یہ کہ خدا کی راہ میں جہاد کو جانا ہو۔

☆ اپنے تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرو۔

☆ جو بہت اچھّا لگے اُس سے بہت کم ملا کرو۔ جو انتہا سے زیادہ اچھا لگے اُسے صرف دیکھا کرو۔ اور جو دل میں سما جائے اُسے صرف یاد کرو۔ کیونکہ جو آپ کے جتنا قریب ہوتا ہے دنیا اُسے اتنا ہی دور کر دیتی ہے۔

☆ اپنے بچّوں کا بوسہ کیا کرو۔ کیونکہ تمہیں ہر بوسہ کے عوض (جنت کا) ایک درجہ ملے گا۔ (وصائل الشیعہ)

☆ ہر چیز قسمت سے نہیں ملتی کچھ چیزیں دُعاؤں سے بھی ملا کرتی ہیں۔

☆ مشکلات ہمیشہ بہترین لوگوں کے حصّے میں آتی ہیں کیونکہ وہ اس کو بہترین طریقے سے انجام دینے میں صلاحیت رکھتے ہیں۔

☆ جھوٹ بول کر جیت جانے سے بہتر ہے کہ سچ بول کر ہار جاؤ۔

☆ کوئی تمہارا اپنا ہو تو وہ کبھی نہیں بھولتا۔اور جو بھول جائے وہ کبھی اپنا نہیں ہوتا۔

☆ عورت تب برباد ہونا شروع ہوتی ہے جب اسکے حُسن کی تعریف ایک غیر مرد کر رہا ہوتا ہے۔

☆ دوست کو دولت کی نگاہ سے مت دیکھو کیونکہ وفا کرنے والے دوست اکثر غریب ہوتے ہیں۔

☆ دولت مٹی کی طرح ہے اور مٹی کو پیر کے نیچے رکھنا چاہیئے اگر سر پر چڑھاؤ گے قبر بن جائیگی قبر زندہ لوگوں کے لیئے نہیں ہوتی۔

☆ خدا کے چُنے ہوئے لوگ ہی دوسروں کے درد چُنتے ہیں۔ یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ جس شخص کے دشمن نہ ہوں اور سب دوست ہوں اس جیسا منافق کوئی نہیں کیونکہ دشمن اسکے ہوتے ہیں جو حق کی بات کہتا ہے۔

☆ اچھے لوگوں کا تمہاری زندگی میں آنا تمہاری قسمت ہوتی ہے اور انہیں سنبھال کر رکھنا تمہارا ہُنر۔

☆ آپ نے ارشاد فرمایا! انسان کی ہر سانس ایک قدم ہے جو اسے موت کی طرف بڑھائے جا رہی ہے۔ (تجلّیاتِ حکمت، ص:۸۴)

☆ جس کسی کام میں اچھے بُرے کی پہچان نہ رہے۔تو آغاز کو دیکھکر انجام کو پہچان لینا چاہیئے۔

☆ جب عقل بڑھتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔(نہج البلاغہ، حکمت)

☆ تھوڑا دینے سے شرماؤ نہیں۔کیونکہ خالی ہاتھ پھیرنا تو اس سے بھی گری ہوئی بات ہے۔

☆ زبان ایک ایسا زندہ درندہ ہے کہ اگر کُھلا چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ کھائے۔(نہج البلاغہ، حکمت، ص:۶۶)

☆ قناعت وہ سرمایہ ہے جو ختم نہیں ہو سکتا۔ (نہج البلاغہ، حکمت، ص:۵۷)

☆ مال نفسانی خواہشوں کا سر چشمہ ہے۔(نہج البلاغہ، حکمت، ص:۵۸)

☆ دولت ہو تو پردیس میں بھی دیس ہے اور مفلس ہو تو دیس بھی پردیس ہے۔(نہج البلاغہ، حکمت، ص:۵۶)

☆ صبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک نا گوار باتوں پر صبر۔دوسرے پسندیدہ چیزوں سے صبر۔

☆ تقویٰ تمام خصلتوں کا سرتاج ہے۔

☆ جو حق سے ٹکرائے گا حق اسے پچھاڑ دے گا۔

☆ جسکو اپنی آبرو عزیز ہو وہ لڑائی جھگڑے سے کنارہ کش رہے۔

☆ کسی بندے کیلئے مناسب نہیں کہ وہ دو چیزوں پر بھروسہ کرے ایک صحت دوسرے دولت۔

☆ اچھے کام کرو اور تھوڑی سی بھلائی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔

☆ حکمت کی بات جہاں کہیں ہو اسے حاصل کرو، کیونکہ حکمت منافق کے سینہ میں بھی ہوتی ہے لیکن جب تک اسکی (زبان) سے نکل کر مومن کے سینہ میں پہنچ کر دوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی تڑپتی رہتی ہے۔

☆ ہر شخص کی قیمت وہ ہُنر ہے جو اس شخص میں رہتا ہے۔

☆ بوڑھے کی رائے مجھے جوان کی ہمّت سے زیادہ پسند ہے۔

☆ وہ عِلم بہت بے قدر و قیمت ہے جو زبان تک رہ جائے۔اور وہ عِلم بہت بلند مرتبہ ہے جو اعضاء و جوارح سے نمودار ہو۔

☆ دنیا میں صرف دو شخصوں کے لیئے بھلائی ہے ایک وہ جو گناہ کرے تو توبہ سے اسکی تلافی کرے اور دوسرا وہ جو نیک کاموں میں تیز گام ہو۔(نہج البلاغہ، حکمت، ص:۷۶)

☆ جو عمل تقویٰ کے ساتھ انجام دیا جائے وہ تھوڑا نہیں سمجھا جا سکتا اور مقبول ہونے والا عمل تھوڑا کیونکر ہو سکتا ہے۔ (حکمت، ص:۹۵)

☆ یقین کی حالت میں سونا، شک کی حالت میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔(نہج البلاغہ، حکمت، ص:۹۷)

☆ بہت سے پڑھے لکھوں کو (دین سے) بے خبری تباہ کر دیتی ہے۔اور جو عِلم ان کے پاس ہوتا ہے

انہیں ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچا تا۔ (نہج البلاغہ،حکمت،ص:۱۰۷)

☆ آپؑ نے فرمایا! جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے، اسے جامہ فقر پہننے کیلئے آمادہ رہنا چاہئیے

☆ آپؑ نے فرمایا! میرے بارے میں دو قسم کے لوگ بتاہ و برباد ہوئے۔ایک وہ چاہنے والا جو حد سے بڑھ جائے اور ایک وہ دشمنی رکھنے والا، جو عداوت رکھے۔

☆ صدقہ کے ذریعہ روزی طلب کرو۔

☆ جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔

☆ صدقہ سے اپنے ایمان کی نگہداشت اور زکوٰۃ سے اپنے مال کی حفاظت کرو اور دُعا سے مصیبت وابتلاء کی لہروں کو دُور کرو۔

☆ ضد اور ہٹ دھرمی صحیح رائے کو دُور کر دیتی ہے۔ (نہج البلاغہ،حکمت،ص:۱۷۹)

☆ جو اپنے راز کو چُھپائے رہے گا۔اُسے پورا قابو رہے گا۔ (حکمت:۱۶۲)

☆ خود پسندی ترقی سے مانع ہوتی ہے۔

☆ لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے۔

☆ جو حق سے مُنہ موڑتا ہے تباہ ہو جاتا ہے۔

☆ یہ دل بھی اسی طرح تھکتے ہیں جس طرح بدن تھکتے ہیں (جب ایسا ہو تو) ان کیلئے لطیف حکیمانہ جملے تلاش کرو۔

☆ ہر ظرف اس سے کہ جو اس میں رکھا جائے تنگ ہو جاتا ہے مگر عِلم کا ظرف وسیع ہوتا جاتا ہے

☆ جو عبرت حاصل کرتا ہے وہ بینا ہو جاتا ہے اور جو بینا ہوتا ہے وہ بافہم ہو جاتا ہے اور جو بافہم ہوتا ہے اسے عِلم حاصل ہو جاتا ہے۔ (حکمت:۲۰۸)

☆ بہترین دولتمندی آرزوؤں سے ہاتھ اُٹھا دینا ہے۔

☆ جو تم سے رنجیدہ و دل تنگ ہو اس پر اطمینان واعتماد نہ کرو

☆ سخاوت عزّت و آبرو کی پاسبان ہے۔

☆ درگزر کرنا کامیابی کی زکوٰۃ ہے۔
☆ جس درخت کی لکڑی نرم ہو اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں۔
☆ بلند انسان کے بہترین افعال میں سے یہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے چشم پوشی کرے جنہیں وہ جانتا ہے
☆ قناعت سے بڑھکر کوئی سلطنت اور خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی عیش وآرام نہیں ہے۔
☆ گھر میں ایک غصبی پتھر کا لگانا اس کی ضمانت ہے کہ وہ تباہ وبرباد ہو کر رہے گا۔
☆ اللہ سے کچھ تو ڈرو چاہے وہ کم ہی ہو۔اور اپنے اور اللہ کے درمیان کچھ تو پردہ رکھو چاہے وہ باریک ہی سا ہو۔
☆ دنیا کی تلخی آخرت کی خوشگواری ہے اور دنیا کی خوشگواری آخرت کی تلخی ہے۔
☆ غیرت مند کبھی زنا نہیں کرتا
☆ وہ عُمر کہ جس کے بعد اللہ تعالیٰ آدمی کے عُذر کو قبول نہیں کرتا ساٹھ برس کی ہے۔
☆ اگر کوئی بندہ مدّتِ حیات اور اس کے انجام کو دیکھے تو امیدوں اور ان کے فریب سے نفرت کرنے لگے
☆ لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے
☆ انسان تین موقعوں پر بدل جاتا ہے۔! حاکموں کی نزدیکی پانے پر،حکومت ملنے پر،اور غربت کے بعد تونگر بننے پر،اور جو کوئی ان تین موقعوں پر نہ بدلا وہ مضبوط عقل والا اور راست خصلت والا ہے۔
☆ مولائے کائنات نے فرمایا مَیں نے اللہ سبحانہ' کو پہچانا' اِرادوں کے ٹوٹ جانے نیتّوں کے بدل جانے' اور ہمتّوں کے پست ہوجانے سے۔
☆ غصّہ ایک قسم کی دیوانگی ہے کیونکہ غصّہ ور بعد میں پشیمان ضرور ہوتا ہے اور اگر

پشیمان نہیں ہوتا تو اُسکی دیوانگی پختہ ہے۔

☆ ایمان دل سے پہچاننا' زبان سے اقرار کرنا' اوراعضاء سے عمل کرنا ہے۔

☆ زیادہ خاموشی رعب وہیبت کا باعث ہوتی ہے اور انصاف سے دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے'

☆ لُطف وکرم سے قدر ومنزلت بلند ہوتی ہے' جُھک کر ملنے سے نعمت ہوتی ہے' تمام ہوتی ہے'

☆ دوسروں کا بوجھ بٹانے سے لازماً سرداری حاصل اور خوش رفتاری سے کینہ ور دشمن مغلوب ہوتا ہے اور سر پھرے آدمی کے مقابلے میں بُردباری کرنے سے اُس کے مقابلے میں اپنے طرفدار زیادہ ہوجاتے ہیں۔

☆ مولائے کائنات نے فرمایا۔! میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ وبرباد ہوئے۔ ایک وہ چاہنے والا جو حد سے بڑھ جائے۔ایک وہ دشمنی رکھنے والا جو عداوت رکھے۔

☆ مولائے کائنات نے فرمایا۔! یہ انسان تعجّب کے قابل ہے کہ وہ چربی سے دیکھتا ہے اور گوشت کے لوتھڑے سے بولتا ہے اور ہڈّی سے سُنتا ہے اور ایک سوراخ سے سانس لیتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

☆ لوگوں سے اِس طرح ملو کہ اگر مر جاؤ تو تم پر روئیں۔اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق ہوں۔

☆ مرض میں جب تک ہمّت ساتھ دے چلتے پھرتے رہو۔

☆ اِنسان بھی کیا شئے ہے، دولت کمانے کیلئے اپنی صحت کھودیتا ہے، اور پھر اپنی صحت کو پانے کیلئے اپنی دولت کھودیتا ہے، مستقبل کو سوچ کر اپنا حال ضائع کرتا ہے، پھر مستقبل میں اپنا ماضی یاد کر کے روتا ہے۔ جیتا ایسے ہے کہ کبھی مرے گا نہیں۔اور مرا ایسے جیسے کبھی جیا ہی نہیں۔ (نہج البلاغہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۳۱

# مولاؑئے کائنات اور معراجِ نبیِ کریمؐ

## علیؑ کے بارے میں شبِ معراج اللہ کا کلام

رسولِؐ پاک نے فرمایا! بیشک جب مَیں اپنے رب کے پاس معراج پر گیا تو اس نے حجاب سے مجھے وحی کی اور کلام بھی کیا۔اس کلام میں یہ بھی فرمایا کہ یا محمدؐ! علیؑ اوّل،علیؑ آخر،علیؑ ظاہر،علیؑ باطن ہےاور وہ ہر چیز کا عِلم رکھنے والا ہے۔مَیں نے پوچھا یا اللہ کچھ اور ارشاد فرما!اس نے فرمایا اےمحمدؐ مَیں اللہ ہوں! میرے سواء کوئی معبود نہیں۔مَیں عالم الغیب والشہادۃ رحمان ورحیم ہوں۔بے شک مَیں اللہ ہوں میرے سواء کوئی معبود نہیں مَیں الملک القدوس السلام المومن المھمن ۔العزیز الجبار المتکبر ہوں اور مشرکوں کے شرک سے بلند ہوں بیشک مَیں اللہ ہوں میرے سواء کوئی معبود نہیں۔مَیں خالق، باری،معبود ہوں اسما الحسنیٰ میرے لیئے ہیں۔آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے میری ہی تسبیح کرتا ہے مَیں عزیز الحکیم ہوں۔یا محمدؐ بیشک مَیں اللہ ہوں میرے سواء کوئی معبود نہیں۔مَیں اوّل ہوں کہ جس سے قبل کوئی شیئے نہیں۔اور مَیں آخر ہوں کہ جس کے بعد کوئی شیئے نہیں اور مَیں ظاہر ہوں اور میرے اوپر کوئی شیئے نہیں اور مَیں باطن ہوں میرے نیچے کوئی شیئے نہیں اور مَیں اللہ ہوں میرے سواء کوئی معبود نہیں مَیں ہر چیز کا عِلم رکھتا ہوں۔

یا محمدؐ! علیؑ اوّل ہے آئمہؑ میں اس کے بارے میں سب سے پہلے میثاق لیا گیا۔اےمحمدؐ! علیؑ آخر ہے۔آئمہؑ میں سے سب سے آخر اس کی رُوح پلٹے گی وہ دابۃ الارض ہے جو ان سے کلام کرے گا۔اےمحمدؐ! علیؑ ظاہر ہے جو کچھ مَیں نے آپ پر وحی کی اس پر ظاہر ہے۔ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس سے چھپائی گئی ہو۔یا محمدؐ! علیؑ باطن ہے۔

میرے رازوں کا امین (بطن) ہے جو راز آپ کے پاس ہیں۔میرے اور تیرے درمیان کوئی ایسا راز نہیں ہے جو اس سے چھپا ہوا ہو۔اے محمدؐ! جو کچھ حلال وحرام خلق کیا گیا ہے۔علیؑ اس کا عِلم رکھتا ہے۔ (بصائر الدرجات' ج:۲۔ص:۴۷۵)

## علیؑ کے لب ولہجہ میں معراج کی رات نبی کو آواز دی گئی

امالی شیخ صدوق علیہ الرحمہ ص:۲۸۶ پر حضرت حُسین بن زید نے امام جعفرِ صادقؑ سے اور آپؑ نے اپنے اجداد سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا! جب معراج کی رات مجھے آسمان کی طرف لیجایا گیا تو جب مَیں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا تو مجھے آواز دی گئی: اے محمدؐ! مَیں آپ کو علی علیہ السلام کے ساتھ خیر اور نیکی کی وصیّت کرتا ہوں' کیونکہ وہ تمام اوصیاء کا سردار اور متّقین کا امام اور تمام روشن پیشانی والوں کے قائد ہیں۔

(۳) کتاب علی العظیم ص:۶۷ پر کتاب الشفاء میں الحمراء سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا مَیں معراج کی شب چار مقامات پر علیؑ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا ہوا پایا۔۱) بیتُ المقدس میں ایک پتھر پر۔۲) سدرۃ المنتہیٰ۔۳) عرش کے ساقوں پر۔۴) جنت کے دروازے پر۔

''کہ کوئی نہیں ہے معبود خدا کے سواء محمدؐ میرے حبیب ہیں میری مخلوق میں سے اور مَیں نے اسکی مدد اور نصرت اسکے وزیر کے ذریعے کی۔مَیں نے جبرائیلؑ سے پوچھا میرا وزیر کون ہے۔؟ تو اس نے بتایا کہ آپ کے بھائی علیؑ ابنِ ابیطالبؑ۔ (البلاغ المبین)

## علیؑ کے فضائل کی کتابوں کی عرش پر اُونٹوں کی قطار

ثقۃ الاسلام حسین بخش جاڑہ قدس سرہ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف تفسیر انوار نجف میں بحار الانوار کے حوالہ سے نقل کی ہے اور اُن سے آیۃ اللہ سید محمد مہدی مرتضوی لنگروری نے بیان کیا ہے کہ سورۂ نجم کی تفسیر میں جو معراج سے متعلق آیتیں ہیں اُن میں بڑی تفصیل ہے تفسیر میں ہے کہ پیغمبرِ اکرمؐ جب معراج پر تشریف لے گئے تمام آسمانوں کی سیر کرتے ہُوئے قاب قوسین کی منزل تک پہنچے۔درمیانِ سیر مختلف انبیاء سے ملاقاتیں بھی ہُوئیں۔حضرتِ

نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ سے بھی ملاقات کی اور جبرئیلؑ نے کئی مناظر نبیٔ اکرمؐ کو دکھلائے اُنمیں ایک منظر یہ بھی تھا کہ اُونٹوں کی قطار ہے جو چلی جارہی ہے ختم ہی نہیں ہوتی اور اُونٹوں کی پُشت پر کتابیں لادی ہُوئی تھیں۔رسولؐ اللہ نے جبرئیلِ امین سے پوچھا یہ کیا ہے جو اُونٹوں کی پُشت پر لادا گیا ہے۔جبرئیلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ آپ کے بھائی علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے فضائل وکمالات کا ذخیرہ ہے۔رسولِ اکرمؐ نے پوچھا یہ قطار کہاں سے آرہی ہے۔اور کہاں جا رہی ہے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ مَیں خلقتِ آدمؑ سے بتّیس (۳۲) ہزار سال پہلے پیدا کِیا گیا ہوں اور مَیں جب سے خلق کِیا گیا ہوں تب سے اِس قطار کو جاتا ہُوا ہی دیکھ رہا ہوں۔

## علیؑ کیلئے معراج میں پردے ہٹا دیئے گئے

امالیٔ شیخِ طوسی بحذفِ اسناد عبداللہ ابنِ عباس نے نقل کیا ہے کہ مَیں نے جنابِ رسولِؐ خدا سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں اور علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کو بھی پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں۔

☆ مجھے اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمایا ہے اور علیؑ کو جوامع العلم عطا فرمایا ہے۔
☆ مجھے اُس نے نبیؐ بنایا ہے اور علیؑ کو میرا وصی قرار دیا ہے۔
☆ مجھے کوثر عطا فرمایا ہے اور علیؑ کو سلسبیل عطا فرمائی ہے۔
☆ مجھے وحی عطا فرمائی ہے اور علیؑ کو اِلہام عطا فرمایا ہے۔
☆ مجھے معراج عطا فرمائی ہے اور اُسی رات علیؑ کے لئے آسمانوں کے تمام دروازے کھول دیئے گئے اور پردے ہٹا دیئے گئے یہاں تک کہ مَیں اُس کو دیکھ رہا تھا اور وہ مجھے دیکھ رہے تھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں! اُس کے بعد رسولِؐ خدا نے گریہ فرمایا مَیں نے آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا' یا رسولؐ اللہ! آپ نے گریہ کیوں کیا۔؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں۔آپ نے فرمایا! اے ابن عباس! معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے جو پہلی بات مجھ سے فرمائی وہ یہ تھی! اے محمدؐ! اپنے نیچے زمین کی طرف دیکھو۔مَیں نے دیکھا کہ تمام پردے اُٹھا دیئے گئے ہیں اور تمام دروازے آسمان کے کھول دیئے گئے ہیں۔اور مَیں نے علیؑ کی طرف دیکھا کہ وہ اِس حالت میں ہیں کہ اپنا سر اُٹھا کر مجھے دیکھ

رہے ہیں مَیں نے اُن سے گفتگو کی اور اُنہوں نے اور نیز میرے ساتھ میرے اللہ نے گفتگو کی۔مَیں نے عرض کیا! (یعنی ابن عباس عرض کرتے ہیں) یارسولؐ اللہ! وہ کونسا کلام تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا۔؟

رسولؐ اللہ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا! اے محمدؐ! مَیں نے علیؑ کو آپ کا وصی، وزیر اور آپ کے بعد آپ کا خلیفہ قرار دیا ہے آپ اس کی اطّلاع علیؑ کو کردیں۔آگاہ رہو کہ وہ آپ کی گفتگو سُن رہا ہے مَیں نے اُس کے بارے میں اللہ کی بارگاہ ہی میں علیؑ کو اطلاع کردی۔ علیؑ نے مجھ سے کہا مَیں نے اُس حُکم کو قبول کرلیا ہے۔آپ کی اطاعت کرونگا۔

اس کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ کو حُکم دیا کہ وہ علیؑ کو سلام کریں۔تمام ملائکہ نے علیؑ کو سلام کیا اور علیؑ نے اُن تمام کے سلام کا جواب دیا اور مَیں نے دیکھا کہ تمام ملائکہ ایکدوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں اور جو فرشتہ بھی میرے قریب سے گزرتا تھا مجھے اس کی مبارکباد دیتا اور یوں کہتا! اے محمدؐ! قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچازاد کو آپ کا خلیفہ قرار دے کر تمام ملائک کو خوش کردیا ہے۔

مَیں نے دیکھا کہ تمام حاملانِ عرش بھی اپنے اپنے سر نیچے زمین کی طرف جُھکائے کھڑے ہیں مَیں نے سوال کیا اے جبرئیلؑ! یہ حاملانِ عرش کیوں اپنے سر جُھکائے کھڑے ہیں۔؟ جبرئیلؑ نے عرض کیا! اے محمدؐ! تمام حاملانِ عرش اس وقت علیؑ کی زیارت کررہے ہیں اور اس پر ایکدوسرے کو بشارت دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے اُنہوں نے بھی اجازت طلب کی ہے اور اللہ نے اُن کو بھی علیؑ کی زیارت کی اجازت عطا فرمادی ہے اور وہ بھی علیؑ کی زیارت کررہے ہیں۔آپ نے فرمایا! مَیں زمین پر واپس آیا اور مَیں نے چاہا کہ اس بارے میں علیؑ کو خبر دوں تو علیؑ نے اِن سارے واقعات کی مجھے خبر دے دی۔مَیں اِس سے جان گیا کہ مَیں کسی مقام پر بھی نہیں گیا مگر یہ کہ علیؑ کے لیئے اُس مقام کے پردے اُٹھادیئے گئے یہاں تک کہ اُنہوں نے ہر مقام پر مجھے دیکھا۔

ابن عباس فرماتے ہیں! مَیں نے رسولِؐ خدا کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا! یا رسولؐ اللہ! آپ مجھے وصیّت ونصیحت فرمائیں۔رسولِؐ اکرم نے فرمایا۔علیؑ کی مودّت و محبت کو اپنے اُوپر قرار دو۔مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے نبیؐ بنا کر مبعوث فرمایا

ہے اللہ تعالیٰ کسی بندے کی کوئی نیکی قبول نہیں کریگا یہاں تک کہ وہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی محبت کے بارے میں سوال کریگا۔ اگر اُس کے دل میں علیؑ کی ولایت ہو تو تمام اعمال قبول کریگا اور نہ ہوں تو اُس سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کریگا اور فوراً اُسکو جہنّم کی آگ کا حکم سُنا دیگا۔ اے ابن عباس! اُس کے لیئے جہنّم کی آگ مشرک و کافر سے بھی زیادہ سخت ہوگی۔ اے ابن عباس! اگر تمام ملائکہ مقرب وانبیاء مرسلین علیؑ کے بغض پر جمع ہو جائیں (اگر چہ ایسا وہ نہیں کریں گے) تو اللہ تعالیٰ تمام کو جہنّم کی آگ میں ڈال دیگا۔

ابن عباس نے کہا! کیا کوئی علیؑ کا دشمن بھی ہوگا۔؟ آپ نے فرمایا! ایک قوم دشمنی رکھیگی وہ اپنے آپ کو میرے اُمّتی بھی قرار دیں گے حالانکہ اُنکے لیئے اسلام میں کوئی حصّہ نہیں ہوگا۔ اُنکی علامت یہ ہوگی کہ پست ترین لوگوں کو علیؑ پر فضیلت دیں گے اور علیؑ سے افضل قرار دیں گے۔ ابنِ عباس فرماتے ہیں! پھر زمانہ گزرتا رہا اور نبیِ اکرمؐ کی وفات کا وقت قریب سے قریب آ گیا۔ مَیں نے عرض کیا! آپ مجھے کوئی حکم صادر فرمائیے۔ آپ نے فرمایا! اے ابن عباس! جو علیؑ کی مخالفت کرے تم بھی اُسکی مخالفت کرو کبھی دشمنِ علیؑ کے مددگار نہ بننا۔ ابن عباس نے کہا! آپ لوگوں کو کیوں نہیں حکم دیتے کہ وہ علیؑ کی مخالفت نہ کریں۔؟ پس رسولِؐ خدا نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ آپ گریہ کرتے کرتے بیہوش ہوگئے۔ اور جب ہوش آیا تو فرمایا اے ابن عباس! میرے رب کا عِلم اُن لوگوں پر جاری ہو چکا ہے (یعنی یہ حتماً مخالفت کریں گے) اے ابن عباس! کوئی بھی اس دنیا سے نہیں جائیگا کے جو اس کے حق کا انکار کریگا مگر اللہ تعالیٰ اُسکی ہیئت کو تبدیل کردے اے ابن عباس! علیؑ کے راستے پر چلو اور خبردار! علیؑ کے بارے میں شک نہ کرنا کیونکہ وہ کُفر ہے۔

## علیؑ علیؑ کی آواز جنت کے کنڈے سے آتی ہے

مشارق انوار الیقین ص ۱۷۵ کتاب المناقب سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ''اللہ کا ایک نورانی عمود ہے جو اہل جنّت کے لیئے سورج کی روشنی کا ہے اس تک سوائے علیؑ اور اُنکے شیعوں کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا اور جنّت کے دروازے پر ایک کُنڈا لگا ہوا ہے جو یاقوتِ سُرخ کا ہے اسکی لمبائی پچاس برسوں

کے برابر ہے۔ جو صاف شفاف چاندی کے ذریعے دروازے میں نصب ہے۔ اگر اس کُنڈے کو دروازے پر مارا جائے تو اُس میں سے ''یا علیؑ'' کی صدا آتی ہے۔

## کلمۂ شہادت کہاں کہاں لکھا ہوا پایا

''کلمۂ شہادت اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ' و اشھد ان محمد رسول اللّٰہ عبدہ' و رسولہ و اشھد ان علیاً ولی اللّٰہ و اولادہ المعصومین حجۃ اللّٰہ ہے۔''

اور کلمہ علیؑ ولی اللہ خداوندِ عالم نے دنیا کی ہر چیز پر لکھا ہے یعنی عرش' کرسی' لوحِ محفوظ' فرشتوں کے پروں پر' حوروں کی جبینوں پر' آسمانوں پر' زمین پر' پہاڑوں کی چوٹیوں پر' سورج پر' چاند پر' ہَوا پر' پانی پر' بادلوں پر' جنت کے دروازوں پر۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے میرے حبیب جو بھی لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہے وہ فوراً علیٌّ ولی اللّٰہ کہے۔ (الاحتجاج الطبرسی۔ص:۵۳۶)

رسولِ خداؐ کا کلمہ بھی یہی تھا۔ آدمؑ کی انگوٹھی پر بھی یہی کلمہ لکھا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کا کلمہ بھی یہی تھا اور حضرت موسیٰؑ نے صاف عربی زبان میں یہی کلمہ پہاڑ پر لکھا ہوا دیکھا (بحار الانوار ۔ج:۳۸'ص:۵۹،۵۷) اور حضرت ابوطالبؑ کی انگوٹھی پر لکھا تھا ''مَیں راضی ہوں کہ اللہ میرا خدا ہے میرا بھتیجا محمدؐ پیغمبر ہے اور میرا بیٹا علیؑ اسکا وصی ہے۔ (کتاب الغدیر۔ج:۷'ص:۳۹۵)۔علی العظیم۔ص:۷۹)

## علیؑ کے لہجہ میں اللہ تعالےٰ کی خطابت

کشف الغمہ میں ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دریافت کیا گیا تھا کہ شبِ معراج آپ کے پروردگار نے آپ سے کس لہجہ میں بات کی تو فرمایا کہ مجھے علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام کے لہجہ میں خطاب فرمایا تھا۔ اور اُسی وقت میرے دل میں یہ بات آئی کہ مَیں نے عرض کیا کہ پروردگار۔! آیا تو مجھسے خطاب فرما رہا ہے یا علیؑ۔؟ ارشاد ہوا کہ اے احمدؐ۔! مَیں شئے ہوں مگر اشیاء کے مانند نہیں نہ میرا قیاس انسانوں سا کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ میرا وصف اشیاء کے ساتھ بیان ہوسکتا ہے۔ مَیں نے تم کو اپنے نور سے پیدا کیا اور علیؑ کو تمہارے نور سے پیدا کیا۔ پس مَیں تمہارے دل کے بھیدوں پر مطلع ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ تمہارے دل میں علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہے۔ لہذا مَیں نے علیؑ ہی کی زبان میں تم سے خطاب کیا کہ تمہارا دل مطمئن ہو جائے۔

# باب:۳۲

# مولائے کائنات کی ظاہری خلافت

”وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ“ (سورۂ مومنون۔آیت:۷۱) ”اگر حق نفس پرستوں کی بیعت کرے تو زمین و آسمان جو کچھ اس میں ہے وہ سارے کا سارا ختم ہو جائے گا“

ارشادِ نبی اکرمؐ ہے کہ ”علیؑ مع الحق و الحق مع علیؑ“ ”حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ دُعا بھی فرمائی کہ حق کو اُدھر پھیر دے جدھر علیؑ پھرے۔ حق کبھی باطل کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتا۔ علیؑ کا کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا یوں ہے جیسے نبی اکرمؐ نے کسی کے ہاتھ پر بیعت فرمائی ہو۔ اور نبی اکرمؐ کا کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا اُسی طرح ہے جیسے خدا نے اُس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی ہو۔

اگر امرِ حق لوگوں کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے تو زمین و آسمان کی یہ تمام مخلوق تباہ و برباد ہو جائے۔ کون نہیں جانتا کہ لوگوں کی خواہشیں کسقدر مختلف ہوتی ہے بلکہ یہ کہیئے کہ جتنے لوگ اُتنی خواہشیں۔ امرِ حق تو ایک ہی ہوتا ہے وہ کس کس کی خواہش کو پورا کرے۔ اگر خدا اُنکی خواہشوں کا پابند ہو جائے تو دنیا کا کوئی کام انجام ہی نہیں پا سکتا مثلاً ایک کہے کہ مینھ برسے دوسرا کہے کہ نہ برسے، تیسرا کہے کہ تھوڑا برسے چوتھا کہے بہت زیادہ برسے، یا مثلاً ایک کہے کہ نماز دو رکعت ہونی چاہیئے اُس سے زیادہ نہیں اور صرف قیام ہی ہو دوسرا کہے صرف رکوع ہو، تیسرا کہے
نہیں صرف سجدہ ہی ہو چوتھا کہے کہ بیٹھ کر یادِ خدا کی جائے نتیجہ یہ ہوگا کہ نماز ہی نہ ہوگی۔ اگر قانون شرعی خواہشوں کو محدود اور آزادی کو مقیّد نہ کرے تو ایک ہی دن میں سب کے سب کٹ مریں اور جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔

## علیؑ ابنِ ابیطالبؑ بعدِ وفاتِ رسولؐ

سلمانِ محمدیؐ صفحہ ۸۸ پر شیخ مقبول احمد نے علاّ مہ مجلسی علیہ الرحمہ کی یہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین خالد بن سعید' سلمان فارسی' ابوذر غفاری' مقداد ابن اسود' عمّار یاسر' بُریدہ اسلمی' اور چھ انصار ابوالہیثم بن تیہان' سہیل اور عثمان فرزندانِ حنیف' خزیمہ ابن ثابت' ذوالشہادتین ابی بن کعب' ابوایوب انصاری جمعہ کے دن منبرِ رسولؐ کو گھیر کے بیٹھے اور حضرت علیؑ کے حقِ خلافت کو چھین لینے کے خلاف احتجاج کیا تو حضرت ابوبکر سے جواب نہ بن پڑا اور کہنے لگے۔''ولیتکم ولست بخیرکم اقیلونی اقیلونی ۔'' مَیں تمہارا خلیفہ تو ہو گیا ہوں لیکن تم میں کا بہتر آدمی نہیں ہوں مجھے چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو۔ اور اِس کے بعد ذمہ دارانِ خلافت تین دن تک گھر میں بیٹھے رہے اور باہر ہی نہیں نکلے چوتھے دن خالد بن ولید ہزار آدمیوں کے ساتھ سالم غلام حذیفہ ہزار آدمیوں کے ساتھ اور معاذ بن جبیل ہزار آدمیوں کے ساتھ برہنہ تلواریں لئے مدینہ میں آئے اور ایک ایک کر کے اور آدمی جمع ہونے لگے یہاں تک کہ چار ہزار لوگ ہو گئے۔ برہنہ تلواریں لئے باہر آئے آگے آگے ایک جیّد صحابی تھے یہ سب مسجدِ نبویؐ میں آئے اور کہہ رہے تھے کہ اے اصحابِ علیؑ تم نے جو گفتگو چند روز قبل کی تھی۔ اگر اب کرو گے تو سر تن سے جُدا کر دیں گے۔ یہ سُن کر خالد بن سعید نے کہا ضحاک حبشیہ کے بیٹے تو مجھے اپنی تلواروں سے ڈراتا ہے چونکہ حجّتِ خدا ہمارے ساتھ ہے ہماری تلواریں تمہاری تلواروں سے زیادہ تیز ہیں اِس لئے ہم اِن سے خوفزدہ نہیں ہو سکتے۔ اگر چہ تعداد میں تم سے بہت کم ہیں۔ خدا کی قسم۔! اگر امامؑ کی اطاعت مقدّم و اولیٰ نہ ہوتی تو ہم ابھی ابھی اپنی تلواریں نیام سے نکال کر تم سے جہاد کرتے اور مخالفت کا مزہ چکھاتے اور حجّت تمام کر دیتے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے خالد بن سعید کی جب تقریر سُنی تو اِرشاد فرمایا! کہ خالد بیٹھ جاؤ! خداوندِ عالم تمہاری منزل کو خوب جانتا ہے۔ اور اُس نے اِسے مشکور قرار دیا

ہے۔ جنابِ خالد تو حضرتؑ کا کلام سُن کر بیٹھ گئے لیکن جنابِ سلمانِ محمدیؓ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:۔

''اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر سمعت رسول اللّٰہ و الا صمتا بقول بین اخی و ابن عمی جالس فی مسجدی مع نفر من اصحابه اذیکسبه جماعة من کلاب اهل النار یریدون قتله' و قتل معه'ولست اشک الا و انکم هم فهم به عمر ابن خطاب فوثب الیه امیرالمومنینؑ و اخذ بمجا مع ثوبه ثمه جلد به الارض ثمه خال یا ابن ضهاک الحبشیه لو لاک کتاب اللّٰہ بسق و عهد من رسول اللّٰہ لُقدم لا ریتک ایها اضعف ناصراً وا قل عدداً ثمه التفت الی اصحابه فقاله النصر فو وارحمکم اللّٰہ۔''

''اللہ اکبر اللہ اکبر مَیں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے سُنا ہے اور اگر نہ سُنا ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا۔! کہ ایک دن مسجد میں میرا بھائی اور ابن عم اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھا ہوگا اس پر ایک جماعت سختی کرے گی جو جہنّمی کتّے ہوں گے۔ اور وہ اِسے اور اِس کے ساتھیوں کو قتل کرنا چاہیں گے کوئی شک نہیں وہ جماعت تم ہی لوگ ہو۔ یہ سُننا تھا کہ حضرت عمر نے جنابِ سلمانؓ کے قتل کا اِرادہ کیا یہ دیکھ کر حضرت امیرالمومنینؑ نے حضرت عمر کا گریبان پکڑ کر اِنہیں زمین پر دے مارا (اور فرمایا ضہاک حبشیہ کے بیٹے اگر پہلے سے کتابِ خدا اور رسولؐ کا عہد نہ ہوتا تو مَیں دکھا دیتا کہ کس کے مددگار کمزور اور تعداد میں کم ہیں۔ اور اپنے اصحاب سے کہا واپس جاؤ۔ خدا تم پر رحمت نازل فرمائے۔ (بحارالانوار ج:۸ص:۴۰' سلمان محمدیؓ ص:۸۸)

# علیؑ کے انکارِ بیعت سے اہلبیتؑ پر مظالم کا آغاز

''أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُون'' (سورۂ یونس:۳۵)''

تو کیا وہ شخص جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے زیادہ حقدار ہے کہ اسکی اتباع کی جائے یا وہ جو ہدایت نہیں حاصل کرسکتا جب تک کہ اس کو ہدایت نہ کی جائے کیا ہوگیا ہے تمہیں کیسا حکم لگاتے ہو۔''

بعدِ وفاتِ نبیِ اکرم صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم، نبیِؐ اکرم کے گھرانے پر جو مظالم کے سلسلہ کا آغاز ہوا' سارا قصّہ تو انکارِ بیعت ہی ہے اگر جنابِ علیِؑ مرتضٰی علیہ السلام عامۃ المسلمین کی طرح بیعت پر اُسی طرح ہاتھ بڑھا دیتے تو پھر کچھ بھی نہ تھا کوئی حق تلفی نہ ہوتی، کوئی ظلم وتعدّی نہ کیجاتی نہ باغِ فدک غضب کیا جاتا اور نہ گھر پر لکڑیاں جمع کرتے نہ دروازہ جلایا جاتا اور نہ گلے میں رسّی ڈالی جاتی۔ایک بیعت کے انکار نے تمام مصائب وشدائد کے دروازے کھولدیئے، یہ مطالبہ امامِ حُسینؑ کی شہادت تک جاری رہا۔اسکے بعد مطالبۂ بیعت ختم ہوگیا مگر اہلبیتؑ پر ظلم وستم کا سلسلہ اوران سے وابستگان پر ظلم وستم کا سلسلہ آج تک سارے کرّہِ عرض پر جاری ہے۔آج تک محبّانِ اہلبیتؑ سے دلوں میں کدورت' نفرت وعداوت اور موقع مل گیا تو قتل وخون سب کچھ روا ہے۔

جنابِ امیرالمومنین علیِؑ مرتضٰی امام المتّقین، خلق کے پیشواء کے انکارِ بیعت فرمانیکے بعد خلافت اورانکے منتظمین کو اہلبیتؑ اورانکے معاونین کے ساتھ ایک خاص کد پڑگئی۔سخت اصرار واقع ہوا' جانی عداوت قلبی مخاصمت پیدا ہوگئی۔اوراب اسکی فکر' تلاش اورجستجو ہمہ دم اور ہمہ وقت دامنگیر ہوگئی کہ آخرکار حضرت علیؑ کا یہ قطعی انکار کس قوّت اور زور پر ہے۔تحقیق سے معلوم ہوا کہ کچھ لوگ آپ کی مشورت اور متابعت میں ہیں وہ کون کون حضرات ہیں۔! مطابقِ روایت ابوالفداء وہ حضرات یہ ہیں:۔ جملہ حضرات بنی

ہاشم، زبیر بن العوام، عتبہ بن ابولہب، خالد بن السعید ابن العاص، مقداد بن اسود کندی، سلمانِ فارسی، جندب ابن جنادہ عمار یاسر، براء ابنِ عازب، حذیفہ یمانی، ابوذر غفاری، ابی ابن کعب، اور بروایت فاضل معتزلی اور ابنِ الحدید کے ۔ بریدہ۔ اسلمی ۔ ابوالہشیم ابن التیہان ۔ سہل ابن حنیف ۔ عثمان ابن حنیف ۔ خزیمہ ابنِ ثابت ذوالشہادتین اور ابوایوب انصاری بھی ان لوگوں میں شامل تھے۔

بہرحال خلافت کی طرف سے ان پر بغاوت کا الزام لگایا گیا، اوران کی گرفتاری کے لیئے خالد بن ولید اور دوسرے صحابی کی ماتحتی میں دوڑ بھیجی گئی۔ آگ لکڑی وغیرہ لیکر خانۂ رسولؐ پر آدھمکے۔ اور دھمکانے لگے کہ تم لوگ باہر آکر بیعت نہ کروگے تو یہ گھر تمہارے اوپر جلادوں گا۔ جنابِ سیّدہؑ دروازے کی اوٹ سے پوچھتی ہیں کہ کس کا گھر جلادوگے۔ رسولؐ کے گھر کو جس میں فاطمہؑ موجود ہے علیؑ حاضر ہیں حسنینؑ بیٹھے ہیں۔ بالآخر دروازہ جلایا گیا جلتا ہوا دروازہ جنابِ سیّدہؑ کے پہلو پر گرا حضرت محسنؑ کی شہادت ہوئی۔

اگر علیؑ نہ ہوتے رسول کا زورِ بازو تو ضرور یہ لوگ رسولؐ سے بھی بیعت طلب کرتے کیوں کہ علیؑ سے مطالبۂ بیعت رسولِؐ خدا سے مطالبۂ بیعت ہے۔ یہ حضورؐ نے فرمایا! علیؑ مجھ سے ہے اور مَیں علیؑ سے ہوں جس نے علیؑ کو تکلیف دی اُس نے مجھے تکلیف دی۔ علیٌّ منّی و انا منہٗ۔

## فرمانِ حضرتِ بلالؓ:

''حضرت بلالؓ نے کہا امیرالمومنینؑ کے سوائے مَیں کسی کی بیعت نہ کرونگا۔ انکی بیعت قیامت تک ہماری گردنوں پر قائم ہے۔''

خالص نقطۂ نظر کے حامی عُلماء جو جنابِ امیرؑ کی جبراً وکراہاً بیعت ثابت کرنے پر دستخط اور مہر ثبت کر چکے ہیں وہ جنابِ بلالؓ کے عزم واستقلال اور جرأت مندانہ اعلاء کلمۃ الحق سے درسِ عبرت حاصل کریں۔ (تاریخ بلال۔ص:۳۳، الدرجاۃ الرفیعہ)

## حضرت سلمانِ محمدیؑ کا بیعت سے انحراف:

کتاب سلمانِ محمدیؑ صفحہ ۸۲ پر مجالس المومنینؒ سے روایت درج ہے کہ جنابِ سلمانؓ محمدیؑ کی نظر میں علاوہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے اور کسی شخص میں وصیِ رسولؐ بننے کی صلاحیت نہ تھی وہ مسلمانوں کی بھلائی اِسی میں سمجھتے تھے کہ آنحضرتؐ کے بعد اُن کے جانشین علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہیں۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔''**انا بعتنا النبی علی الصلح المسلمین و الا یتمام بعلیؑ ابنِ ابیطالبؑ**''،''مَیں نے رسولؐ کی بیعت اِس بات کی تھی کہ مسلمانوں کی بھلائی کرونگا اور حضرت علیؑ کو اپنا امامؑ سمجھونگا۔''

آپ نے ہر امر میں امیرالمومنین علیؑ کی پیروی کرنا اور ہر حالت میں آپ سے مخصوص رہنا اپنا شعار بنالیا تھا۔ اور دوسروں کو بھی یہی ترغیب دیتے تھے۔ بعدِ پیغمبرؐ آپ کو بیعت کیلئے مجبور کیا گیا اور اتنا مارا گیا کہ آپ کی گردن تیڑھی ہوگئی جو آپ کی وفات تک ویسی ہی رہی۔''کتاب کاملِ بہائی میں ہے کہ جنابِ سلمانؓ نے آلِ پیمبرؐ کی پیروی میں خلیفۂ اوّل کی بیعت سے انکار کردیا تو حضرت عمر نے اُن سے کہا کہ بنی ہاشم نے تو اِس وجہ سے بیعت نہیں کی کہ وہ لوگ اپنے کو ہم لوگوں سے افضل کہتے ہیں مگر تم کو کیا ہوا کہ بیعت سے انکار کرتے ہو۔ جناب سلمان نے جواب دیا۔''**انا شیعة لهم فی الدنیا و الآخرة اتخلف بتخلفهم و ابایع ببعتهم**۔''،''مَیں اِن حضرات کا شیعہ ہوں دنیا میں بھی آخرت میں بھی اگر علیؑ بیعت کرتے تو مَیں بھی کرتا۔ علامہ ابومحمد عبداللہ ابن مسلم نے جو مشاہر علماءِ مخالفین سے ہیں کہا کہ اٹھارہ صحابہ رافضی تھے جن میں ایک سلمانؓ بھی تھے۔ (مجالس المومنین۔ص:۸۸)

## علیؑ نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی

ارشادِ نبی اکرمؐ ہے کہ: ''**یا علیؑ مثلک کمثل الکعبه**.''اے علیؑ تمہاری مثال کعبہ جیسے ہی۔''**یَدُورُ وَلا یُدَارُ**۔''کعبہ کسی کے گرد چکّر نہیں کاٹتا سب کعبہ کے گرد چکّر کاٹتے ہیں۔

کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے پُشت کر کے نماز پڑھنے والے کی نماز باطل ہے۔ اگر کوئی ارادۃً کعبہ کو پُشت دکھا کر نماز پڑھے تو اُسکی نماز باطل، اُسکا اسلام باطل، اُسکا ایمان باطل۔ اگر کوئی غلطی سے ایسا کرے تو نماز پھر بھی باطل'' اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ علیؑ نے کسی کے پیچھے نماز پڑھی ہے علیؑ کی نماز کی بات نہیں ہوگی بلکہ آگے والے کو اسلام بچانا ہوگا۔

## علیؑ کی بیعت کے مسئلہ پر امام حُسینؑ نے فرمایا:

ریاض القدس جلد اصفحہ ۱۲۰ پر خامسِ آلِ عباؑ امام حُسینؑ سے جب بیعت کا مطالبہ کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔! اور یزید کی ولیعہدی کے بارے میں گفتگو کی۔ تب امام حُسینؑ نے عتاب آمیز لہجہ میں جواب دیا اور یزید کی اکثر بُری اور خلافِ شرح عادتوں کا ذکر کیا۔ احوالِ یزید اور اسکی بد اعمالیوں پر روشنی ڈالی اور اپنے اولیٰ تر ہونے کا ذکر فرمایا۔ جیسا کے روزِ عاشورا محرم لاکھوں افواجِ شام کے سامنے حرام زادہ پسرِ حرام زادہ عبید اللہ مجھے حیرت میں ڈالدیا ہے کہ مَیں دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کروں یا قتل کر دیا جاؤں یا بیعتِ فاسق کروں' مجھ پر ہے کہ مَیں اِس ذلّت کو برداشت کروں اور بیعتِ یزید کروں۔ اگر لوگ مجھے نہیں پہچانتے تو پہچان لیں'' **انا الحُسینؑ ابن علیؑ ابنِ ابیطالبؑ** '' ''مَیں علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کا فرزند ہوں۔'' امام حُسینؑ کا اِس طرح فرمانا کہ مَیں فرزندِ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہوں اِسی طرف اشارہ ہے کہ نہ میرے بابا علیؑ مرتضٰی نے اپنے زمانہ میں کسی خلیفہ کی بیعت کی تھی اور نہ مَیں یزید جیسے خلیفہ کی بیعت کر سکتا ہوں مقامِ حیرت ہے (پھر بھی بعض نام نہاد علماء بیعتِ علیؑ جبراً و کراہاً کا تذکرہ کرتے ہیں۔) تعجب بالائے تعجب ہے کہ مجھ سے بیعت طلب کی جاتی ہے' مَیں بیعت نہیں کر سکتا خواہ میرا سر قلم کر دیا جائے۔

# علیؑ خلفائے ثلاثہ سے اختلاف کے باوجود نگران سمجھے جاتے تھے

نہج البلاغہ خطبہ ۱۳۹ امیر المومنینؑ خلفاء سے اختلاف کے باوجود ان کی نظروں میں ملکی وقومی مفاد کے محافظ اور اسلام کی فلاح و بہبود کے نگران سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ جہاں نوعی کا سوال پیدا ہوتا تھا آپ سے مشورہ لیا جاتا تھا اور آپ شخصی اغراض کی سطح سے بلند ہو کر اپنی بے لاگ رائے کا اظہار فرمادیتے تھے۔ چنانچہ جنگِ فلسطین کے موقعہ پر جب حضرت عمر نے اپنی شرکت کے بارے میں اُن سے مشورہ کیا تو قطع نظر اس کے کہ آپ کی رائے ان کے جذبات کے موافق ہو یا مخالف آپ اسلام کی عزّت و بقا کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنے کا مشورہ دیتے ہیں اور محاذِ جنگ میں ایسے شخص کو بھیجنے کی رائے دیتے ہیں کہ جو آزمودہ کار اور فنونِ حرب وضرب میں ماہر ہو۔ یہ ہے وہ مشورہ جسے باہمی روابط پر دلیل بنا کر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ یہ مشورہ صرف اسلام کی سربلندی اور اس کی عزّت و بقا کے پیشِ نظر تھا جو آپ کو ہر مفاد سے زیادہ عزیز تھی۔ خلفائے وقت نے مملکت کے اہم معاملات' اور کفّار سے محاربات' عوام کے فیصلے کے سلسلہ میں جو مختلف موقع پر آپ سے مشورے لیئے انہیں بڑی اہمیت دیکر اچھالا جاتا ہے کہ آپ اور خلفاء میں اتحادِ یگانت اور یک جہتی کا مظاہرہ کیا جائے تا کہ اِدھر توجّہ ہی مبذول نہ ہونے پائے کہ کسی مرحلہ پر اِن سے متصادم بھی رہے

# علیؑ کے دینِ اِسلام کی بقاء کیلئے مشورے

حضرت علی ابنِ ابیطالبؑ کو خلافت سے بے دخل کرنے کے باوجود بقائے اِسلام کیلئے' تحفظِ وقارِ اِسلام کی خاطر خلفاء کو اپنے مفید مشوروں سے نیازتے رہے کیونکہ جو فصل سرورِ کائناتؐ کی محنت اور مشقّت سے پروان چڑھ رہی تھی وہ تباہ و برباد ہو جاتی۔ اِسی لیئے جب بھی کسی نے آکر مسجد میں سوال کیا اور سب لاجواب ہو گئے تو خلفاء نے آپ کا رُخ کیا۔ آپ نے اپنی ذاتی ناراضگی کو پسِ پشت ڈالکر اِسلام کے وقار کو اُونچا کیا جب کبھی کوئی فیصلہ غلط دیا

گیا اور کسی کو قتل کی سزاء سُنائی گئی اور اگر وہ مظلوم ہوتو فیصلہ خود آپ فرماتے جسے سب کے سب قبول کرتے۔لہٰذا حضرت عمرؔ اکثر کہا کرتے تھے کہ **"لو لا علی لھلک عمر"**

حضرت عمرؔ کے بارے میں عبید اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ تمام مورخین متفق ہیں کہ اِسلام میں حضرت عمر سے زیادہ کوئی خلیفہ مدبّر پیدا نہیں ہوا اِسکی خاص وجہ یہ تھی حضرت عمر ہر باب میں حضرت علیؑ سے مشورہ لیتے تھے۔

(۱) جنگِ روم میں جانے کیلئے حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے مشورہ لیا اور آپ نے منع فرمایا

(۲) جنگِ فارس میں بھی خود شریکِ جنگ ہونے کے متعلق حضرت علیؑ نے روکا اور فرمایا کہ اگر آپ قتل ہو جائیں گے تو کسرِ شانِ اِسلام ہوگی کیونکہ علیؑ واقف تھے جنگِ اُحدؔ جنگِ خندق اور جنگِ خیبر اور دوسری جنگوں سے۔

(۳) مسٹر امیر علی تاریخِ اِسلام میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے مشورے سے زمین کی پیمائش کی گئی اور مال گذاری کا طریقہ رائج کیا گیا۔

(۴) آپ ہی کے مشورے سے سنہ ہجری قائم ہوا

(۵) حضرت علیؑ کے مشورے سے ہی شراب پینے والے کو چالیس کے بجائے اسّی کوڑوں کی سزا مقرر ہوئی ہر مشورے کو حضرت عمرؔ نے شکریہ کے ساتھ قبول کرلیا۔اور وہ اپنے اِرادے سے باز رہے۔اور حضرت عثمانؔ کو بھی ایسے قیمتی مشورے دیتے جن کو اگر وہ قبول کرلیتے تو انہیں حوادث وآفات کا سامنا کرنا نہ پڑتا۔

## مولائے کائنات کے تلوار نہ اُٹھانے کا سبب

اکثر و بیشتر بعض برادرانِ اِسلام یہ کہہ دیتے ہیں کہ جب علیؑ کی خلافت غصب کی گئی اور انہیں مصائب وآلام سے دوچار کیا گیا تو فاتحِ بدر وحُنین شیرِ خدا نے تلوار کو نیام سے باہر کیوں نہ نکال لیا۔یہی سوال جنّت البقیع کے موجودہ متوّے بھی کرتے ہیں زائیرین سے کہ علیؑ شیرِ خدا تھے تو اُنھوں نے چالیس قبریں کیوں بنائیں۔؟ ریاض الجنّہ میں جنابِ فاطمہؑ کی قبر ہے یہ دو باتیں کیوں۔؟علیؑ کے گلے میں رسّی ڈالی گئی تلوار کیوں نہ چلائی وغیرہ وغیرہ۔؟

اوّل تو یہ کہ حکمِ نبیِ اکرمؐ تھا علیؑ کو صبر کرنے کیلئے ورنہ رسولِ اکرمؐ کی محنت برباد ہوجاتی جو مشقتیں سہہ کر مصیبتیں برداشت کر کے رسولِ خداؐ نے اِسلام کو پروان چڑھایا تھا بھلا کیونکر ممکن ہوسکتا تھا کہ رسولِ اکرمؐ کے انتقال کے بعد تلوار اُٹھا کر اِسلام کو تباہ و برباد کردیتے۔

دوسری وجہہ یہ تھی کہ رسولِ خداؐ نے اعلانِ رسالت کے بعد تیرہ، چودہ سال تک کبھی معرکہ تلوار سے سر نہیں کیا۔ (فتح الباری شرح بخاری۔ ج:۴، ص:۲۰۶) کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ نے اسی طرح چشم پوشی کی جسطرح کفر کے پلٹ کے آنے کے خوف سے آنحضرتؐ منافقوں اور مولفۃ القلوب کے ساتھ کرتے تھے

کنز العمال ج:۶، ص:۳۳ میں ہے کہ آنحضرتؐ مخالفوں کے ساتھ اِس لیئے جنگ نہیں کرتے تھے کہ لوگ کہنے لگیں گے کہ محمدؐ نے اصحاب کو قتل کر ڈالا۔

اِسی طرح کا ایک سانحہ جنگِ صفین میں گزرا جب لشکرِ مخالف کی طرف سے قرآن (پتھّر) نیزوں پر بلند کیئے گئے خود مولائے کائنات کے لشکر والوں نے صلح کرنے علیؑ کو مجبور کردیا اور لاحکم الاّ اللہ کے نعرے لگانے لگے۔ تقریباً بیس ہزار کا لشکر آپ سے اسرار کرنے لگا کہ مالکِ اشتر کو قتلِ معاویہ سے روکیئے اور صلح کرلیجئے ورنہ ہم سے آمادۂ پیکار ہوجایئے۔ مجبوراً علیؑ نے صلح کی اور عمر بن العاص کی چالاکی سے معاویہ خلیفہ بن گیا۔ اور علیؑ اِن بیس ہزار سواروں کے سامنے مجبور نہیں تھے لیکن چونکہ وقت کا مورخ لکھتا ہے کہ علیؑ نے اپنی فوج پر تلوار چلائی۔

# علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کے روز کی کیفیت

علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا، تم نے بیعت کے لیئے میرا ہاتھ اپنی طرف پھیلانا چاہا تو مَیں نے اُسے روکا اور تم نے کھینچا تو مَیں اِسے سمیٹتا رہا مگر تم نے مجھ پر اس طرح ہجوم کیا جس طرح پیاسے اونٹ پانی پینے کے دن تالابوں پر ٹوٹتے ہیں۔ یہاں تک کہ جوتی کے تسمے ٹوٹ گئے اور عبا کاندھے سے گرگئی، کمزور وناتواں کچلے گئے۔ اور میری بیعت پر لوگوں کی مسرّت یہاں تک پہنچ گئی کہ چھوٹے چھوٹے بچّے خوشیاں منانے لگے اور بوڑھے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے بیعت کے لیئے بڑھے بیمار بھی اُٹھتے بیٹھتے

ہوئے پہنچ گئے اور نوجوان لڑکیاں پردوں سے نکل کر دوڑ پڑیں۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۲۲۶)

نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۹۰ صفحہ ۲۷۷ پر تحریر ہے کہ جب حضرت عثمان کے قتل کے بعد آپ کے ہاتھ پر بیعت کا اِرادہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ ''مجھے چھوڑ دو اور اس خلافت کے لیئے میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈ لو۔ ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رُخ اور کئی رنگ ہیں۔ جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اُسے مان سکتے ہیں۔ دیکھو اُفقِ عالم پر گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ راستہ پہچاننے میں نہیں آتا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر تمہاری اس خواہش کو مان لوں۔ تو تمہیں اس راستے پر لے چلوں گا جو میرے علم میں ہے اور اس کے متعلق کسی کہنے والے کی بات اور کسی ملامت کرنے والے کی سرزنش پر کان نہیں دھروں گا اور اگر تم میرا پیچھا چھوڑ دو تو پھر جیسے تم ہو ویسا مَیں ہوں اور ہوسکتا ہے کہ جسے تم اپنا امیر بناؤ۔ اس کی مَیں تم سے زیادہ سُنوں اور مانوں اور میرا تمہارے دینوی مفاد کے لیئے امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر ہے۔''

مورّخ طبری نے لکھا ہے۔ لوگ امیر المومنینؑ پر ہجوم کر کے ٹوٹ پڑے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسلام پر کیا کیا مصیبتیں ٹوٹ رہی ہیں۔ اور پیغمبرؐ کے قریبیوں کے بارے میں ہماری کیسی آزمائش ہو رہی ہے۔

مگر امیر المومنینؑ نے ان کی خواہش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر ان لوگوں نے شور مچایا۔ اور چیخ چیخ کر کہنے لگے کہ اے ابوالحسنؑ آپ اسلام کی تباہی پر نظر نہیں کرتے۔ فتنہ و شر کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو نہیں دیکھتے کیا آپ خدا کا خوف بھی نہیں کرتے۔؟ پھر بھی حضرتؑ نے آمادگی کا اظہار نہ فرمایا۔ کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ پیغمبرؐ کے بعد جو ماحول بن گیا تھا اس کے اثرات دل و دماغ پر چھائے ہوئے ہیں۔

غرض جب اصرار حد سے بڑھا تو اس موقع پر آپ نے یہ خطبہِ بالا ارشاد فرمایا جس میں اس امر کو واضح کیا ہے کہ اگر تم مجھے دنیاوی مقاصد کیلئے چاہتے ہو تو مَیں تمہارا آلۂ کار بننے کے لیئے تیار نہیں ہوں مجھے چھوڑ دو۔ اور اس مقصد کے لیئے کسی اور کو منتخب کر لو جو تمہارے توقعات پورے کر سکے۔ تم میری سابقہ سیرت کو دیکھ چکے ہو کہ قرآن و

سنّت کے علاوہ کسی کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کے لیئے تیار نہیں اور نہ حکومت کے لیئے اپنے اُصول سے ہاتھ اُٹھاؤں گا۔ اگر تم کسی اور کو منتخب کرلو گے تو مَیں ملکی قوانین و آئین کا حکومت کا اتنا ہی خیال کروں گا جتنا ایک پر امن شہری کو کرنا چاہیئے۔

پیغمبرِ اکرم صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات کے بعد علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام نے ایک طویل عرصہ جس صبر و استقامت ضبط تحمل کے ساتھ گذارا اور جس اعتدال پسندی اور اُصول پرستی کا مظاہرہ کیا اور اسلام کی بار بار ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دیکر ہچکولوں سے ڈوبنے سے بچاتے رہے وہ دلوں کو متاثر کیئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ اس تاثر نے عوام کے ذہن بدل دیئے اور گردوپیش پر نظر دوڑانے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام سے بہتر کوئی شخصیت نہیں ہے جو قیادتِ اُمّت کا بار اُٹھا سکے اور موجودہ انتشار، بدامنی اور بگڑے ہوئے حالات پر قابو پا سکے۔ چنانچہ مسندِ خلافتِ حضرتِ عثمان کے خالی ہوتے ہی اکابر صحابہ اور خواص و عوام کی نظریں حضرت علیؑ کی طرف اُٹھنے لگیں۔

چنانچہ مہاجرین وانصار کے نمایاں افراد مسجدِ نبوی میں جمع ہوئے اور باتفاق رائے فیصلہ کیا کہ علیؑ سے خلافت کی درخواست کی جائے۔ اس فیصلہ کے بعد ایک وفد جس میں طلحہ اور زبیر بن عوام بھی شامل تھے۔ حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے زمام کار اپنے ہاتھوں میں لینے کی التجا کی۔ حضرتؑ نے ان کی پیشکش کو قبول کرنے میں توقف کیا اور فرمایا کہ مَیں تمہارے معاملات میں دخل دینا نہیں چاہتا تم جِسے چاہو اُسے اپنا امیر منتخب کرلو۔ اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ ان لوگوں نے کہا ؎ انا لا نعلم احد احق به منك ولا اقدم سابقة ولا اقرب قرابة من رسول اللّٰه۔ (تاریخِ کامل ج۳ صفحہ ۹۸)

''ہم آپ سے زیادہ کسی کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے اور نہ سابقہ خدمات کے لحاظ سے آپ سے کوئی مقدّم ہے اور نہ کوئی رسولؐ اللہ سے قرابت میں آپ سے قریب تر ہے۔''

آپ نے پھر انکار کیا مگر وہ لوگ باصرار آمادہ کرتے رہے اور جب یہ دیکھا کہ حضرت کسی طرح خلافت کے قبول کرنے پر تیار نہیں ہیں تو گڑ گڑا کر کہنے لگے ؎

ننشدك اللّٰـه الاترى مانحن فيه الاترى ترى الاسلام الاترى الفتنة

ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتے ہیں آپ دیکھ نہیں رہے ہم کس عالم میں ہیں کیا آپ اسلام کی حالت اور فتنوں کو اُبھرتے دیکھ نہیں رہے۔

(تاریخِ کامل ج۔۳۔صفحہ۹۹)

جب امیر المومنینؑ نے دیکھا کہ اصرار حد سے بڑھ گیا ہے اور حالات نامساعد سہی مگر اتمام محبت کے بعد اب ادائے فرض سے پہلو تہی نہیں کی جاسکتی تو آپ نے فرمایا ۔

”قد اجبتكم و اعلموا انى ان اجبتكم ركبت بكم مااعلم “

مجھے منظور ہے مگر اس بات کو جان لو کہ یہ منظوری اس صورت میں ہے کہ مَیں تمہیں اس راہ پر چلاؤں جسے مَیں بہتر سمجھوں۔

(تاریخِ کامل۔ج۔۳۔صفحہ۹۹)

حضرت عمر کے بعد آپ سے خلافت کا مطالبہ کیا گیا تھا مگر اس وقت آپ سے سیرتِ شیخین کی شرط عائد کی گئی تھی جسے آپ نے رد کر دیا تھا۔اور اب حضرت عثمان کے بعد خلافت انہیں سونپی جاتی ہے تو بجائے اس کے کہ وہ حضرتؑ کو کسی شرط کا پابند کریں حضرتؑ انہیں اپنی شرط کا پابند بناتے ہیں۔ یہ حضرت علی علیہ السلام کی اُصول پسندی کی نمایاں فتح ہے جس کو سارے مسلمانوں نے تسلیم کرلیا۔

حضرتؑ کی منظوری کے بعد ۲۵ ذالحجہ روز جمعہ ۳۵ھ کو عمومی بیعت کا اہتمام کیا گیا۔امیر المومنینؑ بیتُ الشرف سے نکل کر مسجد کی طرف تشریف لائے جہاں لوگ کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔حضرت نہایت سادگی کیساتھ سر پر ایک معمولی عمامہ رکھے ایک ہاتھ میں جوتے اُٹھائے اور دوسرے ہاتھ میں عصاء کے بجائے کمان لیئے مسجد میں داخل ہوئے۔حضرتؑ کی آمد پر مجمع میں حرکت پیدا ہوئی آپ مجمع کو چیرتے ہوئے منبر کی طرف بڑھے اور اس مقام پر جہاں رسولؐ اللہ بیٹھتے تھے جا بیٹھے کمان پر ٹیک لگائی اور بیعت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔سب سے پہلے طلحہ اور زبیر نے بیعت کی۔اور پھر دوسرے لوگوں نے۔اس کے بعد لوگ بیعت پر اس طرح ٹوٹ پڑے جس طرح پیاسے پانی پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ابنِ حجر مکی کہتے ہیں اہلِ بدر میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا اور سب کے سب

حضرت کے پاس آئے۔اور کہا کہ ہم آپ سے زیادہ کسی کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے ہاتھ بڑھایئے تاکہ ہم بیعت کریں چنانچہ انہوں نے بیعت کی۔

ان بیعت کرنے والوں میں صرف اہلِ مدینہ ہی نہ تھے بلکہ یمن' مصر اور عراق کے باشندے بھی تھے سب نے خوشی سے بیعت کی اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور اس طرح متفقہ طور پر آپ کی خلافت تسلیم کر لی گئی۔

امیر المومنینؑ نے کسی شخص کو آزادیِ رائے کے حق سے محروم نہیں کیا بلکہ ہر شخص کو اس کی رائے پر آزاد چھوڑ دیا۔نہ کسی پر دباؤ ڈالا نہ کسی پر سختی گوارا کی جس نے بہ رضا و رغبت بیعت کرنا چاہی اس سے بیعت لے لی اور جس نے بیعت سے علیحدگی اختیار کرنا چاہی اس سے مطالبہ نہ کیا۔

امیر المومنینؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں کچھ افراد ایسے بھی تھے جنہوں نے بیعت کے موقع پر بڑی سرگرمی دکھائی مگر بعد میں بیعت سے منحرف ہو کر تخریبی کاروائیوں پر اُتر آئے۔ان تخریب پسندوں میں طلحہ اور زبیر بھی شامل تھے جنہوں نے مجمعِ عام میں بیعت کی اور جب انہیں اپنے توقعات پورے ہوتے نظر نہ آئے تو بیعت توڑ کر الگ ہو گئے۔

امیر المومنینؑ کی بیعت سے دینی و دنیوی اقتدار ایک مرکز پر جمع ہو گیا۔دنیوی اقتدار کو حکومت سے اور دینی قیادت کو خلافت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔حکومت کی تشکیل میں عوامی انتخاب کارفرما ہو سکتا ہے مگر خلافت میں نہ انتخاب کا دخل ہوتا ہے اور نہ کسی خود ساختہ اُصول کے ماتحت اسے کسی کے سُپرد کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ خلافت اللہ کی جانب سے اس کے احکام کے اجراء و نفاذ کے لیئے وجود میں آتی ہے جو نموت کی طرح عوام کے چناؤ پر منحصر نہیں ہوتی۔اس لیئے کہ اسلام کا کوئی جزوی و فرعی حکم بھی ایسا نہیں ہے جِسے عوام کی رائے پر چھوڑا گیا ہو۔امیر المومنینؑ کی خلافت جو نصوص قطعیہ سے ثابت ہے عوام کی رائے اور عوام کے بیعت کرنے کی محتاج نہ تھی اس موقع پر جو خلافت کی پیشکش آپ کے سامنے کی گئی وہ صرف ایک انتخابی اُصول کے ماتحت اقتدار کی منتقلی کی تھی جِسے ''جمہوری خلافت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اسی لیئے امیر المومنینؑ نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا تھا اور اصرار کے بعد اسے قبول کیا تو اس مقصد کے پیشِ نظر کہ قیامِ حجت کے بعد ان فرائض کو انجام

دے سکیں جو بحیثیت امام و جانشینِ رسولؐ ان پر عائد ہوتے تھے۔ چنانچہ اس مقصد کو حضرت امیر المومنینؑ نے ایک خطبہ میں بیان فرمایا ہے۔''

''اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنے والوں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام نہ ہوگئی ہوتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے علماء سے لے رکھا ہے کہ وہ ظالم کی شکم پُری اور مظلوم کی گرسنگی پر سکون وقرار سے نہ بیٹھیں تو مَیں خلافت کی باگ ڈور اسی کے کندھے پر ڈال دیتا اور اس کے آخر کو اسی پیالے سے سیراب کرتا جس پیالے سے اوّل کو سیراب کیا تھا۔''

اگر چہ بعدِ پیغمبرِ اکرمؐ آپ ظاہری اقتدار سے الگ رہے مگر خلافتِ الٰہیہ کے منصبِ جلیل سے آفتابِ امامت کی تجلّی بکھیرتے ہوئے دنیا کے اندھیروں کو روشن کرتے رہے۔ ایک لمحہ کیلئے بھی اسلام کی مشکلکشائی کے لئیے آپ کو علحیدہ تصور نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اقتدار اور عدمِ اقتدار دونوں صورتوں میں آپ خلیفۂ رسولؐ اور امامِ منصوص من اللہ کی حیثیت سے واجب الاطاعۃ تھے۔ اس خلافتِ ظاہری سے بس اتنا ہوا کہ جو انہیں امام مفترض الطاعۃ نہیں سمجھتے تھے وہ بھی اطاعت کا طوق اپنی گردنوں میں ڈالنے پر مجبور ہوگئے۔ ایک گروہ نے خلافتِ الٰہیہ کے اعتبار سے اطاعت کی اور ایک گروہ نے عوامی انتخاب کی رو سے سرِ اطاعت خم کیا۔ خلافتِ الٰہیہ کے ماتحت اطاعتِ خدا اور رسولؐ ہے۔ اور جنہوں نے بر بنائے اقتدار اطاعت کی انہوں نے فقط ملوکیت پرستی کے جذبہ کے زیرِ اثر سر جُھکائے۔

علیؑ کیلئے حکومت واقتدار وجہِ افتخار نہ بن سکے۔ اس ظاہری خلافت سے پہلے نہ آپ میں کوئی کمی تھی اور نہ لوگوں کے بیعت کرنے سے کوئی اضافہ ہوا۔ آفتابِ امامت ہمیشہ ضیاء بار رہا۔ چنانچہ صعصعہ ابن صوحان عبدی نے بیعت کے موقع پر حضرت سے مخاطب ہو کر کہا

''خدا کی قسم اے امیر المومنینؑ آپ نے خلافت کو زینت بخشی ہے اس نے آپ کو زینت نہیں دی آپ اسے بلندی پر لے گئے ہیں اس نے آپ کا پایہ بلند نہیں کیا۔ آپ کو اس کی ضرورت نہ تھی اسے آپ کی ضرورت تھی۔'' (تاریخِ یعقوبی ج۔۱صفحہ۱۳۵)

ایک مرتبہ امام احمد ابنِ حنبل کے سامنے خلافت کی بحث چھڑی تو انہوں نے کہا

''اے لوگو تم علیؑ اور خلافت' خلافت اور علیؑ کو طول دے رہے ہو خلافت نے علیؑ کے لئیے زینت کا سامان نہیں کیا بلکہ علیؑ نے خلافت کو زینت دی ہے۔ (تاریخِ خطیب بغدادی ج۔۱صفحہ۱۳۵)

# باب:۳۳ وصایا

## مولائے کائنات کے بارے میں رسولؐ کی وصیت

بحر المعارف اور کوکبِ دُرّی، صواعق محرقہ وغیرہ میں مرقوم ہے کہ ایک روز رسولؐ ربُّ العالمین نے جنابِ امیر المومنینؑ کی طرف مُنہ کر کے گریہ فرمایا۔ جنابِ امیرؑ نے پوچھا۔! یا رسولؐ الثقلین آپ کے رونے کا کیا باعث ہے۔؟ آنحضرتؐ نے اسی حالتِ گریہ میں فرمایا۔! اے بھائی۔! میرا رونا اُمّت کے ان لوگوں کی گمراہی پر ہے۔ جن کے سینوں میں تمہارا بغض قائم ہوگیا ہے۔ اب تو وہ اس کو ظاہر نہیں کرتے۔ مگر میرے انتقال کے بعد اس کا اظہار کریں گے حالانکہ حق تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور اس حال کی جبرئیلِؑ امین نے مجھ کو خبر دی ہے کہ یہ گمراہ لوگ تیرے حق میں ظلم کریں گے۔ اور تجھ سے لڑائی کریں گے اور تجھ کو اور تیری اولاد کو اذیّتیں پہنچائیں گے۔ اور تیری اولاد کا حال بدستور اسی طرح پر رہے گا جب تک کہ تیری اولاد میں سے ایک شخص محمدؑ نام اُمّت کا حاکم اور والی ہو۔ اس وقت میری اُمّت اور باقی تمام مخلوقات تیری اولاد کی محبت پر جمع ہوگی، اور ان کے دشمن مغلوب اور مقہور ہو جائیں گے اور دوست خوشحال اور شاد ہوں گے۔ اور اس زمانے میں شر متغیّر ہو جائیگا اور آدمی کم ہو جائیں گے۔ اور فرح اور سُرور لوگوں کو حاصل ہوگا۔ بعد ازاں آنحضرتؐ نے خوشحال ہو کر فرمایا۔! اے خدا علیؑ کی آل میری آل ہے۔ تو ان سے رِجس اور پلیدی کو دُور رکھ اور ان کو پاک رکھ اور ان کا یار و مددگار رہو۔ اور ان کو ذلیل وخوار نہ کر۔ قیامِ قیامت تک اُن کی نسل کو قطع نہ کر۔ اور اپنے قرب سے ان کو معزز فرما۔ اور ان کے ساتھ حق کو دائر رکھ جہاں کہیں کہ وہ ہوں۔

# علیؑ کی وصیّت حَسنین علیہم السلام کو

نہج البلاغہ ص:۳۲۲ پر تحریر ہے کہ جب ابنِ ملجم لعنۃ اللہ ضربت لگا چُکا تو آپؑ نے حَسنؑ اور حُسینؑ سے فرمایا! مَیں تم دونوں کو وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا دُنیا کے خواہشمند نہ ہونا' اگرچہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دُنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کُڑھنا جو تم سے روک لی جائے۔ جو کہنا حق کے لیئے کہنا اور جو کرنا ثواب کیلئے کرنا۔ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بنے رہنا۔

مَیں تم کو، اپنی تمام اولاد کو، اپنے کُنبہ کو اور جن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا' کیونکہ مَیں نے تمہارے نانا رسولؐ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے کہ! آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز' روزے سے افضل ہے۔ دیکھو! یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان کے کام ودہن کیلئے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ وبرباد نہ ہوجائیں۔ اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا' ان کے بارے میں تمہارے پیغمبرؐ نے برابر ہدایت کی ہے اور آپؐ اس حد تک ان کے لیئے سفارش فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپؐ انہیں ورثہ بھی دلائیں گے۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس پر عمل کرنے میں تم پر سبقت لے جائیں نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا' کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا' کیونکہ اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر (عذاب) سے مہلت نہ پاؤ گے۔ جان ومال اور زبان سے راہِ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا' اور تم کو لازم ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھنا' اور ایک دوسرے کی اعانت کرنا اور

خبردار! ایک دوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنا۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اُٹھانا' ورنہ بدکردار تم پر مُسلّط ہو جائیں گے۔ پھر دُعا مانگو تو قبول نہ ہوگی

پھر ارشاد فرمایا! اے عبدالمطّلبؑ کے بیٹو! ایسا نہ ہونے پائے کہ تم امیر المومنینؑ قتل ہوگئے' کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کردو۔

دیکھو! میرے بدلے میں میرا قاتل ہی قتل کیا جائے' اور دیکھو! جب مَیں اس ضرب سے مر جاؤں تو اس (ایک ضرب) کے بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا اور اس شخص کے ہاتھ پیر نہ کاٹنا۔ کیونکہ مَیں نے رسولؐ اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے کہ خبردار! کسی کے ہاتھ پیر نہ کاٹو۔ اگرچہ وہ کاٹنے والا کُتّا ہی ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب ابنِ ملجم نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سر پر ضرب لگائی تو آپ نے امام حَسنؑ اور امام حُسین علیہم السلام کو یہ وصیّت فرمائی۔ اے میرے دونو بیٹو۔! مَیں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیّت کرتا ہوں۔ تم دنیا کی طلب نہ کرنا اگرچہ دنیا تمہیں کیوں نہ چاہنے لگ جائے۔ دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہ کرنا جو تمہارے حصول سے باہر ہو۔ حق کی بات کہنا۔ اجر کی خاطر عمل کرنا۔ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بننا۔ اور مَیں تم دونوں اور اپنی تمام اولاد اور اہل اور اس شخص کو جس کے پاس میری کتاب پہنچ جائے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ اپنے عمل کو منظّم رکھنا اور آپس میں صلح وصفائی سے رہنا۔ مَیں نے تمہارے نانا سے سُنا ہے کہ جھگڑے کی صلح کردینا روزمرّہ کی نماز اور روزہ سے افضل ہے۔ یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور جو تمہارے ہاں موجود ہو ان کی کفالت میں کوتاہی نہ کرو۔ اپنے ہمسائیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ قرآن پر عمل کرنے میں تم سے اور کوئی شخص سبقت نہ لے جائے۔ نماز کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ نماز تمہارے دین کا ستون ہے۔

☆ اپنے رب کے گھر (مسجد) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جبتک تم زندہ رہو اس کو خالی نہ رکھو اگر خدا کا گھر خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر تم ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکو گے۔ اللہ کی راہ میں اپنے مال، جان اور زبان کے جہاد کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خیال اور لحاظ رکھو۔ آپس میں نیک سلوک کرنا اور مال خرچ کرنا تم پر واجب ہے۔ آپس میں قطعِ تعلق اور صلح رحمی توڑنے سے بچے رہو۔ تم امر بالمعروف نہی عن المنکر کو ترک نہ کرنا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو شرارت پسند لوگ تم پر مسلط ہو جائیں گے۔ پھر تم ان کو (نیکی کی طرف) بُلاؤ گے وہ تمہاری بات کو قبول نہیں کریں گے۔

پھر حضرتؑ نے فرمایا اے اولادِ عبدالمطلبؑ مَیں تمہیں اسی حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ تم مسلمانوں کے خوں کے درپے ہو رہے ہو۔ اور تم یہ کہتے ہو کہ امیر المومنینؑ قتل کر دیئے گئے ہیں خبردار! میرے بدلے میں صرف میرا قاتل قتل کیا جائے گا۔ دیکھو! اگر مَیں اس کی ضربت سے انتقال کر گیا تو اس کو اس کی ایک ضربت کی وجہ سے ایک ضربت لگانا۔ آدمی کے ناک، کان، کاٹ کر مثلہ نہ کرنا چاہیئے مَیں نے رسولؐ اللہ سے سُنا ہے کہ تمہیں مثلہ کرنے سے بچنا چاہیئے۔ اگرچہ کاٹنے والا کتا ہی کیوں نہ ہو۔

## علیؑ کی محمدِؑ حنفیہ کو جنگِ جمل میں وصیّت

نہج الابلاغہ ص:۳۲ جب جنگِ جمل میں علم اپنے فرزند محمدِؑ حنفیہ کو دیا تو ان سے فرمایا! پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں مگر تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ اپنے دانتوں کو بھینچ لینا۔ اپنا کاسۂ سَر اللہ کو عاریت دے دینا۔ اپنے قدم زمین میں گاڑ دینا۔ لشکر کی آخری صفوں پر اپنی نظر رکھنا اور (دشمن کی کثرت وطاقت سے) آنکھوں کو بند کر لینا اور یقین رکھنا کہ مدد خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

## علیؑ کی عبداللہ ابن عباس کو وصیّت

نہج البلاغہ ص:۳۵۶ (ہدایت: ۷۷) حضرت عبداللہ ابن عباس کو خوارج سے مناظرہ کرنے کے لیئے بھیجتے وقت فرمایا! تم ان سے قرآن کی رُو سے بحث نہ کرنا' کیونکہ قرآن

بہت سے معانی کا حامل ہوتا ہے اور بہت سی وجہیں رکھتا ہے۔تم اپنی کہتے رہو گے وہ اپنی کہتے رہیں گے۔ بلکہ تم حدیث سے ان کے سامنے استدلال کرنا۔ وہ اس سے گریز کی کوئی راہ نہ پاسکیں گے۔

## علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی وصیّت اپنے بیٹے عباسؑ کو

العبّاس ص:۱۲ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب جنابِ امیرالمومنینؑ کے کچھ فرزند وفات پا چکے تھے۔صرف بارہ فرزند موجود تھے۔ایک دن سب کو بُلوا کر فرمایا! اےبچّو! پروردگارِ عالم نے جنابِ یعقوبؑ پیغمبر کو بھی بارہ فرزند عطا کیئے تھے۔ایک مرتبہ جنابِ یعقوبؑ نے اپنے تمام فرزندوں کو جمع فرمایا اور کہا! کہ دیکھو مَیں وصیّت کرتا ہوں کہ تم لوگ یوسفؑ کا کہنا سُننا۔اور ان کی اطاعت کرنا۔لہٰذا مَیں بھی تم سبھوں کو وصیّت کرتا ہوں کہ تم لوگ اپنے بھائی حَسنؑ اور حُسینؑ کی ہمیشہ اطاعت وفرمانبرداری کرنا۔ (سرفرازمحرم۔ص:۱۳۸۸ھ)

دوسری وصیّت حضرت علی علیہ السلام نے دنیا سے گزرتے ہوئے فرمائی اور امام حُسین علیہ السلام کو آپ نے طلب فرمایا۔ بعدہ جنابِ عبّاسؑ کو بُلایا۔ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں دیکر جنابِ عبّاسؑ کو تاکید فرمائی کہ اے بیٹا! عبّاسؑ تم اپنے بھائی حُسینؑ کی نصرت و مدد کرنا۔اور اپنے آپ کو جگر گوشۂ بتولؑ کا غلام سمجھنا پھر امام حُسینؑ سے مخاطب ہوکر فرمایا! کہ بیٹا حُسینؑ جب تم پر مصیبت پڑے تو عبّاسؑ کے بجائے سپر استعمال کرنا۔ روایتِ دیگر یہ ہے کہ جب جنابِ امیرالمومنینؑ عازمِ سفر ہوئے سب اولاد کا ہاتھ امام حَسنؑ کے ہاتھ میں دیا۔مگر عبّاسؑ کو سُپردِ جنابِ امامِ حَسنؑ نہ کیا۔ پس جناب اُمّ البنینؑ مادرِ جناب عبّاسؑ گھبرائیں اور خدمتِ امامؑ میں عرض کی کہ اے آقا! کیا اس کنیز سے کچھ خفا ہو۔یا عبّاسؑ نے کچھ قصور کیا ہے جو اس کے حق میں آپؑ نے کچھ نہ فرمایا! اور ہاتھ اس کا امامِ حَسنؑ کے ہاتھ میں نہ دیا۔

''فَبَکَی اَمِیر الْمُؤمِنِینَ وَ قَالَ یَا اُمِّ الْبَنِینَ لَو تَعْلَمِینَ مَا تَعْلَمُو مَا تَعُولِینَ''

جنابِ امیرؑ رونے لگے اور فرمایا! اے اُمِ البنینؑ اگر تم حالِ عباسؑ جانتی جو مَیں جانتا ہوں تو کبھی یہ بات نہ کہتیں۔ اے مادرِ عبّاسؑ ! تیرا عبّاسؑ تو مجھے سب فرزندوں سے زیادہ عزیز ہے لیکن میرے دل کو تاب نہیں کہ حالِ عبّاسؑ بیان کروں۔ اُمّ البنینؑ نے عرض کی اے مولاؑ کچھ تو ارشاد کیجئے کہ اس کنیز کی دلجمعی ہو۔ عبّاسؑ کا ہاتھ امام کے ہاتھ میں دیجیئے کہ میری ناموری ہو۔ حضرتؑ نے جب یہ سُنا تو امام حُسینؑ کو قریب بُلایا اور ہاتھ عبّاسؑ کا امام حُسینؑ کے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا اے فرزند! یہ تیرے لشکر کا علمدار ہے۔ تیرے بچّوں کیلئے جب تو کربلا میں نرغۂ اعداء میں گھرے گا تو پانی کیلئے اپنے ہاتھ کٹائے گا اور جاں نثار کریگا۔ (خلاصۃ المصائب۔ص:۵۷،توضیح عزاء ص:۱۲۴)

# باب:۳۴ مولائے کائنات کا صبر

''قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِیْ وَ کَادُوا یَقْتُلُونَنِیْ''

''اے میری ماں کے فرزند بدرستیکہ قوم نے مجھے ضعیف کر دیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں۔'' (سورۂ اعراف:۱۵۰)

## علیؑ ابن ابیطالبؑ کو صبر کا حکم:

امیر المومنینؑ کو حکم تھا صبر کا آپ کا صبر اور حلم یہ خود ایک معجزہ ہے۔ ابن ابی الحدید معتزلی شارح نہج البلاغہ میں تحریر کیا ہے کہ خود امیر المومنینؑ نے خطبۂ شقشقیہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ

''اَنَّ الصَّبْرَ عَلٰی هَاتَاَحْبٰی فَصَبَرْتُ وَفِی الْعینِ قَذیً وَفِی الْحَلْقِ شَجَاًارٰی قُرَاثِی نهباً حتّٰی مَضَی الْاَوَّلُ بِسَبِیْلِه فَادَلٰی بِهَا اِلٰی ابْنِ الْخطَّاب بعدهٗ ثُمَّ تَمَثَّل بِقَوْلِ الْاَعْشٰی''

لٰہذا مَیں نے صبر کیا۔ حالانکہ آنکھوں میں (غبار واندوہ کی) خلش تھی اور حلق میں (ہڈی پھنسی ہو) میں (غم ورنج کے) پھندے لگے ہوئے تھے اور مَیں اپنی میراث کو لُٹتے دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ پہلے نے اپنی راہ لی اور اپنے بعد خلافتِ ابنِ خطاب کو دے دیا۔ (نہج البلاغہ، خطبہ:۳)

"فَیا عَجباً بَینا ہُوَ یستقِیلُنہا فِی حَیاتِہٖ اِذ عَقدَھا لِآخرُ بَعدَ وَفاتِہٖ یشَرَّ ما تَشَرَّا ضَرعَیھَا فَصَیَّرَ ھَا فِی حُوزَۃ خَشناءَ یَخلُظُ کَلامُہا وَیَخشُنُ مَسُّھَا وَیَکثُرُ الْعِشارُ فِیھَا۔ وَالاِعتِذَارُ مِنھَا فَصاحِبُھَا کَراکِبُ الصَّعُبَۃِ اِن أَشْنَق لَھا خَرَمَ وَاِنْ اَسلَسلَس لَھا تَقَحَّمَ فَمُنِیَ النَّاسُ لَعُمرُ اللّٰہِ بِخبُطٍ وَشِماسٍ وَتَلَوُّن وَاعتِرَاضٍ فَصَبرتُ عَلٰی طوُلِ الْمرَّۃِ وَشِدَّۃِ الطعنَۃِ حَتّٰی اِذامَضیٰ لِسَبیلِہٖ جَعَلَہافِی جَماعَۃٍ" (خطبہ:۳۔ شقشقیہ، نہج البلاغہ)

"تعجب ہے کہ وہ زندگی میں تو خلافت سے سبکدوش ہونا چاہتا تھا لیکن اپنے مرنے کے بعد اُسکی بنیاد دوسرے کے لئے استوار کرتا گیا۔ بیشک اُن دونوں نے سختی کے ساتھ خلافت کے تھنوں کو آپس میں بانٹ لیا۔ اُس نے خلافت کو ایک سخت و درشت محل میں رکھ دیا، جس کے چرکے کاری تھے۔ جس کو چھو کر بھی درشتی محسوس ہوتی تھی۔ جہاں بات بات میں ٹھوکر کھانا اور پھر عذر کرنا تھا۔ جس کا اِس سے سابقہ پڑے ایسا ہے جیسے سرکش اُونٹنی کا سوار کہ مہار کھینچتا ہے تو (اُس کی مُنہ زوری سے) اُس کی ناک کا درمیان حصّہ ہی شگافتہ ہوا جاتا ہے۔ جس کے بعد مہار دینا ہی ناممکن ہو جائے گا۔) اور اگر بات کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے تو وہ اُس کے ساتھ مہلکوں میں پڑ جائیگا۔ اس وجہ سے بقائے ایزد کی قسم۔! لوگ کجروی، سرکشی، متلون مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے۔ مَیں نے اِس طویل مدّت اور شدید مصیبت پر صبر کیا۔ یہاں تک کے دوسرا بھی اپنی راہ لگا

اور خلافت کو ایک جماعت میں محدود کر گیا۔ اور مجھے بھی اِس جماعت کا ایک فرد خیال کیا۔ اے اللہ مجھے اِس شوریٰ سے کیا لگاؤ۔؟

دیوانِ علیؑ میں طبع بیروت ''ولّوحِ انّ النیلَ اصبرِ حتّٰی یعجزا ان صبرُ عن صبری'' ''خدا کی قسم اتنا صبر کرونگا کہ صبر بھی عاجز آجائے۔'' (نہج البلاغہ خطبہ:۳)

امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا اِس کائنات میں سب سے بڑا صابر کون ہے۔؟ آپ نے ارشاد فرمایا میرے جد امیرالمومنینؑ ہیں۔ صبرِ امیرالمومنینؑ کمال ہے مولائے متّقیان کیلئے۔ امیرالمومنینؑ مطیع تھے اپنے خدا اور مطیع تھے اپنے رسولؐ کے۔

اصولِ کافی میں ایک روایت موجود ہے کہ حضرت جبرئیلؑ امینِ وحی اور اسرافیلؑ دونوں تشریف لاتے ہیں اور بزمِ رسولؐ میں تخلیہ کیا جاتا ہے اور جب سب باہر چلے جاتے ہیں تو رسولِ اکرمؐ اور علیِ مرتضٰی مسجد میں رہے جبرئیلؑ نے فرمایا یا نبیؐ اللہ علیؑ کو یہ بتائیں کہ اُن کے سر پر ضربت لگے گی۔ مولائے کائنات نے فرمایا۔! مَیں صبر کرونگا۔ اسی طرح مختلف باتیں اور مصائب بتلائے آپ نے فرمایا مَیں صبر کرونگا۔ اِس کے بعد فرمایا کہ آپ کے حق کو غصب کیا جائیگا۔ آپ نے فرمایا مَیں صبر کرونگا' آپ کو جانشینی کی مسند پر نہیں بیٹھنے دیا جائیگا' آپ نے فرمایا مَیں صبر کرونگا۔ اِس کے بعد جبرئیلؑ نے فرمایا کہ آپ کے ناموس کی حرمت کو پامال کیا جائیگا۔ یہ حرمت وہ ہے ہوگی جو اللہ کی بھی حرمت ہے اور رسولؐ کی بھی حرمت ہے۔ جب یہ سُنا کہ میری حرمت کو پامال کیا جائیگا علیؑ نے ایک صیحہ فرمایا (چیخ ماری) اور مُنہ کے بل زمین پر گر پڑے جس وقت سُنا کہ زہراؑ کے ساتھ ایسے ایسے ظلم وستم ہوگا برداشت نہ کر سکے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میرے رب کا حکم ہے تو مَیں صبر کرلونگا۔ تلوار چلانا آسان کام تھا علیؑ کے لئے۔ جس طرح سابقہ اُمّتوں میں انبیاؑء کو صبر کا حکم آیا جیسے حضرت ابراہیمؑ' حضرت زکریاؑ' حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کو' اسی طرح علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے لئے بھی صبر کا حکم تھا اسی لیے تو در پر لکڑیاں جمع

کی گئیں، دروازہ جلایا گیا، جنابِ سیدہؑ پر ظلم ہوا، گلے میں رسّی ڈال کر کھینچتے ہوئے لیکر گئے ہر حال میں صبر فرمایا۔ (اِس موقع پر ابوذرؓ غفاری سے رہا نہ گیا اُنھوں نے اپنی تلوار نکال کر حملہ کرنا چاہا تو اُن کی تلوار کھینچ کر اُنہیں اِتنا مارا پیٹا گیا کہ اُن کو فتق کا عارضہ ہو گیا۔ جب سلمانِؓ فارسی سے سوال کیا گیا کہ آپ نے تلوار کیوں نہیں نکالی تو سلمانؓ نے جواب دیا مَیں دیکھ رہا تھا کہ صاحبِ ذوالفقار کا ہاتھ کب تلوار کے قبضہ پر جاتا ہے۔) ایک اور روایت میں ہے کہ جب رومال گلے میں ڈال کر کشاں کشاں علیؑ کو لے جا رہے تھے علیؑ نے ہاتھوں کو ایسے حرکت دی کہ دونوں جانب کے لوگ آپس میں ٹکرا گئے فرمایا کیا تم نے علیؑ کو مجبور سمجھا ہے۔؟

## علیؑ کی مظلومی کے بارے میں جنابِ سیّدہؑ اور سلمانؑ کی گفتگو

امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات کے بعد سلمانِ فارسی مدینے سے بیتُ الحزن بقیع (جنّت البقیع) میں جنابِ سیّدہؑ صلواۃ اللہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ جنابِ سیّدہؑ نے پوچھا اے سلمان۔! میرے بابا کی وفات کے بعد اہلِ مدینہ کو تم نے کیا پایا۔؟ عرض کی لین دین اور خرید و فروخت میں مصروف ہیں۔ فرمایا۔! مَیں پوچھتی ہوں کہ میرے شوہر سے اُن کی دلی محبت کی کیا کیفیت ہے۔؟ سلمانؑ نے جواب میں عرض کیا کہ ظاہر میں محبت اور مودّت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے باطن کا حال خدا اور نبیؐ اور ولی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔! اے سلمانؑ۔! اس خدا کی قسم جس نے آدمیوں کو خاک، ہَوا، پانی اور آگ سے پیدا کیا اور دانہ کو شگافتہ کر کے پھلوں کو خلق کیا۔ کوئی مخلوق نہ مرے گا کہ ہمارے دشمنوں کو آخرِ وقت میں بدترین صورت نہ دیکھے۔ اور ہمارے دوستوں میں سے کوئی نہ مرے گا اس کو مخلوقِ اوّلین و آخرین بہترین صورت میں نہ دیکھے۔ اے سلمان۔!

کیا تو نے میرے شوہر سے نہیں سُنا۔ کہ فرمایا ہے! کہ جوکوئی ہماری دوستی کا دعویٰ کرے اس کو چاہئیے کہ فقر کی چادر کو تازہ کرے۔ سلمان بیان کرتے ہیں کہ ہم یہی بات کر رہے تھے کہ امام المشارق والمغارب وہاں تشریف لائے۔ اور مجھ میں اور جنابِ سیّدہؑ میں جو گفتگو ہوئی تھی لفظاً لفظاً بیان اور ارشاد فرمایا۔! اے سلمان۔! میرے ساتھ آؤ۔ مَیں آپ کے ساتھ ہُوا جب مدینے سے نکل کر خندق سے گذرے تو اپنی ردائے مبارک میرے منہ پر ڈالکر فرمایا آنکھیں بند کرلو اور میرے ساتھ چلو۔ مَیں نے ویسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ردا میرے منہ پر سے اُتاری اور فرمایا۔ آنکھیں کھولو۔ جب آنکھیں کھولیں۔ تو صفا اور مروہ مکّہ کے پہاڑ نظر آئے اور ایک ''قطا'' (ایک قسم کا پرندہ) نے وہاں بچّے دے رکھّے تھے۔ حضرتؑ نے اس کے پاس جا کر اسے سلام کیا۔ اس نے جواب میں کہا۔ ''عَلَیْکَ السَّلام یَا وَصِیّ خَیرُ الْمُرْسَلِیْنَ ؐ'' بعدازاں ارشاد فرمایا جو نے اس ویرانے میں کیونکر مسکن بنایا۔؟ کہ یہاں نہ پانی ہے نہ دانہ۔ اس نے فصیح زبان میں جواب دیا کہ'' اشھد ان لآ الٰـہ اللّٰـہ و اشھد ان محمّداً عبدہ و رسولہ و اشھد ان علیّا ولیہٖ '' کی قسم ہے کہ جب ہم کو بھوک لگتی ہے تو آپ کے دشمن پر لعنت کرتے ہیں سیر و سیراب ہو جاتے ہیں۔ تب امیر المومنینؑ نے واپسی کے بعد فرمایا۔ اے سلمان۔! میرے محبّوں اور موالیوں کو بہشت کی بشارت ہو اور جس طرح ہم مدینہ سے آئے تھے اس طرح وہاں واپس آ گئے۔ (کوکبِ دری، ص:۳۷۴، ۳۷۵)

# علی علیہ السلام کا صبر و استقلال

رسولِ خداؐ کی وفات کے بعد امیر المومنینؑ کے لیئے انتہائی نازک مرحلہ تھا وہ اپنے کو پیغمبرؐ کا صحیح وارث و جانشین جانتے تھے۔ اسی لیئے تدبّر و اصابت رائے نے مسلمانوں کو فتنہ سے بچالیا۔ جب ابوسفیان نے عباس ابنِ عبدالمطلب کے پاس آ کر کہا

کہ چلو علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے کہیں کہ وہ گھر کا گوشہ چھوڑ دیں اور اپنا حق لینے کے لیئے میدان میں اُتر آئیں۔ چنانچہ وہ عباس ابنِ عبدالمطلب کو لیکر حضرتؑ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ ہاتھ بڑھائیں مَیں آپ کی بیعت کرتا ہوں اور اگر کوئی مخالفت کے لیئے اُٹھا تو مَیں مدینہ کی گلی کوچوں کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا۔

اس موقع پر آپ نے اپنا موقف یہ بتایا ہے کہ میرے لیئے دو ہی صورتیں ہیں یا تو جنگ کے لیئے اُٹھ کھڑا ہوں یا اپنے حق سے دستبردار ہو کر ایک گوشہ میں چپکے سے بیٹھ جاؤں۔ اس لیئے امیر المومنینؑ نے دُکھ سہے، کڑیاں جھیلیں مگر ہاتھوں کو جنبش نہیں دی۔ امیر المومنینؑ نے سیرتِ پیغمبرؐ کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے تلوار کی قوّت اور دست و بازو کے زور کا مظاہرہ نہیں کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ دشمن کے مقابلہ میں بے ناصر مددگار اُٹھ کھڑا ہونا کامرانی و کامیابی کی بجائے شورش انگیزی کا سبب بن جائے گا۔ اس لیئے اس موقعہ کے لحاظ سے طلب امارت کو ایک گندلے پانی اور گلے میں پھنس جانے والے لقمہ سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے چھینا چھپٹی کر کے اس لقمہ کو چھین لیا تھا اور ٹھونس ٹھانس کر اُسے نگل لینا چاہا۔ ان کے گلے میں بھی یہ لقمہ اٹک کر رہ گیا کہ نہ نگلتے بنتی تھی اور نہ اُگلتے بنتی تھی۔ پھر اسی مطلب کو دوسرے لفظوں میں یوں بیان فرمایا ہے کہ اگر مَیں ان ناسازگار حالات میں خلافت کے ثمرِ نارسیدہ کو توڑنے کی کوشش کرتا تو اِس سے باغ بھی اُجڑ جاتا اور میرے ہاتھ کچھ نہ آتا اگر مَیں یہ کہتا ہوں کہ اِس زمین کو خالی کروتا کہ اس کا مالک خود کاشت کرے اور خود نگہداشت کرے تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ کتنے حریص اور لالچی ہیں اور چپ رہتا ہوں تو یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ موت سے ڈر گئے۔ بھلا یہ تو بتائیں کہ مَیں کس موقعہ پر ڈرا اور کب جان بچا کر میدان سے بھاگا۔ جبکہ ہر چھوٹا بڑا معرکہ میری بے جگری کا شاہد اور میری جرأت و ہمّت کا گواہ ہے جو تلواروں سے کھیلے اور پہاڑوں سے ٹکرائے وہ موت سے نہیں ڈرا کرتے مَیں تو موت سے اتنا مانوس ہوں کہ بچّہ ماں کی

چھاتی سے بھی اتنا مانوس نہیں ہوتا۔سُنو! میرے چپ رہنے کی وجہ وہ علم ہے جو پیغمبرؐ نے میرے سینے میں ودلیعت فرمایا ہے اگرابھی سے اسے ظاہر کردوں تو تم سراسیمہ و مضطرب ہو جاؤ گے۔ کچھ دن گذرنے دو تم خود میری خاموشی کی وجہ جان لو گے اور اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ اسلام کے نام سے کیسے کیسے لوگ اس مسند پر آئیں گے اور کیا کیا تباہیاں مچائیں گے۔میری خاموشی کا یہی سبب ہے کہ یہ ہوکر رہے گا۔(نہج البلاغہ،خطبہ:۱۰۸)

## علیؑ کے صبر کا راز

''لَوۡ تَزَیَّلُوا لَعَذَّبۡنَا الَّذِیۡنَ کَفَرُوا مِنۡهُمۡ عَذَاباً أَلِیماً''

''اگر ایمان دار لوگ ان کافروں سے الگ ہوجاتے تو ہم ان کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔''(سورۂ فتح آیت:۲۵)

تہذیب المتین صفحہ ۲۸۲ پر تحریر ہے امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ کیا قوی اور پختہ نہ تھے؟ آپ نے فرمایا! ہاں وہ قوی تھے۔اس نے کہا پھر قوم ان پر کس طرح غالب آگئی اور انہوں نے اس کا دفاع نہیں کیا۔؟اور نہ ان کو روکا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا''کتابِ خدا میں ایک آیت ہے جس نے انکو اس بات سے روکا۔اس شخص نے کہا'' وہ کونسی آیت ہے۔آپ نے فرمایا ۔ ''لَوۡ تَزَیَّلُوا لَعَذَّبۡنَا الخ'' کیونکہ اللہ عزّ وجل کی مومن امانتیں کافروں اور منافقوں کی صلبوں میں موجود تھیں تو علی علیہ السلام کے لیئے یہ ممکن نہیں تھا کہ ان کے آباء کو قتل کریں تاوقتیکہ امانتیں پیدا ہوجائیں اس وقت تاکہ ہمارے قائم علیہ السلام کا ظہور نہ ہوگا۔ جب تک کہ اللہ کی امانتیں پیدا نہ ہوجائیں پھر وہ مخالفین پر غلبہ حاصل کر کے اُن کو قتل کرینگے۔ایک اور حدیث میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اسی آیت کی تفسیر میں کہ: اگر اللہ تعالیٰ مومنین کے اصلاب میں کافروں کو نکال دے اور کافروں

کے اصلاب سے مومنوں کو نکال دے گا تو وہ کافروں پر عذاب کریگا۔

تہذیب المتین فی تاریخ امیرالمومنین ص۲۷۲ میں روایت ہے کہ ایک روز جناب سیّدہؑ آپ کے خاموش بیٹھنے اور اپنا حق طلب نہ کرنے سے اظہارِ رنج وملال فرمارہی تھیں کہ اتنے میں آواز موذّن کی آئی کہ اس نے کہا ''اشھد ان لا الٰہ اللّٰہ '' حضرت نے فرمایا۔! ''اتسرک زوال ھٰذا النداء من الارض ''یعنی اے فاطمہ تم جانتی ہو کہ یہ آواز روئے زمین سے گُم ہو جائے فرمایا نہیں !ارشاد کیا کہ جو تم کہتی ہو اس میں اسی کا اندیشہ ہے۔

شیرِ خدا اس قدر سکوت اختیار فرمائے کہ اتنی ہمّتی بڑھ گئیں کہ روباہ پیشوں نے بڑھ کر رسن گلوئے حق جو میں ڈالدی اور کشاں کشاں مسجد کی طرف لے گئے لوگ حسرت سے اِس واقعہ کو دیکھ رہے تھے۔

مولف تہذیب المتین لکھتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنینؑ کے جہاں صدہا نام ہیں وہاں ایک نام آپکا الغالب کُلِّ غالب بھی ہے اس سے یہی مراد ہے کہ نفسِ سرکشی جو ہر ایک انسان پر غالب ہے آپ اس پر غالب تھے عجب حالت تھی جسکی تیغِ شرر بار کے آگے بڑے بڑے جوانمردوں اور جرّ ارونکے پتّے آب آب ہوتے تھے اور جسکے ایک نعرۂ حیدرؑ ی سے ہزارہا شجاعوں کے دل سینے میں ہل جاتے تھے وہ چند نامردوں کے ہاتھوں میں یوں زارو گرفتار جارہا ہے۔الحق دو حالتیں جُدا جُدا تھیں اور دونوں کا مقتضاء علٰحدہ۔ وہ جہادِ صغیرِ جسمانی تھا تو یہ مجاہدۂ کسیرِ روحانی۔ وہ صفتِ جلالی تھی تو یہ کمالِ جمالی اور سچ یہ ہے کہ کمالِ عبودیت وتفویضِ کُل کے کرشمے تھے۔شائبہ ہوائے نفسانی نہ وہاں تھا نہ یہاں تھا۔

''بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُونَ ﴿﴾ لَا يَسۡبِقُونَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ وَهُم بِأَمۡرِهِۦ يَعۡمَلُونَ ۔'' (الانبیاء:۲۷،۲۶)

''بلکہ وہ بندگانِ برگزیدگانِ خدا میں اس سبحانہ تعالٰی پر قول میں سبقت نہیں کرتے اور اسکے حکم کے موافق کام کرتے تھے''

منقول ہے کہ اس موقع پر اباذرؓ غفاری حسرت سے کفِ افسوس ملتے تھے اور کہتے تھے کہ کاش ہم ان ہاتھوں سے دوبارہ راہِ خدا میں جہاد کرتے۔ مقدادؓ کہتے تھے کہ اگر امیر المومنینؑ چاہتے تو حق تعالیٰ سے اپنے دشمنوں کے دفع کیلئے دُعا مانگتے اور وہ درجۂ اجابت پر پہنچتی۔ سلمانؓ نے کہا میرے مولاؑ دقائق امور وخفی وجلی مصلحتوں کے ہم سے زیادہ دانا ہیں۔ جو کرتے ہیں سوچ سمجھکر کرتے ہیں۔

تہذیبؓ المتین ہی کے صفحہ ۲۷۰ پر تحریر ہے کہ معاویہ ابنِ ابوسفیان نے زمانۂ خلافتِ امیر المومنینؑ اسی قصۂ بیعت کیطرف اشارہ کر کے آپ کو لکھا۔ ''کہ تم بیعت کیلئے اسطرح کھینچے جاتے تھے جیسے کہ شتر کو مہار ڈالکر کھینچتے ہیں۔ حضرت امیر المومنینؑ نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا کہ تیرا یہ کہنا کہ مَیں مثل شتر مہار کردہ کے بیعت کیلئے کھینچا گیا تھا۔ واللہ سوگند کہ تو نے اس کلام سے میری مذمت کرنی چاہی تھی مگر مدح کی۔ اور مجھکو فضیحت کرنا چاہتا تھا خود رسواء ہوا'' مرد مسلمان کیلئے اسمیں کوئی عیب و عار نہیں کہ اس پر ظلم کیا جائے تاوقتیکہ اس کو اپنے دین و یقین میں شک و ریب عارض نہ ہو۔

آنحضرتؐ نے علیؑ کو وصیّت کی تھی کہ اگر ناصر و مددگار ملیں تو جنگ کریں ورنہ صبر کریں یہی وجہ ہے کہ آپ مکرّر فرماتے تھے اگر چالیس مرد میرے ساتھ ہوتے تو ان پر جہاد کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بیعت کیلئے اصرار ہوا اگر بیعت نہ کرو گے تو قتل کیئے جاؤ گے حضرتؑ نے سرِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا! پروردگار گواہ رہنا کہ شرائطِ جہاد میرے لیئے جمع نہیں ہوئیں ورنہ ان سے جہاد کرتا۔

زرارؓہ بن اعین نے امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کس لیئے امیر المومنینؑ نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت نہ کیا اور کیوں اپنے دشمن پر تلوار نہ اُٹھائی۔ امام جعفرِ صادقؑ نے ارشاد فرمایا! اس خوف سے کہ قوم کہیں مرتد نہ ہو جائے اور رسالتِ

محمدؐ کی گواہی سے باز رہیں (یعنی اذان میں محمدؐ الرسول اللہ نہ ختم کر دیں)۔

علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ بتحقیق انبیاؑء و اوصیاء علیہم السلام خدا کے خاص بندے اور برگزیدہ ہیں اور دیگر خلائق پر انکو یہ فضیلت اور فوقیت ہے کہ جو کچھ اللہ سبحانہٗ سے چاہیں اور جسکی درخواست کریں اسکی درگاہ میں سب قبول ومنظور ہو لیکن باوجود اسکے وہ بہرحال تابعِ رضائے الٰہی و مطیعِ مرضیِ خدا رہتے ہیں۔ جب جنگ و جہاد اعداء پر مامور ہوتے ہیں تو اس کو بہ جان و دل بجالاتے ہیں اور جب سکوت و تقیّہ و تحمّل و جفا پر بلا کا اشارہ پاتے ہیں تو خاموشی سے اس پر کاربند ہوتے ہیں اور صبر اختیار کرتے ہیں۔

چنانچہ رسولِؐ خدا کا یہی دستور تھا۔ جبتک مشرکینِ مکّہ کے جور و جفا سہتے اور انکی ایذاء وآزار اُٹھاتے ہیں مصلحتِ الٰہی نظر آئی بہ صبر و سکون اسکو برداشت کرتے رہے اور جب حکمِ جہاد ملا اور قتلِ کفّار و اشرار پر مامور ہوئے تو اسکے لیئے آمادہ اور تیّار ہو گئے۔ بہ نفسِ نفیس معرکوں میں شریک ہوتے، اور پے در پے صدمے اُٹھاتے مگر ایک قدم پیچھے نہ ہٹاتے اور قدم بہ قدم آپ کے ہمراہ امیر المومنینؑ علیؑ بھی ہوتے۔ جو بڑے بڑے سرکشوں کے سروں کو تہِ تیغ کھینچے اور مرحب جیسے جوان اور عمرو بن عبدود جیسے پہلوان کو ہلاک کر ڈالتے اور پچیس ۲۵ برس خاموشی کے بعد ناکثین' قاسطین' مارقین سے لڑ کر انکا قلع قمع کرتے اور ایک ایسے وقت جبکہ آپ کے گلے میں رسّی ڈالکر مسجد کی طرف کھینچے لیئے جارہے تھے اللہ کی رضا پر راضی اور جور و ستم کو تسلیم کر لیا۔

بعض منافقوں نے یہ اعتراض پیش کیا تھا کہ اسکا سبب کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے طلحہ و زبیر کے ساتھ آمادۂ جنگ ہوئے ثلاثہ کے ساتھ کیوں نہ پیش آئے۔ مولائے کائناتؑ نے جب یہ سُنا تو منبر پر تشریف لے گئے اور ایک خطبۂ بلیغ اس مقدمے میں ارشاد کیا۔ فرمایا ایّہا الناس۔! مَیں نے سُنا ہے کہ تم ایسا اور ویسا کہتے ہو بہ تحقیق کہ مجھکو

ابتداء میں صبر کرنے اور یہ جنگ وجہاد پیش نہ آنے میں سات پیغمبرؑ انِ مرسل سے اقتداء ہے۔اول (۱) ان میں نوحؑ ہیں کہ حق تعالیٰ قرآن میں خبر دیتا ہے کہ انہوں نے کہا ۔ ''فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ۔''(القمر:۱۰) ''پروردگار مَیں غلبۂ کفّار میں دبا ہوا ہوں میری نصرت کر۔'' اگر کہو نوحؑ مغلوب نہ تھے تو اس میں تکذیبِ قرآن ہے جو باعثِ کفر ہے۔اگر وہ حضرت مغلوب تھے تو مَیں بھی مغلوب رہا اور جائے اعتراض نہیں۔دوسرے (۲) ابراہیمؑ کہ انہوں نے فرمایا ۔ ''وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۔'' (مریم:۴۸) ''مَیں تم سے اور جو بتوں کو تم سوائے خدا کے بُلاتے اور انکو پوجتے ہو کنارہ کش ہوتا ہوں اور عزلت اختیار کرتا ہوں۔(کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ کفّار کے خوف سے بابل چھوڑ کر فارس کے پہاڑوں میں چلے گئے تھے اور سات سال وہاں سرگرداں رہے۔حتّٰی کہ آذر بُت تراش مرگیا اس وقت بابل میں آکر بتوں کو توڑا اور آتشِ نمرود آنحضرتؑ پر سرد ہوئی) پس حضرت امیرؑ نے فرمایا اگر تم کہو کہ ابراہیمؑ نے بغیر اس کے کہ کچھ صدمۂ اُمّت سے پہنچا اعتزال کیا اور جو صدمہ ومصیبت کے سبب کنارہ کش ہوئے۔اور تیسرے (۳) ابراہیمؑ کے خالہ زاد بھائی لوط پیغمبرؑ کہ اپنی قوم سے کہتے تھے ''قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ ۔''(ھود:۸۰) ''کہ کاش مجھ کو تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی یا کوئی مضبوط جائے پناہ ملتی یعنی کنبہ وقبیلہ رکھتا ہوتا کہ ان کی مدد سے تمکو دفع کرتا۔'' چوتھے (۴) ان سے یوسف علیہ السلام ہیں کہ کہتے تھے ۔

''رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۔'' یعنی ''اے پروردگار یہ زندان میرے نزدیک محبوب تر ہے اس کام سے جسکی طرف یہ عورتیں مجھکو بُلاتی ہیں۔پس اگر کہو کہ عورتوں کے مکر وفریب سے تنگ دل ہوکر یہ دُعائیں کی تھی تو اسمیں تکذیبِ قرآن۔پانچویں (۵) موسیٰؑ ابنِ عمران ہیں کہ انہوں نے فرعون سے کہا تھا ۔

''فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ ۔''(الشورہ:۲۱) ''مَیں تم سے بھاگ گیا تھا جبکہ تم سے خائف ہوا تھا۔ پس اگر کیونکہ موسیٰؑ نے بلا خوف فرار کیا تھا تو یہ خلافِ قرآن ہے اور خوف کھا کر بھاگنے میں میرا بھی یہی عذر ہے۔ چھٹے (۶) ہارونؑ ہیں انہوں نے موسیٰؑ سے اپنی قوم کی شکایت کی ۔

'قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي'' (الاعراف:۱۵۰)''اے برادر اس قوم نے مجھکو ضعیف کر دیا اور قریب تھا کہ قتل کریں۔ میرے تئیں ایسا نہ تھا اور حضرت ہارونؑ نے دروغ کہا تو تم پر کفر لازم آتا ہے اور یہ قرآن کے خلاف ہے۔ ساتویں (۷) حضرت خاتم المرسلین صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں کہ بخوفِ کفّار غار میں چُھپے اگر کہو کچھ خوف آنحضرتؐ کو نہ تھا تو بوجہ اِرتکابِ کذب ہر انبیاء کفر لازم آتا ہے۔ اور اگر قائل ہو کہ خائف تھے اور بوجہ خوف اسکے سواء چارہ نہ رکھتے تھے تو ان کا وصی معذور تر ہے۔ حاضرین یہ کلامِ بلاغتِ نظام سُن کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا امیر المومنینؑ حق بجانب آپ کے ہے جو کچھ آپ فرماتے ہیں لاریب وہ درست ہے اور متواترات سے ہے۔

# علیؑ نے مخالفین سے جنگ کیوں نہیں کی تھی

عیونؔ اخبار رضا جلد دوم صفحہ ۷۷ پر ہشیم بن عبداللہ رمانی سے روایت ہے کہ فرمایا امام علیِؑ رضا علیہ السلام نے کہ حضرت علیؑ پچیس برس جنگ نہ کر کے آنحضرتؐ کی تیرہ سالہ مکّی زندگی اور انیس ماہ مدنی زندگی کی پیروی کی۔ رسولؐ اللہ کے پاس اس عرصہ میں مددگار نہ تھے اسی لئیے آپ نے کفّار و مشرکین سے جنگ نہیں کی تھی اسی طرح سے پچیس برس تک حضرت علیؑ کے پاس بھی مددگار نہ تھے اسی لئیے آپ نے بھی مخالفین سے جنگ نہ کی۔ اگر مکّہ کے تیرہ برس اور مدینہ کے انیس ماہ تک آنحضرتؐ نے جنگ نہیں کی اور اُنکی نبوت میں

کوئی فرق نہیں آیا تو حضرت علیؑ کے پچیس سالہ خاموشی سے بھی اُنکی امامت میں کوئی فرق نہیں آتا کیونکہ جنگ نہ کرنے کی دونوں کیلئے وجہ ایک ہی تھی۔

کتاب نورِ ولایت صفحہ ۱۷۶ حجۃ الاسلام مولانا محمد علی فاضل نے تحریر کیا ہے کہ امیرالمومنینؑ ملاحظہ فرمارہے تھے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نو بنیاد اسلامی معاشرے میں پیغمبرؐ کی رحلت کے فوراً بعد آتشِ جنگ کے شعلے بھڑکا کر مسلمانوں میں انتشار و اختلاف پیدا کردیں جس سے اسلامی معاشرے میں دراڑیں پڑ جائیں کہ پھر کبھی بھی اسلام کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکے اسی لیئے آپ نے فرمایا! نفرت اندوزی اور دشمنی پیدا کرنے کی راہوں سے دُور ہٹ جاؤ فخر وغرور کا تاج جو تم نے اپنے سروں پر سجایا ہے کہ ہم فلاں قوم سے ہیں فلاں قبیلے سے ہیں جو برتری جتاتے ہو غرور کے تاج کو اُتار کر پھینکو یہ خلافت کا مسئلہ ایک بدمزہ پانی اور گلے میں اٹک جانے والا لقمہ ہے جو اِسے نگل لیگا وہ اِسے جان سے ماردے گا۔ اگر مَیں کہتا ہوں کہ خلافت میرا حق ہے لہٰذا اِن لوگوں کو چھوڑ کر میرا ساتھ دو تو کہیں گے یہ باتیں دُنیا کی حکومت اور سلطنت کیلئے کر رہا ہوں اور خاموش رہتا ہوں تو کہتے ہیں کہ جان کے ڈر سے خاموشی اختیار کی خدا کی قسم! ابوطالبؑ کا بیٹا موت سے ایسے مانوس ہے جیسے ایک شیر خوار بچّہ اپنی ماں کی چھاتی سے مانوس ہوتا ہے۔

## علیؑ کی زرہ کا مقدمہ

ینابیع المودۃ ص ۴۶۶ پر تحریر ہے کہ حضرت علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی ایک زرہ صفین کی لڑائی کے موقع پر غائب ہوگئی تھی۔ آپ نے اس زرہ کو ایک یہودی کے پاس دیکھا۔ آپ نے اس کا مقدمہ دایٔر کیا آپ یہودی کو لے کر قاضی شریح کے پاس گئے۔ آپ قاضی شریح کے پہلو میں بیٹھ گئے اور فرمایا اگر میرا خصم یہودی نہ ہوتا تو مَیں مجلس میں اسکے پاس بیٹھتا۔ مَیں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ ذمّی کے ساتھ مجلس میں برابر نہ بیٹھو۔ آپؑ نے زرہ کا دعویٰ کیا۔ یہودی نے اس بات کا انکار کردیا۔ قاضی شریح نے حضرت علیؑ

سے گواہ طلب کیئے ۔حضرت علیؑ نے گواہی میں قنبر اور امام حسنؑ کو پیش کیا۔قاضی شریح نے کہا بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں جائز نہیں ہے۔یہودی نے کہا کہ امیرالمومنینؑ مجھے قاضی کے پاس فیصلے کی خاطر لے گئے ہیں اور آپ نے قاضی نے فیصلہ آپ کے خلاف کیا ہے اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔اے امیرالمومنینؑ! یہ زرہ آپ کی ہے۔

## علیؑ کے بارے میں پیغمبرِ اسلامؐ نے فرمایا

☆ ''یا علیؑ ! اِنَّ الْاُمَّۃ سَعُندیک'' اے علیؑ! جلد ہی یہ اُمّت تمہارے ساتھ مکرو حیلہ کرے گی (تاریخ کبیر ص:۱ -۱۷۴)

☆ ''الی اللّٰہ اشکو لظالمیک من امتی'' مَیں اپنی اُمّت کے ان لوگوں کے بارے میں خدا سے شکایت کروں گا جنہوں نے اے علیؑ تم پر ظلم کیا ۔ (بحارالانوار۔ص:۲۸-۷۶)

☆ ''یاعلیؑ ! اَنتَ الْمَظْلُوْمُ بَعْدِیْ اے علیؑ !تم میرے بعد مظلوم ہوں گے

(بحارالانوار۔ص:۲۸-۷۶)

☆ ''یَا علیؑ !تق الضغائن التی فی صدور من لا یظھر ھا الا بعد موتی '' اے علیؑ! ہوشیار ان کینوں سے جو سینوں میں چھپے ہیں اور میری وفات کے بعد ظاہر ہونگے (بحارالانوار۔ص:۸-۴۵)

☆ ''اخبرنی جبرئیل انّھم یظلمونہ و یمنعون حقّہ''جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ لوگ علیؑ پر ظلم کرینگے اور اس کا حق چھین لیں گے (بحارالانوار۔ص:۸-۴۵)

## علیؑ کی مظلومی

☆ ''لقد ظلمت عدد المدَر''
ریگستان کی ریت کے برابر مجھ پر ظلم کیا گیا۔

☆ ''فرایت انّ الصبر علی ھاتا احجی' فصبرب وفی العین قذی وفی حلق شجی''
بالآخر مَیں نے مصلحت کے تحت صبر کا دامن پکڑا اگر چہ یہ میرے لئیے سخت تھا۔

کیونکہ میری حالت اس شخص کی جیسی تھی جس کی آنکھ میں کانٹا اور گلے میں ہڈی پھنسی ہو۔

☆ "فلمّا نهضت بالا مر نكثت طائفة و مرقت اخرى وقسط آخرون" (نہج البلاغہ۔خطبہ:۳)

جب مَیں نے حکومت ہاتھ میں لے لی' تو ایک گروہ نے عہد شکنی کی اور دوسرا گروہ دین سے خارج ہوا اور ایک گروہ۔

# مولائے کائناتؑ کی زندگی میں دو بڑے صدمے مسلسل

چودہ ستارے صفحہ ۱۴۶ پر تحریر ہے مولاؑئے کائنات کی زندگی میں ۱۱ ہجری میں دو مسلسل صدموں نے علیؑ کی کمر توڑ دی۔ ۲۸ رصفر ۱۱ھ ہجری یومِ دوشنبہ محمدِ مصطفیٰؐ کا وصال (مودّت القربیٰ) حضرت علیؑ آپ کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ کو ہمراہ لیکر سقیفۂ بنی ساعدہ جو مدینہ سے تین میل فاصلہ پر واقع ہے چلے گئے۔ کافی رسّہ کشی کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنا لائے۔ حضرت علیؑ چونکہ رسولِ کریمؐ کو ان کی واپسی سے قبل دفن کر چکے تھے۔ اِس لئے سب سے پہلے انہوں نے یہ سوال کیا کہ آپ نے ہماری واپسی کا انتظار کیوں نہیں کیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ! رسولِ کریمؐ بمقام غدیرِ خم خلیفہ مقرر کر چکے تھے آپ کس جواز سے وہاں گئے اور کس اُصول سے مسئلۂ خلافت کو زیرِ بحث لائے۔ اور کیا وجہ تھی کہ ہم رسولؐ کا لاشہ بے گور و کفن رہنے دیتے اِس کے بعد اُنہوں نے بیعت کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؑ نے اپنا حق فائق ہونا اور اپنے کو منصوص خلیفہ ہونا ظاہر کر کے اِن کے مطالبہ کے خلاف احتجاج کیا اور فرمایا! مجھ سے بیعت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اِس پر اُنہوں نے شدید اصرار کیا اور آپ سے بیعت لینے کی ہر ممکن سعی کی۔ مورّخین کا اتفاق ہے کہ اِسی سلسلہ میں فاطمۃ الزہراؑ کا گھر جلایا گیا۔ فاؑطمہ کو اذیّت پہنچائی گئی۔ علیؑ کی گردن میں رسّی باندھی گئی اور آپ کو قتل کرنے کی دھمکی دی گئی اور وراثتِ رسولؐ (باغِ فدک وغیرہ) سے فاطمہؑ اور اولادِ فاؑطمہ کو محروم کر دیا گیا۔ باغ چھینا گیا' امام علیؑ' امام حَسنؑ اور امام حُسینؑ اور اُمّ ایمنؓ کو گواہِ فدک میں جھوٹا

قرار دیا گیا۔ اِن حالات سے آلِ محمدؐ کو جتنا متاثر ہونا چاہیئے اِس کا اندازہ ہر بافہم کر سکتا ہے حضرت علیؑ جو سایۂ رحمتِ رسولؐ سے محروم ہو کر مصائب و آلام کی چکّی کے دونوں پائے میں آ گئے اِنہوں نے اپنے خطبات میں اس پر روشنی ڈالی اور اپنے حالات کی وضاحت کی ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو خطبۂ شقشقیہ (نہج البلاغہ)

## علیؑ کا خطبہ وفاتِ رسولؐ کے بعد:۔

کتاب نہج البلاغہ جلد ا صفحہ ۳۲۴ طبع مصر ''بزرگانِ اصحابِ محمد صلعم جو حافظِ (قرآنِ سنّت و نبوی تھے) جان لیا تھا کہ مَیں کبھی ایک ساعت کیلئے بھی فرمانِ خدا و رسولؐ سے دُور نہیں ہُوا اور پیغمبرِ اکرمؐ کی خاطر کبھی اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی۔ جب دلیروں نے راہِ فرار اختیار کی اور بڑے بڑے پہلوان پیچھے ہٹ آئے اِس شجاعت و جوانمردی کے باعث جو خدا نے مجھے عطا کی ہے مَیں نے جنگ کی اور رسولِ خداؐ کی قبض رُوح اِس حالت میں ہوئی کہ آپ کا سرِ مبارک میرے سینہ پر تھا۔ اُن کی جان میرے ہی ہاتھوں پر بدن سے جُدا ہوئی۔ چنانچہ (بہ نیّتِ تبرّک) مَیں نے اپنے ہاتھ (رُوح نکلنے کے بعد) اپنے چہرے پر ملے۔ مَیں نے ہی آنحضرتؐ کے جسدِ اطہر کو غسل دیا۔ اور فرشتوں نے اِس کام میں میری مدد کی۔ پس میّتِ نبوت اور اِس کے اطراف سے گریہ و زاری کی صدا بلند ہوتی۔ فرشتوں کا ایک گروہ جاتا تھا تو دوسرا آ جاتا تھا۔ ان کی نمازِ جنازہ کا ہمہمہ میرے کانوں سے جُدا نہیں ہُوا یہانتک کہ آپ کو آخری آرامگاہ میں رکھدیا گیا۔

## علیؑ ابنِ ابیطالبؑ سے رفیقۂ حیات کی جُدائی

رسولِ کریمؐ کے انتقال پر ملال کو ابھی پچھتّر (۷۵) دن گزرے تھے کہ آپؑ کو اور ایک صدمہ اپنی رفیقۂ حیات جو اپنے پدرِ بزرگوار کی وفات کے صدمے سے اور دروازہ کا گرایا جانا' حضرت محسنؑ کی شکمِ مادر میں شہادت' پسلیوں کا اور ہاتھ کا ٹوٹ

جانا یہ تمام صدموں کی وجہہ سے صرف دو(۲) مہینے چند دن زندہ رہیں اور آپ کی شہادت واقع ہوئی۔آپ نے جنابِ فاؑطمہ کی وصیّت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عائشہؓ وغیرہم کو شریکِ جنازہ نہیں ہونے دیااور شب کی تاریکی میں حضرت فاطمۃ الزہراؑ کو سُپردِ خاک فرمایا۔جب میّت کو بقیعہ لیکر گئے آپ نے بااعجاز چالیس قبریں کھودیں جس قبر میں آپ کو دفن کیا گیا وہ خود بخود دشق ہوئی اور آپ نے بنتِ رسولؐ کو سُپردِ لحد فرمایااور زمین سے قبر کا نشان مِٹ گیا آپ نے زمین سے مخاطب ہوکر کہا۔! ''**یا ارض استودعک ودلیعتی ھذا بِنتِ رَسُولُ اللّٰہِ.**'' ''اے زمین مَیں اپنی امانت تیرے سُپرد کرر ہاہوں،اے زمین یہ رسولؐ کی بیٹی ہیں۔'' زمین نے جواب دیا۔''**یا علیؑ انا ارفق بھا منک۔**'' ''اے علیؑ آپ گھبرائیں نہیں مَیں آپ سے زیادہ نرمی کرونگی۔''

(مودّۃ القربیٰ،ص:۱۲۹،چودہ ستارے،ص:۱۰۵)

کتاب منتہیٰ الآمال شیخ عباسؒ قمی صفحہ ۱۳۹ میں ہے کہ جنابِ سیدہؑ کی لاش قبر میں اُتاری گئی تو رسولِؐ خدا کے مانند دو ہاتھ نمودار ہوئے اور انہوں نے جسمِ مطہرِ سیدہؑ کو سنبھال لیا۔دلائل الامامۃ میں ہے کہ چونکہ قبرِ فاطمہؑ کے ساتھ بے ادبی کا اندیشہ تھا اِس لیئے چالیس قبریں بنائی گئیں۔مناقبِ ابن شہرآشوب میں ہے کہ چالیس قبریں اِس لیئے بنائی تھیں کہ صحیح قبر معلوم نہ ہوسکے اور فاطمہؑ کو ستانے والے قبر پر نماز نہ پڑھ سکیں ورنہ سیدہؑ کو اذیّت ہوگی۔اِس کے باوجود لوگوں نے قبر کھود کر نمازِ جنازہ پڑھنے کی سعی کی۔جس کے ردِّعمل میں حضرت علیؑ ننگی تلوار لے کر زرد لباس پہنے ہوئے قبر پر جا بیٹھے۔اس وقت آپ کے مُنہ سے کف جاری تھا۔یہ دیکھکر لوگوں کی ہمّتیں پست ہوگئیں اور آگے نہ بڑھ سکے۔(ناسخ التواریخ) اِس دوران حضرت عائشہؓ نے کہلا بھیجا کہ مَیں نے رسول اکرمؐ سے سُنا ہے کہ جب علیؑ کی تلوار زمین پر خط کھینچتے چلے،علیؑ کی ردا کاندھے پر ہو اور وہ مٹی کے گھوڑے پر سوار ہوں تو ساری دنیا مل کر بھی علیؑ کا مقابلہ نہیں کرسکتی

# علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کا خطبہ جنابِ سیدہؑ کے انتقال پر

امام حُسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جنابِ سیدہؑ کا انتقال ہوا اور امیرالمومنینؑ نے اُنہیں دفنا کر نشان کو مٹا دیا تو مڑ کر قبرِ رسولؐ کو دیکھا۔اور آواز دی سلام ہو آپ پرائے خدا کے رسولؐ میرا۔اور آپ کی دختر کا جو آپ سے ملاقات کیلئے آپ کے پاس آرہی ہے اور آپ سے ملاقات کیلئے تہہِ خاک آرام کررہی ہے۔ پروردگار نے بہت جلد اُسے آپ سے ملا دیا۔لیکن اب میرا صبر بہت دشوار ہے اور میری قوّتِ برداشت ساتھ چھوڑ رہی ہے مَیں صرف آپ کے فراق کو دیکھ کر دل کو تسلّی دے رہا ہوں کہ مَیں نے آپ کو بھی سُپردِ خاک کیا ہے اور آپ نے میرے سینے پر سر رکھکر دُنیا کو خیر باد کیا ہے۔ ''اِنَّ لِلّٰـهِ وَ اِنَّ اِلَیْـهِ رَاجِعُوْنَ'' لیجیئے آپ کی امانت واپس ہوگئی اور فاؑطمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئیں۔اب یہ آسمان وزمین کسقدر برے نظر آرہے ہیں یارسولؐ اللہ !۔میرا حُزن وملال دائمی ہے اور میری راتیں صرف بیداری میں گزریں گی یہ رنج میرے دل سے جانے والا نہیں ہے جبتک مَیں بھی آپ کے گھر نہ آجاؤں بڑا دردناک غم ہے اور بڑا دل دُکھانے والا درد ہے، کتنی جلدی ہم سے جُدا ہوگئیں اب اللہ ہی سے اُسکی فریاد ہے آپ کی بیٹی بیان کریگی کہ آپکی اُمّت نے اس کا حق مارنے پر کسطرح اتّفاق کرلیا تھا۔آپ اسے دریافت کریں اور مکمّل حالات معلوم کرلیں۔ کتنے ہی ایسے رنجیدہ وستم رسیدہ ہیں جنکے پاس عرضِ حال کیلئے کوئی راستہ نہیں ہے عنقریب فاؑطمہ سب بیان کریں گی اور خدا فیصلہ کریگا کہ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ یہ الوداع کہنے والے کا سلام ہے جو نہ رنجیدہ ہے اور نہ بیزار، اب اگر آپ سے رخصت ہورہا ہے تو کسی ملال کی بنا پر نہیں ہے اور اگر یہیں رہ جاؤں تو یہ صابرین سے ہونے والے وعدے سے بدظنی کی بنا پر نہیں ہے۔ (اصولِ کافی۔ج:۱،ص:۳۴۵)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# باب:۳۵

# مولاؑ ئے کائنات کی شہادت

ینابیع المودۃ ص ۳۵۸ پر ابنِ شہابؒ سے روایت ہے کہ مَیں دمشق میں وارد ہوا۔ عبدالملک ابنِ مروان کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے کہا ائے شہاب کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ جس صبح کو علیؑ ابنِ ابیطالبؑ قتل کیئے گئے بیتُ المقدس میں کیا واقع ظہور پذیر ہوا۔ مَیں نے کہا ہاں ! مجھے علم ہے اس نے کہا کیا واقعہ ہوا تھا۔ مَیں نے کہا کہ بیتُ المقدس کا جو پتھر بھی اُٹھایا جاتا تھا۔ اسکے نیچے خون جاری ہوتا تھا۔ اس نے کہا یہ بات تیرے اور میرے سواء کسی کو معلوم نہ ہو اور تم سے اِس بات کو کوئی شخص نہ سُنے ۔ ابنِ شہاب نے کہا کہ جب تک عبدالملک بن مروان نہ مرا مَیں نے اس واقعہ سے کسی کو آگاہ نہ کیا۔

(۲) علیؑ ابنِ ابیطالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔! ائے علی ! کیا تم جانتے ہو کہ پہلے لوگوں میں بد بخت ترین انسان کون تھا۔؟ مَیں نے عرض کیا صالحؑ پیغمبر کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا۔ فرمایا آخری لوگوں میں بد بخت ترین آدمی کون ہے۔؟ مَیں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔! یہ وہ شخص ہوگا جو تجھے اس جگہ ضرب لگائے گا۔ آپ نے حضرت علیؑ کے سر کی طرف اشارہ فرمایا اور اس سر کے خون سے یہ بھیگ جائیگی آپ نے علیؑ کی ریشِ مبارک کو پکڑا۔!

۳) جب آپ کے سرِ مبارک پر تلوار کی ضربت لگی تو آپ نے فرمایا ''کعبہ کے رب کی قسم مَیں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا ہوں''

۴) جواہر العقدینؒ میں حسینؒ بن کثیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت علی علیہ السلام ایک رات امام حسنؑ، ایک رات امام حسینؑ اور ایک رات عبداللہ بن جعفر علیہ السلام کے ہاں روزہ افطار فرماتے تھے۔ تین لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مَیں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میرا پیٹ خالی ہو۔ جس رات کی صبح آپ قتل کر دیئے گئے اس رات کو آپ بار بار باہر تشریف لاتے تھے اور آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور آپ یہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم نہ مَیں نے کبھی جھوٹ بولا نہ میری بات کبھی جھوٹی ثابت ہوئی۔ اور یہ رات تو وہی معلوم ہوتی ہے جسکا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ جب سحری کا وقت نمودار ہوا تو آپ باہر تشریف لے گئے اس رات شہزادی اُمِ کلثومؑ کے ہاں تھے۔ بطخوں نے آپ کا راستہ روکا اور چلاّ نا شروع کر دیا۔ ۱۹/ رویں ماہِ رمضان شبِ قدر کی رات کو ابنِ ملجم نے آپ پر تلوار کا وار کیا اور ۲۱/ رویں ماہِ رمضان بوقتِ سحر ۴۰ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا۔

## علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی شہادت کا واقعہ

جلاء العیونؔ ج۱، ص ۳۰۵ پر علامہ مجلسیؒ نے تحریر کیا ہیکہ علیؑ ابنِ ابیطالبؑ جب وصیّت سے فارغ ہوئے پھر مشغولِ عبادت ہوئے اور ہر لحظہ رکوع وسجود وتضرع کرتے تھے اور ہر ساعت گھر سے باہر جاتے تھے اور اطراف آسمان پر نظر فرماتے تھے اور ستاروں کی طرف دیکھکر کہتے تھے قسم بخدا مَیں نے دروغ جنابِ رسولِ خداؐ سے نہیں سُنا یہ وہ رات ہے جس کا مجھسے وعدہ دیا ہے پس پھر جائے نماز پر تشریف لاتے اور فرماتے تھے

''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِی الْمَوْتُ خداوندا میرے لیئے موت کو مبارک کر اور کہتے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـا لِلّٰہِ رَاجِعُوْن. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ الْعَلِی الْعَظِیْم اور درود بکثرت محمدؐ وآلِ محمدؐ پر بھیجتے اور استغفار بے شمار کہتے تھے۔ اُمّ کلثومؑ نے کہا۔ جب اس شب مَیں نے خلق و

اضطراب اپنے پدرِ بزرگوار کا مشاہدہ کیا مجھے نیند نہ آئی۔مَیں نے کہا اے پدرِ بزرگوار آپ کیوں نہیں سوتے۔ جنابِ امیرؑ نے کہا اے دختر مَیں نے بہت بڑے بڑے شجاعوں سے جنگ کی اور بڑے بڑے امور ہولناک درپیش ہوئے۔مگر کچھ ترس و بیم مجھے نہ ہوا لیکن آج کی رات اس کی بارگاہ میں جانا ہے۔جب یہ خبر سُنی اُمّ کلثومؑ بہت روئیں۔

جب وقتِ نماز قریب ہوا۔حضرت اُٹھے تجدید وضو کر کے مسجد تشریف لے چلے جب صحنِ خانہ میں پہونچے وہ مرغابیاں جو حُسینؑ کے تحفے میں آئی تھیں درہ روک کر اور پروں کو کھولکر چلّانے لگیں۔آپ نے فرمایا۔اے دختر اِن کو مرغابیوں کو آزاد کر دینا تا کہ زمین پر چل پھر کر اپنا پیٹ بھر لیں۔جب آپ دروازے پر پہنچے چاہا کہ دروازہ کھولیں زنجیر دروازے کی کمر بند میں لپٹ گئی۔حضرتؑ نے فرمایا۔یہ سب نشانیاں مرگ کی ہیں۔قبل اسکے کہ جنابِ امیرؑ مسجد میں پہنچیں امامِ حَسنؑ اپنے پدرِ بزرگوار تک پہنچ گئے۔آپ نے فرمایا مَیں نے خواب دیکھا ہے یہ خواب اس پر دلالت کرتا ہے کہ تمہارا باپ شہید ہوگا۔اور کوئی گھر ملّہ و مدینہ کا باقی نہ رہیگا مگر یہ کہ اندوہ و مصیبت اس میں داخل ہو۔امام حَسنؑ نے کہا اے پدرِ بزرگوار مَیں چاہتا ہوں آپ کے ہمراہ چلوں۔حضرتؑ نے فرمایا مَیں تم کو قسم دیتا ہوں کہ گھر پھر جاؤ۔یہ سُن کر امامِ حَسنؑ محزون و غمگیں زار و قطار روتے ہوئے اُمّ کلثومؑ کے ہمراہ بیٹھے۔

جنابِ امیرؑ مسجد میں داخل ہوئے حضرتؑ نے چند رکعتیں نماز ادا فرمائی تھوڑی دیر مصروفِ تعقیبات رہے اسکے بعد سقت مسجد پر تشریف لا کر اذان کہی۔جب حضرتؑ اذان دیتے تھے کوئی گھر کوفہ کا ایسا نہ تھا مگر یہ کہ سب آواز حضرتؑ کی سُنتے تھے۔ابنِ ملجم تمام رات جاگتا رہا۔اور اس امرِ عظیم میں جس کا اِرادہ کیا تھا متفکر تھا۔قطامہ ملعونہ اسکے پاس آئی اور کہتی تھی اُٹھ اور علیؑ کو قتل کر پھر اپنی مراد آ کر مجھ سے حاصل کر حضرتؑ نے

بعدازاں مسجد میں سونے والوں کو جگایا۔ یہاں تک کہ ابنِ ملجم ملعون کے پاس پہنچے دیکھا وہ ملعون اوندھا پڑا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اُٹھ اور اس طرح نہ سو کے یہ خواب شیطان ہے بلکہ داہنی کروٹ سو کہ یہ خوابِ مومنین ہے اور چت سونا خوابِ پیغمبراں ہے اس کے بعد حضرتؑ نے کہا جو قصد تو نے دل میں کیا ہے نزدیک ہے کہ اس سبب سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہوجائے۔ اور سب پہاڑ سرنگوں میں جائیں اور اگر مَیں چاہوں بتا سکتا ہوں کہ جامہ کے نیچے تیرے پاس کیا ہے۔ یہ فرما کر حضرتؑ محراب میں تشریف لائے اور مشغولِ نماز ہوئے۔ اور رکوع وسجود کی اسطرح حضرتؑ کی عادت تھی بہت طول دیا۔ اس وقت ابنِ ملجم ملعون آیا اور قریب اک ستون کے جہاں حضرتؑ نماز پڑھ رہے تھے کھڑا ہوا۔ حضرتؑ نے جب سر سجدۂ اوّل سے اُٹھایا اس ملعون نے ایک ضربت سرِ اقدس پر لگائی۔ اور وہ ضربت اس جگہ لگی جہاں عمرو بن عبدود کی ضربت پڑی تھی اور پیشانی تک سرِ مبارک شگافتہ ہوگیا اور حضرتؑ نے فرمایا ''**فزت برب الکعبه**'' مَیں فائز ورستگار حق پروردگار رہوا۔

جب اہلِ مسجد نے صدائے حضرتؑ سُنی سب کے سب جانبِ محراب دوڑے چونکہ شمشیر زہر آلود تھی زہر بدن میں سرایت کرگیا۔ اس وقت خروش آسمانوں کے فرشتوں سے بلند ہوا۔ آندھی سیاہ آئی۔ جبرئیلؑ نے درمیان آسمان وزمین آواد دی ''بخدا سوگند ارکانِ رایت درہم وبرہم ہوا ستارۂ علم ونبوت تاریک ہوا۔ عروۃ الوثقیٰ شکستہ ہوا۔ پسرِ عمِ مصطفیٰؐ اوروصیِ برگزیدہ مجتبیٰ قتل ہوا سیّدالاوصیا علیؑ مرتضیٰ شہید ہوا۔

امیرالمومنینؑ نے اس شخص سے پوچھا جو ابنِ ملجم کو پکڑ لائے تھے۔ پوچھا اس دشمنِ خدا کو کہاں پایا۔ اس نے جواب دیا۔ اے مولاؑ آج رات مَیں اپنے گھر میں اپنی زوجہ کے ہمراہ سورہا تھا میری زوجہ جاگ رہی تھی۔ جب صدائے قتل امیرالمومنینؑ اس

نے زمین و آسمان سے سُنی مجھے جگایا اور کہا۔ تو سو رہا ہے۔ حالانکہ تیرے امام علیؑ ابنِ ابیطالبؑ شہید ہو گئے۔ ناگاہ مَیں نے بھی صدائے عظیم سُنی کوئی کہتا ہے **قتــــــقتــــــلُ امیــر الـمـؤمـنیـن** ۔ یہ سُن کر اپنی تلوار مَیں نے نیام سے نکالی اور دروازہ کھولکر بدحواس اور سراسیمہ دوڑا۔ اثنائے راہ میں مَیں نے دیکھا یہ ملعون بھاگا جاتا ہے اور داہنے بائیں دیکھتا ہے گویا اسے راہ نہیں ملتی مَیں نے کہا وائے ہو تجھپر کیوں اس قدر سرگرداں ہے تو کون ہے اور کہاں کا ارادہ ہے اس نے اپنا نام نہ بتایا بلکہ دوسرا نام لیا۔ مَیں نے کہا کہاں سے آتا ہے۔ کہا اپنے گھر سے۔ اس وقت کہاں جاتا ہے۔؟ کہا! محلّہ حیرہ میں جاتا ہوں۔ مَیں نے کہا نمازِ صبح امیر المومنینؑ کے ہمراہ کیوں نہ پڑھی۔ اس نے کہا اس خوف سے کہ میرا کام ملتوی نہ ہو جائے۔ مَیں نے کہا ایک آواز مَیں نے سُنی ہے کہ امیر المومنینؑ قتل ہوئے کیا تجھے معلوم ہے۔ اس نے کہا مجھے خبر نہیں۔ مَیں نے کہا تو کیوں نہیں ٹھہرتا۔ اس نے کہا مَیں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔ مَیں نے کہا اے ملعون کونسا ایسا کام ہے جو احوالِ امیرؑ المومناں سے زیادہ ضروری ہے۔ اس وقت مجھے غصّہ آ گیا اور اپنی شمشیر سے مَیں نے اس پر حملہ کیا۔ ناگاہ ہوا کے جھونکے سے اسکی تلوار کی چمک عبا کے نیچے سے ظاہر ہوئی۔ پوچھا یہ شمشیر برہنہ کیسی۔؟ معلوم ہوتا ہے تو ہی قاتلِ امیر المومنینؑ ہے اس نے انکار کرنا چاہا لیکن خدا نے اس کی زبان پر جاری کیا ہاں مَیں نے شمشیر ماری۔ اس نے بھی مجھ پر تلوار ماری مَیں نے اسکا وار روک کر اس کو زمین پر دے مارا اتنے میں لوگ پہنچ گئے یہانتک کہ مَیں نے اس کو پکڑ لیا اور باندھکر آپکی خدمت میں لایا۔ امامِ حسنؑ نے فرمایا حمد و پاس اس خدا کو ضرور ہے جس نے دوستِ خدا کی یاری فرمائی اور دشمنِ خدا کو مخذول کیا۔

# علیؑ ابنِ ابیطالب کے دفن کے حالات

تذکرۃ الاطہار شیخ مفیدؒ علیہ الرحمہ صفحہ ۲۶ پر روایت ہے کہ امیر المومنینؑ کے غلام نے بتایا کہ امیر المومنینؑ نے جنابِ حسنؑ و حُسینؑ کو آخری وصیت کی کہ میری وفات کے بعد مجھے تابوت میں رکھکر گھر سے اِس طرح لے چلنا کہ تابوت کے پچھلے حصّے کو خود اُٹھانا اور اگلا حصّہ تمہیں اُٹھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی، خود بخود اُٹھیگا۔ پھر مجھے غرّیین (نجفِ اشرف) میں لے جانا وہاں تمہیں ایک سفید رنگ کا چمکتا ہوا پتھر نظر آئے گا اُسی جگہ قبر کھودنا تو تمہیں ایک تختی ملے گی۔تم مجھے وہیں دفن کر دینا۔امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ ہم صرف گنگناہٹ اور سرسراہٹ کی آوازیں سُن رہے تھے (اگلی طرف کو فرشتوں اور نظر نہ آنے والی مخلوق نے اُٹھا رکھا تھا) یہاں تک کہ ہم مقامِ غرّیین میں پہنچے تو وہاں ہم نے ایک سفید چمکتا ہوا نورانی پتھر دیکھا اس جگہ کو کھودا تو وہاں ایک لکڑی کی تختی ملی جس پر تحریر تھا۔ ''یہ وہ ہے جسے نوحؑ نے علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کیلئے ذخیرہ کیا ہے۔'' (تیار شدہ قبر ملی چنانچہ ہم نے آپ کو وہاں دفن کیا۔ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہاں امیر المومنینؑ کی اِس عزّت و منزلت کو دیکھ کر سکون وراحت میسّر ہوئی پھر ہم پلٹے تو ہمیں شیعوں کا گروہ ملا جو نمازِ جنازہ میں شرکت نہ کر سکا تھا ہم نے جب اُنہیں دفن کی کیفیت سُنائی تو اُنہوں نے خواہش کی کہ اِس معاملے کو ہم بھی اپنی آنکھوں سے دیدار کریں گے۔ہم نے بتایا کہ امیر المومنینؑ کی وصیّت کے مطابق قبر کا نشان مٹا دیا گیا ہے لیکن وہ لوگ اِس کے باوجود گئے اور جب واپس پلٹے تو کہنے لگے کہ ہم نے کافی تلاش کیا لیکن ہمیں کوئی نشان نہیں ملا۔)

محمدؐ بن زکریا سے روایت ہے کہ ایک دن ہارون رشید شکار کی تلاش میں کوفہ

سے نکلا اور غرّ یین کی طرف جا نکلا وہاں ہرن نظر پڑی، اُس نے عقاب اور شکاری کتّے چھوڑے۔ اِن ہرنوں نے ایک ٹیلے کی پناہ لی اور اُس پر جا کر رُک گئے تو عقاب اور شکاری کتّے واپس آ گئے۔ دوبارہ وہ ہرن نیچے اُترے تو عقاب اور شکاری کُتّے جھپٹے۔ ہرن دوبارہ اُس ٹیلے کی طرف پلٹ گئے۔ ہارون رشید کو یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی ہارون نے کہا جلد ہی جاؤ اور جو کوئی تمہیں ملے اُسے میرے پاس لاؤ۔ اُنہوں نے بنی اسد کے ایک بزرگ شخص کو اُس کے پاس لائے تو ہارون نے کہا مجھے اِس ٹیلے کے بارے میں بتلاؤ۔ اُس نے اپنی جان کی امان مانگی پھر اُس نے کہا مجھے میرے آباء واجداد سے معلوم ہوا ہے کہ اِ ٹیلے پر علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کی قبرِ مبارک ہے۔

ایک اور روایت میں علاّمہ مجلسیؒ حق الیقین ص ۱۸۰ پر فرماتے ہیں معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے امام حَسنؑ اور امام حُسینؑ سے وصیّت فرمائی کہ جب میری وفات ہو اور میرے غسل وکفن سے فارغ ہونا تو میرے جنازے کو پائینتی سے اُٹھانا۔ سرہانے ہاتھ نہ لگانا کیونکہ اس طرف سے ملائکہ اُٹھائیں گے۔ اور جس مقام پر کہ جنازہ سرہانے کی جانب سے زمین پر جھکے پائینتی کو بھی زمین پر رکھ دینا۔ پھر قبلہ کی طرف ایک بیلچہ مارنا۔ وہاں ایک قبر ظاہر ہو گی جِسے میرے پدر نوحؑ نے میرے لئیے اپنے سینے کے قریب بنائی ہے۔ شہزادوں نے حسبِ وصیّت ایسا ہی کیا۔ ایک لوح برآمد ہوئی جس پر سریانی خط اور زبان میں لکھا تھا۔ **بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم** یہ قبر ہے جس کو نوحؑ پیغمبر نے وصیِ محمد مصطفٰے صلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم یعنی علی علیہ السلام کے لئیے طوفان سے سات سو سال قبل بنا رکھی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے قاتل کی حالت

ارحج المطالب ص ۳۲۶ عبیداللہ امر تسری میں ابنِ وفا کا بیان ہے کہ مَیں نے مقامِ ابراہیم پر ایک مجمع دیکھا پوچھا یہ مجمع کیسا ہے تو لوگوں نے کہا کہ ایک راہب مسلمان ہو گیا ہے اور ایک عجیب بات بیان کرتا ہے۔مَیں اسے دیکھنے کے لئیے گیا مَیں نے دیکھا کہ ایک ضعیف العمر قوی الحبشہ ایک کملی اوڑھے اور ٹوپی پہنے مقامِ ابراہیم کے پاس بیٹھا ہوا ہے اس کی باتیں سب لوگ بڑے غور سے سُن رہے ہیں۔اس نے بیان کیا کہ مَیں ایک دن اپنے گرجا میں بیٹھا ہوا تھا مَیں نے دیکھا کہ بڑی چیل کے مانند ایک پرندہ دریا کے کنارے ایک پتھر پر آکر بیٹھا۔اس کے بعد اس نے قئے کی اس کے مُنھ سے آدمی کے بدن کا چوتھائی حصّہ نکلا پھر وہ پرندہ اُڑ گیا۔پھر دوبارہ آیا اور اسی جگہ بیٹھ کر پھر قئے کی اسی طرح اس نے چار مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ آدمی کے بدن کا ٹکڑا اس کے مُنہ سے نکلتا تھا جب چوتھی مرتبہ قئے کی تو وہ چاروں ٹکڑے آپس میں مِل گئے اور ایک مکمّل آدمی بن گیا۔وہ طایئر پھر آیا اور اس آدمی پر جھپٹا اور اس کا چوتھائی حصّہ اُڑا لے گیا اسی طرح وہ چار مرتبہ آیا اور اس آدمی کو اُڑا لے گیا۔مجھے بہت فکر ہوئی کہ اس کا سبب کیا ہے دوسرے دن پھر وہ طایئر آیا اور وہی منظر پیش کیا جو پہلے دن میری آنکھوں نے دیکھا تھا۔دوسرے دن جب وہ آدمی مکمّل ہو گیا تو مَیں اس کے پاس گیا اور اس آدمی سے پوچھا کہ تو کون ہے۔؟ وہ خاموش رہا جب مَیں نے اصرار کیا تو اس نے کہا مَیں ابنِ ملجم ہوں۔خدا نے اسی طایئر کو میرے اوپر معیّن کیا ہے کہ میرے ساتھ ہر روز وہ یہی کرتا رہے۔اس کے بعد مَیں اپنے گرجا سے نکلا اور علیؑ ابنِ ابیطالبؑ کے حالات دریافت کرنے کے بعد مسلمان ہو گیا۔

(ارحج المطالب ص ۳۲۶، خوارزمی)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# مصادر

| | | | |
|---|---|---|---|
| قرآنِ حکیم | - | احسن العقائد | سرکار علامہ حلیؒ |
| تفسیر امام حسن عسکریؑ (آثارِ حیدری) | محمد شریف صاحب قبلہ | غدیر خم اور خطبہ غدیر | آیت اللہ علامہ سید ابن حسن نجفی |
| نہج البلاغہ | علامہ سید رضیؒ | مشکل کشاء | صائم چشتیؒ |
| نہج الاسرار | سید العلماء غلام حسین رضا آقا | نفسِ رسول (سوانح عمری حضرت علی) | آیت اللہ سید علی حیدر |
| ابوطالبؑ مومنِ قریش | آیت اللہ شیخ عبداللہ الخنیز ی | سیرت امام علیؑ | ہاشم معروف الحسن |
| معجزاتِ آلِ محمدؐ | آیۃ اللہ سید ہاشم بحرانی | سیرتِ امیر المومنین | ادیب اعظم ظفر حسن امروہوی |
| غایۃ المرام | آیۃ اللہ سید ہاشم بحرانی | دمعۃ الساکبہ | آقائے محمد باقر دشتی |
| احقاق الحق | قاضی نور اللہ شوستریؒ | عیون الاخبار الرضا | شیخ بابویہ قمی |
| تذکرۃ الاطہار | شیخ مفیدؒ | امام علیؑ ولادت سے شہادت تک | آیت اللہ سید محمد کاظم قزوینی |
| امالی شیخ مفیدؒ | شیخ مفیدؒ | الوامع النورانیہ | آیت اللہ سید ہاشم بحرانی |
| امالی شیخ صدوقؒ | شیخ صدوقؒ | عبقات الانوار | علامہ میر حامد حسین ہندی |
| امالی طوسیؒ | شیخ طوسیؒ | فضائلِ حضرت علی اور دلچسپ حکایات | ابن بابویہ الزاری |
| انوارِ امامت | حضرت مقدس اردبیلیؒ | فضائلِ علیؑ بزبانِ نبیؐ | حجۃ الاسلام ریاض حسین جعفری |
| مناقبِ ابن شہر آشوب | علامہ شہر آشوب مازندرانی | غرر الحکم | سید حسین شیخ اسلامی |
| مجموعۃ الفضائل | علامہ شہر آشوب مازندرانی | خصائصِ امیر المومنینؑ | امام نسائی |
| تذکرۃ الخواص | علامہ سبط ابن جوزی | امتیازاتِ علوی | امام نسائی |
| مائۃ منقبۃ | ابن شاذان | علیؑ مظہرِ کبریا | فضل اللہ کمپانی |
| مشارق انوار الیقین | حافظ رجب البرسی | علیؑ صراطِ مستقیم | - |
| ارجح المطالب | علامہ عبیداللہ امرتسری | حیات القلوب | علامہ مجلسی علیہ الرحمہ |
| صواعق محرقہ | ابن حجر مکی | جلاء العیون | علامہ مجلسی علیہ الرحمہ |
| ینابیع المودۃ | شیخ سلیمان قندوزی بلخی | حق الیقین | علامہ مجلسی علیہ الرحمہ |
| مناقب خوارزمی | الموفق بن احمد الحنفی | روح الحیات | علامہ مجلسی علیہ الرحمہ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| اسرارِمعراج | علامہ مجلسی علیہ الرحمہ | تجلّیاتِ ولایت | حجۃ الاسلام سید محمد نجفی |
| اُصولِ کافی | شیخ یعقوب کلینیؒ | علیؑ علیؑ | محمد وصی خاں |
| احتجاجِ طبرسی | علامہ طبرسیؒ | علیؑ اور کعبہ | مولانا سید آغا مہدی قبلہ لکھنوی |
| البلاغ المبین | جسٹس آغا سلطان مرزا | عیون المعجزات | مولانا سید شریف صاحب قبلہ |
| سراج المبین | علامہ سید فوق بلگرامی | معجزاتِ چہاردہ معصومینؑ | مولانا شوکت حسین سندرالوی |
| لیالیُ الاخبار | شیخ محمد نبی توسرکانی | شیرِ خدا کے معجزات | پروفیسر ایس۔عابد |
| کوکبِ درّی | سید محمد صالح کشفی (حنفی) | تفسیرِ قرآن | فرمان علی |
| چودہ ستارے | علامہ نجم الحسن کراروی | تفسیرِ قرآن | ادیب اعظم ظفر حسن امروہوی |
| خصائصِ امیرالمومنینؑ | علامہ سید رضی علیہ الرحمہ | تفسیرِ قرآن (ضمیمہ) | مقبول احمد |
| علی فی القرآن | آیت اللہ سید صادق شیرازیؒ | تفسیرِ انوار النجف | حسین بخش جاڑا |
| مناقبِ اہلبیتؑ | آیت اللہ سید احمد مستنبط | مدارج النبوۃ | شیخ عبدالحق محدث دہلوی |
| اخلاقِ آئمہؑ | ادیب اعظم ظفر حسن امروہوی | انتخابِ طبری | مولانا ابنِ جریر طبری |
| محبتِ اہلبیتؑ | مولانا غلام حسین عدیل | کتاب سلیم بن قیس | سلیم بن قیس ہلالی |
| تہذیب المتین فی تاریخ امیرالمومنین | مولوی سید مظہر حسن صاحب سہارن پوری | احسن الحدیث | علامہ طالب جوہری |
| فرائد السمطین | الجوینی (حنفی) | الامامت والسیاست | مولانا محمد عبداللہ بن مسلم دینوری (حنفی) |
| سیرتِ معصومینؑ | آقائے شیخ عباس قمی | اسنی المطالب | محمد بن محمد شافعی |
| علی العظیم | سید سعادت حسین نقوی | فضائل امیرالمومنینؑ | حجۃ الاسلام علی رضا صابر یزدی |
| بحرالفضائل | فضل عباس محمد | حالاتِ زندگی اصحاب امیرالمومنین | علامہ ضمیر اختر نقوی |
| الغدیر | علامہ امینی | اقوالِ معصومینؑ | قمر علی عباس بخاری |
| صحیفۂ معرفت | سید اشتیاق حسین نقوی | | |


ناظرین سے گذارش کی جاتی ہے کہ کتابت میں یا طباعت میں کوئی غلطی یا خامی سہواً رہ گئی ہو تو درگذر فرمائیں اور ہمیں مطلع کریں تاکہ آئندہ اِس کا ازالہ ہوسکے۔ (مؤلف)